وفاق المدارس العربیہ پاکستان

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے خاصہ للبنین

سال اول کے پاسٹ پیپرز

اہل سنت بورڈز پاکستان کا واٹس ایپ چینل جوائن کرنے کے لیے کلک کریں۔

اہل سنت بورڈز پاکستان

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو اپنے جملہ محسنین کی طرف خصوصاً محسنِ انسانیت سرورِ دوعالم **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے طفیل بندہ کو ایمان کی دولت اور علم کی روشنی حاصل ہوئی۔ نیز اپنے والدین مرحومین اور اپنے اساتذہ کرام دامت برکاتہم العالیہ خصوصاً حضرت اقدس مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی نوراللہ مرقدہ، خلیفہ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے فیضِ عالم اور بے پایاں شفقت کے نتیجہ میں بندہ اس قابل ہوا کہ شائقین علومِ نبویہ کی خدمت میں یہ حقیر سا ہدیہ پیش کر سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف سے محسنِ انسانیت **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ اور جملہ محسنین کو بہتر سے بہتر جزاء عطاء فرمائے۔ اور اس تالیف کو قبول فرما کر ان تمام حضرات کی ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

العبد محمد یٰسین شاکر

ضروری انتباہ

چونکہ اس سے قبل درجہ خاصہ سال اول بنین (درجہ ثالثہ) کا امتحان وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت نہیں ہوتا تھا اس لیے اس درجے کے سوالیہ پرچے بھی موجود نہیں ہیں، البتہ طلبہ کی سہولت کے پیش نظر درجہ ثالثہ کی جو کتب درس نظامی شعبہ بنات کے نصاب میں شامل ہیں ان کتب کا حل درجات بنات کے پرچہ جات سے کاپی کر کے طبع کرا دیا گیا ہے۔

درجہ ثالثہ کے پہلے پرچے کے تحت آخری دس پاروں (ماسوائے عمّ) کی تفسیر کے ساتھ ریاض الصالحین بھی شامل نصاب ہے اور اس سے قبل یہ دونوں ایک ہی پرچے کے عنوان سے موجود نہ تھیں، لہٰذا اولاً تفسیر اور پھر حدیث کے عنوان سے مکمل تین تین سوال پہلے پرچے میں شامل کر دیے گئے ہیں۔

0313 6357913 maktabazakariyam...@gmail.com

دوسرے پرچے کے تحت مختصر القدوری اور تیسرے پرچے کے تحت اصول الشاشی کا حل بھی بنات کے نصاب سے لے کر پیش کر دیا گیا ہے۔ آخری تین پرچے (کافیہ، شرح تہذیب، نفحۃ العرب و معلم الانشاء) بنات کے نصاب میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے ان کے سوالیہ پرچے میسر نہیں ہو سکے۔ البتہ ان تین پرچوں کے ۱۴۴۵ھ کے سوالات کتاب کے آخر میں شامل کر دیے گئے ہیں۔ والسلام

الورقة الاولٰی: فی التفسیر و الحدیث

﴿الورقة الاولٰی: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٢٨ھ

الشق الاوّل..... الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِیْۤ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۝ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَیَوْمَىٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (پ۲۱۔روم:۱تا۶)

آیات کا ترجمہ کریں، آیات کا شانِ نزول وتفسیر تحریر کریں، **بضع سنین** کی لغوی تحقیق کریں نیز **"للّٰہ الامر من قبل ومن بعد، لایخلف اللّٰہ وعدہ ولکن اکثر الناس لایعلمون** کی ترکیب کریں۔ **ادنی الارض** سے کیا مراد ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چھ امور توجہ طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا شانِ نزول (۳) آیات کی تفسیر (۴) **بضع سنین** کی لغوی تحقیق (۵) **للّٰہ الامر الخ** کی ترکیب (۶) **ادنی الارض** کی مراد

جواب..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ **"اللّٰہ اعلم بمرادہ"** رومی مغلوب ہوگئے قریب کے مُلک میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برسوں میں اللہ ہی کے اختیار میں ہے سب کام پہلے بھی اور بعد میں بھی اور اس دن خوش ہوں گے مسلمان اللہ کی نصرت سے وہ اللہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ غالب ہے نہایت رحم والا ہے یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

❷ آیات کا شانِ نزول:۔ نبوت کے پانچویں سال بصری اور اذرعات کے درمیان ایرانیوں نے رومیوں کو ایک مہلک شکست دی اور قیصر نے ہرقل شاہ روم کو قسطنطنیہ تک بھگا دیا یہ خبر سن کر کفارِ مکہ نے مسلمانوں پر آوازے کسے کہ جس طرح ہمارے بھائی یعنی مجوسیوں نے تمہارے بھائیوں یعنی اہلِ کتاب کو ہرا دیا ہے اسی طرح ہم بھی تم کو مٹا دیں گے (اہلِ کتاب کو مسلمانوں کا بھائی کہنا چند احکام کے اندر مشابہت کی وجہ سے تھا) اس پر مسلمانوں کو بہت دُکھ ہوا اور بہت پریشان ہوئے جس پر اللہ نے یہ آیات نازل فرمائیں، جن کا خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ عنقریب رومی یعنی اہلِ کتاب اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے غالب آنے والے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو کہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، چنانچہ اسی طرح ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے۔

❸ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں نو سال کے اندر اندر رومیوں کی عظیم الشان فتح کی پیشین گوئی ہے اور یہ قرآن کریم کے کلامِ الٰہی ہونے کی بڑی محکم دلیل ہے اور یہ شکست اذرعات اور بصریٰ کے درمیان ملک شام میں واقع ہوئی جو عرب کے بالکل قریب ہے اور رومی ایرانیوں پر عنقریب فتح یاب ہوں گے چنانچہ نو سال کے اندر اندر رومیوں کو ایرانیوں پر بڑی بھاری فتح ہوئی اور بات دراصل یہ ہے کہ رومیوں کی شکست اور ان کی فتح یہ سب اللہ کے اختیار میں ہے اور جب رومیوں کو فتح ہوگی تو مسلمان اس سے بہت زیادہ خوش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اپنی مدد سے نوازے وہ غالب ہے مہربان ہے۔

❹ **بضع سنین** کی لغوی تحقیق:۔ تین سے لیکر نو تک لفظ **بضع** بولا جاتا ہے اور **سنین**، **سنۃ** کی جمع ہے بمعنی سال۔

❺ **للّٰہ الامر الخ** کی ترکیب:۔ **للّٰہ** لام حرف جار لفظ **اللّٰہ** مجرور **ثابت** کے متعلق ہے، **ثابت** اسم فاعل **ھو** ضمیر اس کا فاعل، **من قبل ومن بعد** کی تقدیری عبارت ہے **من قبل کل شیئ و من بعد کل شیئ**، **کل شیئ** مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ **قبل** کا اور اسی طرح **بعد** کا مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہوئے **من** حرف جار کے، جار مجرور ملکر متعلق ہوا **ثابت** کا، **ثابت** اسم فاعل اپنے فاعل اور تینوں متعلقات سے ملکر خبر مقدم، **الامر** مبتداء مؤخر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

لایخلف فعل **اللّٰہ** فاعل **وعدہ** مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہٖ، فعل فاعل مفعول بہٖ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ،

واؤ عاطفہ **لکنّ** حرف مشبہ بالفعل **اکثر** اسم تفضیل مضاف **الناس** مضاف الیہ فاعل، اکثر اسم تفضیل مضاف اپنے مضاف الیہ فاعل سے ملکر اسم ہوا **لکنّ** کا **لایعلمون** فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر **لکنّ** کی خبر، **لکنّ** اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

⑥ ادنی الارض کی مراد:۔ اس کی تفسیر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، بعض کہتے ہیں کہ عرب کے قریب کی زمین اطراف شام اذرعات، بصریٰ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اردن اور فلسطین مراد ہے۔ مجاہدؒ کہتے ہیں کہ ارض جزیرہ مراد ہے۔

الشق الثانی ..... اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾ (پ۲۲۔فاطر:۲۷)

آیات مذکورہ کا سلیس ترجمہ تحریر کریں، مختصر تفسیر بھی تحریر کریں، خط کشیدہ الفاظ کی صرفی اور لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... **① آیات کا ترجمہ:۔** کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی آسمان سے پانی اُتارتا ہے پھر ہم اس پانی کے ذریعے مختلف رنگوں کے پھل نکالتے ہیں اور پہاڑوں میں سے حصے ہیں سفید اور سرخ جن کے رنگ مختلف ہیں اور بعض سخت سیاہ ہیں۔

② آیات کی تفسیر:۔ اے مخاطب کیا تو نے اللہ کی قدرت میں غور نہیں کیا کہ وہ اپنی قدرتِ کاملہ سے بادلوں میں سے پانی برسا کر اسکے ذریعے زمین سے مختلف رنگوں کے پھل پیدا کرتا ہے اور اسکی قدرتِ کاملہ سے پہاڑوں میں بھی مختلف رنگوں کے سفید اور سرخ اور کالے سیاہ حصے ہوتے ہیں۔ الغرض ان آیات میں آپ ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے کہ جس طرح نباتات، حیوانات اور جمادات کے مختلف رنگ ہیں حالانکہ ایک ہی زمین ہے، ایک ہی پانی ہے، ایک ہی آب وہوا ہے لہٰذا جس طرح یہ سب کچھ مختلف ہے اسی طرح انسان بھی مختلف ہیں۔ بعض مؤمن، بعض منافق، بعض کافر، بعض نیک، بعض بدکار وغیرہ لہٰذا آپ ﷺ ان کے اختلافات کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔

③ خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "**الجبال**" **جبل** کی جمع ہے بمعنی پہاڑ۔ "**جُدَد**" **جُدّة** کی جمع ہے بمعنی علامت اور طریقہ۔

"**بِيْضٌ**" یہ صفت مشبہ **ابیض** کی جمع ہے بمعنی سفید۔ "**حُمْرٌ**" یہ صفت مشبہ **احمر** کی جمع ہے بمعنی سرخ۔

"**غرابیب سود**" اصل میں **سود غرابیب** تھا اس میں قلب ہوا، **سود** جمع ہے **اسود** کی بمعنی سیاہ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۸ھ

الشق الاوّل ..... مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

آیات مذکورہ کا سلیس ترجمہ تحریر کریں، شانِ نزول بیان کریں، خط کشیدہ لفظ کی لغوی تحقیق کریں۔ (پ۲۲۔احزاب:۴۰)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) آیت کا شانِ نزول (۳) خط کشیدہ لفظ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... **① آیت کا ترجمہ:۔** حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے بھی باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور انبیاء علیہم السلام کے خاتم (ختم کرنے والے) ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کو جاننے والا ہے۔

② آیت کا شانِ نزول:۔ جب حضور ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا تو لوگوں نے طعنہ دینا شروع کردیا کہ محمد ﷺ نے اپنے بیٹے (زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ) کی بیوی سے نکاح کرلیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ محمد ﷺ تم میں سے کسی ایک شخص کے بھی نسب میں حقیقی باپ نہیں ہیں وہ تو اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتے ہیں۔

③ خط کشیدہ لفظ کی لغوی تحقیق:۔ "**خاتم**" تاء کے فتحہ کیساتھ بمعنی مہر اور تاء کے کسرہ کے ساتھ بمعنی ختم کرنیوالا۔

الشق الثانی ..... وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اِذْ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ (پ۲۲۔یٰس:۱۳و۱۴)

آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ تحریر کریں، آیات کا مختصر پسِ منظر بیان کرکے تشریح کریں، اس قریہ اور پیغمبروں کا نام بتائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں ① آیات کا ترجمہ ② آیات کا پسِ منظر ③ آیات کی تشریح ④ قریہ وپیغمبروں کے

نام۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور آپ ﷺ ان کے لئے بستی والوں کی مثال بیان کریں جبکہ آئے ان کے پاس بھیجے ہوئے جب بھیجا ہم نے ان کی طرف دو کو تو انہوں نے ان کو جھٹلا دیا پس تقویت دی ہم نے تیسرے کے ذریعے پس کہا انہوں نے کہ ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں۔

② آیات کا پس منظر:۔ ماقبل والی آیات میں منکرینِ نبوت ورسالت کفار کا ذکر تھا۔ اس پر تنبیہ کرنے کیلئے بطورِ مثال پہلے زمانہ کے ایک قصہ کا ذکر ہے جو انطاکیہ نامی بستی میں پیش آیا کہ اس میں نصاریٰ کے عبادت خانے اور کنیسے بڑی تعداد میں موجود ہیں تو اس بستی میں پہلے دو رسول بھیجے گئے بستی والوں نے ان کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے پہلے دو رسولوں کی تائید وتقویت کیلئے تیسرے رسول کو اس میں بھیجا تو تینوں نے مل کر بستی والوں سے خطاب کیا کہ **انا الیکم مرسلون** تو اس بستی والوں نے ان کی بات نہ مانی اور ان کو منحوس قرار دیا، پیغمبروں نے پھر بھی ان کو دعوت دی۔ جب شہر کے لوگوں کی طرف سے ان پیغمبروں پر یلغار ہوئی تو وہ شخص جو پہلے سے ان پیغمبروں پر ایمان لے آیا تھا اور شہر کے کنارے پر رہتا تھا، جس کا نام حبیب نجار تھا وہ دوڑتا ہوا آیا اور اس نے ان پیغمبروں کی تائید کی اور قوم کو دعوت دی کہ ان پیغمبروں کا کہنا مانو جو تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتے اور خود راہِ راست پر ہیں۔ اور کہا کہ مجھے کیا عذر ہے کہ میں اس خدا کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور اپنا ایمان ظاہر کر دیا، قوم اس پر ٹوٹ پڑی اور ایک قول کے مطابق اسے مار مار کر شہید کر دیا۔

③ آیات کی تشریح:۔ **کمامرّ آنفا۔**

④ قریہ اور پیغمبروں کے نام:۔ جمہور مفسرین کی رائے کے مطابق قریہ سے مراد انطاکیہ نامی مشہور بستی ہے اور پیغمبروں کے نام صادق، صدوق اور شلوم اور ایک روایت کے مطابق تیسرے کا نام شمعون تھا۔

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٢٨ھ

الشق الاوّل ..... لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ (پ٢٦۔ فتح:١٨و١٩)

آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ تحریر کریں، مختصر شانِ نزول بیان کریں، خط کشیدہ الفاظ کی صرفی اور لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا شانِ نزول (۳) لغوی اور صرفی تحقیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ راضی ہوگئے مؤمنین سے جبکہ بیعت کر رہے تھے وہ آپ ﷺ سے ایک درخت کے نیچے۔ پس جان لیا اس نے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے، پس نازل کر دیا اطمینان ان پر اور جلد ہی ان کو فتح دے گا اور بہت سی غنیمتیں جن کو وہ لیں گے اور اللہ بڑا غالب حکمت والا ہے۔

② آیات کا شانِ نزول:۔ یہ آیات اصل میں اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر ایک درخت کے نیچے آپ ﷺ کے دستِ مبارک پر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جھوٹی خبر پر انکے خون کا بدلہ لینے کے لئے جہاد کی بیعت کی تھی، جس بیعت کو بیعتِ رضوان بھی کہتے ہیں۔

③ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی اور صرفی تحقیق:۔ "**یاخذون**" صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر **الاخذ** (نصر) بمعنی پکڑنا۔

"**رَضِی**" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معروف از مصدر **الرضوان** (سمع) بمعنی راضی ہونا۔

"**یبایعونك**" صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معروف از مصدر **المبایعة** (مفاعلہ) بمعنی بیعت کرنا۔

"**اثابهم**" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف از مصدر **اثابة** (افعال) بمعنی بدلہ دینا۔ "**مغانم**" مغنم کی جمع ہے بمعنی غنیمت۔

الشق الثانی ..... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ (پ٢٦۔ حجرات:٦)

مطلب خیز ترجمہ کریں، خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق کرنے کے بعد نون اعرابی گرنے کی وجہ لکھیں، آیت کا شانِ نزول بھی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) خط کشیدہ کی صرفی تحقیق (۳) نون اعرابی کے گرنے کی وجہ (۴) آیات کا شانِ نزول۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق آدمی خبر لیکر آئے تو خوب تحقیق کرلیا کرو کہ کہیں تم جا پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر صبح اپنے کئے ہوئے پر پشیمان ہو۔

② خط کشیدہ کی صرفی تحقیق:۔ "**فتبینوا**" صیغہ جمع مذکر فعل امر حاضر از مصدر تَبَیُّنٌ (تفعل) بمعنی تحقیق وتفتیش کرنا۔

"**تصیبوا**" اصل میں **تصیبون** تھا صیغہ جمع مذکر حاضر فعل مضارع معلوم از مصدر **الاصابه** (افعال) بمعنی پہنچانا۔

"**تُصْبِحُوْا**" صیغہ جمع مذکر حاضر بحث فعل مضارع معلوم فعل از افعال ناقصہ۔

③ نون اعرابی کے گرنے کی وجہ:۔ "**تبیّنوا**" چونکہ یہ فعل امر حاضر معلوم ہے اور مضارع سے حالت جزم میں نون اعرابی ساقط ہوجاتا ہے لہٰذا یہاں پر بھی نون اعرابی ساقط ہوگیا۔

"**تصیبوا**" میں اَنْ ناصبہ کی وجہ سے نون اعرابی ساقط ہوا ہے۔

"**فتصبحوا**" میں اَنْ ناصبہ کی وجہ سے بواسطہ فا عاطفہ کے نون اعرابی ساقط ہوا ہے۔

④ آیات کا شانِ نزول:۔ ولید بن عقبہ کو حضور ﷺ نے قبیلہ بنی المصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا، بنی المصطلق کے ساتھ ولید کو جاہلیت کے زمانہ سے کچھ عداوت تھی جب وہ لوگ ولید کے استقبال کے لئے نکلے تو انہوں نے اس کو آمادۂ جنگ سمجھا اور واپس آکر حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ مرتد ہوگئے اور زکوٰۃ بند کردی ہے تو آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو بھیجا کہ مخفی طور پر جا کر ان کا حال معلوم کرو، اگر ان کا اسلام ثابت ہو تو زکوٰۃ وصول کرو چنانچہ وہ گئے اور ان کو مغرب اور عشاء کی نماز پڑھتے ہوئے پایا اور ان سے زکوٰۃ وصول کر کے لائے تو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

﴿الورقة الاولٰی: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاوّل ..... يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ (پ۲۱۔لقمان:۱۷تا۱۹)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں، خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق کریں، **ان انکر الاصوات لصوت الحمیر** کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات مبارکہ کا ترجمہ (۲) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق (۳) **ان انکر الاصوات لصوت الحمیر** کی نحوی ترکیب۔

جواب ..... ① آیات مبارکہ کا ترجمہ:۔ اے بیٹے قائم رکھ نماز کو اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سے اور تحمل کر جو تجھ پر پڑے، بیشک یہ ہیں ہمت کے کام اور اپنے گال مت پھلا لوگوں کی طرف اور مت چل زمین پر اِتراتا ہوا، بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا ہوا بڑائیاں کرنے والا اور چل درمیانی چال اور نیچی کر آواز اپنی، بیشک بری سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

② خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق:۔ "**اقم**" صیغہ واحد مذکر حاضر بحث امر حاضر معلوم از مصدر اِقَامَةٌ (افعال) بمعنی قائم کرنا۔

"**الصلوٰۃ**" اسم ہے بمعنی دعاء۔ "**اِنْهَ**" صیغہ واحد مذکر حاضر بحث امر حاضر معلوم از مصدر اَلنَّهْيُ (فتح) بمعنی روکنا۔

"**اصابك**" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی معلوم از مصدر اِصَابَةٌ (افعال) بمعنی پہنچانا۔

"**اغضض**" صیغہ واحد مذکر حاضر بحث امر حاضر معلوم از مصدر غَضًّا، غَضَاضَةٌ (نصر) بمعنی نگاہ یا آواز پست کرنا۔

③ **ان انکر الاصوات لصوت الحمیر** کی نحوی ترکیب:۔ **ان** حرف مشبہ بالفعل **انکر** اسم تفضیل مضاف **الاصوات** مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر **ان** کا اسم، **لام** تاکید یہ **صوت** مضاف **الحمیر** مضاف الیہ، مضاف اور مضاف الیہ ملکر انّ کی

خبر، اِنّ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

الشق الثانی ..... يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾ (پ۲۲۔سباء:۱۳،۱۴)

آیات کا ترجمہ کریں، جس پیغمبر کا یہ واقعہ ہے ان کا نام متعین کر کے ان کی موت کا واقعہ بیان کریں، **دابۃ الارض** سے کیا مراد ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) پیغمبر کا نام اور وفات کا واقعہ (۳) **دابۃ الارض** کی مراد۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ بناتے تھے (جنات) ان کے لئے ان کی فرمائش کے مطابق بڑی بڑی عمارتیں اور مجسمے اور پیالے حوضوں جیسے اور دیگیں جمی رہنے والی، کرتے رہو اے آل داؤد (ہمارا) شکر اور تھوڑے ہی میرے بندوں میں سے شکر گزار ہیں پس جب حکم کیا ہم نے اس پر موت کا تو نہ پتہ دیا ان جنوں کو اس کی موت کا مگر گھن کے کیڑے نے جو کھا رہا تھا اس کے عصا کو پس جب وہ گر پڑا تو معلوم کیا جنوں نے اگر وہ جانتے ہوتے غیب کو تو نہ پڑے رہتے اس ذلت کے عذاب میں۔

② پیغمبر کا نام اور وفات کا واقعہ:۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ ان آیات میں مذکور ہے، جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب ہوا تو وہ ایک لاٹھی لے کر اپنی ٹھوڑی سے لگا کر تخت پر بیٹھ گئے اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے ان کی موت کا فیصلہ فرما دیا لہٰذا ان کو موت آ گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو موت بھی آ گئی اور بدستور لاٹھی سے ٹیک لگائے بیٹھے رہے، اور لاٹھی کو گھن کا کیڑا کھاتا رہا، جب ایک سال گزر گیا تو گھن کے کھانے کی وجہ سے لاٹھی ٹوٹ گئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی لاش مبارک گر پڑی، اس کے بعد تابع جنات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا علم ہوا۔

③ **دابۃ الارض** کی مراد:۔ اس سے گھن کا کیڑا یعنی دیمک مراد ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاوّل ..... اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ (پ۲۳۔صٰفّٰت:۶۲ تا ۶۵)

آیات کا ترجمہ کریں۔ **ذلك** کا مشارالیہ متعین کریں۔ **انّا جعلناها فتنة للظالمين** کی وضاحت کریں اس کے فتنہ ہونے سے کیا مراد ہے؟ خط کشیدہ جملے کا مطلب بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) **ذٰلك** کا مشارالیہ (۳) **انا جعلنا ها فتنة الخ** کی مراد (۴) خط کشیدہ جملے کا مطلب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ کیا یہ اچھی مہمانی ہے یا زقوم کا درخت؟ بیشک ہم نے اس کو ظالموں کے لئے آزمائش بنایا۔ بیشک وہ ایک درخت ہے جو اُگتا ہے دوزخ کی جڑ میں اس کا پھل گویا کہ سانپوں کے پھن ہیں۔

② **ذٰلك** کا مشارالیہ:۔ اس آیت میں **ذٰلك** کا مشارالیہ نیک لوگوں کو جنت کی نعمتوں کا ملنا ہے۔

③ **انا جعلنا ها فتنه الخ** کی مراد:۔ ہم نے زقوم کے درخت کو ان ظالموں کے لئے فتنہ بنایا ہے اس میں فتنہ سے بعض مفسرین کے نزدیک عذاب مراد ہے یعنی اس درخت کو عذاب کا ذریعہ بنا دیا ہے لیکن اکثر حضرات کا کہنا یہ ہے کہ یہاں فتنہ کا ترجمہ آزمائش اور امتحان کرنا زیادہ موزوں ہے، مطلب یہ ہے کہ ہم اس درخت کا تذکرہ کر کے امتحان لینا چاہتے ہیں کہ کون اس پر ایمان لاتا ہے اور کون اس کا مذاق اُڑاتا ہے۔ چنانچہ کفارِ عرب اس امتحان میں ناکام رہے انہوں نے عذاب سے ڈر کر ایمان لانے کی بجائے تمسخر اور استہزاء کا طریقہ اختیار کیا۔

④ خط کشیدہ جملے کا مطلب:۔ اس آیت میں زقوم کے پھل کو شیاطین کے سروں کیساتھ تشبیہ دی ہے بعض مفسرین نے یہاں شیاطین کا ترجمہ سانپوں کیساتھ کیا ہے یعنی زقوم کا پھل ایسی شکل میں ہوتا ہے جیسے سانپ کا پھن، اسلئے اسکو اردو میں ناگ پھن بھی

کہتے ہیں، لیکن اکثر مفسرین نے فرمایا یہاں شیاطین سے اسکے معلوم معنی ہی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ زقوم کا پھل اپنی بدصورتی میں شیطانوں کے سر کی مانند ہوتا ہے اور محاورہ ہے بدصورت بدشکل اشیاء کو جن بھوت کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے۔ اس آیت کا مقصد زقوم کی بدصورتی کو بیان کرنا ہے۔

الشق الثانی ..... وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۭ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ (پ۲۵۔ زخرف: ۳۱، ۳۲)

آیات کا ترجمہ تحریر کریں، مذکورہ آیات میں کفار کے جس شبہ کا جواب دیا گیا ہے وہ شبہ اور اس کا جواب وضاحت سے تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) کفار کا شبہ اور اس کا جواب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور کہتے ہیں (یہ مشرک لوگ) کہ کیوں نہیں نازل کیا گیا یہ قرآن ان دو بستیوں میں سے کسی ایک بڑے آدمی پر، کیا وہ تیرے رب کی رحمت کو بانٹتے ہیں، ہم نے بانٹ دی ہے ان میں ان کی روزی دنیا کی زندگی میں اور بلند کر دیئے درجے بعض کے بعض پر تا کہ بنائے انکا بعض بعض کو خدمتگار اور تیرے رب کی رحمت بہتر ہے ان چیزوں سے جن کو وہ جمع کرتے ہیں۔

② کفار کا شبہ اور اس کا جواب:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکینِ عرب کے ایک اعتراض کا جواب دیا ہے جو آپ ﷺ کی رسالت پر کیا کرتے تھے۔ وہ اعتراض یہ ہے کہ اگر کسی انسان ہی کو نبوت سونپنی تھی تو حضور ﷺ مالی اعتبار سے کوئی صاحبِ حیثیت نہیں ہیں یہ منصب حضور ﷺ کی بجائے مکہ اور طائف کے کسی بڑے دولت مند اور صاحبِ جاہ و منصب انسان کو کیوں نہیں دیا گیا؟

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے انکے اس اعتراض کا جواب دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تمہیں اس معاملہ میں کوئی دخل دینے کا حق ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نبوت کا منصب کس کو دے رہا ہے اور کس کو نہیں دے رہا، نبوت کی تقسیم تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے کہ کسی کو نبی بنانے سے پہلے تم سے رائے لی جائے، یہ کام کلیۃً اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہی اپنی عظیم مصلحتوں کے مطابق اس کو انجام دیتا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاوّل ..... اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَاۗءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝ (پ۲۶۔ ق: ۶ تا ۱۱)

خط کشیدہ الفاظ کی لغوی اور صرفی تحقیق کریں، ترجمہ کریں، **تبصرۃً وذکریٰ** اور **رزقا** ترکیب میں کیا واقع ہے؟ نیز بتائیں کہ **میتا، بلدۃ** کی صفت ہے یا نہیں؟ اگر صفت ہے تو مطابقت کیوں نہیں اور اگر صفت نہیں ہے تو کیا واقع ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی و صرفی تحقیق (۲) آیات کا ترجمہ (۳) **تبصرۃ وذکریٰ** اور **رزقا** کی ترکیب (۴) **میتا** کی ترکیبی تحقیق۔

جواب ..... ① الفاظِ مخطوطہ کی لغوی و صرفی تحقیق:۔ "**القینا**" صیغہ جمع متکلم ماضی معلوم از مصدر **القاء** (افعال) بمعنی ڈالنا۔

"**بنینٰھا**" صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر **بِنَایَۃٌ** (ضرب) بمعنی بنانا، تعمیر کرنا۔

"**انبتنا**" صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر **اِنْبَاتٌ** (افعال) بمعنی اُگانا۔

"**نزّلنا**" صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر **تَنْزِیْلٌ** (تفعیل) بمعنی تدریجاً اتارنا۔

② آیات کا ترجمہ:۔ کیا پس انہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ کیسے ہم نے اس کو بنایا اور اسکو مزین کیا اور نہیں ہے اس کیلئے پھٹن اور زمین کو ہم نے بچھا دیا اور ڈالے ہم نے اس کے اندر مضبوط پہاڑ اور اگائیں اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں، بصیرت اور نصیحت ہے ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی برکت والا پھر اُگایا ہم نے اسکے ذریعے سے باغ اور اناج جن کے کھیت کاٹے جاتے ہیں اور کھجوریں لمبی لمبی جن کے خوشے گتھے (گھنے) ہوئے ہوتے ہیں۔

0313 6357913 maktabatulmadinamajeed.com

روزی بندوں کے لئے اور زندہ کیا ہم نے اس سے ایک مردہ شہر کو اسی طرح ہے دوبارہ نکلنا۔

③ **تبصرةً وذکریٰ اور رزقا کی ترکیب:۔** **تبصرة وذکری** مفعول لہ ہیں یا حال ہیں **مددنها** کی **ها** ضمیر سے، **رزقًا** مفعول لہ ہے **انبتنا** فعل سے یا **رزقًا** مفعول مطلق ہے **انبتنا** فعل سے **من غیر لفظه**۔

④ **میتا کی ترکیبی تحقیق:۔** **میتا بلدة** کی صفت ہے اور صفت مشبہ کا صیغہ مذکر و مؤنث دونوں کی صفت آسکتا ہے، یا **بلدةً موضعًا** مذکر کی تاویل میں ہو کر موصوف ہے۔

الشق الثانی ..... فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚ ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ (پ ۲۶۔ محمد:۴)

خط کشیدہ الفاظ کی لغوی، صرفی ونحوی تحقیق کریں، سلیس اردو میں ترجمہ کریں، **فاما منّا بعد** سے **ذلك** تک نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی، صرفی ونحوی تحقیق (۲) آیات کا سلیس ترجمہ (۳) **فاما منا بعد** سے **ذٰلك** تک نحوی ترکیب۔

جواب ..... ① خط کشیدہ الفاظ کی لغوی، صرفی ونحوی تحقیق:۔ "**ضَرْبٌ**" یہ باب **ضَرَبَ** کا مصدر ہے بمعنی مارنا، چلنا، بیان کرنا۔

"**الرقاب**" یہ **الرقبة** کی جمع ہے جس کا معنی ہے گردن یا پس گردن۔ **فضرب الرقاب** اس کی اصل **فاضربوا الرقاب ضربًا** ہے فعل کو حذف کر دیا مفعول مطلق کو مقدم کر کے فعل محذوف کے قائمقام کر دیا اور مضاف کر دیا مفعول (**الرقاب**) کی طرف اس میں دوسرا احتمال یہ ہے کہ اصل میں **فاضربوا ضرب الرقاب** تھا۔ **ضرب الرقاب** مفعول تھا **فاضربوا** کا فعل کو حذف کر دیا **ضرب الرقاب** رہ گیا۔ "**شدّوا**" صیغہ جمع مذکر حاضر بحث فعل امر حاضر معروف از مصدر **الشدُّ** (نصر) بمعنی باندھنا۔

"**اثخنتموهم**" صیغہ جمع مذکر حاضر بحث فعل مضارع معروف از باب افعال بمعنی خونریزی میں مبالغہ کرنا۔ مجرد از مصدر **ثِخنًا وثخونة** (کرم) بمعنی موٹا ہونا، سخت ہونا۔

"**الوثاق**" یہ اسم ہے بمعنی باندھنے کی چیز جیسے رسّی وغیرہ، یہ ترکیب میں **شدّوا** کا مفعول بہ ہے۔

② آیات کا سلیس ترجمہ:۔ پس جب تم مقابل ہو ان کافروں کے تو مارو ان کی گردنیں، یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب مغلوب کر لو تو ان کی مشکیں کس لو پھر یا تو احسان کرو اس کے بعد یا تاوان لے لو یہاں تک کہ ڈال دے لڑائی اپنے ہتھیار، یہی ہے (حکم) اور اگر اللہ چاہتا تو انتقام لے لیتا ان سے لیکن تا کہ وہ آزمائے تم میں سے ایک کو دوسرے سے اور جو لوگ قتل کئے گئے اللہ کی راہ میں وہ ہرگز ضائع نہیں کرے گا ان کے عملوں کو۔

③ **فاما منا بعد سے ذٰلك تک نحوی ترکیب:۔** **امّا** حرف عطف **منا** مفعول مطلق ہے فعل محذوف **تمنون** کا **بَعْد** مفعول فیہ واؤ حرف زائدہ **امّا** حرف عطف **فداء** مفعول مطلق ہے فعل محذوف **تفدون** کا **تفدون** فعل وفاعل **حتی** حرف جار اسکے بعد **اَنْ** مقدر ہے **اَنْ** ناصبہ مصدریہ **تضع** فعل مضارع **الحرب** اس کا فاعل **اَوْزارها** مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، **تضع** فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مفرد کی تاویل میں ہو کر مجرور **حتّٰی** کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا **تفدون** کے، **تفدون** فعل اپنے فاعل مفعول مطلق اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔ **ذٰلك** یہ خبر ہے مبتدا محذوف **الامر** کی **الامر** مبتدا، **ذٰلك** خبر مبتدا، خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ **ذٰلك** مفعول بہ ہے **افعلوا** فعل محذوف کا **افعلوا** فعل امر مع فاعل **ذٰلك** مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۰ھ

الشق الاوّل ..... اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۝ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ۝

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ (زخرف:۷۹تا۸۲)

مذکورہ آیات کا ترجمہ کریں، ابتدائی آیات کا شان نزول بتائیں، **قل ان کان للرحمٰن ولد** اس آیت میں حضرات مفسرین کے اقوال ذکر کر کے راجح قول متعین کریں، آخری آیت **سبحٰن رب السمٰوات** کی آخر تک نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) ابتدائی آیات کا شانِ نزول (۳) **قل ان کان للرحمٰن ولد** میں حضرات مفسرین کے اقوال اور راجح قول کی تعیین (۴) **سبحٰن رب السمٰوات** سے آخر تک نحوی ترکیب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ کیا انہوں نے طے کر لی ہے کوئی بات تو ہم بھی طے کرنے والے ہیں کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے ان کا بھید اور ان کا مشورہ؟ کیوں نہیں اور ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ان کے پاس لکھتے رہتے ہیں کہہ دیجئے اگر ہو (خدائے) رحمان کی کوئی اولاد تو بلاشبہ میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوں، پاک ہے رب آسمانوں اور زمین کا، مالک عرش کا اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

② ابتدائی آیات کا شانِ نزول:۔ کفارِ عرب پیغمبر ﷺ کے مقابلہ میں طرح طرح کے منصوبے بناتے اور تدبیریں کرتے رہتے تھے مگر اللہ کی خفیہ تدبیر ان کے سب منصوبوں پر پانی پھیر دیتی تھی، ان ابتدائی آیتوں کے بارے میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کافروں نے ملکر مشورہ کیا کہ ہمارے تغافل (غفلت) سے اس نبی کی دعوت بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے، لہٰذا آئندہ اگر کوئی اس دین میں آئے تو اسی کے رشتہ دار اس کو مار مار کر نبی ﷺ کے دین سے ہٹا دیں اور جو اجنبی شخص شہر میں آئے اس کو پہلے سنا دو کہ اس شخص (ﷺ) کے پاس نہ بیٹھے۔ اس موقع پر آیات نازل ہوئیں کہ ہم نے بھی ان کی تدبیر کے مقابلہ میں ان کو ذلیل و رسوا کرنے اور اپنے پیغمبر ﷺ کو عروج دینے کی تدبیر کر لی ہے اور ہماری تدبیر ہی غالب رہے گی۔

③ **قل ان کان للرحمٰن ولد** میں حضرات مفسرین کے اقوال اور راجح قول کی تعیین:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حسنؒ اور سدیؒ نے کہا ہے کہ **اِنْ**، **مَا** کے معنی میں ہے یعنی **مَاکان للرحمٰن ولدٌ** یہاں پر جملہ تام ہو گیا کہ آپ کہہ دیجئے **رحمٰن** کیلئے اولاد نہیں ہے، اگلا الگ جملہ ہے **فانا اول العابدین ای موحدین** میں تو مکہ والوں میں سے پہلا موحد ہوں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ **اِنْ** شرطیہ ہے اور کلام علی سبیل الفرض والمحال ہے کہ آپ کہہ دیجئے کہ اگر **رحمٰن** کیلئے اولاد ثابت ہوتی تو سب سے پہلے میں اس اولاد کی عبادت کرتا لیکن محال ہے کہ اس کیلئے اولاد ہو یہ کلام ایسے ہے جیسے کوئی مناظرہ کرنے والا دوسرے کو کہے کہ اگر تمہارا قول ثابت ہو جائے تو میں سب سے پہلے اس کا اعتقاد رکھوں گا۔ **عابدین معتقدین** کے معنی میں ہے۔

④ **سبحٰن رب السمٰوات** سے آخر تک نحوی ترکیب:۔ **سبحٰن** مصدر مضاف **رب** مضاف الیہ مضاف **السمٰوات** معطوف علیہ واؤ حرف عطف **الارض** معطوف، معطوف علیہ و معطوف ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ حرف عطف محذوف ہے **رب العرش** مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ و معطوف ملکر **سبحٰن** مصدر کا مضاف الیہ **عن** حرف جار **مَا** موصولہ **یَصِفُوْن** فعل اس میں ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا **سبحٰن** مصدر کے، **سبحٰن** مصدر اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر مفعول مطلق ہوا فعل محذوف **اُسَبِّحُ** کا، **اُسَبِّحُ** فعل اس میں **انا** ضمیر مستتر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا۔

الشق الثانی ..... وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۗ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ (پ۲۳۔ص:۴۱تا۴۷)

مذکورہ آیات کا ترجمہ و مختصر تفسیر کریں، شانِ نزول بیان کریں، **انی مسنی الشیطان** کی بے غبار تشریح کریں۔ نیز بتائیں کہ حیلہ کرنا کب جائز ہے؟۔ **نعم العبد انه اوّاب** کی ترکیب لکھیں، **المصطفین** کونسا صیغہ ہے؟ اس میں اگر کوئی تعلیل ہوئی ہو تو تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں سات امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شانِ نزول (۴) **مسنی الشیطان** کی تشریح (۵) حیلہ کرنے کا جواز (۶) **نعم العبد انہ اوّاب** کی ترکیب (۷) **المصطفین** کا صیغہ و تعلیل۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور یاد کرو تو ہمارے بندے ایوب علیہ السلام کو جب کہ پکارا اس نے اپنے رب کو کہ بیشک پہنچائی ہے مجھ کو شیطان نے تکلیف اور عذاب (ہم نے حکم دیا کہ) زمین پر لات مارو (جس سے تمہارے لئے چشمہ نکل آئے گا) ہم نے فرمایا تمہارے نہانے اور پینے کے لئے سرد چشمہ بہہ رہا ہے (جس میں نہانے سے ان کو شفاء ہوئی) اور عطاء کئے ہم نے ان کو اہل وعیال اور اتنے ہی اور بھی اپنی مہربانی سے تاکہ عقلمندوں کیلئے یادگار رہے اور حکم دیا ہم نے کہ جھاڑو کا مٹھا ہاتھ میں لیکر مارو اور اپنی قسم میں جھوٹے نہ بنو بیشک ہم نے ایوب علیہ السلام کو صابر پایا اور وہ بڑے اچھے بندے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ اور ذکر کیجئے ہمارے بندے ابراہیم، اسحاق و یعقوب علیہم السلام کا جو بڑی قوت اور بصیرت والے تھے، بلاشبہ ہم نے چن لیا تھا ان کو ایک خاص فضیلت یعنی ذکرِ آخرت میں اور بلاشبہ وہ ہمارے نزدیک برگزیدہ نیک بندوں میں سے تھے اور ذکر کیجئے اسماعیل، یسع اور ذوالکفل علیہم السلام کا اور ہر ایک ان میں سے نیک تھا۔

② آیات کی تفسیر:۔ ابتدائی آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفارِ مکہ کی تکلیف پر صبر کرنے کا حکم ہے اور مثال حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ کو بنایا کہ جس طرح انہوں نے صبر سے کام لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی صبر کریں چنانچہ جب حضرت ایوب علیہ السلام بیمار ہوئے تو شیطان طبیب کی صورت میں ان کی بیوی کے پاس آیا اور کہا میں طبیب ہوں اور اس شرط پر علاج کرتا ہوں کہ جب ایوب علیہ السلام کو شفاء ہو جائے تو کہنا کہ میں نے شفاء دی ہے اس بات کی حضرت ایوب علیہ السلام اللہ سے شکایت کر رہے ہیں کہ اس نے مجھے دکھ دیا۔ حکم ہوا کہ زمین پر پاؤں مار، اس کے مارنے سے سرد چشمہ نمودار ہوا جس میں نہانے سے وہ تندرست ہو گئے اور ان کی مردہ اولاد زندہ ہو گئی اور بھی پیدا ہوئے۔ ایوب علیہ السلام نے قسم کھائی کہ اگر میں تندرست ہو گیا تو بیوی کو سو کوڑے ماروں گا کہ اس نے کیوں شیطان کی بات سنی، خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ تو قسم میں بھی جھوٹا نہ ہو اور بیوی بھی بے خطا ہے تیری خدمت گزار ہے لہٰذا تو جھاڑو لے جس میں سو تنکے ہوں وہ مار دو قسم پوری ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ایوب علیہ السلام کے صبر کی تعریف کر رہے ہیں کہ وہ بڑے صابر اور نیک بندے تھے۔

اُس کے بعد اللہ تعالیٰ نے چند انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ فرمایا کہ وہ ہمارے اطاعت گزار و برگزیدہ بندے تھے، وہ اپنی فکر و عملی توانائیاں اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کرتے تھے اور اُن کو خصوصی طور پر فکرِ آخرت کی نعمت سے بھی نوازا گیا تھا اور وہ ہمارے منتخب و افضل ترین لوگوں میں سے تھے۔

③ آیات کا شانِ نزول:۔ شانِ نزول کا مکمل واقعہ تفسیر کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

④ **مسنی الشیطان** کی تشریح:۔ شیطان نے مجھے رنج اور ایذاء پہنچائی ہے، بعض حضرات نے شیطان کے رنج اور ایذاء کی تفصیل یہ بیان کی ہے کہ ایوب علیہ السلام بیماری میں مبتلا ہوئے وہ شیطان کے تسلط کی وجہ سے آتی تھی اور ہوا یہ تھا کہ ایک مرتبہ فرشتوں نے حضرت ایوب علیہ السلام کی بہت تعریف کی جس پر شیطان کو سخت حسد ہوا اور اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے ان کے جسم اور مال اولاد پر ایسا تسلط عطا کیا جائے جس سے میں ان کے ساتھ جو چاہوں سو کروں، اللہ تعالیٰ کو بھی ایوب علیہ السلام کی آزمائش مقصود تھی اسلئے شیطان کو یہ حق دے دیا گیا اور اس نے آپ کو اس بیماری میں مبتلا کر دیا لیکن محقق مفسرین نے اس قصے کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ قرآن کریم کی تصریح کے مطابق انبیاء علیہم السلام پر شیطان کو تسلط حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ اس نے آپ کو بیماری میں ڈال دیا ہو، بعض حضرات نے شیطان کے رنج اور ایذاء کی یہ تشریح کی ہے کہ بیماری کی حالت میں شیطان حضرت ایوب علیہ السلام کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالا کرتا تھا اس سے آپ کو اور زیادہ تکلیف ہوتی تھی، یہاں آپ نے اسی کا ذکر فرمایا ہے۔

⑤ حیلہ کرنے کا جواز:۔ کسی نامناسب یا مکروہ بات سے بچنے کیلئے کوئی شرعی حیلہ اختیار کیا جائے تو یہ جائز ہے جیسے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ کے اندر حیلہ کیا گیا جو کہ جواز پر دلالت کرتا ہے، لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس قسم کے حیلے اس وقت جائز ہوتے ہیں جبکہ انہیں شرعی مقاصد کے ابطال کا ذریعہ نہ بنایا جائے اور اگر حیلہ کا مقصد یہ ہو کہ کسی حقدار کا حق باطل کیا جائے یا کسی صریح فعل حرام کو اس کی روح برقرار رکھتے ہوئے اپنے لئے حلال کر لیا جائے تو ایسا حیلہ بالکل ناجائز ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حیلہ اگر شرعی

تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے کیا جائے تو درست ہے ورنہ لنفسہٖ جائز نہیں۔ (معارف القرآن)

⑥ **نعم العبد انه اوّاب کی ترکیب:۔** **نعم** فعل از افعال مدح **العبد** مخصوص بالمدح فاعل **اَنَّ** حرف از حروف مشبہ بالفعل ہٗ ضمیر اس کا اسم **اوّاب** خبر، **اَنَّ** اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مفعول بہٖ **فعل مدح نعم** کا، **نعم** فعل مدح اپنے مخصوص بالمدح فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

⑦ **المصطفین کا صیغہ اور تعلیل:۔** **المصطفین** صیغہ جمع مذکر بحث اسم مفعول از باب افتعال از مصدر **الاصطفاء** بمعنی چننا۔ **مصطفین** اصل میں **مُصْتَفَوِیْنَ** تھا باب افتعال کا فاء کلمہ صاد واقع ہوا افتعال کی تاء کو طاء سے بدل دیا **مصطفوین** ہو گیا۔ واؤ چوتھی جگہ سے زائد واقع ہوئی، ماقبل کی حرکت اس کے مخالف تھی اس کو یاء سے بدل دیا تو **مُصْطَفِیِیْنَ** ہو گیا پھر یاء متحرک ماقبل مفتوح یا کو الف سے بدل دیا تو دو ساکن جمع ہوئے الف اور یاء الف کو گرا دیا **مصطفین** ہو گیا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۰ھ

الشق الاوّل ..... وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ﴿۱۴۶﴾ (پ۲۳۔ صٰفّٰت: ۱۳۹ تا ۱۴۶)

حضرت یونس علیہ السلام کا مختصر قصہ ذکر کیجئے، آیات کا ترجمہ کیجئے، آیات کی تشریح کیجئے کہ نبی کی عصمت بالکل پاک صاف رہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ (۲) آیات کا ترجمہ (۳) آیات کی تشریح۔

جواب ..... ① **حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ:۔** حضرت یونس علیہ السلام کی قوم عراق میں موصل کے مشہور مقام نینویٰ میں رہتی تھی، اللہ نے اس قوم کی ہدایت کیلئے اپنے نبی حضرت یونس علیہ السلام کو بھیجا، انہوں نے ایمان لانے سے انکار کیا حضرت یونس علیہ السلام نے بحکم الٰہی انکو تین دن کے اندر اندر عذاب آنے سے آگاہ کیا اس پر قوم یونس علیہ السلام نے آپس میں مشورہ کیا اور طے پایا کہ اگر یونس علیہ السلام رات کو ہمارے اندر رہتے ہیں تو کچھ نہیں ہوگا اور اگر کہیں چلے جائیں تو عذاب الٰہی کا یقین کر لو حضرت یونس علیہ السلام بارشادِ خداوندی اس بستی سے چلے گئے، صبح کو عذاب الٰہی کے آثار نمودار ہوئے، قوم نے حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کیا تا کہ ایمان لائیں جب حضرت یونس علیہ السلام کہیں نہ ملے تو انہوں نے خود ہی توبہ واستغفار، گریہ وزاری شروع کر دی اور میدان میں ساری قوم بمع جانوروں کے آ گئی اور خوب روئے، اللہ نے انکی توبہ قبول کر لی اور آنیوالے عذاب کو ہٹا دیا، دوسری طرف حضرت یونس علیہ السلام بستی سے باہر عذاب الٰہی کے آنے کے انتظار میں تھے کیونکہ ان کو قوم کی توبہ کا حال معلوم نہ تھا، جب عذاب ٹل گیا تو ان کو فکر لاحق ہوئی کہ مجھے جھوٹا قرار دیا جائیگا اسلئے انہوں نے بحرِ روم کی طرف رُخ کیا اور کشتی میں سوار ہو گئے جب سمندر کے درمیان میں کشتی پہنچی تو وہیں رُک گئی چنانچہ کشتی والوں نے کہا کہ ہم قرعہ ڈالتے ہیں جس کا نام نکلے گا اس کو سمندر میں پھینکا جائیگا تا کہ وزن کم ہو اور کشتی چل پڑے چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا مگر لوگوں نے سمندر میں ڈالنے سے انکار کر دیا تو پھر خود یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے کشتی سے سمندر میں ڈالدو لوگوں نے ایسا کرنے سے گریز کیا، حضرت یونس علیہ السلام نے خود ہی سمندر میں چھلانگ لگا دی، اُدھر سے اللہ کے حکم سے مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں لے لیا، آپ علیہ السلام نے **لاالٰہ الّا انت سبحانك انی کنت من الظالمین** دعا کی اللہ نے قبول فرمائی، مچھلی نے سمندر کے کنارے پر پھینک دیا، اللہ نے کدو کی بیل سائے کیلئے اور بکری دودھ کے لئے اپنی قدرت سے مقرر کر دی اس طرح حضرت یونس علیہ السلام کو اس لغزش (کوئی نقل وحرکت اللہ کی اجازت کے بغیر نہیں ہونی چاہیے تھی) پر تنبیہ ہو گئی اور قوم کو بھی پورا حال معلوم ہو گیا۔

② **آیات کا ترجمہ:۔** اور بیشک یونس علیہ السلام البتہ رسولوں میں سے تھے، جب بھاگے وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف پھر قرعہ ڈلوایا پس تھا وہ خطاوار پھر لقمہ بنا لیا اس کو مچھلی نے اور وہ الزام کھایا ہوا تھا اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے (آیت کریمہ کا ورد نہ کرتے) تو مچھلی کے پیٹ میں قیامت تک رہتے۔ پھر ڈال دیا ہم نے اُس کو چٹیل میدان میں اِس حال میں کہ وہ بیمار تھے اور اُگایا ہم نے اُس پر ایک بیل والا درخت۔

③ آیات کی تشریح:۔ حضرت یونس علیہ السلام نے جو قوم کو تین دن کے اندر عذاب آجانے سے ڈرایا تھا ظاہر یہ ہے کہ یہ اپنی رائے سے نہیں بلکہ وحیِ الٰہی سے ہوا تھا اور اس وقت قوم کو چھوڑ کر ان سے الگ ہو جانا بھی جو قدیم عادتِ انبیاء علیہم السلام ہے، ظاہر یہ ہے کہ یہ بھی بحکمِ خداوندی ہوا ہوگا یہاں تک کوئی بات لغزش کی موجبِ عتاب نہیں تھی مگر جب قوم کی سچی توبہ اور الحاح وزاری کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما کر ان سے عذاب ہٹا دیا اس وقت حضرت یونس علیہ السلام کا اپنی قوم میں واپس نہ آنا اور بقصدِ ہجرت سفر اختیار کرنا یہ اپنے اس اجتہاد کی بناء پر ہوا کہ اس حالت میں اگر میں واپس اپنی قوم میں گیا تو جھوٹا سمجھا جاؤں گا اور میری دعوت بے اثر و بے فائدہ ہو جائے گی بلکہ اپنی جان کا بھی خطرہ ہے اور اگر میں اُن کو چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں تو یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ مواخذہ و گرفت نہیں ہوگی اپنے اجتہاد کی بناء پر ہجرت کا قصد کر لینا اور اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کا انتظار نہ کرنا اگرچہ کوئی گناہ نہیں تھا مگر اللہ تعالیٰ کو یونس علیہ السلام کا یہ طرزِ عمل پسند نہ آیا کہ وحی کا انتظار کئے بغیر ایک فیصلہ کر لیا یہ اگرچہ کوئی گناہ نہیں تھا مگر خلافِ اولیٰ ضرور ہوا۔ انبیاء علیہم السلام اور مقربان بارگاہِ الٰہی کی شان بہت بلند ہوتی ہے اُن کو مزاج شناس ہونا چاہیے، ان سے اس معاملے میں ادنیٰ کوتاہی ہوتی ہے تو اس پر بھی عتاب اور گرفت ہوتی ہے یہی معاملہ تھا جس پر عتاب ہوا۔ تفسیر قرطبی میں قشیری سے بھی یہ منقول ہے کہ ظاہر ہے کہ یہ صورتِ غضب یونس علیہ السلام کی اس وقت پیش آئی جب قوم سے عذاب ہٹ گیا ان کو یہ پسند نہ تھا اور مچھلی کے پیٹ میں چند روز رہنا بھی کوئی تعذیب نہیں بلکہ تادیب کے طور پر تھا جیسے اپنے نابالغ بچوں پر زجر و تنبیہ تعذیب نہیں ہوتی تادیب ہوتی ہے تاکہ آئندہ وہ احتیاط برتیں۔

الشق الثانی ..... اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾ (پ۲۲۔احزاب:۷۲)

خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں، سلیس ترجمہ کریں، امانت سے کیا مراد ہے؟ تفصیل کے ساتھ لکھیں، جنات باوجود مکلّف ہونے کے بارِ امانت کے متحمل کیوں نہیں سمجھ گئے؟ انسان کو بارِ امانت اٹھانے کے باوجود **ظلوماً جھولا** کیوں قرار دیا گیا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل پانچ امور ہیں (۱) خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق (۲) آیت کا ترجمہ (۳) امانت کی مراد (۴) جنات کے مکلّف ہونے کے باوجود بارِ امانت کے متحمل نہ ہونے کی وجہ (۵) انسان کو بارِ امانت اُٹھانے کے باوجود **ظلوما جھولا** کہنے کی وجہ۔

جواب ..... ① خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "**عرضنا**" صیغہ جمع متکلم ماضی معلوم از مصدر **العرض** (ضرب) بمعنی پیش کرنا۔

"**فَاَبَيْنَ**" صیغہ جمع مؤنث غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **الاباء والاباءۃ** (ضرب وفتح) بمعنی انکار کرنا۔

"**اَشْفَقْنَ**" صیغہ جمع مؤنث غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **الاشفاق** (افعال) بمعنی خوف کرنا۔

"**ظَلُوْمًا**" یہ اسم مبالغہ کا صیغہ ہے از مصدر **اَلظُّلْم** (ضرب) بمعنی ظلم کرنا۔

"**جَهُوْلًا**" اسم مبالغہ کا صیغہ ہے از مصدر **الجھل والجھالۃ** (سمع) بمعنی جاہل ہونا، نہ جاننا۔

② آیت کا ترجمہ:۔ بے شک ہم نے پیش کیا امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پس انکار کیا انہوں نے اس کو اٹھانے سے اور ڈر گئے اس سے اور اٹھایا اس کو انسان نے بے شک وہ تھا ظالم نادان۔

③ امانت کی مراد:۔ لفظ امانت کی تفسیر میں ائمہ تفسیر، صحابہ و تابعین وغیرھم رضی اللہ عنہم کے بہت سے اقوال منقول ہیں۔ امانت سے مراد احکامِ شرعیہ کا مامور و مکلّف ہونا ہے، فرائض شرعیہ، حفاظتِ عفت، اماناتِ اموال، غسلِ جنابت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ اسی لئے جمہور مفسرین نے فرمایا ہے دین کے تمام وظائف واعمال امانت کے اندر داخل ہیں۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ امانت سے مراد احکامِ الٰہیہ کا بار اُٹھانے کی صلاحیت واستعداد ہے جو عقل وشعور کے خاص درجہ پر موقوف ہے۔

④ جنات کے مکلّف ہونے کے باوجود بارِ امانت کے متحمل نہ ہونے کی وجہ:۔ انسان کو اس آیت شریفہ میں **ظلوم جھول** کہا گیا ہے اور ظلوم وجھول اسم فاعل مبالغہ کے صیغے ہیں اور اسم فاعل میں ذات کے لئے معنی مصدری کا بالفعل ثبوت ہوتا ہے اور بالقوہ اس کی ضد کا بھی امکان ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ انسان میں ظلم کی ضد عدل اور جہالت کی ضد علم کا ثبوت ہے اور یہ دونوں صفتیں جنات میں بہت ہی کمزور ہیں، اس لئے جنات کو بارِ امانت کا متحمل نہیں سمجھا گیا۔

⑤ انسان کو بارِ امانت اُٹھانے کے باوجود **ظلوما جھولا** کہنے کی وجہ:۔ **انہ کان ظلومًا جھولا** اس جملے سے بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ مطلقاً انسان کی مذمت میں آیا ہے کہ اس نادان نے اپنی جان پر ظلم کیا کہ اتنا بڑا بار اُٹھالیا جو اس کی طاقت سے باہر تھا مگر قرآنی تصریحات کے مطابق واقعہ ایسے نہیں کیونکہ انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں یا پوری نوعِ انسانی، ان میں سے حضرت آدم علیہ السلام تو نبی اور معصوم ہیں، انہوں نے جو بار اُٹھایا تھا اس کا حق یقینی طور پر ادا کر دیا اسی کے نتیجے میں ان کو خلیفۃ اللہ بنا کر زمین پر بھیجا گیا اور اگر نوعِ انسانی مراد ہو تو اس پوری نوع میں لاکھوں تو انبیاء علیہم السلام ہیں اور کروڑوں صالحین واولیاء اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن پر فرشتے بھی رشک کرتے ہیں جنہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ اس امانتِ الٰہیہ کے اہل اور مستحق تھے۔ انہی حقِ امانت ادا کرنے والوں کی بناء پر قرآن حکیم نے نوعِ انسانی کو اشرف المخلوقات ٹھہرایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ نہ آدم علیہ السلام قابلِ مذمت ہیں اور نہ پوری نوعِ انسانی، اسی لئے بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ یہ جملہ مذمت کیلئے نہیں بلکہ اکثر افرادِ نوع کے اعتبار سے بیان واقعہ کے طور پر ارشاد ہوا ہے۔ خلاصہ یہ کہ آیت میں ظلوم وجہول خاص ان افراد کو کہا گیا جو احکام شرعیہ کی اطاعت میں پورے نہ اترے، امانت کا حق ادا نہ کیا یعنی امت کے کفار ومنافقین، فساق وفجار اور گنہگار مسلمان مراد ہیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۰ھ

الشق الاوّل اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (پ۲۱۔احزاب:۵)

ترجمہ وتشریح کریں، شانِ نزول بتائیں، دورِ حاضر میں بعض بے اولاد کسی کا بچہ لے کر پالتے ہیں اور اس کو اپنا بچہ سمجھتے ہیں اور سرکاری کاغذات میں اس کا والد اسی پرورش کرنے والے کو لکھا جاتا ہے اور حقیقی والد کا نام نہیں لکھا جاتا، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تشریح (۳) منہ بولے بیٹے کی شرعی حیثیت (۴) آیات کا شانِ نزول۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ پکارو تم ان کو ان کے باپوں کے ساتھ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے، پس اگر تم کو ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو پس وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں اور نہیں ہے کوئی حرج بھول چوک میں (غلطی سے اگر نام لے لیا ہو) لیکن وہ جس کا تمہارے دلوں نے ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے مہربان ہیں۔

② آیات کی تشریح:۔ ان آیات میں اس بات کی طرف راہنمائی کی گئی ہے کہ منہ بولے بیٹوں کو حقیقی بیٹے نہ سمجھا جائے چنانچہ فرمایا کہ اللہ کے ہاں انصاف کی بات یہی ہے کہ منہ بولے لڑکوں کو ان کے باپوں کی طرف نسبت کر کے پکارا کرو اور اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور دوست ہیں انہی القاب سے ان کو پکارا کرو مثلاً یا اخی یا مولائی اور اگر بھول چوک سے تم نے انہیں غیر باپ کی طرف منسوب کیا تو کوئی حرج نہیں ہاں اگر ارادۃً تم نے ایسا کیا تو ضرور گناہ ہوگا اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد تمام صحابہ رضی اللہ عنہم زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔

③ منہ بولے بیٹے کی شرعی حیثیت:۔ زمانۂ جاہلیت میں دستور تھا کہ کوئی کسی کو بیٹا بنالیتا تھا یعنی متبنی کر لیتا تھا جس طرح کہ اس زمانے میں گود لے لیتے ہیں، پھر وہ شخص اصلی بیٹا سمجھا جاتا تھا اور اسی کی میراث بھی پاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وحی سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا لوگ اس کو زید بن محمد کہا کرتے تھے، جب آیت **ادعوھم الخ** نازل ہوئی تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کہہ دیا کہ تو زید بن حارثہ ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتلایا کہ آج کے بعد زید کو زید بن حارثہ کہہ کر پکارا جائے نہ کہ زید بن محمد۔ اللہ تعالیٰ نے اس الحاق اور اس نسبتِ جاہلیت کو رد کر دیا، اب اسلام میں متبنی بنانا کوئی چیز نہ رہا یعنی متبنی بنانے سے حقیقی بیٹا نہیں بنے گا جب حقیقی بیٹا نہیں تو اس پر حقیقی بیٹوں جیسے احکام بھی نافذ نہیں ہوں گے مثلاً وراثت وغیرہ۔

④ آیات کا شانِ نزول:۔ یہ گزشتہ امر سے معلوم ہو چکا ہے۔

الشق الثانی ..... وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاۗىِٕ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَاۗءُ ۭ

اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَكِیْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ۝ (شوریٰ:۵۱تا۵۳)

ترجمہ وتفسیر کریں۔آیات میں جو وحی کی اقسام ذکر کی گئی ہیں وہ تفصیل کے ساتھ تحریر کریں۔دوسری آیت میں روح سے کیا مراد ہے؟ ۔خط کشیدہ جملوں کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ وحی کی اقسام ④ روح کی مراد ⑤ خط کشیدہ جملوں کی ترکیب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور نہیں حق کسی انسان کو کہ اس سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر بذریعہ وحی یا پردے کے پیچھے سے یا بھیج دے کوئی فرشتہ کہ وہ القاء کرے اس کے حکم سے جو وہ چاہے، بے شک وہ بڑا عالی شان حکمت والا ہے اور اسی طرح ہم نے وحی کی آپ کی طرف ایک روح اپنے حکم سے آپ نہیں جانتے تھے کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان لیکن ہم نے بنا دیا اس کو نور، ہم راہ دکھاتے ہیں اسکے ذریعہ سے جسے چاہیں اپنے بندوں میں سے اور بلاشبہ آپ تو راہنمائی کرتے ہیں سیدھے راستے کی۔ جو اللہ کا راستہ ہے جس کے لیے وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔خبردار اللہ ہی کی طرف تمام امور لوٹتے ہیں۔

② آیات کی تفسیر:۔ کوئی بشر بحالتِ موجودہ اللہ تعالیٰ سے کلام نہیں کرسکتا مگر تین طریق سے: یا الہام سے کہ قلب میں کوئی اچھی بات ڈالدے یا حجاب کے پیچھے سے کچھ کلام سنادے جیسے موسیٰ علیہ السلام نے سنا تھا یا کسی فرشتہ کو بھیج دے کہ وہ خدا کے حکم سے جو خدا کو منظور ہوتا ہے پیغام پہنچا دیتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ بڑا عالیشان ہے اس سے جب تک وہ خود طاقت نہ دے کوئی ہم کلام نہیں ہوسکتا مگر اسکے ساتھ بڑی حکمت والا بھی ہے اسلئے بندوں کی مصلحت سے اس نے کلام کے مذکورہ طریقے مقرر فرمائے ہیں اور جس طرح بشر کے ساتھ ہمارے ہم کلام ہونے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے اسی قاعدے کے مطابق ہم نے آپ کے پاس بھی وحی یعنی اپنا حکم بھیجا ہے اور آپ کو نبی بنایا ہے اور یہ وحی ایسا ہدایت نامہ ہے کہ آپ کیلئے بے مثل علوم میں اسی کی بدولت ترقی ہوئی چنانچہ اس سے پہلے نہ آپ کو یہ خبر تھی کہ کتاب اللہ کیا چیز ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ ایمان کا مکمل ترین درجہ جو اَب حاصل ہے وہ کیا چیز ہے (گو نفسِ ایمان نبی کو نبوت سے پہلے بھی حاصل ہوتا ہے) لیکن ہم نے آپ کو نبوت اور قرآن دیا اور اس قرآن کو آپ کیلئے اولاً اور دوسروں کیلئے ثانیاً ایک نور بنایا جس سے آپ کو یہ عظیم علوم اور بلند مرتبہ احوال حاصل ہوئے اور جس کے ذریعہ سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔پس اس کے نورِ عظیم ہونے میں کوئی شبہ نہیں اب جو اندھا ہی ہو وہ اس نور کے نفع سے محروم بلکہ اس کا منکر ہے جیسے یہ معترضین۔اور اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ آپ اس قرآن اور وحی کے ذریعہ سے عام لوگوں کو ایک سیدھے راستہ کی ہدایت کررہے ہیں۔جو اللہ کا راستہ ہے جس کیلئے وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے، یہ راستہ اسی کا تجویز کیا ہوا ہے اور وہ اس پر چلنے والوں سے راضی ہے لہٰذا آپ اسی پر چلیں اور آگاہ رہو کہ تمام امور اللہ ہی کی طرف لوٹیں گے پھر وہ اپنے علم اور حمت کے مطابق جزا یا سزا دے گا۔

③ وحی کی اقسام:۔ اس آیت میں وحی کی تین اقسام کی طرف اشارہ ہے ① **وحیًا** یعنی کسی مضمون کو قلب (دل) میں ڈال دینا یہ جاگتے ہوئے بھی ہوسکتا ہے اور نیند یعنی خواب میں بھی۔اس صورت میں عموماً الفاظ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتے صرف ایک مضمون دل میں آتا ہے جس کو وہ اپنے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں ② **من وراء حجاب** یعنی جاگتے ہوئے کوئی کلام پسِ پردہ سننا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر اللہ کا کلام سنا مگر زیارت نہیں ہوئی ③ **یرسل رسولا فیوحی باذنه** یعنی کسی فرشتہ جبرائیل علیہ السلام وغیرہ کو اپنا کلام دے کر بھیجا جائے وہ رسول کو پڑھ کر سنا دے اور یہی طریقہ عام رہا ہے۔ پورا قرآن مجید اسی طرح بواسطۂ جبریل علیہ السلام نازل ہوا ہے۔مذکورہ تفسیر میں لفظِ وحی کو صرف القاء فی القلب کے معنی میں لیا گیا ہے مگر اکثر یہ لفظ تمام اقسام کلامِ ربانی کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ فرشتے کے ذریعے جو وحی آتی ہے اس کی بھی دو صورتیں ہیں کبھی فرشتہ اپنی اصلی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی بشکلِ انسانی سامنے آتا ہے۔

④ روح کی مراد:۔ کلبی و مالک بن دینارؒ نے کہا کہ روح سے مراد کتاب یعنی قرآن مجید ہے۔سدیؒ نے کہا: جس طرح روح سے

بدن کی زندگی ہوتی ہے اسی طرح قرآن دلوں کو زندہ کرتا ہے، اسلئے قرآن کو روح فرمایا۔ ربیعؒ نے کہا: روح سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں اور **اوحینا** بمعنی **ارسلنا** ہے یعنی ہم نے جبرئیل کو بھیجا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: روح سے مراد نبوت ہے۔ حسنؒ نے کہا: رحمت مراد ہے۔ ان دونوں سے مراد بھی قرآن ہی ہے، نبوت اور رحمت کا نشان قرآن ہی ہے۔ (مظہری)

⑤ جملوں کی ترکیب:۔ **ماناقیہ کان** فعل ناقص **لبشر** جار مجرور ملکر کائن کے متعلق ہوکر **کان** کی خبر مقدم **اَنْ** ناصبہ مصدریہ **یکلم** فعل ہٗ ضمیر مفعول بہ **اللہ** فاعل، فعل فاعل ومفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویلِ مفرد **کان** کا اسم موخر **کان** اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ہٗ ضمیر اسکا اسم **علیّ** خبرِ اوّل **حکیمٌ** خبرِ ثانی، **اِنّ** اپنے اسم اور دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

روحا مفعول بہ ہے **اَو حَیْنَا کا** مِنْ حرف جار **امرنا** مضاف ومضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر **اوحینا** کا متعلق ہوا۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل ..... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

(حجرات: ۱و۲)

ترجمہ وتفسیر کریں، شانِ نزول تحریر کریں۔ حبطِ اعمال کا موجب تو کفر ہے مگر اس آیت میں آپ ﷺ کے سامنے **رفع صوت** اور **جھر بالقول** کو بھی حبطِ اعمال کا موجب قرار دیا گیا ہے وضاحت کریں۔ نیز **ولا تجھروا لہ** سے آخر تک آیت کی ترکیب لکھئے۔ **اتقوا** میں کیا تعلیل ہوئی ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ چھ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شانِ نزول (۴) حبطِ اعمال کے موجب کی وضاحت (۵) **لاتجھروا لہ** سے آخر آیت تک ترکیب (۶) **اتقوا** کی تعلیل۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول کے سامنے پہل نہ کرو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے، اے ایمان والو! نہ بلند کرو تم اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز پر اور آپ ﷺ کے سامنے زور سے نہ بولو جیسے ایک دوسرے کے سامنے زور سے بولتے ہو کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر ہی نہ ہو۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں کچھ آدابِ نبوی ﷺ کا ذکر ہے کہ اے مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے کسی بات میں بھی قولاً، فعلاً سبقت نہ کیا کرو، اللہ سے ڈرتے رہا کرو بے شک اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے اور اسی طرح اے مسلمانو! نبی ﷺ کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو اور حضور ﷺ کے سامنے زور سے نہ بولا کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے کے سامنے زور سے بولتے ہو کہ کہیں سوءِ ادبی کی وجہ سے تمہارے اعمال ضائع نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو یعنی مجلسِ رسول اللہ ﷺ کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے شور وغل نہ کیا کرو ورنہ تمہارے اعمال ضائع ہوجائیں گے۔

③ آیات کا شانِ نزول:۔ ایک مرتبہ قبیلہ بنو تمیم کے لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ بات زیرِ غور تھی کہ اس قبیلہ پر حاکم کس کو بنایا جائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قعقاع ابن معبد رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے دی، اس معاملہ میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے مابین آپ ﷺ کی مجلس میں گفتگو بڑھی اور دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (رواہ البخاری)

امام بغویؒ نے بروایت قتادہ رضی اللہ عنہ ذکر کیا ہے کہ قبیلہ بنو تمیم کے لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کا ذکر اوپر آیا ہے یہ دوپہر کے وقت مدینہ میں پہنچے جبکہ آپ ﷺ کسی حجرہ میں آرام فرما رہے تھے، یہ لوگ اعرابی آدابِ معاشرت سے ناواقف تھے۔ انہوں نے حجرہ کے باہر سے ہی پکارنا شروع کردیا کہ **اخرج الینا یا محمد** اس پر یہ آیات نازل ہوئیں جن میں اس طرح پکارنے کی ممانعت اور انتظار کرنے کا حکم دیا گیا۔

④ حبطِ اعمال کے موجب کی وضاحت:۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آواز کا بلند کرنا جو صورۃً بے باکی اور بے پرواہی ہے اور بلند آواز سے ایسے باتیں کرنا جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف باتیں کرتے ہیں ایک قسم کی گستاخی ہے۔ اپنے تابع اور خادم سے اس طرح کی گفتگو تکلیف دہ اور ایذاء رساں ہوتی ہے اور اللہ کے رسول کو ایذاء پہنچانا تمام اعمالِ خیر کو برباد کرنے والا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں جو شخص رسول اللہ ﷺ کو کسی طرح کی ایذاء پہنچائے آپ ﷺ کی ذات یا صفات میں کوئی عیب نکالے خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً وہ کافر ہو گیا اور آیت **ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ الآیۃ** کی رُو سے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت دنیا میں بھی ہوگی اور آخرت میں بھی۔ اور مذکورہ آیت کے پیشِ نظر یہ فعل موجب حبطِ اعمال ہوگا۔

⑤ **لاتجھروا لہٗ** سے آخر آیت تک ترکیب:۔ **لاتجھروا** فعل وفاعل **لام** حرف جر ہٗ ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق اوّل **با** جارہ **قول** مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوا **لکَ** حرف جار **جَھر** مصدر مضاف **بعض** مضاف الیہ مضاف **کم** ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر **جَھرَ** مصدر کا مضاف الیہ فاعل **لام** جارہ **بعض** مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا مصدر کے، مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ فاعل و متعلق سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثالث **ان تحبط** اصل میں **لِان لاتحبط** تھا **لام** جار **ان** ناصبہ مصدریہ **تحبط** فعل مضارع **اعمال** مضاف **کم** ضمیر ذوالحال **واؤ** حالیہ **انتم** مبتداء **لاتشعرون** فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال، ذوالحال حال مل کر **اعمال** کا مضاف الیہ، **اعمال** مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر **تحبط** کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مصدر کی تاویل میں ہو کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق رابع **لاتجھروا** فعل اپنے فاعل اور تمام متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

⑥ **اتقوا** کی تعلیل:۔ **اِتَّقُوْا** اصل میں **اِوْتَقِیُوْا** تھا باب افتعال کا فا کلمہ واؤ واقع ہوا اس کو تاء سے بدلا اور تاء کا تاء میں ادغام کر دیا۔ **اِتَّقِیُوْ** ہو گیا یاء کسرہ کے بعد واقع ہوئی اس کے بعد واؤ ہے ماقبل کی حرکت دور کر کے یاء کا ضمہ ماقبل کو دیا اب یاء ساکن ضمہ کے بعد واقع ہوئی یاء کو واؤ سے بدلا دو واؤ ساکن جمع ہوئے پہلے واؤ کو گرا دیا **اِتَّقُوْا** ہو گیا۔

الشق الثانی ..... وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ یَّسْعٰی قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ ۙ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَا لِیَ لَاۤ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ۚ﴿۲۳﴾ (پ۲۲و۲۳۔ یٰسٓ: ۲۰ تا ۲۳)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، **المدینہ** سے کون سا شہر مراد ہے؟ اقصائے مدینہ سے آنے والے اس شخص کا نام کیا تھا؟ **اتبعوا من لایسئلکم اجرا وھم مھتدون** کی ترکیب لکھیں اور بتائیں **اتبعوا** اور **مھتدون** کس باب سے ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ **المدینہ** کی مراد ④ اقصائے مدینہ سے آنے والے شخص کا نام ⑤ **اتبعوا من لایسئلکم اجرا وھم مھتدون** کی ترکیب ⑥ **اتبعوا** اور **مھتدون** کے ابواب کی نشاندہی۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور آیا شہر کے دوسرے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا کہنے لگا اے میری قوم! پیروی کرو تم رسولوں کی پیروی کرو ان کی جو نہیں مانگتے تم سے کوئی اجر اور وہ خود ہدایت یافتہ ہیں اور کیا (عذر) ہے میرے لئے کہ میں عبادت نہ کروں اس کی جس نے پیدا کیا مجھ کو اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ کیا میں بنالوں اس کے سوا اوروں کو معبود کہ اگر ارادہ کرے رحمٰن مجھے تکلیف دینے کا تو کام نہ آئے میرے ان کی سفارش کچھ بھی اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں۔

② آیات کی تفسیر:۔ اہلِ انطاکیہ نے جب رسولوں کی تکذیب کی تو ایک شخص جو مسلمان تھا اس شہر کے کسی دور مقام سے جو وہاں سے بہت دور تھا، اپنی قوم کی خیر خواہی کیلئے کہ ان رسولوں کا وجود قوم کی فلاح ہے یا رسولوں کی خیر خواہی کے لئے کہ کہیں یہ لوگ ان کو قتل نہ کر دیں دوڑتا ہوا آیا اور ان لوگوں سے کہنے لگا اے میری قوم! ان رسولوں کی راہ پر ضرور چلو ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ خود راہِ راست پر بھی ہیں یعنی خود غرضی جو مانعِ اتباع ہے وہ موجود نہیں ہے اور راہِ راست پر ہونا جو مقتضیِ اتباع ہے وہ ان میں موجود ہے پس کیوں ان کی اتباع نہ کی جائے اور میرے پاس کونسا عذر ہے کہ میں اس معبود کی عبادت نہ

کروں جس نے مجھ کو پیدا کیا جو کہ منجملہ دلائلِ استحقاقِ عبادت کے ہے اور اپنے آپ سے بات اسلئے شروع کی تا کہ مخاطب کو اشتعال نہ ہو جو کہ مانعِ تدبّر ہو جاتا ہے اور اصل مطلب یہی ہے کہ تم کو ایک اللہ کی عبادت کرنے میں کونسا عذر ہے تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے، اسلئے دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ اسکے رسولوں کی اتباع کرو۔ یہاں تک تو معبودِ حق کے استحقاقِ عبادت کا بیان تھا آگے معبودانِ باطلہ کے عدمِ استحقاقِ عبادت کا مضمون ہے یعنی کیا میں خدا کو چھوڑ کر ایسے ایسے معبود قرار دے لوں جن کی بے بسی کی یہ کیفیت ہے کہ اگر خدائے رحمٰن مجھ کو کچھ تکلیف پہنچانا چاہے تو نہ ان معبودوں کی سفارش میرے کچھ کام آئے اور نہ وہ مجھ کو خود اپنی قدرت وزور کے ذریعہ اس تکلیف سے چھڑا سکیں یعنی نہ وہ خود قادر ہیں اور نہ قادر تک واسطۂ سفارش بن سکتے ہیں۔

③ **المدینہ کی مراد:۔** اس سے مراد انطاکیہ شہر ہے۔

④ **اقصائے مدینہ سے آنے والے شخص کا نام:۔** آنے والے شخص کا نام حبیب نجار تھا۔

⑤ **اتبعوا من لایسئلکم اجراوھم مھتدون کی ترکیب:۔** **اتبعوا** فعل ضمیر فاعل **من** موصولہ **لایسئل** فعل اس کے اندر ضمیر ذوالحال **کم** مفعول بہ اوّل **اجرا** مفعول بہ ثانی **واؤ** حالیہ **ھم** مبتداء **مھتدون** خبر، مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ ہو کر حال، ذوالحال حال ملکر فاعل، **لایسئل** فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر مفعول بہ **اتبعوا** کا، **اتبعوا** فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

⑥ **اتبعوا** اور **مھتدون** کے ابواب کی نشاندہی:۔ یہ دونوں باب افتعال سے ہیں۔ **اتبعوا** امر کا صیغہ ہے اور **مھتدون** اسم فاعل کا صیغہ ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل ..... وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ (پ۲۵۔زخرف:۸۷تا۸۹)

آیات کریمہ کا ترجمہ کیجئے، **وقیلہ یٰرب ان ھؤلاء قوم لایؤمنون** کی نحوی ترکیب کیجئے، **لیقولن** کونسا صیغہ ہے اور لفظ **اللہ** اس کے بعد ترکیب میں کیا واقع ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) **وقیلہ الخ** کی ترکیب (۳) **لیقولن** صیغہ کی وضاحت (۴) لفظ اللہ کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور البتہ اگر آپ ان سے سوال کریں کہ کس نے پیدا کیا ان کو البتہ ضرور بالضرور کہیں گے کہ اللہ نے، پھر کہاں پھرے جاتے ہیں وہ اور رسولوں کا یارب کہہ کر پکارنے کی قسم کہ یہ قوم ایمان نہیں لائے گی۔ پس درگذر کیجئے آپ ان سے اور سلام کہہ دیجئے پس عنقریب وہ جان لیں گے۔

② **وقیلہ الخ** کی ترکیب:۔ **واؤ** قسمیہ **قیل** مصدر مضاف **یا** حرف نداء قائمقام فعل **ادعو** کے، **ادعو** فعل اس میں **انا** ضمیر اس کا فاعل **رَبِّ** منادیٰ (**رَبِّ** اصل میں **ربی** تھا ی کو تخفیف کی وجہ سے گرادیا تو **رَبِّ** ہو گیا) **اِنَّ** حرف مشبہ بالفعل **ھؤلاء** اس کا اسم **قوم** موصوف **لایومنون** فعل ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر **قوم** کی صفت موصوف صف ملکر **اِنَّ** کی خبر **اِنَّ** اپنے اسم اور خبر سے ملکر نداء **ادعو** فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ (منادیٰ) اور نداء سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر قیل کا مفعول بہ قیل مصدر اپنے لفظاً مضاف الیہ معناً فاعل اور مفعول بہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر مجرور ہوا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا **اُقسم** فعل محذوف کے **اقسم** فعل اس میں **اَنا** ضمیر اس کا فاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

③ **لیقولن** صیغہ کی وضاحت:۔ صیغہ جمع مذکر غائب بحث مضارع معلوم مؤکد بلام تاکید دونون ثقیلہ از مصدر **القول** (نصر) بمعنی کہنا۔

④ لفظ اللہ کی ترکیبی حیثیت:۔ لفظ اللہ فعل محذوف خلق کا فاعل ہے ای **خلقھم اللہ**۔

الشق الثانی ..... مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ

اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ ۝ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ (پ۲۱۔احزاب:۴و۵)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، **ادعیاء، ابناء** اور **افواہ** کا مفرد تحریر کریں، **ذلکم قولکم بافواھکم** پورے جملے کی نحوی ترکیب لکھیں۔ ان آیات میں جو رسومات باطلہ ذکر ہوئی ہیں ان کی وضاحت کریں، مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **ادعیاء، ابناء، افواہ** کا مفرد (۴) **ذلکم قولکم بافواھکم** کی نحوی ترکیب (۵) رسوماتِ باطلہ کی وضاحت (۶) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اللہ نے کسی شخص کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے اور تمہاری ان بیویوں کو جن سے تم ظہار کر لیتے ہو تمہاری ماں نہیں بنایا اور جو تمہارے منہ بولے بیٹے ہیں ان کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا، یہ تمہارے منہ سے کہنے کی بات ہے اور اللہ حق بات فرماتا ہے اور وہی راستہ دکھاتا ہے، پکارو تم ان کو ان کے باپوں کے نام سے، یہ اللہ کے نزدیک انصاف کی بات ہے، پس اگر تم ان کے والد ین کو نہ جانتے ہو تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے اور آپ نے انہیں متبنی بنالیا تھا، جب انہوں نے اپنی بیوی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو ناموافقت کی وجہ سے طلاق دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا اس پر منافقین کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا جو زمانہ جاہلیت میں ممنوع تھا نیز قریش میں ایک بڑا یادداشت والا شخص ابو معمر نامی تھا لوگ اسے دو دل والا کہتے تھے اس کے علاوہ جاہلیت میں ایک رسم یہ بھی تھی کہ جس عورت سے ظہار کر لیا کرتے تھے تو وہ ان کے نزدیک حقیقی ماں بن جاتی اور خاوند سے ہمیشہ جدا ہو جاتی ان تینوں باتوں کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی کہ نہ تو اللہ نے کسی میں دو دل بنائے اور نہ ہی ظہار سے عورتیں حقیقی مائیں بنتی ہیں اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹے بنتے ہیں یہ تو تمہارے منہ کی بات ہے اسے حقیقت سے کچھ واسطہ نہیں اور حق بات وہی ہے جو اللہ فرماتا ہے اور وہی راہِ راست دکھلاتا ہے۔

❸ **ادعیاء، ابناء، افواہ** کا مفرد:۔ **ادعیاء** کا مفرد **دَعِیٌّ**، **ابناء** کا مفرد **ابن**، **افواہ** کا مفرد **فوہ** ہے۔

❹ **ذلکم قولکم بافواھکم** کی نحوی ترکیب:۔ **ذلکم** اسم اشارہ مبتداء **قول** مصدر مضاف **کُمْ** ضمیر مضاف الیہ **با** جار **افواھکم** مضاف ومضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا مصدر کے، مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ فاعل ومتعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

❺ رسوماتِ باطلہ کی وضاحت:۔ آیات مذکورہ میں کفار کی تین رسموں اور باطل خیالات کی تردید ہے ① جاہلیت کے زمانے میں عرب لوگ ایسے شخص کو جو زیادہ ذہین ہو یہ کہا کرتے تھے کہ اس کے سینے میں دو دل ہیں ② ان میں اپنی ازواج کے متعلق ایک رسم تھی کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو اپنی ماں کی پیٹھ یا کسی عضو سے تشبیہ دی اور کہہ دیا کہ تو میرے لئے ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ اس کو ظہار کہا جاتا ہے اور ان کا خیال یہ تھا کہ جس شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا وہ ہمیشہ کیلئے اس پر حرام ہو گئی ③ ایک رسم ان میں یہ تھی کہ ایک آدمی کسی دوسرے کے بیٹے کو متبنی بنالیتا تھا اور جو اس طرح بیٹا بنا تا یہ لڑکا اسی کا بیٹا مشہور ہو جاتا اور اسی کا بیٹا کہہ کر پکارا جاتا تھا اور ان کے نزدیک یہ منہ بولا بیٹا تمام احکام میں اصلی بیٹے کی طرح سمجھا جاتا تھا مثلاً میراث میں بھی اس کی اولاد کے ساتھ مثل حقیقی اولاد کے شریک ہوتا تھا اور نسبی رشتوں سے جن عورتوں کے ساتھ نکاح حرام ہوتا ہے یہ منہ بولے بیٹے کے رشتے کو بھی ایسا ہی قرار دیتے مثلاً اپنے حقیقی بیٹے کی بیوی سے اس کے طلاق دینے کے بعد بھی نکاح حرام رہتا ہے یہ منہ بولے بیٹے کی بیوی کو بھی طلاق کے بعد اس شخص کے لئے حرام سمجھتے تھے، پس ان آیات میں ان سب رسومات کی نفی کی گئی ہے۔

❻ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "**جعل**" یہ باب فتح یفتح سے ماضی ہے بمعنی بنانا و کرنا۔

تظھرون: یہ باب تفاعل سے مضارع ہے بمعنی ظہار کرنا و پشت سے تشبیہ دینا۔

تعلموا: یہ باب سمع یسمع سے مضارع ہے بمعنی جاننا۔

ادعوھم: یہ باب نصر ینصر سے امر ہے بمعنی بلانا و پکارنا۔

یقول: یہ باب نصر ینصر سے مضارع ہے بمعنی کہنا۔

یھدی: یہ باب ضرب یضرب سے مضارع ہے بمعنی راہنمائی کرنا، راہ دکھانا و بتلانا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل ..... وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ (پ۲۴۔مؤمن:۲۸)

آیات کا ترجمہ و تفسیر لکھیں، **رجل مؤمن** کا نام لکھیں، **بینات** کا مصداق لکھیں۔ خط کشیدہ دونوں جملوں کی نحوی ترکیب لکھیں اور **یکتم** اور **یعدکم** کی ضمیر مرفوع کا مرجع متعین کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **رجل مومن** کا نام (۴) **بینات** کا مصداق (۵) خط کشیدہ جملوں کی ترکیب (۶) **یکتم** اور **یعدکم** کی ضمیر مرفوع کا مرجع۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ آلِ فرعون میں سے ایک مومن آدمی نے کہا جو اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جس کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ یوں کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے پاس واضح دلائل لایا ہے تمہارے رب کی طرف سے اور اگر وہ بالفرض جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہے تو بعض اس چیز کا جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے ضرور تم کو پہنچ کر رہے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ اس کو جو حد سے بڑھنے والا جھوٹا ہے ہدایت نہیں دیتا۔

② آیات کی تفسیر:۔ فرعون کے خاندان میں سے ایک ایماندار مرد نے (جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا تھا مگر فرعون کے ڈر سے اس کو مخفی رکھتا تھا) کہا کہ تم ایک شخص کو اس جرم پر قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ اللہ کو اپنا رب کہتا ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ وہ تمہارے پاس اپنی صداقت پر معجزات ونشانیاں لیکر آیا ہے، مطلب یہ کہ یہ کوئی ایسا جرم نہیں ہے جس پر قتل کیا جائے، پس اگر وہ جھوٹا ہے تو اسکا وبال اسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہے تو پھر تمہیں اسکی بات نہ ماننے کی وجہ سے عذاب چکھنا پڑے گا وہ شخص دل میں موسیٰ علیہ السلام کو سچا جانتا تھا مگر انکے سمجھانے کیلئے اس طریق پر مصلحت آمیز کلام کرتا تھا کہ جو انکے دل میں اثر کرے بشرطیکہ کچھ عقل سلیم بھی ہو۔

③ **رجل مومن کا نام:۔** اس مومن آلِ فرعون کا نام بعض نے حبیب بتلایا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ حبیب اس شخص کا نام ہے جسکا قصہ سورۂ یٰسین میں گزرا، اسکا نام شمعان ہے اور بعض نے اسکا نام حزقیل بتلایا ہے، ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی قول نقل کیا ہے۔

④ **بینات کا مصداق:۔** اس کا مصداق معجزات ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ بطور دلیلِ نبوت عطا فرماتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں سے ید بیضاء وعصاء مشہور ہیں۔

⑤ خط کشیدہ جملوں کی ترکیب:۔ "**یکتم ایمانه**" **یکتم** فعل اس میں **ھو** ضمیر راجع بسوئے **رجل مومن** اس کا فاعل، **ایمان** مضاف ۂ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہٖ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"**یصبکم بعض الذی یعدکم**" **یصیب** فعل **کم** ضمیر مفعول بہٖ **بعض** مضاف **الذی** اسم موصول **یعد** فعل اسمیں **ھو** ضمیر فاعل **کم** ضمیر مفعول بہٖ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا، اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا **بعض** مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل ہوا **یصیب** فعل کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

⑥ **یکتم** اور **یعدکم** کی ضمیر مرفوع کا مرجع:۔ **یکتم** کی ضمیر کا مرجع **رجل مومن** ہے اور **یعدکم** کی ضمیر کا مرجع حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

الشق الثانی ..... يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾ (پ۲۶۔حجرات:۱۱)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح کریں، **بئس الاسم الفسوق بعد الایمان** کی نحوی ترکیب لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق (۴) **بئس الاسم الخ** کی ترکیب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! نہ مذاق کرے ایک قوم دوسری قوم سے، عجب نہیں کہ وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ مذاق کرے کوئی عورت کسی عورت سے عجب نہیں کہ وہ بہتر ہوں ان سے، اور نہ طعنے دو ایک دوسرے کو اور نہ نام دھرو ایک دوسرے کے، ایمان لانے کے بعد بہت برا نام ہے بدتہذیبی کا اور جو باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں۔

② آیات کی تفسیر:۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے چند آداب بیان فرمائے ہیں منجملہ ان آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے گو لفظ قوم کا ہے مگر مراد اس سے افراد ہیں اور مجموعی حالت بھی مراد ہے اسی طرح قوم کا لفظ بظاہر مردوں کو شامل تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو بھی مخاطب فرمایا **ولا نساء من نساء الخ** اور نہ کوئی عورت دوسری عورت سے تمسخر کرے، کیا معلوم کہ وہی اس سے خدا کے نزدیک بہتر ہو تو کیا یہ دوسری عورت سے مذاق اور تمسخر کر کے حیثیت الٰہی پر ہنستی ہے؟

اسی طرح ان آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ کوئی کسی کو طعنہ نہ دے کیونکہ طعنہ زنی دل کو دکھانے والی چیز ہے جس سے محبت واتفاق میں فرق آجاتا ہے اسی طرح ایک ادب یہ ہے کہ کسی چڑانے والے نام سے نہ پکارو جیسا کہ اگر کوئی یہودی مسلمان ہو جائے اس کو کہنا اے یہودی وغیرہ ذالک، پھر اسی کو مؤکد کرنے کیلئے کہا کہ **بئس الاسم الخ** کہ ایمان لانے کے بعد فسق اور برائی کے ناموں سے پکارنا، یاد کرنا بہت بری بات ہے اور جو کوئی ایسے ناموں کے لینے سے باز نہ آئے تو وہی ظالم یعنی برا، گنہگار اور دل دکھانے والا ہے۔

③ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق:۔ **"لا یسخر"** یہ باب سمع سے نہی غائب کا صیغہ ہے بمعنی مذاق نہ کرے کوئی۔

"لا تلمزوا" یہ باب ضرب سے نہی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے بمعنی نہ طعنہ زنی کرو تم۔

"لا تنابزوا" یہ باب مفاعلہ سے نہی حاضر کا صیغہ جمع مذکر ہے بمعنی ایک دوسرے پر کسی چیز کا پھینکنا یہاں پر ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارنا مراد ہے۔

"القاب" یہ جمع ہے لقب کی جس کا معنی تخلص ہے۔

"لم یتب" باب نصر سے نفی جحد بلم کا واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے معنی ہے جس نے توبہ نہ کی۔

④ **بئس الاسم الخ** کی ترکیب:۔ **بئس** فعل ذم **الاسم** بمعنی **الذکر** مصدر موصوف **الفسوق** صفت **بَعْد** مضاف **الایمان** مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ، مصدر موصوف اپنی صفت اور مفعول فیہ سے ملکر **بئس** کا فاعل، **بئس** فعل ذم اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ..... قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَاۗىِٕكُمْ ۭ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾ (پ۲۱۔احزاب:۱۸تا۲۰)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق لکھیں؟ **تدوراعینھم** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق (۴) **تدوراعینھم** کی ترکیب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم میں سے رونے والوں کو جانتا ہے اور ان لوگوں کو بھی جانتا ہے جو اپنے بھائیوں کو کہنے والے ہیں کہ ہماری طرف آجاؤ اور وہ تھوڑی دیر لڑائی میں شامل ہوتے ہیں اور بس اور یہ بھی اس وجہ سے کہ تم پر بخل کرتے ہیں پس جب خوف آتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں ان کو کہ تکتے ہیں آپ کی طرف گھومتی ہیں ان کی آنکھیں جیسے کسی شخص پر غشی طاری ہو موت سے پس جب خوف چلا جاتا ہے تو وہ طعنہ زنی کرتے ہیں تم پر تیز زبانوں کے ساتھ مال پر بخل کرتے ہوئے یہی وہ لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے، پس اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے اور یہ بات اللہ پر آسان ہے۔ وہ گمان کرتے ہیں لشکروں کے متعلق کہ وہ نہیں گئے، اور اگر وہ لشکر آجائیں تو پھر یہ لوگ پسند کریں کہ کاش یہ دیہاتوں میں جا کر رہیں (اور لوگوں سے) تمہاری خبروں کے متعلق سوال کرتے ہیں اور اگر (اتفاقاً) کچھ تم میں ہی رہ جائیں تب بھی معمولی مقدار میں لڑائی کریں۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں غزوۂ احزاب کا کچھ ذکر ہے کہ منافقین جو یہود کے کہنے سے انصار کو نصرتِ رسول سے روکتے تھے یہ کہہ کر کہ تم ہماری طرف چلے آؤ اور رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دو اور وہ خود بھی محض ریاء کے طور پر تھوڑی دیر کے لئے جنگ میں شریک ہوتے تھے، اللہ ان کو خوب جانتا ہے اور فرمایا کہ یہ منافقین تمہارے ساتھ محض اس بخل کی وجہ سے کہ تم کو فتح اور غنیمت حاصل نہ ہو جنگ میں شریک نہ ہوتے تھے اور اگر دشمن کی طرف سے کوئی خوف وخطرہ پیش آجائے تو وہ آپ کی طرف اس طرح تک رہے ہیں اور اپنی آنکھوں کو اس طرح گھما کر دیکھ رہے ہیں جیسے کوئی نزع کی حالت میں ہو اور جب خوف ہٹ جائے اور اسلام اور مسلمانوں کو فتح ہو جائے تو وہ مالِ غنیمت میں شرکت کی لالچ سے بڑی تیز زبانوں کے ساتھ چلا چلا کر باتیں کرتے ہیں کہ ہمارا حصہ بھی دو ہم بھی تمہارے ساتھ دشمن سے لڑتے تھے یہی لوگ منافق ہیں جو دل سے ایمان نہیں لائے اور اللہ تعالیٰ نے انکے تمام ریاء کارانہ اعمال ضائع کر دیئے ہیں اور یہ اللہ پر آسان ہے۔ کوئی اس سے مزاحمت نہیں کر سکتا۔ اُسکے بعد فرمایا کہ اِن منافقین کی بزدلی کا یہ حال ہے کہ احزاب کے چلے جانے کے باوجود بھی اِنکا خیال یہ ہے کہ وہ واپس نہیں گئے اور اگر واقعتاً وہ لشکر واپس ان پر لوٹ آئیں تو پھر اِن کی کوشش یہ ہو وہ اس لڑائی کو دیکھیں بھی نہ، بلکہ دور دیہاتوں میں جا کر محض جنگ کی خبریں سن کر اکتفاء کریں اور اتفاقاً یہ لوگ دیہاتوں میں نہ جاسکیں تو پھر بھی غیرت وحمیت سے نہ لڑیں بلکہ محض ریاء کاری ونام کیلئے معمولی طور پر جنگ میں شرکت کریں۔

③ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق:۔ "**هَلُمَّ**" یہ اسماءِ افعال بمعنی امر میں سے ہے اس کا معنی ہے آؤ۔

"**اَلْمُعَوِّقِيْنَ**" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **تعویق** (تفعیل) بمعنی روکنا، باز رکھنا۔

"**سَلَقُوْكُمْ**" صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معروف از مصدر **السَّلْق** (نصر) بمعنی طعنہ دینا۔

"**اَلْحِدَادُ**" یہ **حدید** کی جمع ہے بمعنی تیز۔ مصدر **حَدًّا و حِدَادًا** (ضرب) بمعنی تیز ہونا، باریک دھار ہونا۔

"**اَشِحَّةً**" یہ **شحیح** کی جمع ہے بمعنی بخیل وحریص، **اَلشُّحُّ** مصدر (نصر، ضرب، سمع) بمعنی بخل کرنا۔

④ **تدور اعینهم** کی ترکیب:۔ یہ جملہ **ینظرون** کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔

الشق الثانی ..... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾ (پ۲۲۔ احزاب: ۶۹ تا ۷۱)

آیات کا ترجمہ وتفسیر لکھیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جس واقعے کی طرف اشارہ ہے اسے بیان کریں، **یصلح لکم** کے مجزوم ہونے کی وجہ لکھیں۔ تقویٰ کا لغوی وشرعی معنی اور "قول سدید" کی تخصیص کی وجہ کیا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ (۴) **یصلح لکم** کے مجزوم ہونے کی وجہ (۵) تقویٰ کا معنیٰ (۶) قول سدید کی تخصیص کی وجہ۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف دینے والے لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ پس لوگوں نے جس کو عیب خیال کیا تھا اللہ نے ان کو اس سے بری کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے ہاں بڑی عزت والے تھے، اے ایمان والو!

اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو درست کردیں گے اور تمہاری مغفرت کردیں گے اور جو آدمی اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے وہ بہت بڑی کامیابی کو پہنچتا ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ اے مسلمانو! تم ان منافقین (قارون اور اسکے ہمراہیوں) کی سی چال نہ چلو جنہوں نے ایک عورت کو لالچ دیکر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اذیت پہنچائی تھی اور اللہ نے انکو اس تہمت سے بری کیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نزدیک اولوالعزم پیغمبروں میں سے تھے۔ مسلمانو! اللہ سے ڈر کر ہمیشہ سچ کہا کرو کہ اس سچ بولنے کی برکت سے اللہ تمہارے اعمال کو صحیح کردے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا اور اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والے کو بڑی بھاری کامیابی نصیب ہوگی۔

③ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت زیادہ شرمیلے تھے جب غسل کرتے تو پردہ کر کے غسل کرتے جبکہ ان کی قوم میں پردہ کر کے نہانے کا رواج نہیں تھا تو اس پر بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر کوئی عیب ہے جس کو وہ ہم سے چھپاتا ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات سنی تو ان کو بہت زیادہ رنج ہوا۔ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر پر کپڑے رکھ کر نہا رہے تھے کہ پتھر کپڑے لیکر بھاگ گیا اور جہاں بنی اسرائیل کا مجمع تھا وہاں لیکر آ گیا، موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے بھاگ رہے تھے جب قوم کی نظر موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر پڑی تو انہیں یقین ہو گیا ان کے جسم پر کوئی عیب نہیں ہے اسی کو اللہ نے فرمایا **فبرأه الله مما قالوا الخ**۔

④ **يصلح لكم** کے مجزوم ہونے کی وجہ:۔ یہ امر کا جواب ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے جو کہ **قولوا** ہے، مطلب یہ ہے کہ جب تم درست بات کہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری اصلاح کرے گا۔

⑤ تقویٰ کا معنی:۔ تقویٰ کا لغوی معنیٰ بچنا، اجتناب کرنا وڈرنا ہے۔ تقویٰ کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ ہر ایسی چیز سے بچنا جو آخرت میں ضرر اور تکلیف کا باعث ہو خواہ اُس کا تعلق کفر وشرک سے ہو یا گناہ ومعصیت سے ہو یا مشتبہ اُمور سے ہو۔ (مظہری)

بالفاظِ دیگر اپنے ظاہر وباطن کو گناہوں سے بچانا تقوی ہے۔

⑥ قول سدید کی تخصیص کی وجہ:۔ اگرچہ قولِ سدید بھی تقویٰ کا ہی ایک جزو ہے مگر یہ ایسا جزو ہے کہ اگر اس پر عمل کرلیا جائے تو تقویٰ کے باقی اجزاء خود بخود حاصل ہو جائیں گے۔ جیسا کہ خود اگلی آیات سے معلوم ہو رہا ہے۔ باقی سدید کا لفظ خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ صدق واستقامت وغیرہ تمام اوصاف کو جامع ہے کیونکہ سدید وہ قول ہے جو سچا ہو، اس میں جھوٹ کا شبہ نہ ہو، صواب ہو، اس میں خطاء کا شبہ نہ ہو۔ ٹھیک بات ہو، مذاق ودل لگی نہ ہو، نرم کلام ہو، دلخراش نہ ہو۔ (معارف القرآن)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل..... أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ﴿٤١﴾ فَوَاكِهُ ۖ وَهُم مُّكْرَمُونَ ﴿٤٢﴾ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٤٣﴾ عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿٤٤﴾ يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ﴿٤٥﴾ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ﴿٤٦﴾ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنزَفُونَ ﴿٤٧﴾ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ ﴿٤٨﴾ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ﴿٤٩﴾ (پ۲۳۔ صٰفّٰت: ۴۱ تا ۴۹)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں، **فواكه** و **متقابلين** ترکیب میں کیا واقع ہیں؟ وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ کلمات کی تحقیق (۴) **فواكه** اور **متقابلين** کی ترکیبی حیثیت۔

جواب..... ① آیات کا ترجمہ:۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے روزی معلوم ہے یعنی میوے اور انہی کو نعمتوں کے باغات میں عزت دی جائے گی، تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے ہوں گے ان میں صاف شراب کا دور چلے گا جو سفید ولذیذ ہوگی پینے والوں کے لئے، نہ اس میں دردِ سر ہوگا اور نہ اس سے مخمور (نشہ والا) ہوں گے، ان کے پاس نیچی نگاہ رکھنے والی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی گویا کہ وہ پردوں میں چھپے ہوئے انڈے ہیں۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے جنت میں ملنے والے انعامات کو ذکر فرمایا کہ جو اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں ان کے لئے عمدہ رزق اور بہت سی انواع واقسام کے جنتی میوے ہوں گے اور بلند تختوں پر بیٹھ کر ایک دوسرے کا نظارہ کریں گے

اوران پر شراب طہور اور معین کا دور چلے گا لیکن وہ شراب دنیا کی شراب کی طرح نہیں ہوگی بلکہ عمدہ، صاف و پاکیزہ ہوگی جس کو پی کر انسان مخبوط الحواس نہیں ہوں گے اوران کے لئے شرم وحیاء کی پیکر بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی جو اپنے شوہروں کے سوا کسی کی طرف نظریں اُٹھا کر نہیں دیکھیں گی اور صفائی اور خوبصورتی میں گویا گرد وغبار سے محفوظ انڈے ہیں۔

③ خط کشیدہ کلمات کی تحقیق:۔ "فَوَاكِهُ" **فاکھة** کی جمع ہے بمعنی ہمہ قسم کا پھل جس کو کھا کر لذت حاصل کی جائے۔

"مُكْرَمُوْنَ" صیغہ جمع مذکر بحث اسم مفعول از مصدر **اکرام** (افعال) بمعنی عزت واکرام کرنا۔

"سُرُرٍ" **سریر** کی جمع ہے بمعنی تختِ عمومی وتختِ شاہی۔

"غَوْلٌ" اسم ہے بمعنی دردِسر اور **غول** مصدر (نصر) بمعنی ہلاک کرنا۔

"يُنْزَفُوْنَ" صیغہ جمع مذکر غائب مضارع مجہول از مصدر **نَزْف** (سمع) بمعنی بدمست ہونا اور بے عقل ہونا۔

④ **فواکه** اور **متقابلین** کی ترکیبی حیثیت:۔ **فواکهٌ** کی ترکیب میں دو احتمال ہیں ① یہ بدل ہے **رزق معلوم** سے ② یہ خبر ہے مبتداء محذوف **ھو** کی۔ **متقابلین** یہ **مکرمون** سے حال ہے۔

الشق الثانی..... وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ (پ۲۴۔زمر:۶۸،۶۹)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، **من شاء اللہ** کا مصداق کون ہے اور **صعق** سے کیا مراد ہے؟ **نفخات** کی تعداد کتنی ہو گی اور آیت میں کونسا **نفخه** مراد ہے؟ تفصیل سے لکھیں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں۔ **نفخ** کا نائب فاعل متعین کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں سات امور حل طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **من شاء اللہ** کا مصداق (۴) **صعق** کی مراد (۵) **نفخات** کی تعداد اور تعیین (۶) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق (۷) **نفخ** کا نائب فاعل۔

جواب..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور پھونکا جائے گا صور میں تو بے ہوش ہو جائے گا جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ آسمان میں مگر جس کو اللہ چاہیں گے، پھر دوبارہ صور میں پھونکا جائے گا پس اچانک وہ کھڑے ہو کر دیکھ رہے ہوں گے اور چمک اٹھے گی زمین اپنے رب کے نور کی وجہ سے اور لائی جائے گی کتاب (رکھی جائے گی) اور لایا جائے گا نبیوں، شہداء کو اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور وہ ظلم نہیں کئے جائیں گے۔

② آیات کی تفسیر:۔ جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو سب عالم فوراً بے ہوش ہو کر فنا ہو جائیں گے چند مخصوص فرشتے یہ فوراً فنا نہیں ہوں گے بلکہ کچھ دیر بعد یہ بھی فنا ہو جائیں گے صرف اللہ کی ذات باقی رہ جائے گی، پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام بحکم الٰہی دوبارہ زندہ ہو کر دوسری بار صور پھونکیں گے تو سب زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے اور محشر کے عجیب منظر کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوں گے اور اس وقت محشر کی زمین اللہ تعالیٰ کی تجلی سے منور ہو جائے گی اور اعمال نامے سامنے رکھ دیئے جائیں گے اور انبیاء، شہداء اور دیگر فرشتوں کو گواہ بنا کر حاضر کیا جائے گا اور انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔

③ **من شاء اللہ** کا مصداق:۔ اسکا مصداق بعض کے نزدیک چار مشہور فرشتے (جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام) ہیں اور بعض نے ان کے ساتھ عرش اٹھانے والے فرشتوں کو بھی شامل کیا ہے اور بعض کے نزدیک انبیاء اور شہداء مراد ہیں۔

④ **صعق** کی مراد:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ صور پھونکنے کے نتیجے میں تمام زندہ لوگ مر جائینگے اور جو مردہ ہیں اُنکی روحیں بے ہوش ہو جائینگی۔

⑤ **نفخات** کی تعداد اور تعیین:۔ نفخات کی تعداد میں علماء مفسرین کا اختلاف ہے چنانچہ بعض حضرات نے فرمایا کہ ایک نفخہ عالم کے فناء ہونے کا، دوسرا زندہ ہونے کا، تیسرا حشر کے بعد بیہوشی کا اور چوتھا خبردار ہونے کا ہوگا۔ جمہور کہتے ہیں کہ تین بار صور پھونکا جائیگا ① گھبراہٹ اور بے ہوشی کا **کماقال ونفخ فی الصور ففزع** ② موت کا ③ دوبارہ زندہ ہونے کا۔

علماء محققین کے نزدیک نفخات کی تعداد دو ہے اور قرآن سے بھی اسی کا ثبوت ملتا ہے پہلی مرتبہ میں سب مر جائیں گے اور

دوسری مرتبہ میں سب زندہ ہو جائیں گے، آیت میں انہی دو کا ذکر ہے۔

⑥ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق:۔ "نفخ" نَفْخٌ (نصر) سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے بمعنی پھونکنا۔
"صَعِقَ" صَعْقًا (سمع) سے ماضی کا صیغہ ہے بمعنی گرج سے غشی کا طاری ہونا۔
"ینظرون" نَظْرٌ (نصر) سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی دیکھنا۔
"وُضِعَ" وَضْعٌ (ضرب) سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے بمعنی رکھنا۔
"قُضِیَ" قَضَاءٌ (ضرب) سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے بمعنی فیصلہ کرنا۔

⑦ نفخ کا نائب فاعل:۔ نَفْخٌ مصدر نُفِخَ کا نائب فاعل ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ..... وَمِنْ اٰیٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ اِنْ یَّشَاْ یُسْكِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰی ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ اَوْ یُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَ یَعْفُ عَنْ كَثِیْرٍ ۝ وَّ یَعْلَمَ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ ۝ (پ۲۵۔شوریٰ:۳۲ تا ۳۵)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں، یَعْفُ کے مجزوم اور یَعْلَمَ کے منصوب ہونے کی وجہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) یَعْفُ کے مجزوم اور یَعْلَمَ کے منصوب ہونے کی وجہ۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے کشتیاں (بحری جہاز) ہیں سمندر میں پہاڑوں جیسی اگر وہ چاہے تو ٹھہرا دے ہوا کو اور وہ پس کھڑے ہو جائیں سمندر کی سطح پر بیشک اس میں صبر کرنے والے شکر کرنے والے کیلئے نشانیاں ہیں یا تباہ کر دے ان کو ان کے بُرے اعمال کے سبب سے اور معاف کر دیتا ہے بہت ساروں کو اور جان لیں وہ لوگ جو ہماری آیات میں جھگڑتے ہیں کہ ان کے لئے چھٹکارا نہیں ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ اور فیضِ عامہ کا نقشہ اپنی ایک روزمرہ کی کبریائی کی مثال سے کھینچا ہے، جس کا معائنہ ہر دریائی سفر میں ہوتا ہے چنانچہ جہازوں کا پانی میں کھڑا ہونا یہ اس کی قدرت ہے اور اجسامِ ثقیلہ پانی پر ایسے چلتے ہیں جس طرح مویشی زمین پر چلتے ہیں یہ اللہ کی قدرت ہے کہ اس نے ہوا اور پانی کو کس طرح اپنے بندوں کے لئے مسخر کر دیا۔ اسی طرح اللہ نے تم کو علوم سکھا دیئے ہیں بایں ہمہ اگر ہوا کو (اس میں دھواں اور بھاپ بھی شامل ہے کہ جس کے زور سے انجن حرکت کرتا ہے) روک دے تو یہ جہاز کھڑے ہو جائیں گے۔ البتہ اس میں ہر صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کیلئے بڑی نشانیاں ہیں، سفرِ دریا میں تکالیف بھی پہنچتی ہیں اور بالآخر کامیابی بھی، اس لئے صبار اور شکور فرمایا اور چاہے تو ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو غرق کر دے، سارے علم وفن دھرے رہ جائیں لیکن وہ اللہ درگذر کرتا رہتا ہے اور ہماری آیت میں جھگڑے والے دل میں اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ ان کو عذابِ الٰہی اور اس کی بلاؤں سے کوئی پناہ نہیں مگر پھر بھی اپنی بدکرداری سے باز نہیں آتے۔

③ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "اَلْجَوَارِ" یہ جاریہ کی جمع ہے بمعنی کشتی (بحری جہاز)۔ مصدر جریانًا (ضرب) بمعنی چلنا۔
"یَظْلَلْنَ" صیغہ جمع مؤنث غائب فعل مضارع معروف از افعالِ ناقصہ بمعنی ہونا۔
"رَوَاكِدَ" یہ رَاكِدَة اسم فاعل کی جمع ہے بمعنی ٹھہرانے والی، از مصدر رُكُوْدٌ (نصر) بمعنی ٹھہرنا۔
"یُوْبِقْهُنَّ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر ایباق (افعال) بمعنی ہلاک کرنا، ذلیل کرنا، قید کرنا۔ مجرد وَبْقًا (ضرب) بمعنی ہلاک ہونا۔
"كَالْاَعْلَامِ" عَلَمٌ کی جمع ہے بمعنی راستہ کا نشان، اونچا پہاڑ۔
"مَحِیْصٌ" یہ باب ضرب سے حَیْصًا و مَحِیْصًا مصدر ہے یا ظرف کا صیغہ ہے بمعنی محفوظ رہنا۔

0313 6357913 mubashirkhyamkhan@gmail.com

④ یَعْفُ کے مجزوم اور یَعْلَمْ کے منصوب ہونے کی وجہ:۔ یہ یُسْکِنْ پر معطوف ہے جو جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ یَعْلَمْ: یہ تعلیل مقدر پر معطوف ہے جو لام کَیْ کی وجہ سے منصوب ہے ای یوبقهن لینتقم منهم ویعلم الذین یجادلون فی آیاتنا۔

الشق الثانی ..... وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّ لِیُذِیْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا وَ كَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾ (پ۲۱۔روم:۴۶،۴۷)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں؟ **مبشرات** کی ترکیبی حیثیت واضح کرنے کے بعد **وکان حقا علینا نصر المؤمنین** کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق (۴) **مبشرات** کی ترکیبی حیثیت (۵) **وکان حقا الخ** کی ترکیب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں خوشخبریاں لانے والی اور تاکہ چکھائے تم کو کچھ مزہ اپنی مہربانی کا اور تاکہ چلیں کشتیاں اس کے حکم سے اور تاکہ تلاش کرو تم اس کے فضل کو اور تاکہ تم شکرگزار بن جاؤ اور ہم بھیج چکے ہیں تم سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس، سو پہنچے وہ ان کے پاس نشانیاں لیکر پھر بدلہ لیا ہم نے ان سے جو گنہگار تھے اور حق ہے ہم پر ایمان والوں کی مدد کرنا۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اوّل تو ہواؤں کا ذکر فرمایا جن کے چلنے سے یہ اندازہ ہوجاتا ہے کہ بارش آنیوالی ہے، یہ ہوائیں بارش آنے سے پہلے بارش کی خوشخبری دے دیتی ہیں پھر جب بارش ہوجاتی ہے انسان اس کے منافع سے مستفید ہوتے ہیں ان منافع میں سے یہ بھی ہے کہ انکے ذریعے بادبانی کشتیاں چلتی ہیں، جب ان کشتیوں میں سوار ہوکر سفر کرتے ہیں تو ان سفروں میں اللہ تعالیٰ کا رزق بھی تلاش کرتے ہیں اور تجارت کیلئے مال بھی لاتے ہیں اور آل واولاد کیلئے کھانے پینے کیلئے بھی ان سب چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے انعامات بھی ہیں اور اسکی قدرت کے دلائل بھی ہیں، ان دلائل کے ذریعے اسکو پہچانے اور اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرے۔ اسکے بعد آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ جو آپ کی بات نہیں مانیں گے ہم ان سے یعنی مجرمین سے انتقام لیں گے اور جو مؤمنین ہیں ہم انکی مدد کرینگے۔

③ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ "**البیّنٰت**" یہ **بینة** کی جمع ہے بمعنی واضح نشانی۔

"**اَلْفُلْكُ**" بمعنی کشتی **فلك** اگر واحد ہو تو **قفل** کے وزن پر ہوگا اور اگر جمع ہو تو **اُسُدٌ** کے وزن پر ہوگا۔

④ **مبشرات** کی ترکیبی حیثیت:۔ **مبشراتٍ** لفظ **الریٰح** سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

⑤ **وکان حقًّا الخ** کی ترکیب:۔ **واؤ** استینافیہ **کان** ناقصہ **حقا** مصدر **علینا** جار مجرور ملکر مصدر کے متعلق ہوکر **کان** کی خبر مقدم **نصر المؤمنین** مضاف ومضاف الیہ ملکر اسم مؤخر، **کان** اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ..... یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ وَ اللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا ﴿۵۳﴾ (پ۲۲۔احزاب:۵۳)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، شانِ نزول تحریر کرتے ہوئے بتلائیں کہ یہ آیت کس سنہ میں نازل ہوئی، خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق لکھیں نیز مسئلہ حجاب کی تفصیل بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شانِ نزول اور

سنِ نزول (۴) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق (۵) مسئلہ حجاب کی تفصیل۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! نہ داخل ہو نبی ﷺ کے گھروں میں مگر اس وقت کہ اجازت دی جائے تم کو کھانے کے لئے، نہ انتظار کرتے ہوئے اس کی تیاری کا، لیکن جب تم کو بلایا جائے تب داخل ہو پس جب تم کھا چکو تو اُٹھ کر چلے جاؤ بات چیت کی طرف رغبت نہ رکھتے ہوئے، بیشک یہ تمہاری بات تکلیف دہ ہوتی ہے نبی ﷺ کو، پس وہ تم سے شرم کرتے تھے اور اللہ نہیں شرماتا حق بیان کرنے سے اور جب تم ازواج النبی رضی اللہ عنہن سے کوئی چیز مانگو تو ان سے پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ بات تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے لئے بہت پاکیزہ ہے اور نہیں جائز تمہارے لئے کہ تم رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دو اور نہ یہ کہ تم آپ ﷺ کی بیویوں سے نکاح کرو کبھی بھی، بیشک تمہارا ایسا کرنا اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ کچھ مسلمانوں کی عادت تھی کہ کھانا تیار ہونے سے پہلے آنحضرت ﷺ کے گھر میں آجاتے تھے اور کھانا کھا لینے کے بعد دیر تک وہیں باتیں کرنے بیٹھ جاتے، آپ ﷺ کو اگر کبھی تکلیف ہوتی تو مروت میں ان سے کچھ نہ فرماتے اس پر اللہ نے یہ فرمایا کہ مسلمانو! بلا اجازت کھانا تیار ہونے سے پہلے ہی نبی ﷺ کے گھر میں داخل ہو کر کھانے کا انتظار نہ کیا کرو لیکن جب کھانا تیار ہو جائے اور تم کو اندر بلایا جائے تب داخل ہوا کرو اور جب کھانا کھا کر فارغ ہو جاؤ تو فوراً اُٹھ کر باہر چلے جاؤ اور وہاں بیٹھ کر باتیں نہ کرو اس سے حضور ﷺ کو ایذاء پہنچتی ہے، وہ شرم کی وجہ سے تم کو اُٹھ جانے کو نہیں فرماتے مگر اللہ تم سے حق بات کہہ رہے ہیں اور جب تمہیں کوئی چیز ازواج النبی رضی اللہ عنہن سے مانگنی ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو یہ بات تمہارے اور امہات المؤمنین کے لئے بہت پاکیزہ ہے۔ مسلمانوں کو جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی کسی حرکت سے ایذاء دیں، حضور ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح کرنا بھی ہمیشہ کے لئے ناجائز ہے بلاشبہ تمہارا یہ فعل اللہ کے ہاں جرمِ عظیم ہے۔

③ آیات کا شانِ نزول اور سنِ نزول:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سے نکاح کیا اور ولیمہ کھانے کے لئے آپ ﷺ کے دولت کدہ پر لوگ حاضر ہوئے تو طعام ولیمہ کھا کر وہیں باتیں کرتے ہوئے بیٹھے رہ گئے، حضور ﷺ نے چاہا کہ وہ لوگ اُٹھ جائیں لہٰذا آپ ﷺ نے ایسا طرز اختیار فرمایا کہ جیسے آپ اٹھ رہے ہیں اور وجہ اس کی یہ تھی کہ آپ ﷺ کے مزاج میں اخلاق کے باعث لحاظ بہت تھا اس وجہ سے آپ ﷺ نے صاف طور سے یہ نہ فرمایا کہ چلے جاؤ وہ آپ کو اٹھتے دیکھ کر بھی نہ اُٹھے جب آپ ﷺ نے یہ دیکھا تو اُٹھ کر چلے گئے، آپ ﷺ کے اُٹھ جانے پر کچھ لوگ تو چلے گئے اور کچھ رہ گئے، تھوڑی دیر کے بعد واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں لہٰذا آپ ﷺ پھر واپس ہو گئے اس کے بعد وہ لوگ کھڑے ہوئے اور چلے گئے، میں (انس رضی اللہ عنہ) نے آپ ﷺ کو چلے جانے کی خبر دی آپ ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ گھر میں داخل ہو گئے میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ داخل ہونے لگا تو آپ ﷺ نے مجھ کو روک دیا اور میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ نے آیت **یاایھا الذی آمنوا لاتدخلوا بیوت النبی الخ** نازل فرمائی۔

اور یہ آیت حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کے ساتھ نکاح والے سال سن ۳ ھ میں نازل ہوئی۔

④ خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق:۔ "**دُعِیتُمْ**" صیغہ جمع مذکر حاضر بحث ماضی مجہول از مصدر **دُعَاءً و دَعْوَةً** (نصر) بمعنی بلانا۔

"**مستأنسین**" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **استئناس** (استفعال، مہموز الفاء) بمعنی مانوس ہونا و کان لگانا۔

⑤ مسئلہ حجاب کی تفصیل:۔ مسئلہ حجاب کے متعلق قرآن مجید کی سات آیات اور ستر روایات کا حاصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل مطلوب شرعی حجابِ اشخاص ہے یعنی عورتوں کا وجود اور ان کی نقل و حرکت مردوں کی نظروں سے مستور ہو، جو گھروں کی چار دیواری یا خیموں اور معلق پردوں کے ذریعہ ہو سکتا ہے اس کے سوا جتنی صورتیں حجاب کی منقول ہیں وہ سب ضرورت کی بناء پر وقتِ ضرورت اور قدرِ ضرورت کے ساتھ مقید اور مشروط ہیں۔

اسطرح پردہ کا پہلا درجہ جو اصل مطلوب شرعی ہے وہ حجابِ اشخاص ہے کہ عورتیں اپنے گھروں میں رہیں لیکن شریعتِ اسلامیہ ایک جامع اور مکمل نظام ہے جس میں انسان کی تمام ضروریات کی رعایت پوری کی گئی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ عورتوں کو ایسی ضرورتیں پیش آنا ناگزیر ہیں کہ وہ کسی وقت گھروں سے نکلیں اس کیلئے پردہ کا دوسرا درجہ قرآن و سنت کی رُو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سر سے پاؤں تک برقع یا

طویل و بڑی چادر میں پورے بدن کو چھپا کر نکلیں، راستہ دیکھنے کیلئے چادر میں سے صرف ایک آنکھ کھولیں یا برقع میں جو جالی آنکھوں کے سامنے استعمال کی جاتی ہے وہ لگالیں، ضرورت کے مواقع میں پردہ کا دوسرا درجہ بھی پہلے کی طرح سب علماء وفقہاء کے درمیان متفق علیہ ہے۔

ایک تیسرا درجہ بھی بعض روایات سے مفہوم ہوتا ہے جس میں صحابہ وتابعین اور فقہاءِ امت کی رائیں مختلف ہیں وہ یہ کہ عورتیں جب بضرورت گھروں سے باہر نکلیں تو وہ اپنا چہرہ اور ہتھیلیاں بھی لوگوں کے سامنے کھول سکتی ہیں بشرطیکہ سارا بدن مستور ہو۔

الشق الثانی ..... وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِۨالْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ (پ۲۳۔صٰفّٰت:۱تا۹)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، **والصٰفت صفًا** کا جواب قسم تحریر کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی اور صرفی تحقیق قلمبند کریں اور بتلائیں کہ **حفظا ، دحورا** کیوں منصوب ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **والصّٰفّٰت صَفًّا** کا جوابِ قسم (۴) خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق (۵) **حفظًا** اور **دحورًا** کے منصوب ہونے کی وجہ۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ قسم ہے صف بنا کر کھڑے ہونیوالے فرشتوں کی، پھر ان فرشتوں کی جو ڈانٹنے والے ہیں جھڑک کر، پھر انکی جو ذکر کی تلاوت کرنیوالے ہیں، بلاشبہ تمہارا معبود ایک ہے جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے ان سب کا رب ہے اسی طرح مشارق کا رب ہے، بیشک ہم نے قریب والے آسمان کو زینت دی ہے خاص زینت یعنی ستاروں کے ذریعے اور حفاظت کی ہے سرکش شیطان سے، یہ عالم بالا کی باتیں نہیں سن سکتے اور دھکیل دیئے جاتے ہیں ہر جانب سے بھگانے کیلئے اور ان کیلئے دائمی عذاب ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ پہلی تین آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہتمام شان کی وجہ سے فرشتوں کے مختلف کاموں کی قسمیں کھائیں اور پھر اثبات توحید کے لئے فرمایا کہ تمہارا معبود ایک ہے جو تمام آسمانی اور زمینی چیزوں کا رب ہے اور مالک ہے اور پھر اللہ کی کاریگری کہ آسمانوں کو ستاروں سے مزین کیا اور احکامِ الٰہی اور غیب کی باتوں کو سرکش شیاطین اور جنات سے محفوظ کرنے کے لئے حفاظت کا انتظام کردیا اور باز نہ آنے والوں کے لئے **عذاب واصب** (دائمی عذاب) کی ڈانٹ پلائی۔

③ **والصّٰفّٰت صَفًّا** کا جوابِ قسم:۔ اس کا جوابِ قسم اسی سورت کی چوتھی آیت **انّ الٰھکم لواحد** ہے۔

④ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "**زاجرات**" صیغہ جمع مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر **اَلزَّجْرُ** (نصر) بمعنی ڈانٹنا۔

"**الصّٰفّٰت**" صیغہ جمع مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر **الصَّفُّ** (نصر) بمعنی صف بنانا۔

"**التٰلیٰت**" صیغہ جمع مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر **التلاوۃ** (نصر) بمعنی تلاوت کرنا۔

"**مارد**" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **مرادۃ ومُرُوْدَۃ** (کرم) **ومُرُوْدًا** (نصر) بمعنی سرکشی کرنا۔

"**یسّمّعون**" صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معروف از مصدر **اِسَّمُّعٌ** (اِفْعُلٌ) بمعنی کان لگانا۔ مجر **سَمْعًا** بمعنی سننا۔

"**مَلَأٌ**" قوم کی جماعت، اشراف قوم، **مَلَاءٌ: یَمْلَاءُ مَلَاءً** بھرنا **مَلُؤٌ** (کرم) بمعنی تونگر، مالدار ہونا۔

"**یُقْذَفُوْنَ**" صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع مجہول از مصدر **القذف** (ضرب) بمعنی پھینکنا۔

"**دحورًا**" مصدر ہے از باب فتح بمعنی دھتکارنا، دفع کرنا، دور کرنا۔

"**واصب**" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **الوصب** (سمع) بمعنی ہمیشہ رہنا، ثابت ہونا۔

⑤ **حفظًا** اور **دحورًا** کے منصوب ہونے کی وجہ:۔ **حفظًا** مفعول لہٗ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے دوسرا احتمال مفعول مطلق ہونے کا ہے اس صورت میں اس کا فعل محذوف ہوگا **حفظنٰھا حفظا**۔ **دحورًا** بھی مفعول لہٗ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اس میں دوسرا احتمال مفعول مطلق ہونے کا ہے۔ اگر مفعول مطلق ہو تو **یقذفون** سے مفعول مطلق ہوگا **من غیر لفظہٖ**۔ تیسرا احتمال **دحورًا** مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہو کر حال ہوگا **یقذفون** کی ضمیر فاعل سے۔

0313 6357913 maktabazmaryam@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ..... حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۳ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝۴ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝ (پ۲۴۔حم سجدہ:۱تا۵)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے حروف مقطعات کی مراد سے متعلق اہل علم کا اختلاف تحریر کریں، **تنزیل، قرانا** اور **بشیرا** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق (۴) حروفِ مقطعات کی مراد میں اختلاف (۵) **تنزیل، قُرْاٰنا** اور **بشیرًا** کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ **حم (اللہ اعلم بمرادہ)** یہ قرآن بڑے مہربان نہایت رحم کرنیوالے کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے، ایک کتاب ہے الگ الگ کی گئی ہیں اس کی آیتیں، قرآن عربی میں ہے ان لوگوں کیلئے جو عقلمند ہیں، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا، پس اعراض کیا ان میں سے اکثر لوگوں نے پس وہ نہیں سنتے اور وہ کہتے ہیں ہمارے دل پردوں میں ہیں اس بات سے جس کی طرف تو بلاتا ہے ہمیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ یعنی ثقل ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان پردہ ہے، پس تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔

② آیات کی تفسیر:۔ **حٰـــم** سے کسی خاص بات کی طرف اشارہ کر کے قرآن مجید کا اللہ کی کتاب ہونا بیان فرمایا ہے کہ بندوں کی حاجت روائی کے لئے اس رحمٰن رحیم نے یہ کتاب نازل کی ہے جس میں یہ صفتیں ہیں کہ یہ ایسی کتاب ہے جس میں آیات تفصیل سے ہیں، ابہام نہیں کہیں وعظ و نصیحت ہے کہیں مسائل حلت و حرمت ہیں اور کہیں آخرت کا ذکر ہے اور کہیں پہلوں کا عبرت انگیز نصیحت خیز حال ہے۔ عربی زبان میں عرب کی سہولت کیلئے بشیر و نذیر ہے، کتاب اللہ کی خوبی اور اس کی ضرورت کے بعد **فـــاعـرض** سے **عٰملون** تک کفار کی اس سے اعراض اور نفرت بیان کر کے ان کی بدبختی اور حماقت کو بیان کیا گیا ہے۔

③ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ **"اٰذان"** **اُذُن** کی جمع ہے بمعنی کان۔ مصدر **اَذَنًا** (سمع) بمعنی کان لگانا، سننا۔

"اَکِنَّة" **الکِنَان** کی جمع ہے بمعنی چیز کی حفاظت اور اس کی پوشیدگی۔ **کَنًّا وکُنُوْنًا** (نصر) بمعنی چھپانا و بچانا۔

"وَقْرٌ" یہ مصدر ہے (ضرب) بمعنی کان کا بوجھل ہونا یا بہرا ہونا۔

"حجاب" پردے کو کہتے ہیں اس کی جمع **حُجُب** ہے۔ مصدر **حَجبًا وحِجَابًا** (نصر) بمعنی چھپانا۔

④ حروفِ مقطعات کی مراد میں اختلاف:۔ حروفِ مقطعہ جو سورتوں کے شروع میں آئے ہیں انکے متعلق بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ ان سورتوں کے نام ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ یہ اسمائے الٰہیہ کے رموز ہیں مگر جمہور صحابہ اور تابعین اور علماءِ امت کے نزدیک راجح یہ ہے کہ یہ حروف رموز و اسرار ہیں جس کا علم سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں اور ہو سکتا ہے رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم بطور ایک راز کے دیا گیا ہو جس کی تبلیغ اُمت کیلئے روک دی گئی ہو اس لئے آنحضرت ﷺ سے ان حروف کی تفسیر و تشریح میں کچھ منقول نہیں۔ امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں اسی کو اختیار فرمایا ہے اور ابن کثیرؒ نے قرطبی وغیرہ سے نقل کر کے اسی مضمون کو ترجیح دی ہے اور بعض اکابر علماء سے جو ان کے معانی منقول ہیں اس سے صرف تمثیل، تشبیہ اور تسہیل مقصود ہے، نہ یہ کہ اس سے اللہ کی یقینی مراد یہی ہے۔

⑤ **تنزیل، قُرْاٰنا** اور **بشیرًا** کی ترکیبی حیثیت:۔ **تنزیل:** یہ خبر ہے اور اس کا مبتداء **حم** ہے گویا کہ **حم** مبتدا اور **تنزیل** خبر ہے۔ **قُـرْاٰنـا:** اس کی ترکیب میں دو احتمال ہیں یہ منصوب ہے اس وجہ سے کہ یہ مدح ہے اور یا یہ حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔ **بشیرًا:** یہ **قرانًا** کی صفت ہے۔

الشق الثانی ..... وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَنْ

لَا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ (پ۲۶۔احقاف:۲۹تا۳۲)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر کرتے ہوئے اس واقعے کی تفصیل لکھیں جس کی طرف آیات میں اشارہ کیا گیا ہے، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں، **یستمعون القرآن** کی ترکیبی حیثیت واضح کرتے ہوئے بتلائیں کہ یہ کس سورۃ کی آیات ہیں، سورۃ کا نام ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) واقعہ کی تفصیل (۴) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق (۵) **یستمعون القرآن** کی ترکیبی حیثیت (۶) سورت کا نام۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور جب ہم نے پھیر دیا آپ کی طرف چند جنوں کو جو قرآن سن رہے تھے، پس جب حاضر ہوئے وہ اسکے پاس تو انہوں نے کہا کہ خاموش رہو پس جب وہ ختم ہوا تو وہ واپس لوٹے اپنی قوم کی طرف انہیں ڈراتے ہوئے کہنے لگے اے ہماری قوم بیشک ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو نازل ہوئی ہے موسیٰ علیہ السلام کے بعد تصدیق کرنیوالی انکی جو ان سے پہلے ہو چکیں وہ رہنمائی کرتی ہے حق کی طرف اور سیدھے راستے کی طرف۔ اے ہماری قوم اللہ تعالیٰ کے داعی (اللہ کی طرف بلانے والے) کا کہنا مانو اور اُس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے گا اور جو شخص اللہ کے داعی کا کہنا نہ مانے گا وہ اللہ تعالیٰ کا زمین میں عاجز نہیں کر سکتا اور اللہ کے علاوہ اُس کا کوئی حامی و مددگار بھی نہ ہوگا ایسے لوگ واضح گمراہی میں ہیں۔

② آیات کی تفسیر:۔ کفارِ مکہ کو سنانے کیلئے اس سے پہلی آیات میں کفر اور استکبار کی مذمت اور انکا مہلک ہونا بیان ہوا ہے مذکور الصدر آیات میں اہلِ مکہ کو عار دلانے کیلئے جنات کے ایمان لانے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ جنات تو تکبر و غرور میں تم سے بھی زیادہ ہیں مگر قرآن سن کر انکے دل موم ہو گئے وہ مسلمان ہو گئے تمہیں تو اللہ نے زیادہ شعور بخشا ہے مگر اسکے باوجود تم ایمان نہیں لاتے چنانچہ آیات مذکورہ میں انہی جنات کا واقعہ بیان فرمایا اور انکا قرآن سننا اور پھر اس پر ایمان لانا اور اپنی قوم کو ڈرانا مذکور ہے کہ اگر تم اللہ پر ایمان لے آؤ گے تو بخشے بھی جاؤ گے اور آخرت کے عذاب سے بھی نجات پاؤ گے اور اگر اللہ پر ایمان نہ لاؤ گے تو پھر اُس کے عذاب سے کوئی بھی تمہیں نہیں بچا سکتا پھر تم واضح گمراہی و ناکامی میں ہو۔

③ واقعہ کی تفصیل:۔ روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کی بعثت پر جب جنوں کو آسمانی خبروں کو سننے سے روک دیا گیا تو انہوں نے اس کی وجہ دریافت کرنے کیلئے اہلِ نصیبین میں سے سات یا نو رؤسائے جن کو زمین پر بھیجا جب وہ وادی نخلہ میں پہنچے تو حضور ﷺ کو طائف سے واپسی پر آدھی رات کو نماز میں دیکھ کر آپ ﷺ کی قراءت سننے لگے اور مؤمن ہو کر واپس آئے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ جب ہم نے وادی نخلہ میں نصیبین کے جنوں کی ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کر دیا جبکہ وہ آپ ﷺ کی قراءت سن رہے تھے پس جب وہ وہاں آگئے جہاں حضور ﷺ قرآن پڑھ رہے تھے تو وہ جنات آپس میں کہنے لگے کہ خاموش ہو کر سنو اور جب صبح کے وقت آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ جن اپنی قوم کی طرف واپس لوٹے اور انہیں عذابِ الٰہی سے ڈرایا اور دعوت الی الاسلام دینے لگے۔

④ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ "قُضِيَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول از مصدر **القضاءٌ** (ضرب) بمعنی فیصلہ کرنا۔

"نفرًا" تین سے دس تک مَردوں کی جماعت اس کی جمع **اَنْفَار** ہے **نَفْرًا** (ضرب) بمعنی نفرت کرنا۔

"اَنْصِتُوْا" صیغہ جمع مذکر حاضر امر حاضر معلوم از مصدر **اِنصَات** (افعال) بمعنی بات سننے کے لئے خاموش رہنا۔

"منذرین" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **الاِنذارُ** (افعال) بمعنی ڈرانا۔

⑤ **یستمعون القرآن** کی ترکیبی حیثیت:۔ **یستمعون القرآن** جملہ بننے کے بعد **نفرًا** سے حال ہے۔

⑥ سورت کا نام:۔ یہ آیات جس سورت میں مذکور ہیں اس کا نام سورۃ **احقاف** ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ..... اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾ (پ۲۱۔روم:۴۸،۴۹)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر کریں، خط کشیدہ کلمات کی تحقیق لکھیں، **من قبل ان ینزل** اور **من قبلہ** کا تعلق کس سے ہے؟ وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ کلمات کی تحقیق (۴) **من قبل ان ینزل** اور **من قبلہ** کا متعلق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اللہ وہ ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ اٹھالاتی ہیں بادل کو پھر پھیلا دیتا ہے وہ ان کو جس طرف چاہے اور کر دیتا ہے ان کو ٹکڑے پھر دیکھے گا تو بارش کو نکلتی ہے انکے درمیان سے، پس جب اللہ حکم دیتا ہے اس بارش کو اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے تو اسی وقت وہ خوش ہوجاتے ہیں اگرچہ بارش کے نازل ہونے سے پہلے وہ البتہ ناامید ہونے والے ہوں۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات سے پہلے (**ومن آیتہ**) ہواؤں کے کچھ فوائد کا بیان تھا پھر ایک آیت کو درمیان میں جملہ معترضہ کے طور پر ذکر فرمایا اور پھر ان مذکورہ آیات میں ہواؤں کا تذکرہ ہے اور انکے بعض فوائد کا بیان ہے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اللہ وہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے یہ ہوائیں بادلوں کو اٹھا کر لاتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان بادلوں کو جیسے چاہے پھیلا دیتا ہے کہ بادلوں کے اندر سے بارش آرہی ہے پھر اللہ ان بارشوں کو اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے پہنچاتا ہے، جنہیں بارش پہنچ گئی وہ خوش ہوجاتے ہیں حالانکہ اس سے پہلے یہ لوگ ناامید ہو چکے تھے ناامیدوں کی امیدوں کو پورا کرنا یہ اللہ کا انعام ہے، بارش آنے پر خوشی بھی منائیں اور شکر بھی کریں۔

③ خط کشیدہ کلمات کی تحقیق:۔ "**یبسطُ**" صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر **البَسْطُ** (نصر) بمعنی پھیلانا۔

"**تُثِیْرُ**" صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معلوم از مصدر **الاثارۃ** (افعال) بمعنی جوش دلانا، بلند کرنا۔

"**کِسَفًا**" **کِسْفَۃٌ** کی جمع ہے بمعنی ٹکڑا اور **کسفۃ** کی دوسری جمع **کساف** اور **کسوف** آتی ہے۔

"**خِلٰلِہٖ**" یہ **خَلَلٌ** کی جمع ہے بمعنی سستی، فساد، شگاف (سوراخ) دراڑ۔

"**یستبشرون**" صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معروف از مصدر **استبشار** (استفعال) بمعنی خوش ہونا۔

"**مُبْلِسِیْنَ**" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **ابلاس** (افعال) بمعنی شکستہ دل ہونا، غمگین ہونا۔

④ **من قبل ان ینزل** اور **من قبلہ** کا متعلق:۔ **من قبلہ** ثانی، اوّل کی تاکید ہے اور یہ **مبلسین** کے متعلق ہے۔

الشق الثانی ..... وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۵۱﴾ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿۵۴﴾ **(پ ۲۲۔ سباء: ۵۱ تا ۵۴)**

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، **واخذوا من مکان قریب** کی وضاحت کریں، **وحیل بینھم وبین مایشتھون کما فعل باشیاعھم** کی تفسیر کریں۔ الفاظِ مخطوطہ کی تحقیق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل پانچ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **واخذوا من مکان قریب** کی وضاحت (۴) **کما فعل باشیاعھم** کی تفسیر (۵) الفاظِ مخطوطہ کی تحقیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور کاش کہ آپ دیکھیں جبکہ وہ گھبرائے ہوئے ہوں گے، پس نہ بچ سکیں گے اور پکڑے جائیں گے قریب جگہ سے اور کہیں گے وہ کہ ایمان لائے ہم اس پر اور کہاں میسر ہوگا انہیں ایمان کا لانا اتنی دور جگہ سے حالانکہ وہ انکار کر چکے تھے اس سے پہلے دنیا کی زندگی میں اور بن دیکھے اٹکل کے تکّے چلاتے رہے اور حائل کر دی جائیگی انکے اور انکی خواہشوں کے درمیان جیسا کہ سلوک کیا گیا ان کے ہم خیال لوگوں کے ساتھ اس سے پہلے بیشک وہ حیرت انگیز شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

② آیات کی تفسیر:۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلی آیات میں مسئلہ رسالت کا اثبات کیا اب یہاں سے حشر کا بیان ہے کہ مرنے کے وقت یا قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا جبکہ وہ گھبرائے ہوئے ہونگے لیکن وہ لوگ حشر سے بچ کر کہیں نہیں جاسکیں گے اور جہاں بھی جائیں گے ان کو پکڑ لیا جائے گا اور وہ کہیں گے کہ ہم ایمان لائے لیکن اس وقت کا ایمان لانا ان کے کسی کام نہیں آئے گا اس لئے کہ

ایمان لانے کا مقام دنیا تھی اور اس دنیا میں انہوں نے اس کو نہیں مانا تو اب وہ جگہ یعنی دنیا ان سے بہت دور ہوگئی اس دور دراز جگہ سے ان کو اب ایمان نہیں مل سکتا اور جب وہ دنیا کے اندر تھے تو یہاں کی بابت (قیامت کے دن اور حشر میں) کہتے تھے ایسی باتیں جو انہوں نے دیکھی نہیں تھی بے تکی یعنی غیب کی باتیں بے تکی کہتے تھے لہٰذا اب ان کو ان کی مراد نہیں مل سکتی جیسا کہ ان سے پہلوں کو حاصل نہ ہوئی اور نہ ہوگی کیونکہ وہ شک میں تھے۔

③ **واخذوا من مکان قریب کی وضاحت:۔** اکثر مفسرین کے نزدیک یہ روزِ محشر کا حال ہے کہ کفار و فجار بھاگنا چاہیں گے تو چھوٹ نہ سکیں گے اور یہ بھی نہ ہوگا جیسے دنیا میں کوئی مجرم بھاگ جائے تو اسے تلاش کرنا پڑتا ہے بلکہ سب کے سب اپنی ہی جگہ میں گرفتار کر لئے جائینگے کسی کو بھاگنے کا موقع نہ ملے گا اور بعض حضرات نے اس کو نزاع اور موت کا حال قرار دیا ہے کہ جب موت کا وقت آجائے گا اور ان پر گھبراہٹ طاری ہوگی تو فرشتوں کے ہاتھ سے چھوٹ نہ سکیں گے اور وہیں اپنی جگہ سے روح قبض کر کے پکڑ لئے جائینگے۔

④ **کما فعل باشیاعھم کی تفسیر:۔** یعنی ان کو جو چیز محبوب اور مقصود تھی ان کے اور اس چیز کے درمیان پردہ حائل کر کے ان کو محروم کر دیا گیا، یہ مضمون قیامت کے حال پر بھی صادق ہے کہ قیامت کے دن یہ لوگ (کافر) نجات اور جنت کے طالب ہوں گے وہاں تک نہ پہنچ سکیں گے اور دنیا میں موت کے وقت پر بھی صادق ہے کہ دنیا میں ان کو یہاں کی دولت و سامان مقصود تھا، موت نے ان کے اس مطلوب کے درمیان حائل ہو کر ان کو اس سے جدا کر دیا۔ **اشیاع، شیعہ** کی جمع ہے کسی شخص کے تابع اور ہم خیال کو اس کا شیعہ کہا جاتا ہے، مطلب یہ کہ جو عذاب ان کو دیا گیا کہ وہ اپنے مطلوب سے محروم کر دیئے گئے یہی عذاب اس سے پہلے انہی جیسے اعمالِ کفر کرنے والوں کو دیا جا چکا ہے کیونکہ یہ سب لوگ شک میں پڑے ہوئے تھے یعنی رسول اللہ ﷺ کی نبوت اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے پر ان کو یقین اور ایمان نہیں تھا۔

⑤ **الفاظِ مخطوطہ کی تحقیق:۔** "**فزعوا**" صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معروف از مصدر **فَزَعٌ** (سمع) بمعنی دہشت زدہ ہونا۔

"**یَقْذِفُوْن**" صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معروف از مصدر **القذف** (ضرب) بمعنی پھینکنا۔

"**آمَنَّا**" صیغہ جمع متکلم ماضی معروف از مصدر **ایمان** (افعال) بمعنی ایمان لانا، مطیع و فرمانبردار ہونا۔

"**یَشْتَھُوْن**" صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معلوم از مصدر **الاشتھاء** (افتعال) بمعنی خواہش کرنا، رغبت شدید کرنا۔

"**مُرِیْب**" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **ارابۃ** (افعال) بمعنی شک میں ڈالنا، بیقرار کرنا۔

﴿الورقۃ الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ..... لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۝ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ (پ۲۳۔زمر:۱۶،۱۷)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، **ظلل** اور **طاغوت** کا مصداق تحریر کریں، **ان یعبدوھا** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **ظلل** اور **طاغوت** کا مصداق (۴) **ان یعبدوھا** کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ ان کیلئے (مشرکین) اوپر بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور ان کے نیچے بھی آگ کے سائبان ہوں گے، یہی بات ہے جس کا اللہ اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے، اے میرے بندو! مجھ سے ڈرتے رہو اور جو لوگ شیطان کی عبادت کرنے سے بچتے رہے اور اللہ کی طرف متوجہ رہے ان کے لئے خوشخبری ہے، پس میرے بندوں کو خوشخبری دے دیجئے۔

② آیات کی تفسیر:۔ یہاں سے منکرینِ قیامت کے احوال کا بیان ہے کہ جو لوگ دنیا میں قیامت کا انکار کرتے تھے آج قیامت کے دن ان کے اوپر اور ان کے نیچے آگ ہوگی یعنی انکا اوڑھنا بچھونا سب کا سب آگ کا ہوگا۔ اس عذابِ دوزخ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو انبیاء علیہم السلام کی وساطت سے بچاتے رہے ہیں اور ڈراتے رہے ہیں کہ اے میرے بندو! میرے عذاب سے ڈرتے رہو اسی طرح جو لوگ شیاطین کے اغوا سے غیر اللہ کو پوجنے سے بچتے رہے، کنارہ کش رہے اور ہمیشہ ہر کام میں اللہ کی طرف رجوع کرتے

رہے انہی کے لئے خوشخبری ہے لہٰذا آپ میرے صالح بندوں کو میری رحمت کی خوشخبری سنا دیجئے یعنی جو لوگ حق بات کو توجہ سے سنتے ہیں اور اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں یہی لوگ اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور یہی لوگ اہلِ عقل ہیں۔

③ **ظلال اور طاغوت کا مصداق:۔** ظلال کا مصداق آگ کے شعلے ہیں۔ طاغوت کا مصداق بُت اور شیطانی طریقے اور انکی پرستش ہے۔

④ **ان یعبدوھا کی ترکیبی حیثیت:۔** ان ناصبہ کی وجہ سے مفرد کی تاویل میں ہو کر **الطاغوت** سے بدل ہے۔

الشق الثانی ..... حٰمٓ ۚ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝

(پ۲۵۔دخان:۱تا۷)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، **لیلۃ مبرکۃ** کی تعیین کریں، **امرا** اور **رحمۃ** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **لیلۃ مبٰرکۃ** کی تعیین (۴) **امرًا** اور **رحمۃ** کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ **حم (اللہ اعلم بمرادہ)** قسم ہے واضح کتاب کی بیشک ہم نے اس کتاب کو مبارک رات میں نازل کیا کیونکہ بلاشبہ ہمیں ڈرانا مقصود تھا۔ اسی میں جدا کیا جاتا ہے ہر ایک امر حکمت والا جو حکم ہماری طرف سے ہوتا ہے کیونکہ ہم رسول بنا کر بھیجنے والے ہیں۔ آپ کے رب کی رحمت سے بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے اور وہ آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ اس کا رب ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔

② آیات کی تفسیر:۔ **حم** کی مراد تو اللہ ہی جانتے ہیں قسم ہے اس کتاب واضح المعنی کی ہم نے اس کو لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر ایک برکت والی رات (شب قدر) میں اتارا ہے کیونکہ ہم بوجہ شفقت کے اپنے ارادہ میں اپنے بندوں کو آگاہ کرنے والے تھے یعنی ہم کو یہ منظور ہوا کہ ان کو مضرتوں سے بچانے کیلئے خیر و شر پر مطلع کر دیں یہ قرآن کو نازل کرنے کا مقصد تھا آگے اس شب کے برکات و منافع کا بیان ہے کہ اس رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہماری پیشی سے حکم صادر ہو کر طے کیا جاتا ہے یعنی سال بھر کے معاملات جو سارے کے سارے ہی حکمت پر مبنی ہوتے ہیں جس طرح انجام دینے اللہ کو منظور ہوتے ہیں اسی طریقے کو متعین کر کے انکی اطلاع متعلقہ فرشتوں کو کر کے انکے سپرد کر دیئے جاتے ہیں چونکہ وہ رات ایسی ہے اور نزولِ قرآن سب سے حکمت والا امر تھا اسلئے اس کیلئے بھی یہی رات منتخب کی گئی اور قرآن اسلئے نازل کیا گیا کہ ہم بوجہ رحمت جو آپ کے رب کی طرف سے ہوئی آپ کو پیغمبر بنانے والے تھے تا کہ آپ کی معرفت اپنے بندوں کو آگاہ کریں بیشک وہ بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے اسلئے بندوں کی رعایت کرتا ہے اور وہ اللہ ایسا ہے جو آسمان اور زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے سب کا مالک ہے اگر تم یقین کرنا چاہو تو یہ توحید کے دلائل یقین کرنے کیلئے کافی ہیں۔

③ **لیلۃ مبٰرکۃ کی تعیین:۔** اس سے مراد جمہور مفسرین کے نزدیک شب قدر ہے جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے اور بعض مفسرین عکرمہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہے کہ اس سے مراد نصف شعبان کی رات یعنی شب براءۃ ہے۔

④ **امرًا اور رحمۃ کی ترکیبی حیثیت:۔** "**امرًا**" بمعنی **فرقًا** یہ مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے (**یفرق فرقًا**) یا مفعول مطلق من غیر لفظہ ہے۔ "**رحمۃ**" یہ مفعول لہٗ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ..... اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝ (پ۲۶۔فتح:۱تا۳)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، **سورۃ فتح** کا شانِ نزول تحریر کریں، **لیغفر لك** کا ترکیبی اعتبار سے کس سے تعلق ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شانِ نزول (۴) **لیغفرلك** کا ترکیبی تعلق۔

0313 6357913 maktabaahlehaq@gmail.com

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ بیشک ہم نے آپ کو کھلم کھلا فتح عطا کی تا کہ اللہ آپ کی اگلی اور پچھلی کوتاہیاں معاف کردے اور اپنی نعمت آپ پر تمام کردے اور تا کہ اللہ آپ کو سیدھے راستہ پر چلائے اور تا کہ اللہ آپ کی زبردست مدد کرے۔

② آیات کی تفسیر:۔ صلح حدیبیہ سے واپسی پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فتح مبین کی خوشخبری دی گئی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے کفار پر ایک بہت ہی بھاری فتح دی ہے اس صلح حدیبیہ کے ذریعے تا کہ آپ کی اگلی پچھلی اجتہادی کوتاہیاں اللہ تعالیٰ معاف کردیں اور آپ پر اپنا انعام کامل کردے اور آپ کو ہمیشہ اسلام کے صحیح راستہ پر ثابت قدم رکھے اور آپ کو ایسی زبردست نصرت عطا فرمائے کہ کوئی آپ کا مقابلہ نہ کرسکے۔

③ آیات کا شانِ نزول:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ھ کے اواخر میں تقریباً چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ عمرہ کے ارادے مدینہ سے کوچ کر کے مکہ کے قریب مقام حدیبیہ میں قیام فرمایا، قریش نے آپ کو عمرہ کرنے سے روک دیا اور آخر کار کئی روز کے بحث ومباحثہ کے بعد ان شرائط پر صلح قرار پائی کہ دس سال تک فریقین کے درمیان لڑائی بند رہے گی اور مسلمان اگلے سال غیر مسلح ہو کر عمرہ کریں گے اور اس عرصہ میں قریش کا کوئی آدمی مکہ سے بھاگ کر مدینہ آگیا تو اسے واپس کرنا ہوگا اور اگر مدینہ سے کوئی مسلمان مکہ آگیا تو اسے واپس نہیں کریں گے چنانچہ صلح نامہ لکھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانیاں اسی مقام پر کردیں اور واپس مدینہ تشریف لائے چونکہ اس صلح سے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہوئے اسلئے حدیبیہ سے واپسی پر راستہ ہی میں سورۂ فتح نازل ہوئی۔

④ **لیغفرلك** کا ترکیبی تعلق:۔ اس کا ترکیبی تعلق لفظِ **فَتَحْنَا** سے ہے۔

الشق الثانی ..... اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اَثَارُوا الْاَرْضَ وَ عَمَرُوْهَاۤ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝ (پ۲۱۔روم:۸،۹)

آیات کا ترجمہ وتفسیر تحریر کریں، **فینظروا** کی اعرابی حیثیت واضح کریں۔ **فما کان اللہ** سے آخر تک ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **فینظروا** کی اعرابی حیثیت (۴) **فما کان اللہ الخ** کی ترکیب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ کیا نہیں غور کیا انہوں نے اپنے نفسوں میں، نہیں پیدا کیا اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے مگر حقیقی مصلحت سے اور ایک وقت مقررہ کے لئے اور بہت سے لوگ اپنے رب کے ملنے سے منکر ہیں، کیا نہیں چلے پھرے وہ زمین میں کہ وہ غور کرتے کیسا ہوا ان لوگوں کا انجام جو ان سے پہلے ہوئے تھے وہ زیادہ طاقتور تھے ان سے اور انہوں نے زمین کو جوتا اور آباد کیا، زیادہ اس سے جو انہوں نے آباد کیا اور آئے تھے ان کے پاس رسول واضح دلائل لیکر، پس نہیں تھا اللہ ایسا کہ ظلم کرتا ان پر مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کررہے تھے۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور جبروت کا مشاہدہ کرایا ہے کہ یہ لوگ دنیا کی چند روزہ فانی لذتوں میں ایسے مست ہوگئے کہ اس کارخانہ کی حقیقت اور انجام سے بالکل غافل ہوگئے، یہ خود بھی اگر اپنے اندر غور کرتے تو ان پر کائنات کا راز منکشف ہوجاتا کہ اللہ نے آسمان وزمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بیکار پیدا نہیں فرمایا بلکہ ان چیزوں کی تخلیق سے مقصود خالقِ کائنات کو پہچاننا ہے اور اس کی رضا کی جستجو میں لگنا ہے اور اس کی ناراضگی سے بچنا ہے۔ اس کے بعد یہ معلوم کرنا کہ اللہ کن اعمال سے راضی ہوتا ہے اور کن سے ناراض ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ ان دونوں قسم کے کاموں کی کچھ جزاء وسزا ہونا بھی ضروری ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ دنیا دار الجزاء نہیں ہے کہ اس میں انسان کو اس کے اچھے یا برے عمل کی جزا ملے اس لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسا دن آئے جس میں ہر ایک کو اس کے کئے کا بدلہ ملے اسی کا نام قیامت ہے اور آخرت ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہی لوگ اگر غور وفکر کرتے تو آسمان وزمین اور ان کی مخلوقات اس کی گواہی دیتی کہ یہ چیزیں دائمی نہیں کچھ مدت

کے لئے ہیں بلکہ ان کے بعد دوسرا عالم آنے والا ہے جو دائمی ہوگا۔ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ اہلِ مکہ اپنے تجارتی سفروں میں ان قوموں کی بستیوں کا مشاہدہ کرتے ہیں جنہوں نے اپنے نبی کی بات نہ مانی تو اللہ نے ان کو ہلاک کردیا باوجود اس بات کے کہ وہ طاقت کے اعتبار سے کفارِ مکہ سے زیادہ تھے تو اہلِ مکہ کو ان کے انجام میں غور کر کے عبرت پکڑنی چاہیے تھی کہ اگر ہم نے اپنے نبی کی بات کو نہ مانا تو ہمارا حشر بھی انہی قوموں کی طرح ہوگا جو ہم سے پہلے گزر چکی ہیں۔

③ **فینظروا کی اعرابی حیثیت:۔** **فینظروا** کا عطف ہے **یسیروا** پر اصل میں **یسیرون** تھا لَمْ کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا **فا** عاطفہ ہے اور **ینظرون کا یسیرون** پر عطف ہونے کی وجہ سے **ینظرون** پر جزم آئی اور نون اعرابی گر گیا۔

④ **فما کان اللہ الخ کی ترکیب:۔** **ف** تفصیلیہ **ما** نافیہ **کان** فعل از افعال ناقصہ **اللہ** اسم لگی **یظلم** فعل بافاعل **ھم** ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر کان کی خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر مستدرک منہ **واؤ** زائدہ **لٰکن** حرف استدراک **کانوا** فعل از افعال ناقصہ ضمیر اس کا اسم **انفس** مضاف **ھم** ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ مقدم **یظلمون** فعل اپنے فاعل اور مفعول مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہوئی **کان** کی، **کان** اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر مستدرک، مستدرک منہ اپنے مستدرک سے ملکر جملہ استدراکیہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ..... اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَی الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِیْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ (پ۲۱۔ سجدہ:۲۶ تا ۳۰)

آیات کا ترجمہ کریں، آیات کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے بتلائیں کہ دونوں آیتوں میں **الفتح** کا مصداق ایک ہے، یا الگ الگ؟ **الماء** اور **الارض الجرز** کی مراد واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **الفتح** کا مصداق (۴) **الماء، الارض الجرز** کی مراد۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ کیا نہیں دیکھا انہوں نے کہ ہم چلاتے ہیں پانی کو خشک زمین کی طرف، پھر نکالتے ہیں ہم اس کے ذریعے کھیتی کو، کھاتے ہیں اس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود بھی، کیا وہ دیکھتے نہیں اور وہ کہتے ہیں کہ کب ہوگا یہ فیصلہ اگر ہو تم سچے؟ کہہ دیجئے کہ فیصلے کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہیں دیگا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی، پس آپ اعراض کیجئے ان سے اور انتظار کیجئے بیشک وہ بھی منتظر ہیں۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں منکرینِ بعث بعد الموت کو دعوتِ فکر دی جارہی ہے کہ کیا انہوں نے غور سے نہیں دیکھا کہ ہم بارش اور دریاؤں کا پانی خشک زمین کی طرف لیجا کر اسکے ذریعے سے اس میں کھیتی اگاتے ہیں جس میں سے وہ خود بھی کھاتے ہیں اور ان کے جانور بھی، کیا وہ چشم بصیرت سے ان مظاہرِ قدرت کو نہیں دیکھتے اور وہ منکرین حشر ونشر تم سے کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ یہ حق وباطل میں فیصلہ کب ہوگا یعنی قیامت کب آئیگی؟ تو ان کے جواب میں آپ ان سے کہہ دیجئے کہ تمہارا اس دن ایمان تمہیں نفع نہیں دے گا اور نہ ہی کچھ مہلت ملے گی کہ آئندہ وہ ایمان لاکر اعمالِ صالحہ کرسکیں، پھر آپ ﷺ کو حکم دیا جارہا ہے کہ پس آپ انہیں چھوڑ دیجئے وہ ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں اور نہیں مانتے تو نہ مانیں اور آپ فتح ونصرت کیلئے وعدۂ الٰہی کا انتظار کیجئے اور وہ بھی تم پر غلبہ پانے کا انتظار کررہے ہیں۔

③ **الفتح کا مصداق:۔** دونوں جگہ **الفتح** کا مصداق ایک ہے اور اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔

④ **الماء، الارض الجرز کی مراد:۔** **الماء:** سے مراد یا تو بارش کا پانی ہے یا پھر دریاؤں اور سمندروں کا پانی ہے۔

الارض الجرز: سے مراد وہ زمین ہے جو یا نی کے نہ ملنے کی وجہ سے بنجر اور خشک ہوگئی ہو یا نی کے ذریعے اللہ تعالیٰ اسکو آباد کردیتے ہیں۔

الشق الثانی ..... وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ

الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ (پ۲۳۔صٰفّٰت:۷۵تا۸۲)

آیات کریمہ کا ترجمہ کریں، آیات کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے **اھل** اور **کرب عظیم** کا مصداق تحریر کریں، **ھم الباقین** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں نیز آیات مبارکہ کا ماقبل سے ربط بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا ماقبل سے ربط (۴) **اھل** اور **کرب عظیم** کا مصداق (۵) **ھم الباقین** کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور نوح علیہ السلام نے ہمیں پکارا پس ہم خوب اچھا جواب دینے والے ہیں اور نجات دی ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بڑی بھاری مصیبت سے اور ہم نے ان کی ذریّت کو باقی رہنے والا کر دیا اور پیچھے چھوڑا ہم نے اس پر پیچھے آنے والوں میں کہ سلام ہو نوح علیہ السلام پر سارے جہاں میں، بیشک ہم ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں نیکی کرنے والوں کو، بیشک تھے وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے پھر غرق کر دیا ہم نے دوسروں کو۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی سرکشی سے تنگ آ کر ہمیں امداد کے لئے پکارا تو ہم نے بروقت ان کی فریاد سن لی اور ہم اچھے فریاد سننے والے ہیں اور ہم نے ان کو اور انکے تابعین کو بڑے بھاری غم سے جو کفار کی تکذیب اور ایذاء رسانی سے پیش آیا تھا نجات دی یعنی طوفان سے کفار کو غرق اور انکے تابعین کو بچا لیا اور ہم نے انہی کی اولاد کو باقی رہنے دیا یعنی انہی سے نسل کا سلسلہ چلا اور ہم نے ان کیلئے پیچھے آنے والوں میں یہ بات مدت دراز کیلئے رہنے دی کہ نوح علیہ السلام پر سارے عالم والوں کی طرف سے سلام ہو اور ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے پھر ہم نے کافروں کو غرق کر دیا۔

③ آیات کا ماقبل سے ربط:۔ پچھلی آیت میں تذکرہ کیا گیا تھا کہ ہم نے پہلی امتوں کے پاس بھی ڈرانے والے پیغمبر بھیجے تھے لیکن اکثر لوگوں نے انکی بات نہیں مانی اسلئے ان کا انجام بہت برا ہوا اب یہاں سے اسی اجمال کی کچھ تفصیل بیان کی جا رہی ہے اور اس ضمن میں کئی انبیاء علیہم السلام کے واقعات بیان کئے گئے ہیں سب سے پہلے ان آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ تفصیل کے ساتھ سورۃ ہود میں مذکور ہے۔

④ **اھل اور کرب عظیم کا مصداق:۔ اھل** سے مراد ان کے متبعین ہیں، **کرب عظیم** سے مراد نوح علیہ السلام کی تکذیب اور کفار کی ایذاء رسانی ہے۔

⑤ **ھم الباقین کی ترکیبی حیثیت:۔ ھم** ضمیر فصل ہے اور **الباقین جعلنا** کا مفعول ثانی ہے، پوری آیت کی ترکیب یہ ہے **جعلنا** فعل وفاعل **ذریتہ** مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ اوّل **ھم** ضمیر فصل **الباقین** مفعول ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿الورقة الاولٰی: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ..... قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ وَ اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ (پ۲۴۔زمر:۵۳تا۵۵)

آیات کریمہ کا ترجمہ کریں، آیات کریمہ کی تفسیر اور شانِ نزول بیان کریں، **بغتة** کے منصوب ہونے کی وجہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شانِ نزول (۴) **بغتة** کے منصوب ہونے کی وجہ۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ کہہ دیجئے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں بیشک اللہ سب گناہ معاف کردے گا، بیشک وہ بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اسی کا حکم مانو قبل اس کے کہ تم پر عذب آجائے پھر تم کو مدد بھی نہ مل سکے اور اتباع کرو ان اچھی باتوں کی جو تمہاری طرف نازل کی گئیں تمہارے رب کی طرف سے قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ اے پیغمبر! سوال کرنے والوں کو میری طرف سے کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے کفر و شرک کر کے اپنے اوپر ظلم کیا ہے میری رحمت سے مایوس نہ ہوں اور یہ خیال نہ کرو کہ ایمان لانے کے بعد گزشتہ کفر و شرک پر مواخذہ ہوگا، سو یہ بات نہیں بلکہ بالیقین اللہ تعالیٰ اسلام کی برکت سے گزشتہ تمام گناہوں کو خواہ کفر و شرک ہی کیوں نہ ہوں معاف فرمادے گا اور چونکہ اس معافی کی شرط کفر سے توبہ کرنا ہے اور اسلام لانا ہے اس لئے تم کفر سے توبہ کرنے کیلئے اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اسلام قبول کرنے میں اس کی فرمانبرداری کرو، ورنہ اسلام نہ لانے کی صورت میں تم پر عذابِ الٰہی نازل ہوسکتا ہے پھر اس وقت کسی کی طرف سے تمہاری مدد نہ کی جائے گی، مطلب یہ کہ اسلام لانے کی صورت میں جس طرح کفر و شرک جیسے گناہ معاف ہوجائیں گے اسی طرح ایمان نہ لانے کی صورت میں اس کفر و شرک پر عذاب ہوگا جس کا کوئی دفیعہ نہیں اور جب یہ بات ہے تو تم کو چاہیے کہ اپنے رب کی طرف سے آئے ہوئے حکموں پر چلو ورنہ اچانک تم پر عذاب آئے گا اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔

❸ آیات کا شانِ نزول:۔ حضرت وحشی جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل تھے اسی طرح دیگر مشرکین کو اسلام کی طرف بلایا گیا تو انہوں نے اپنے جرائم کی بناء پر مغفرتِ الٰہی سے مایوسی کا اظہار کر کے اسلام قبول کرنے سے گریز کیا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔

❹ **بغتة** کے منصوب ہونے کی وجہ:۔ **بغتة** مفعول مطلق ہے اس کا موصوف محذوف ہے جو کہ **اتیانًا** ہے، دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ **العذاب** سے حال ہے۔

الشق الثانی ..... وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۪ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ (پ۲۵۔شوریٰ:۳۷ تا ۴۰)

آیات کا ترجمہ کریں، آیات کی تفسیر کرتے ہوئے اسلام میں شوریٰ کی اہمیت پر روشنی ڈالیں، گناہ کبیرہ کی تعریف ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) شوریٰ (مشورہ) کی اسلام میں اہمیت (۴) گناہِ کبیرہ کی تعریف۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ جو لوگ کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غضب میں ہوتے ہیں تو معاف کردیتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کا کام آپس میں مشورہ کرنا ہے اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو وہ اس سے بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ برائی ہے اس کی مثل، پس جس نے معاف کردیا اور صلح کرلی تو اس کا اجر اللہ پر ہے بیشک اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ جو لوگ کبیرہ گناہوں (شرک، قتل، چوری وغیرہ) اور بے حیائی کے کاموں مثلاً زناء وغیرہ سے اجتناب کرتے ہیں اور ان کو کہیں سے اگر تکلیف پہنچے اور وہ اس سے ناراض ہوجائیں تو فوراً معاف کردیتے ہیں اور یہ لوگ ہمیشہ اللہ کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ضروری و اہم امور میں باہم مشورہ کرتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے اس کے حکم پر خرچ کرتے ہیں اور جب ان کو کسی کی طرف سے ظلم پہنچے تو صرف بدلہ پر اکتفاء کرتے ہیں اور کوئی زیادتی نہیں کرتے اور برائی کے بدلہ میں ویسی ہی برائی جائز ہے زیادتی درست نہیں ہے پس جس نے برائی کرنے والے کو معاف کردیا اور اس سے صلح کرلی تو اس کے لئے بہت بڑا ثواب ہے، جو اللہ کے ذمے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

❸ شوریٰ (مشورہ) کی اسلام میں اہمیت:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ

آپ ﷺ کے بعد اگر ہمیں کوئی ایسا معاملہ پیش آئے جس میں قرآن نے کوئی فیصلہ نہیں کیا اور آپ ﷺ سے بھی اس کا کوئی حکم ہمیں نہیں ملا تو ہم کیسے عمل کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لئے میری امت کے عبادت گزاروں کو جمع کرلو اور آپس میں مشورہ کر کے طے کرلو کسی کی تنہا رائے سے فیصلہ نہ کرو، اس روایت کے بعض الفاظ میں فقہاء و عابدین کا لفظ آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ مشورہ ان لوگوں سے لینا چاہیے جو فقہاء دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے اور عبادت گزار ہوں۔ صاحب روح المعانی نے فرمایا کہ جو مشورہ اس طریق پر نہیں بلکہ بے علم بے دین لوگوں میں دائر ہو اس کا فساد اس کی اصلاح پر غالب رہے گا اور ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی کام کا ارادہ کیا اور اس میں مشورہ لیکر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ارشد امور کی طرف ہدایت فرما دے گا یعنی اس کا رُخ اس طرف پھیر دے گا جو اس کے لئے انجام کے لحاظ سے کارِ خیر اور بہتر ہو۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ مہماتِ مملکت میں مشورہ لینا واجب ہے اسلام میں امیر کا انتخاب بھی مشورہ پر موقوف کر کے زمانہ جاہلیت کی شخصی بادشاہتوں کو ختم کیا ہے، اسلام نے سب سے پہلے اس کو ختم کر کے حقیقی جمہوریت کی بنیاد ڈالی مگر مغربی جمہوریت کی طرح عوام کو ہر طرح کے اختیارات نہیں دیئے، اہلِ شوریٰ پر بھی کچھ پابندیاں عائد فرمائی ہیں وغیرہ۔

④ گناہِ کبیرہ کی تعریف:۔ فرائض یا واجبات کو ترک کرنا اور محرمات کا عمل میں لانا گناہِ کبیرہ کہلاتا ہے مثلاً شرک باللہ، زنا، قتل، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد سے بھاگنا، پاکدامنوں پر تہمت لگانا وغیرہ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ..... وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿۵۷﴾ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿۵۸﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿۵۹﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿۶۰﴾ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿۶۱﴾ (پ۲۵۔ زخرف: ۵۷ تا ۶۱)

آیات کا ترجمہ لکھیں، آیات کی تفسیر کرتے ہوئے **وانه لعلم** میں ضمیر کا مرجع متعین کریں، خط کشیدہ الفاظ کے لغوی معنی تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **وانه لعلم** کی ضمیر کا مرجع (۴) خط کشیدہ الفاظ کے لغوی معنی۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو اسی وقت آپ کی قوم کے لوگ کھل کھلا کر ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارا معبود اچھا ہے یا وہ انہوں نے یہ مثال محض جھگڑا کرنے کے لئے بیان کی بلکہ وہ لوگ تو ہیں ہی جھگڑالو، نہیں ہیں وہ (عیسیٰ) مگر ایک بندہ جس پر ہم نے فضل کیا اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے ایک مثال بنا دیا اور اگر ہم چاہتے تو بنا دیتے تم میں سے فرشتے جو زمین میں تمہارے قائم مقام ہوتے اور بیشک وہ تو ایک قیامت کا نشان ہے پس تم ہرگز اس کے آنے میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے متعلق ایک معترض کی طرف سے ایک عجیب مضمون بیان کیا گیا، عجیب اسلئے کہ سرسری نظر سے اس کا بطلان معلوم ہوجاتا، جب یہ اعتراض کیا گیا تو یکا یک آپ کی قوم اس اعتراض کو سننے کیلئے خوشی کے مارے چلانے لگے اور اس معترض کے ساتھ متفق ہوکر کہنے لگے کہ بتلایئے آپ کے نزدیک ہمارے معبود زیادہ بہتر ہیں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہتر ہیں یعنی اس سے ہمارے معبود بہتر ہیں پھر جب اس کی پرستش جائز ہے تو ہمارے معبودوں کی پرستش کیوں ناجائز ہوئی؟ یہاں تک تو ان کی گفتگو تھی اب اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ مثال ان کی محض ناحق شناسی سے ہے اور بیجا ہے کہ یہ لوگ ناحق جھگڑا کرنے والے ہیں غلط حجت جو محض سخن پروری کی وجہ سے ہو جدل باطل ہے یہ تمہید تھی اب اس کا اصل حال بیان فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ خدا تھے اور نہ ہی خدا کا بیٹا بلکہ وہ ہمارا بندہ تھا صرف یہ بات تھی کہ اس پر ہم نے انعام کیا تھا اور فضیلت دی تھی من جملہ انکے یہ بات تھی کہ اس کو بغیر باپ کے پیدا کیا تھا جس کی وجہ سے اس کو جاہل خدا اور اس کا بیٹا سمجھنے لگے وہ ملائکہ سے تو اس بات میں بڑھ کر نہ تھا جنکی نہ ماں ہے نہ باپ، کھانے پینے سے بھی پاک ہیں اگر ہم چاہیں تو تمہاری جگہ ان کو دنیا میں بھیج دیں کہ یہاں خلافت

کریں، اصل بات یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کرنے میں ہم نے اُن کو بنی اسرائیل کیلئے اپنی قدرت کی نشانی بنایا تھا تا کہ وہ اس پر ایمان لائیں اور ان پر قیامت کی نشانی ہے کہ قیامت کے قریب دنیا پر اتریں گا جیسا کہ حدیث صحیحہ میں آیا ہے، تم اس میں یعنی قیامت کے قائم ہونے میں شک نہ کرو، میرا کہا مانو یہ سیدھا راستہ ہے اور شیطان کے بہکانے میں نہ آؤ وہ تمہارا دشمن ہے۔

③ **وانه لعلم** میں ضمیر کا مرجع:۔ **انه** میں ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

④ خط کشیدہ الفاظ کے لغوی معنی:۔ "**ضرب**" ماضی مجہول کا صیغہ ہے لفظی معنی مارنا، مراد یہاں مثال بیان کرنا ہے۔

"**یصدون**" مضارع کا صیغہ ہے بمعنی کھل کھلا کر ہنسنا۔ "**خصمون**" بمعنی جھگڑالو۔

"**فلاتمترن**" نہی حاضر کا صیغہ ہے بمعنی ہرگز شک نہ کرو۔

الشق الثانی ..... وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝ (پ۲۱۔روم:۲۰تا۲۲)

آیات کا ترجمہ کریں، ان آیات میں جن قدرتوں کا ذکر ہے ان کی تفصیل بیان کریں، **وجعل بینکم مودة ورحمة** کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات میں مذکور قدرتوں کی تفصیل (۳) **وجعل بینکم مودة و رحمة** کی ترکیب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر اچانک تم آدمی بن کر پھیلے ہوئے پھرتے ہو اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے جوڑے بنائے تا کہ تم انکے پاس آرام کرو اور تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی پیدا فرمادی اس میں ان لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو فکر کرتے ہیں اور اسکی نشانیوں میں سے آسمانوں کو پیدا فرمانا اور تمہاری بولیوں اور رنگوں کا مختلف ہونا ہے، بلاشبہ اس میں جاننے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

② آیات میں مذکور قدرتوں کی تفصیل:۔ اوّل تو یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا تم لوگ انہی کی نسل میں سے ہو جیسا کہ سورۃ نساء میں اور یا اس طرح کہ نطفہ کی اصل غذا ہے اور اسکی اصل عناصر ہیں جن میں جزو غالب مٹی ہے پھر تھوڑے ہی روز بعد کیا ہوا کہ تم آدمی بن کر زمین پر پھیلے ہوئے پھرتے نظر آتے ہو اور اسی کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے فائدے کے واسطے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں تا کہ تم کو انکے پاس سے راحت و آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی، اس میں بھی ان لوگوں کیلئے قدرت کی نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں اور اسی کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا بنانا ہے اور تمہارے لب ولہجہ اور رنگوں کا الگ الگ ہونا ہے اس میں بھی دانشمندوں کیلئے قدرت کی نشانیاں ہیں۔

③ **وجعل بینکم مودة و رحمة** کی ترکیب:۔ **جعل** فعل **هو** ضمیر فاعل **بین** مضاف **کم** ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ **مودة** معطوف علیہ **واؤ** عاطفہ **رحمة** معطوف، معطوف علیہ و معطوف ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ..... فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ يَّتَسَاۗءَلُوْنَ ۝ قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ اِنِّىْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ۝ يَّقُوْلُ اَىِٕنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ۝ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ۝ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَاۗءِ الْجَحِيْمِ ۝

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں، ان آیات مبارکہ میں جس جنتی اور اسکے کافر ملاقاتی کا ذکر ہے ان کا پورا واقعہ بیان کریں، **فاطلع فراٰه فی سواء الجحیم** کی ترکیب کریں۔ (پ۲۳۔صٰفّٰت:۵۰تا۵۵)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) جنتی اور کافر ملاقاتی کا واقعہ (۳) **فاطلع فراٰه فی سواء الجحیم** کی ترکیب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ سو ان میں بعض بعض پر متوجہ ہو کر ایک دوسرے سے سوال کرینگے ان میں سے ایک کہے گا کہ بلاشبہ میرا ایک ساتھی تھا وہ کہتا تھا کہ کیا تو تصدیق کرنے والوں میں سے ہے کہ کیا جب ہم مر جائینگے اور مٹی اور ہڈی ہو جائینگے تو کیا ہمیں اپنے کاموں کا بدلہ دیا جائیگا وہ کہے گا کیا تم جھانک کر اسے دیکھنا چاہتے ہو؟ سو وہ شخص جھانکے گا تو اس کو جہنم کے بیچ میں دیکھ لے گا۔

② جنتی اور کافر ملاقاتی کا واقعہ:۔ ابتدائی دس آیتوں میں اہلِ جنت کے عمومی حالات بیان کرنے کے بعد ایک جنتی کا خاص طور پر واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ جنت کی مجلس میں پہنچنے کے بعد اپنے ایک کافر دوست کو یاد کرے گا جو دنیا میں آخرت کا منکر تھا اور پھر اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اسے جہنم کے اندر جھانک کر اس سے باتیں کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ قرآن کریم میں اس شخص کا کوئی نام و پتہ نہیں دیا گیا اس لئے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ کون ہوگا تاہم بعض مفسرین نے یہ خیال کیا ہے کہ اس مومن شخص کا نام یہوداہ اور اسکے کافر ملاقاتی کا نام مطروس ہے یہ وہی دو ساتھی ہیں جن کا تذکرہ سورۂ کہف کی آیت **واضرب لھم مثلا الرجلین الخ** میں موجود ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے متعدد تابعین سے اس شخص کی تعیین کے لئے ایک اور واقعہ نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دو آدمی کاروبار میں شریک تھے ان کو آٹھ ہزار دینار کی آمدنی ہوئی اور دونوں نے چار ہزار دینار آپس میں بانٹ لئے، ایک شریک نے اپنی رقم میں سے ایک ہزار دینار خرچ کر کے ایک زمین خریدی، دوسرا ساتھی بہت نیک تھا اس نے یہ دعا کی یا اللہ فلاں شخص نے ایک ہزار دینار میں ایک زمین خریدی میں آپ سے ایک ہزار دینار کے عوض جنت میں زمین خریدتا ہوں اور ایک ہزار دینار کا صدقہ کر دیا پھر اس کے ساتھی نے ایک ہزار دینار خرچ کر کے ایک گھر بنایا تو اس شخص نے کہا یا اللہ فلاں شخص نے ایک ہزار میں ایک گھر تعمیر کیا ہے، میں آپ سے ایک ہزار دینار میں جنت کا ایک گھر خریدتا ہوں تو اس نے مزید ایک ہزار دینار صدقہ کر دیئے اس کے بعد اس کے ساتھی نے ایک عورت سے شادی کر لی اور اس پر ایک ہزار دینار خرچ کر دیئے تو اس نے کہا یا اللہ فلاں نے ایک عورت سے شادی کر کے ایک ہزار دینار خرچ کر دیئے ہیں اور میں جنت کی عورتوں میں سے کسی کو پیغام اور یہ ایک ہزار دینار نذر کرتا ہوں یہ کہہ کر وہ ایک ہزار بھی صدقہ کر دیئے پھر اسکے ساتھی نے ایک ہزار دینار میں کچھ غلام اور سامان خریدا تو پھر اس نے ایک ہزار صدقہ کر کے اللہ تعالیٰ سے اسکے عوض جنت کے غلام اور جنت کا سامان طلب کیا اس کے بعد اتفاق سے اس مومن بندے کو کوئی شدید حاجت پیش آئی اسے خیال ہوا میں اپنے سابق شریک کے پاس جاؤں شاید وہ نیکی کا ارادہ کرے چنانچہ اس نے اپنے ساتھی سے اپنی ضرورت کا ذکر کیا ساتھی نے پوچھا تمہارا مال کیا ہوا اس کے جواب میں اس نے پورا قصہ سنایا اس پر اس نے حیران ہو کر کہا کیا واقعی تم اس بات کو سچا سمجھتے ہو کہ ہم جب مر کر خاک ہو جائیں گے تو ہمیں دوسری زندگی ملے گی اور وہاں ہم کو ہمارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جاؤ میں تمہیں کچھ نہیں دوں گا، اسکے بعد دونوں کا انتقال ہو گیا۔ مذکورہ آیات میں جنتی سے مراد وہ آدمی ہے جس نے آخرت کی خاطر اپنا سارا مال خرچ کر دیا تھا اور اس کا جہنمی ملاقاتی وہی شریک کاروبار ہے جس نے آخرت کی تصدیق کرنے پر اس کا مذاق اڑایا تھا۔

③ **فاطلع فراٰہ فی سواء الجحیم** کی ترکیب:۔ **فا** جزائیہ یا جوابیہ **اطلع** فعل **ھو** ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر معطوف علیہ **ف** عاطفہ **راٰہ** فعل **ھو** ضمیر فاعل **ہ** ضمیر مفعول بہ **فی** حرفِ جر **سواءِ** مضاف **الجحیم** مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ و متعلق سے ملکر معطوف، معطوف علیہ و معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

الشق الثانی ..... فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ (پ۲۵۔شوریٰ:۳۶ تا ۳۸)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں، **کبائر الاثم** کی وضاحت کریں، مومنین کی صفات مذکورہ کی تفصیل بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) **کبائر الاثم** کی وضاحت (۳) مؤمنین کی صفات کی تفصیل۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور تم کو جو بھی چیز دی گئی ہے سو وہ دنیا والی زندگی کا سامان ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اور جو کبیرہ گناہوں سے اور بے

حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آجائے تو وہ معاف کرتے ہیں اور جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم کی۔

② کبائر الاثم کی وضاحت:۔ جو کبیرہ گناہوں سے خصوصاً بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرنے والے ہیں، کبیرہ گناہ کیا ہیں، کبیرہ گناہوں میں سبھی گناہ داخل ہیں ان میں سے فواحش کو الگ کرکے یہاں ذکر فرمانے میں یہ حکمت ہے کہ فواحش کا گناہ عام کبیرہ گناہوں سے زیادہ سخت ہے اور اس کے اثرات متعدی ہوتے ہیں جس سے دوسرے لوگ بھی متاثر ہوتے ہیں، فواحش کا لفظ ان کاموں پر بولا جاتا ہے جن میں بے حیائی ہو جیسے زناء اور اس کے مقدمات نیز وہ اعمال بد جو ڈھٹائی کے ساتھ اعلانیہ کئے جاویں وہ بھی فواحش کہلاتے ہیں کہ ان کا وبال بھی نہایت شدید اور پورے انسانی معاشرے کو خراب کرنے والا ہے۔

③ مؤمنین کی صفات کی تفصیل:۔ یعنی جب وہ غصہ میں آتے ہیں تو معاف کردیتے ہیں یہ حسن اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ہے کیونکہ کسی کی محبت یا کسی پر غصہ یہ دونوں چیزیں جب غالب آتے ہیں تو اچھے بھلے عاقل آدمی کو اندھا بہرا کردیتی ہے وہ جائز ناجائز حق باطل اور اپنے کئے کے نتائج پر غور کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھتا ہے جس پر غصہ آتا ہے اس کی کوشش یہ ہونے لگتی ہے کہ مقدور بھر اس پر غصہ اتار جائے مؤمنین اور صالحین کی اللہ تعالیٰ نے یہ صفت بیان کی کہ صرف وہ اس پر اکتفاء نہیں کرتے کہ غصہ کے وقت حق وناحق کی حدود پر قائم رہیں بلکہ اپنے حق ہوتے ہوئے بھی معاف کردیتے ہیں۔ استجاب سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم ملے اس کو فوراً بے چون وچرا اور بے تامل قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کیلئے تیار ہوجائے وہ اپنی طبیعت کے مطابق ہو یا مخالف ہر حال میں اس کی تعمیل کرے، اس میں اسلام کے تمام فرائض کی ادائیگی اور تمام محرمات اور مکروہات سے بچنے کی پابندی شامل ہے مگر فرائض میں سے چونکہ نماز سب سے اہم فرض ہے اور اس میں یہ خاصہ بھی ہے کہ اس پر عمل کرنے سے دوسرے فرائض کی پابندی اور ممنوع چیزوں سے بچنے کی توفیق بھی ہوجاتی ہے اسلئے اس کو ممتاز کرکے فرما دیا یعنی یہ لوگ نماز کو اسکے تمام واجبات اور آداب کے ساتھ صحیح صحیح ادا کرتے ہیں۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ١٤٣٦ھ

الشق الاوّل يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ (پ۲۱۔احزاب:۹تا۱۱)

آیات کا ترجمہ کریں، آیات کا سورت کی ابتداء سے ربط بیان کریں، غزوہ احزاب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت کا واقعہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کا واقعہ بیان کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل پانچ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا ربط (۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت کا واقعہ (۴) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کا واقعہ (۵) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی۔

جواب..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ کی نعمت جو تمہیں ملی ہے اسے یاد کرو جبکہ تمہارے پاس لشکر آگئے سو ہم نے ان پر ہوا بھیج دی اور لشکر بھیج دیئے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور اللہ ان کاموں کو دیکھنے والا ہے جو تم کرتے ہو جبکہ وہ لوگ تمہارے اوپر آ چڑھے اور تمہارے نیچے کی طرف سے بھی اور جبکہ آنکھیں پھٹی رہ گئیں اور دل حلق کو پہنچ گئے اور تم اللہ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کررہے تھے اس موقع پر مؤمنین کی جانچ کی گئی اور انہیں سختی کے ساتھ جھنجھوڑا گیا۔

② آیات کا ربط:۔ سابقہ آیات میں رسول اللہ ﷺ کی عظمت شان اور مسلمانوں کو آپ ﷺ کے مکمل اتباع اور اطاعت کی ہدایت تھی اسی کی مناسبت سے یہ پورے دور کوع غزوۂ احزاب کے واقعہ سے متعلق نازل ہوئے ہیں جسمیں کفار اور مشرکین کی بہت سی جماعتوں کا مسلمانوں پر یکبارگی حملہ اور سخت نزغہ کے بعد مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کے انعامات اور رسول اللہ ﷺ کے متعدد معجزات کا ذکر ہے۔

③ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت کا واقعہ:۔ اسی غزوۂ خندق کے دوران وہ مشہور واقعہ پیش آیا کہ ایک روز حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو دیکھ کر یہ محسوس کیا کہ بھوک کے سبب آپ ﷺ متاثر ہورہے ہیں، اپنی اہلیہ سے جا کر کہا کہ تمہارے پاس کچھ ہو تو پکا لو

حضور ﷺ پر بھوک کا اثر نہیں دیکھا جاتا، اہلیہ نے بتلایا کہ ہمارے گھر میں ایک صاع بھر جَو رکھے ہیں ان کو پیس کر آٹا بناتی ہوں ایک صاع ہمارے وزن کے اعتبار سے تقریباً ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے، اہلیہ پیسنے پکانے میں لگی گھر میں ایک بکری کا بچہ تھا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو ذبح کر کے گوشت تیار کیا اور آپ ﷺ کو بلانے کیلئے چلے تو اہلیہ نے پکار کر کہا کہ حضور ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بڑا مجمع ہے صرف حضور ﷺ کو تنہا بلا لائیں مجھے رسوا نہ کیجئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بڑا مجمع چلا آئے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے پوری حقیقت حال عرض کر دی کہ صرف اتنا کھانا ہے مگر آپ ﷺ نے پورے لشکر میں اعلان فرما دیا کہ چلو جابر کے گھر دعوت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حیران تھے تو اہلیہ نے سخت پریشانی کا اظہار کیا اور پوچھا کہ تم نے آپ ﷺ کو اصل حقیقت اور کھانے کی مقدار بتا دی تھی؟ جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں وہ میں بتلا چکا ہوں تو اہلیہ محترمہ مطمئن ہوئیں کہ پھر ہمیں کچھ فکر نہیں حضور ﷺ مالک ہیں جس طرح چاہیں کر لیں، واقعہ کی تفصیل اس جگہ غیر ضروری ہے اتنا نتیجہ معلوم کر لینا کافی ہے کہ خود حضور ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے روٹی اور سالن سب کو دینے اور کھلانے کا اہتمام فرمایا اور پورے مجمع نے شکم سیر ہو کر کھایا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب مجمع کے فارغ ہونے کے بعد بھی نہ ہماری ہنڈیا میں سے گوشت کم نظر آتا تھا اور نہ گوندھے ہوئے آٹے میں کوئی کمی معلوم ہوتی تھی، ہم سب گھر والوں نے بھی شکم سیر ہو کر کھایا، باقی پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا، اس طرح چھ روز میں جب خندق سے فراغت ہو گئی تو احزاب کا لشکر آ پہنچا اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جبل مسلع کو اپنی پشت کی طرف رکھ کر فوج کی صف بندی کر دی۔

④ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کا واقعہ:۔ غزوۂ خندق میں دونوں طرف سے تیر اندازی اور پتھراؤ کا سلسلہ جاری تھا، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بنی حارثہ کے قلعہ میں جہاں عورتوں کو محفوظ کر دیا گیا تھا اپنی والدہ کے پاس گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بھی اس وقت اسی قلعہ میں تھی ابھی تک پردے کا حکم نہیں آیا تھا میں نے دیکھا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ایک چھوٹی سی زرہ پہنے ہوئے ہیں جن میں سے ان کے ہاتھ نکل رہے تھے اور ان کی والدہ انہیں کہہ رہی ہیں کہ جاؤ جلدی کرو رسول اللہ ﷺ کے لشکر میں شامل ہو جاؤ، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ لشکر میں پہنچے تو ان کو تیر لگا جس نے ان کی رگ اکحل کو کاٹ ڈالا، اس وقت حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی کہ یا اللہ اگر آئندہ بھی کوئی حملہ قریش کا رسول اللہ ﷺ کے مقابلے پر ہونا مقدر ہے تو مجھے اس کے لئے زندہ رکھیئے کیونکہ اس سے زیادہ میری کوئی تمنا نہیں کہ میں اس قوم سے مقاتلہ کروں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایذائیں پہنچائیں، وطن سے نکالا، آپ ﷺ کی تکذیب کی اور اگر آئندہ آپ کے علم میں جنگ کا یہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے تو مجھے شہادت کی موت عطا فرما مگر اس وقت تک مجھے موت نہ آئے جب تک بنو قریظہ سے ان کی غداری کا انتقام لیکر میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔

⑤ الفاظ مخطوطہ کے ابواب اور معانی:۔ "جاء تکم" باب ضرب یضرب بمعنی آنا۔

"لم تروھا" باب فتح یفتح بمعنی دیکھنا۔ "فارسلنا" باب افعال بمعنی چھوڑنا، بھیجنا۔

"بصیرا" باب نصر ینصر بمعنی دیکھنا۔ "بلغت" باب نصر ینصر بمعنی پہنچنا۔

"زاغت" باب ضرب یضرب بمعنی کجی، ٹیڑھاپن، امر شدید کے وقت آنکھوں کا کھلا رہ جانا۔

الشق الثانی ..... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۔ (احزاب:۴۹،۵۰)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں، پہلی آیت میں جو تین احکام ذکر ہیں ان کی وضاحت کریں، متعۂ طلاق سے متعلق شرعی حکم بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) پہلی آیت میں مذکور احکام کی وضاحت (۳) متعۂ طلاق سے متعلق شرعی حکم۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! جب تم مؤمن عورتوں سے نکاح کرو پھر تم انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو تمہاری ان پر کوئی عدت نہیں، جسے شمار کرو تم پس تم ان کو کچھ متاع دے دو اور انہیں خوبی کے ساتھ چھوڑ دو، اے نبی! ہم نے

آپ کے لئے یہ بیویاں حلال کردیں جن کو آپ ان کے مہر دے چکے ہیں اور وہ عورتیں بھی حلال کیں جو آپ کی مملوکہ ہیں، ان اموال میں سے جو اللہ نے آپ ﷺ کو مالِ غنیمت میں سے دلوائے اور آپ ﷺ کے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ ﷺ کے ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی۔

② پہلی آیت میں مذکور احکام کی وضاحت:۔ پہلا حکم: کسی عورت کے نکاح کر لینے کے بعد خلوتِ صحیحہ سے پہلے ہی کسی وجہ سے طلاق کی نوبت آجائے تو مطلقہ عورت پر کوئی عدت واجب نہیں وہ فوراً ہی دوسرا نکاح کر سکتی ہے، آیت مذکورہ میں ہاتھ لگانے سے مراد صحبت ہے اور صحبت حقیقی مباشرت ہے اور صحبت حکمی خلوتِ صحیحہ ہو جانا ہے۔

دوسرا حکم: مطلقہ عورت کو شرافت اور حسنِ خلق کے ساتھ کچھ سامان دے کر رخصت کیا جائے کچھ سامان دیکر رخصت دینا ہر مطلقہ کیلئے مستحب و مسنون ہے اور بعض صورتوں میں واجب ہے۔ اور ان الفاظِ قرآنی میں لفظِ متاع اختیار فرمانا شاید اس حکمت سے ہو کہ یہ لفظ اپنے مفہوم کے اعتبار سے عام ہے ہر اس چیز کیلئے جس سے فائدہ اٹھایا جائے اس میں عورت کے حقوق واجبہ مہر وغیرہ بھی شامل ہیں کہ اگر اب تک مہر نہ دیا گیا ہو تو طلاق کے وقت خوش دلی سے ادا کر دیں اور غیر واجب حقوق مثلاً مطلقہ کو رخصت کے وقت کپڑوں کا ایک جوڑا دیکر رخصت کرنا یہ بھی داخل ہے جو ہر مطلقہ عورت کو دینا مستحب ہے۔ **متّعوھنّ** کا صیغۂ امر عام ترغیب کیلئے ہے جس میں واجب اور غیر واجب دونوں شامل ہیں۔

تیسرا حکم: **سرّحوھنّ سراحًا جمیلًا** یعنی ان کو رخصت کرو خوبی کے ساتھ جس میں یہ پابندی لگا دی گئی کہ زبان سے بھی کوئی سخت بات نہ کہیں، طعن و تشنیع کا طریقہ بھی اختیار نہ کریں، مخالفت کے وقت مخالفت کے حقوق کی رعایت وہی کر سکتا ہے جو اپنے نفس کے جذبات پر قابو رکھے اسلام کی ساری تعلیمات میں اس کی رعایت رکھی گئی ہے۔

③ متعۂ طلاق سے متعلق شرعی حکم:۔ امام عبد بن حمید نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ متعہ یعنی متاع وسامان دینا ہر مطلقہ کے لئے ہے خواہ اس کے ساتھ خلوتِ صحیحہ ہوئی یا نہ ہوئی ہو اور اس کا مہر مقرر ہو یا نہ ہو، بدائع میں ہے کہ متعۂ طلاق سے مراد وہ لباس ہے جو عورت گھر سے نکلنے کے وقت استعمال کرتی ہے اس میں پاجامہ، کرتہ، اوڑھنی اور ایک بڑی چادر جو کہ پاؤں تک بدن کو چھپا سکے شامل ہے اور چونکہ لباس قیمت کے اعتبار سے اعلیٰ و ادنیٰ اوسط ہر طرح کا ہو سکتا ہے اس لئے فقہاء نے اس کی یہ تفصیل فرمائی اگر زوجین دونوں مالدار گھرانوں کے ہیں تو کپڑے اعلیٰ قسم کے دئے جائیں اور اگر دونوں غریب ہیں تو کپڑے ادنیٰ درجہ کے دیئے جائیں گے اور اگر ایک غریب ہے دوسرا مالدار ہے تو اوسط درجہ کا لباس دیا جائے۔

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٣٦ھ

الشق الاوّل ..... وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں، تفسیر کریں، شانِ نزول بیان کریں۔ (پ۲۲۔ سباء: ۳۴ تا ۳۶)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شانِ نزول۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور کسی بستی میں ہم نے ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کے خوشحال لوگوں نے کہا کہ بلاشبہ تم جو کچھ دے کر بھیجے گئے ہو ہم اسے نہیں مانتے اور انہوں نے کہا کہ ہمارے اموال و اولاد تم سے زیادہ ہیں اور ہمیں عذاب ہونے والا نہیں ہے، آپ فرما دیجئے کہ بلاشبہ میرا رب جس کے لئے چاہے روزی کو فراخ کر دیتا ہے اور جس کیلئے چاہے تنگ کر دیتا ہے اور لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

② آیات کی تفسیر:۔ "مترف" **ترف** سے مشتق ہے جس کے معنی ناز و نعمت کی فراوانی کے آتے ہیں **مترفین** سے مراد اغنیاء و مالدار اور قوم کے رؤسا ہیں۔ قرآن کریم نے مذکورہ آیات میں سے پہلی آیت میں فرمایا ہے کہ جب کبھی ہم نے کوئی رسول بھیجا ہے تو مال و دولت کے نشہ اور ناز و نعمت میں پلے ہوئے لوگوں نے اس کا مقابلہ کفر و انکار ہی سے کیا ہے۔

دوسری آیت میں ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ **نحن اکثر اموالا و اولادًا الخ** یعنی ہم تم سے مال میں بھی زیادہ اور اولاد میں بھی زیادہ، اسلئے ہم عذاب میں مبتلا نہیں ہوسکتے۔ بظاہر ان کے قول کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہم قابلِ عذاب ہوتے تو ہمیں اتنی عزت و دولت کیوں دیتا؟ قرآن کریم نے تیسری اور چوتھی آیت میں ان کا جواب دیا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں مال و دولت یا عزت وجاہ کی کمی بیشی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول یا مردود ہونے کی دلیل نہیں بلکہ تکوینی مصالح کے پیش نظر دنیا میں تو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے مال و دولت فراوانی کے ساتھ دیتا ہے جس کو چاہتا ہے کم دیتا ہے جس کی تکوینی حکمت کو وہی جانتا ہے مگر مال و اولاد کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبولیت کی دلیل سمجھنا جہالت ہے کیونکہ اس کے نزدیک مقبولیت کا مدار صرف ایمان اور عمل صالح پر ہے جس کو یہ حاصل نہیں مال واولاد کتنا ہی زیادہ ہو اس کو اللہ تعالیٰ کا مقبول نہیں بنا سکتا۔

③ آیات کا شانِ نزول:۔ حدیث میں ہے کہ دو آدمی ایک زمانہ جاہلیت میں کاروبار میں شریک تھے پھر ان میں سے ایک یہ جگہ چھوڑ کر کسی ساحلی علاقہ میں چلا گیا جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے، آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت کا چرچا ہوا تو ساحلی ساتھی نے مکی ساتھی کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ انکے دعویٰ نبوت کا تم لوگوں نے کیا اثر لیا؟ اس پر مکی ساتھی نے جواب لکھا کہ فریقین میں سے تو کوئی ان کا تابع نہ ہوا صرف غریب مسکین لوگ انکے پیچھے لگے ہوئے ہیں، ساحلی ساتھی کچھ کتب قدیمہ تورات وانجیل وغیرہ کا مطالعہ کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ آپ ﷺ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں آپ ﷺ نے اپنی دعوت کے اہم اجزاء کا ذکر کیا، دعوتِ اسلام کو آپ ﷺ کی زبان سے سنتے ہی اس نے کہا **اشهد انك رسول الله** یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا اس نے کہا کہ آپ ﷺ کی دعوت کا حق ہونا تو عقل سے سمجھا اسکی علامت یہ دیکھی کہ جتنے بھی انبیاء علیہم السلام آئے سب کے ماننے والے ابتداء میں قوم کے غریب وحقیر لوگ ہوتے ہیں۔

الشق الثانی ..... اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ۝ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ ۚ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ (پ۲۱۔روم:۵۴تا۵۷)

آیات کا ترجمہ کریں، آیات کی تفسیر کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہیں ضعف کی حالت میں پیدا فرمایا پھر ضعف کے بعد قوت پیدا کر دی پھر قوت کے بعد ضعف اور بڑھاپا پیدا فرما دیا، وہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور وہ جاننے والا بڑی قوت والا ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرمین قسمیں کھائیں گے کہ ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے وہ اسی طرح سے دنیا میں الٹے چلائے جاتے تھے اور جن کو علم اور ایمان دیا گیا وہ کہیں گے کہ تم اللہ کی کتاب میں بعث کے دن تک ٹھہرے ہو پس یہ بعث کا دن ہے اور لیکن تم نہیں جانتے پس اس دن ظالموں کو ان کی معذرت نفع نہ دے گی اور نہ انہیں اس کا موقع دیا جائے گا۔

② آیات کی تفسیر:۔ بچہ شروع میں پیدائش کے وقت بیحد کمزور و ناتواں ہوتا ہے پھر آہستہ آہستہ قوت آنے لگتی ہے حتیٰ کہ جوانی کے وقت اُس کا زور انتہاء کو پہنچ جاتا ہے اور تمام قوتیں شباب پر ہوتی ہیں پھر عمر ڈھلنے لگتی ہے اور زور وقوت کے پیچھے کمزوری کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں جس کی آخری حد بڑھاپا ہے، اُس وقت تمام اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور قویٰ معطل ہونے لگتے ہیں، قوت وضعف کا یہ سب اُتار چڑھاؤ اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جس طرح چاہے کسی چیز کو بنائے اور قوت وضعف کے مختلف ادوار کو گزارے، اُسی کو قدرت حاصل ہے اور وہ ہی جانتا ہے کہ کس چیز کو کس وقت تک کن حالات میں رکھنا مناسب ہے لہٰذا اُسی خدا کی اور اُس کے پیغمبروں کی باتیں ہمیں سُننی چاہئیں۔ شاید اس میں یہ بھی اشارہ کر دیا کہ جس طرح تم کو کمزوری کے بعد زور دیا مسلمانوں کو بھی ضعف کے بعد قوت عطا کریگا اور اپنے شباب وعروج کو پہنچے گا اُسکے بعد پھر ہوسکتا ہے کہ ایک زمانہ مسلمانوں کے ضعف کا آئے، سو یاد رکھنا

چاہیے کہ خدائے قادر وتوانا ہر وقت ضعف کو قوت سے تبدیل کرسکتا ہے، ہاں ایسا کرنے کی خاص صورتیں اور اسباب ہوتے ہیں۔

جب قیامت قائم ہوگی اور لوگ زندہ ہوکر قبروں سے نکلیں گے تو اس وقت مجرمین یعنی کافر لوگ قسمیں کھا کر کہیں گے کہ ہم تو موت کے بعد قبروں میں تھوڑی سی ہی دیر رہے ہیں اور بعض مفسرین نے بتایا کہ اس سے وہ مجرمین دنیا کی زندگی مراد لیں گے اور ان کے کہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم دنیا میں ذرا دیر ہی رہے تھے عمریں تو اچھی خاصی گزریں مگر ایمان نہ لائے اور نیک عمل نہ کئے اتنی بڑی زندگی بیکار ہی چلی گئی جو چیز زیادہ ہو اور اس سے نفع نہ اٹھایا جائے تو وہ قلیل مانی جاتی ہے جیسا کہ قلیل چیز نفع مند ہو تو اسے کثیر کہا جاتا ہے۔

یعنی مؤمنین اور ملائکہ اُس وقت اُن کی تردید کریں گے کہ تم جھوٹ بکتے ہو اید ھوکہ میں پڑے ہوئے ہو جو کہتے ہو کہ قبر میں یا دنیا میں ایک گھڑی ہے زیادہ ٹھہرنا نہیں ہوا، تم ٹھیک اللہ کے علم اور اُس کی خبر اور لوحِ محفوظ کے نوشتہ کے موافق قیامت کے دن تک ٹھہرے، ایک منٹ کی بھی کمی نہیں ہوئی، آج عین وعدہ کے موافق وہ دن آپہنچا، اب وہ دیکھ لو جسے تم جانتے اور مانتے نہ تھے، اگر پہلے سے اس دن کا یقین کرتے تو تیار ہو کر آتے اور یہاں کی مسرتیں دیکھ کر کہتے کہ اس دن کے آنے میں بہت دیر لگی، بڑے انتظار واشتیاق کے بعد آیا جیسا کہ مؤمنین سمجھتے ہیں۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "خَلَقَكُمْ" یہ باب نصر ینصر سے ماضی ہے بمعنی ایجاد کرنا، پیدا کرنا۔

"جَعَلَ" باب فتح یفتح سے ماضی ہے بمعنی بنانا، کرنا۔ "يُقْسِمُ" باب افعال سے مضارع ہے بمعنی قسم کھانا۔

"لَبِثْتُمْ" باب سمع یسمع سے ماضی ہے بمعنی ٹھہرنا۔ "لَا يَنْفَعُ" باب فتح یفتح سے منفی مضارع ہے بمعنی نفع دینا۔

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٣٦ھ

الشق الاوّل ..... اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ (پ ٢١۔ سجدہ: ٤ تا ٦)

آیات کا ترجمہ کریں، فی یوم کان مقدارہ الف سنة مما تعدون کی تفسیر کریں، مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (١) آیات کا ترجمہ (٢) فی یوم کان مقدارہ الخ کی تفسیر (٣) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اللہ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (ان سب کو) چھ دن میں پیدا فرمایا، پھر عرش پر مستوی ہوا تمہارے لئے اس کے سوا نہ کوئی ولی ہے نہ کوئی سفارشی، کیا تم نہیں سمجھتے ہو؟ آسمان سے لیکر زمین تک ہر امر اس کے حضور میں ایک ایسے دن میں پہنچ جائے گا جس کی مقدار تمہاری گنتی کے مطابق ایک ہزار سال ہوگی، وہی پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کو جاننے والا ہے، زبردست ہے، رحمت والا ہے۔

② فی یوم کان مقدارہ الخ کی تفسیر:۔ اس دن کی مقدار انسانوں کی گنتی اور شمار کے اعتبار سے ایک ہزار سال کی ہوگی اور سورۂ معارج کی آیت میں ہے کہ اس دن کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی اس کا ایک آسان جواب تو یہ ہے جو بیان القرآن میں مذکور ہے کہ اس دن کے ہولناک ہونے کے سبب یہ ان لوگوں کو بہت دراز محسوس ہوگا اور یہ درازی ایمان واعمال کے اعتبار سے ہوگی جو بڑے مجرم ہیں ان کو زیادہ جو کم مجرم ہیں ان کو کم محسوس ہوگی۔ یہاں تک کہ جو دن بعض کو ایک ہزار سال کا معلوم ہوگا وہ دوسروں کے نزدیک پچاس ہزار سال کا ہوگا اور بعض مفسرین نے اس کو متشابہات میں سے قرار دیا ہے کہ اس کی مراد اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "اِسْتَوٰی" یہ باب افتعال ہے بمعنی برابر ہونا۔

"تَتَذَكَّرُوْنَ" یہ باب تفعل ہے بمعنی نصیحت حاصل کرنا۔ "يُدَبِّرُ" یہ باب تفعیل ہے بمعنی امور کی تدبیر کرنا، غور وفکر کرنا۔

"يَعْرُجُ" باب نصر ینصر بمعنی عروج، ترقی کرنا، چڑھنا۔ "تَعُدُّوْنَ" باب نصر ینصر بمعنی گننا، شمار کرنا۔

الشق الثانی ..... یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝ هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ

وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿٤٣﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿٤٤﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿٤٥﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿٤٦﴾ (پ۲۲۔احزاب:۴۱تا۴۶)

آیات مذکورہ کا ترجمہ کریں، **تحیتھم یوم یلقونہ سلٰم** کی تفسیر کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) **تحیتھم یوم یلقونہ سلٰم** کی تفسیر (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور اس کی صبح وشام پاکی بیان کرو، وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے آئے اور وہ ایمان والوں پر رحم فرمانے والا ہے، جس دن یہ لوگ اس سے ملاقات کریں گے انکا تحیہ سلام ہوگا اور اللہ نے ان کے لئے اجرِ کریم تیار فرمایا ہے۔ اے نبی! بیشک ہم نے آپ کو گواہ اور بشارت دینے والا اور اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن کرنے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

❷ **تحیتھم یوم یلقونہ سلٰم** کی تفسیر:۔ جس دن ذکر کرنے والے اللہ سے ملاقات کریں گے، اللہ کی طرف سے انکا اعزاز و اکرام سلام یعنی السلام علیکم سے کیا جائیگا باقی اللہ سے ملنے کا دن اس سے مراد قیامت کا دن بھی ہوسکتا ہے اور جنت میں داخلہ کا وقت بھی ہوسکتا ہے اور اسی طرح موت کا دن بھی مراد لیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ دن سارے عالم سے چھوٹ کر صرف ایک اللہ کے سامنے حاضری کا دن ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ملک الموت جب کسی مؤمن کی روح قبض کرنے کے لئے آتا ہے تو سب سے پہلے اسے یہ پیغام پہنچاتا ہے کہ تیرے رب نے تجھے سلام کہا ہے۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "اُذْكُرُوْا" باب نصر ینصر سے ہے بمعنی یاد کرنا۔

"سَبِّحُوْا" باب تفعیل سے ہے بمعنی پاکی بیان کرنا۔

"رَحِيْمًا" باب سمع یسمع سے ہے بمعنی نرمی کرنا، رحمدل ہونا۔

"يُصَلِّيْ" یہ باب تفعیل سے ہے نسبتوں کے مختلف ہونے سے اسکے معانی مختلف ہوتے رہتے ہیں یہاں رحمت بھیجنا مراد ہے۔

"يَلْقَوْنَهٗ" یہ بھی باب سمع یسمع سے ہے بمعنی ملاقات کرنا، ملنا۔

"اَرْسَلْنٰكَ" باب افعال سے ہے بمعنی بھیجنا۔

﴿الورقة الاولٰی: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ..... اِنْ تُبْدُوْا شَيْـــًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٥٤﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَاۗىِٕهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿٥٥﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۗىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَي النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾ (پ۲۲۔احزاب:۵۴تا۵۶)

آیات کا ترجمہ کریں، احادیث کی روشنی میں صلوٰۃ وسلام کا طریقہ بیان کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) صلوٰۃ وسلام کا طریقہ احادیث کی روشنی میں (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو گے یا پوشیدہ رکھو گے تو اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے، ان پر کوئی گناہ نہیں ہے اپنے باپوں کے بارے میں اور اپنے بیٹوں کے بارے میں اور اپنے بھائیوں کے بارے میں اور اپنے بھتیجوں کے بارے میں اور اپنے بھانجوں کے بارے میں اور اپنی عورتوں کے بارے میں اور اپنی لونڈیوں کے بارے میں اور اللہ سے ڈرتی رہو بیشک اللہ ہر چیز پر حاضر ہے (پردے کے متعلق یہ آیت ہے کہ ان سے پردہ نہیں ہے) بیشک اللہ اور اس کے فرشتے آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر خوب صلوٰۃ وسلام بھیجا کرو۔

② صلوٰۃ وسلام کا طریقہ احادیث کی روشنی میں:۔ صحیح بخاری ومسلم وغیرہ سب کتبِ حدیث میں یہ حدیث آئی ہے کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب یہ آیت (**یاایھا الذین آمنوا الخ**) نازل ہوئی تو ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اس آیت میں ہمیں دو چیزوں کا حکم ہے ایک صلوٰۃ اور دوسرا اسلام، سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا ہے **السلام علیك ایھا النبی ورحمة الله وبرکاته** لہٰذا صلوٰۃ کا طریقہ بھی بتلا دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ الفاظ کہا کرو **اللھم صلّ علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انك حمید مجید، اللھم بارك علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انك حمید مجید**۔ دوسری روایات میں کچھ کلمات اور بھی منقول ہیں، نیز آپ ﷺ پر صلوٰۃ (درود) بھیجنے کے لئے آپ ہی سے منقول دوسرے الفاظ بھی ہیں جن کے مختلف صیغے منقول ہیں۔ صلوٰۃ وسلام کے حکم کی تعمیل ہر اس صیغے سے ہو سکتی ہے جس میں صلوٰۃ وسلام کے الفاظ ہوں اور یہ بھی ضروری نہیں وہ الفاظ بعینہٖ آپ ﷺ سے منقول بھی ہوں بلکہ جس عبارت سے بھی صلوٰۃ وسلام کے الفاظ ادا کئے جائیں اس سے حکم کی تعمیل اور درود شریف کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے مگر یہ ظاہر ہے کہ جو الفاظ خود آپ ﷺ سے منقول ہوں وہ زیادہ بابرکت اور زیادہ ثواب کا باعث ہوں گے، اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے الفاظِ صلوٰۃ آپ ﷺ سے متعین کرنے کا سوال فرمایا تھا۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "**تُخْفُوْهُ**" باب افعال ہے بمعنی مخفی کرنا، چھپانا۔

"**عَلِيْمًا**" یہ باب سمع یسمع ہے بمعنی جاننا۔ "**اِتَّقِيْنَ**" یہ باب افتعال ہے بمعنی ڈرنا، خوف کھانا۔

"**مَلَكَتْ**" یہ باب ضرب یضرب ہے بمعنی مالک ہونا، مراد باندی اور غلام ہیں۔

"**سَلِّمُوْا**" باب تفعیل بمعنی سپرد کرنا، سلام بھیجنا، سلامتی کی دعا کرنا، یہاں مراد آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا ہے۔

الشق الثانی ..... وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ۝ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۝ هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مُتَّكِـــِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ (پ۲۳۔ص:۴۵تا۵۲)

آیات کا ترجمہ کریں، حضرت یسع علیہ السلام کا تعارف کرائیں، **وعندھم قصرت الطرف اتراب** کی وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) حضرت یسع علیہ السلام کا تعارف (۳) **وعندھم قصرات الطرف اتراب** کی وضاحت۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور یاد کیجئے ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کو جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے، بیشک ہم نے انہیں ایک خاص بات کے ساتھ مخصوص کیا تھا جو آخرت کی یاد ہے اور بیشک یہ بندے ہمارے نزدیک انتخاب کردہ اچھے لوگوں میں سے ہیں اور یاد کیجئے اسماعیل علیہ السلام اور یسع علیہ السلام کو اور ذوالکفل کو اور یہ سب اچھے لوگوں میں سے تھے، یہ ایک نصیحت ہے اور بیشک پرہیزگاروں کیلئے اچھا ٹھکانہ ہے ہمیشہ رہنے کے باغات جن کیلئے دروازے کھلے ہوئے ہونگے وہ ان میں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے وہ وہاں بہت سے میوے اور پینے کی چیزیں طلب کریں گے اور انکے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر بیویاں ہوں گی۔

② حضرت یسع علیہ السلام کا تعارف:۔ حضرت یسع علیہ السلام بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں اور قرآن کریم میں انکا ذکر صرف دو جگہ آیا ہے ایک سورہ انعام میں اور دوسرا یہاں، دونوں میں سے کسی جگہ آپ کے تفصیلی حالات مذکور نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کی فہرست میں آپ کا اسم گرامی شمار کرایا گیا ہے، تاریخ کی کتابوں میں منقول ہے کہ آپ علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام کے چچازاد بھائی ہیں اور حضرت الیاس علیہ السلام کے نائب اور خلیفہ تھے، انہی کی رفاقت میں رہتے تھے ان کے بعد آپ کو نبوت عطا کی گئی۔ (**واللہ اعلم بالصواب**)

③ **وعندھم قصرات الطرف اتراب** کی وضاحت:۔ جنتیوں کے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر عورتیں ہوں گی، ان سے مراد جنت کی حوریں ہیں، **اَتْـــرَابٌ** سے یا تو ہم عمر مراد ہیں کہ وہ سب حوریں آپس میں ہم عمر ہوں گی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے شوہروں کے ساتھ عمر میں مساوی ہوں گی۔ پہلی صورت میں ان کے ہم عمر ہونے کا فائدہ یہ ہوگا کہ ان کے درمیان آپس میں محبت، انس اور

دوستی کا تعلق ہوگا، سوکنوں جیسا بغض اور نفرت نہ ہوگی اور ظاہر ہے کہ یہ چیز شوہروں کے لئے انتہائی راحت کا موجب ہے اور دوسری صورت میں فائدہ یہ ہوگا کہ شوہروں کے ساتھ طبیعتوں میں مناسبت اور توافق ہوگا اور ایک دوسرے کی راحت اور دلچسپی کا خیال زیادہ رکھا جاسکے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ زوجین کے درمیان عمر میں تناسب کی رعایت رکھنی چاہیے کیونکہ اس سے باہمی انس پیدا ہوتا ہے اور رشتۂ نکاح زیادہ خوشگوار اور پائیدار ہوجاتا ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ..... لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۙ كُلٌّ يَّجْرِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ (پ۲۱۔لقمان:۲۶تا۲۹)

آیات کا ترجمہ کریں، **قل لو کان البحر مدادا الخ** کا شانِ نزول بیان کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) **قل لو کان البحر الخ** کا شانِ نزول (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اللہ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے، بیشک وہ اللہ بے نیاز ہے، سب خوبیوں والا ہے اور زمین میں جتنے بھی درخت ہیں اگر وہ سب قلمیں بن جائیں اور جو سمندر ہے اسکے بعد سات سمندر اس میں اور شامل ہوجائیں تو اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے، بیشک اللہ غالب ہے حکیم ہے، نہیں ہے تمہارا پیدا کرنا اور موت کے بعد اٹھانا مگر ایک ہی جان کی طرح بیشک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے، کیا نہیں دیکھا تو نے کہ اللہ ہی داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور اس نے چاند اور سورج کو مسخر کردیا ہر ایک اپنے وقت مقررہ تک چلتا ہے اور بیشک اللہ ان کاموں سے باخبر ہے جن کو تم کرتے ہو۔

② **قل لو کان البحر الخ** کا شانِ نزول:۔ یہ آیت علماءِ یہود کے ایک سوال کے جواب میں نازل ہوئی، وجہ یہ تھی کہ قرآن کریم کی آیت ہے **وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا** یعنی تمہیں تھوڑا علم دیا گیا ہے جب آپ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو چند احبار (علماء) یہود حاضر ہوئے اور اس آیت کے بارے میں معارضہ کیا کہ آپ ﷺ جو کہتے ہیں کہ تمہیں تھوڑا سا علم دیا گیا ہے، یہ آپ ﷺ نے اپنی قوم کا حال ذکر کیا ہے یا اس میں آپ ﷺ نے ہمیں بھی داخل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری مراد سب ہیں یعنی ہماری قوم بھی اور یہود و نصاریٰ بھی تو انہوں نے یہ معارضہ کیا کہ ہمیں تو اللہ نے تورات عطا فرمائی ہے جس کی شان **تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ** ہے یعنی ہر چیز کا بیان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی علمِ الٰہی کے مقابلے میں قلیل ہی ہے پھر تورات میں جتنا علم ہے اس کا بھی تمہیں پورا علم نہیں بقدرِ کفایت ہی ہے اسلئے علمِ الٰہی کے مقابلے میں ساری آسمانی کتابوں اور سب انبیاء علیہم السلام کے علوم کا مجموعہ بھی قلیل ہے اس کلام کی تائید کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی:۔ "یَمُدُّهٗ" باب نصر ینصر بمعنی کھینچنا، لمبا کرنا۔

"نَفِدَتْ" باب ضرب یضرب بمعنی ختم ہوجانا۔ "یُوْلِجُ" باب افعال ہے بمعنی داخل کرنا۔

"سَخَّرَ" باب تفعیل بمعنی مسخر کرنا، تابع اور فرمانبردار کرنا۔ "تَجْرِیْ" باب ضرب یضرب بمعنی جاری رہنا، چلنا۔

الشق الثانی ..... وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ (پ۲۱۔سجدہ:۱۸تا۲۲)

آیات کا ترجمہ کریں، **ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر** کی تفسیر کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب و معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیت کی تفسیر (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور جن لوگوں نے نافرمانی کی انکا ٹھکانہ دوزخ ہے، جب کبھی اس میں سے نکلنے کا ارادہ کریں گے اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ آگ کا عذاب چکھو جس کو تم جھٹلاتے تھے اور ضرور بضرور ہم انہیں بڑے عذاب سے پہلے ادنیٰ والا عذاب چکھا دیں گے تا کہ وہ باز آجائیں اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جسے اس کے رب کی آیات یاد دلائی جائیں پھر وہ ان سے اعراض کرے بے شک ہم مجرمین سے بدلہ لینے والے ہیں۔

② آیت کی تفسیر:۔ اَدْنٰی بمعنی قریب اور عذاب ادنیٰ سے مراد دنیا کے مصائب وآفات اور امراض وغیرہ ہیں اور عذاب اکبر سے مراد آخرت کا عذاب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو ان کے گناہوں پر متنبہ کرنے کیلئے دنیا میں ان پر امراض، مصائب و آفات مسلط کر دیتے ہیں تا کہ یہ متنبہ ہو کر اپنے گناہوں سے باز آجائیں اور آخرت کے بڑے عذاب سے نجات پائیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ گنہگاروں کیلئے دنیا کے مصائب بھی ایک قسم کی رحمت ہی ہے کہ غفلت سے باز آکر آخرت کے عذاب سے بچ جائیں البتہ جو لوگ آفات پر اللہ کی طرف رجوع نہ کریں ان کیلئے یہ دوہرا عذاب ہو جاتا ہے ایک اسی دنیا میں نقد اور دوسرا بڑا عذاب آخرت میں اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاءؒ پر جو مصائب آتے ہیں وہ رفع درجات کا سبب ہوتے ہیں اور اس حالت میں انہیں قلبی سکون اور اطمینان ہوتا ہے۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی:۔ "ارادو" باب افعال بمعنی ارادہ کرنا۔

"ذوقوا" باب نصر ینصر بمعنی چکھنا۔ "اعبدوا" باب نصر ینصر بمعنی عبادت کرنا۔

"اظلم" باب ضرب یضرب بمعنی ظلم وزیادتی کرنا۔ "یرجعون" باب ضرب یضرب بمعنی رجوع کرنا، لوٹنا، باز آجانا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ..... یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَا ۫ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَیْهِمْ فِیْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ لِكَیْلَا یَكُوْنَ عَلَیْكَ حَرَجٌ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ (پ۲۲۔احزاب:۵۰)

آیات کا ترجمہ کریں، **وامراۃ مؤمنۃ ان وھبت نفسھا للنبی ان اراد النبی ان یستنکحھا** کی تفسیر کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) **وامراۃ مؤمنۃ الخ** کی تفسیر (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے نبی! ہم نے آپ کے لئے یہ بیویاں حلال کر دیں جن کو آپ ان کے مہر دے چکے ہیں اور وہ عورتیں بھی حلال کیں جو آپ کی مملوکہ ہیں ان اموال میں سے جو آپ کو اللہ نے مالِ غنیمت میں سے دلوائے اور آپ کی چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی اور وہ مؤمن عورتیں حلال کیں جو بغیر عوض کے اپنی جان نبی کریم ﷺ کو ہبہ (بخش) کر دیں اگر پیغمبر ان کے ساتھ نکاح کرنا چاہیں یہ آپ کے لئے مخصوص ہے نہ کہ مؤمنین کے لئے، تحقیق ہم نے جان لیا جو کچھ ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور باندیوں کے بارے میں احکام مقرر کئے تا کہ آپ پر کوئی تنگی نہ ہو اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

② **وامراۃ مؤمنۃ الخ** کی تفسیر:۔ اگر کوئی مسلمان عورت اپنے نفس کو آپ ﷺ کیلئے ہبہ کر دے یعنی بغیر مہر کے آپ ﷺ سے نکاح کرنا چاہے اور آپ ﷺ بھی اس سے نکاح کرنے کا ارادہ کریں تو آپ ﷺ کیلئے بغیر مہر کے بھی نکاح حلال ہے یہ صرف آپ ﷺ کی خصوصیت ہے کسی اور مسلمان کیلئے حلال نہیں ہے۔ اس معاملہ میں آپ ﷺ کی خصوصیات بالکل واضح ہیں کیونکہ عام مؤمنین کیلئے نکاح میں مہر شرط ہے یہاں تک کہ بوقتِ نکاح کسی مہر کا ذکر نہ ہی یا نفی کے ساتھ آیا کہ عورت نے کہا کہ مہر نہیں لوں گی یا مرد نے کہا کہ نکاح اس شرط پر کرتا ہوں کہ مہر نہیں دوں گا تو ان دونوں صورتوں میں انکا کہنا اور شرط شرعی حیثیت سے لغو ہوگی اور شرعاً مہر

0313 6357913 maktabazakariyya

مثل واجب ہوگا صرف رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت سے نکاح بلا مہر حلال کیا گیا ہے جبکہ عورت بلا مہر نکاح کرنے کی خواہشمند ہو۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی:۔ "وھبت" باب فتح یفتح بمعنی ہدیہ کرنا، اپنے آپ کو دوسرے کے سپرد کرنا۔

"ملکت" باب ضرب یضرب بمعنی ملکیت مراد باندی ہے۔ "افاء" باب افعال بمعنی مال فئی (مالِ غنیمت)۔

"ھاجرن" باب مفاعلہ بمعنی ہجرت کرنا، چھوڑنا۔ "اراد" باب افعال بمعنی ارادہ کرنا۔

"یستنکحھا" باب استفعال بمعنی نکاح کو طلب کرنا، نکاح کا خواہشمند ہونا۔

الشق الثانی ..... وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ (پ۲۵۔ جاثیہ:۲۷ تا ۳۰)

آیات کا ترجمہ کریں، **وتری کل امة جاثیة** کی تفسیر کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) **وتری کل امة جاثیة** کی تفسیر (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اللہ ہی کیلئے ہے آسمانوں اور زمینوں کی ملک اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن باطل والے خسارہ میں پڑ جائیں گے اور اے مخاطب دیکھے گا تو کہ ہر امت گھٹنوں کے بل گری ہوئی ہوگی، ہر امت اپنی کتاب کی طرف بلائی جائے گی، آج کے دن تمہیں اس کا بدلہ دیا جائیگا جو تم کیا کرتے تھے یہ ہماری کتاب ہے جو تم پر حق کے ساتھ بولتی ہے، بیشک ہم لکھوا لیتے تھے جو کچھ تم کرتے تھے، پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے انکا رب انہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا یہ کھلی ہوئی کامیابی ہے۔

② **وتری کل امة جاثیة** کی تفسیر:۔ "جاثیة" "جُثُوٌّ" سے مشتق ہے بمعنی گھٹنوں کے بل بیٹھنا اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جُثُوٌّ اس طرح بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ جس میں گھٹنے اور پاؤں صرف زمین پر ٹک جائیں، اس طرح کی نشست خوف کی وجہ سے ہوگی اور **کل امة جاثیة** کے لفظ سے ظاہر یہ ہے کہ یہ خوف کی حالت میدانِ حشر میں مؤمن و کافر، نیک و بد سب کو پیش آئے گی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ **کل امة** سے مراد عام اہلِ محشر نہ ہوں بلکہ اکثر مراد ہوں جیسا کہ لفظ **کل** بعض اوقات اکثر کیلئے بولا جاتا ہے۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی:۔ تَقُوْم: باب نصر ینصر بمعنی قیام یعنی کھڑا ہونا۔

"یَدْخِلُھُمْ": باب افعال بمعنی داخل کرنا۔ "یَخْسَرُ" باب سمع یسمع بمعنی نقصان اور گھاٹے میں پڑنا۔

"تعلمون" باب سمع یسمع بمعنی عمل کرنا، کام کرنا۔ "یَنْطِقُ" باب ضرب یضرب بمعنی بولنا، کلام کرنا۔

"نَسْتَنْسِخُ" باب استفعال بمعنی لکھوانا، ریکارڈ تیار کرنا۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ..... لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ؕ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِيْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ (پ۲۲۔ سباء:۱۵ تا ۱۷)

0313 6357913 Imtiaz

آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر تحریر کیجئے، قوم سبا کا مختصر تعارف لکھئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) قوم سبا کا تعارف۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ سبا کیلئے ان کے وطن میں نشانیاں موجود تھیں یعنی دو قطاریں تھیں باغ کی دائیں اور بائیں، اپنے رب کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو، عمدہ شہر اور بخشنے والا پروردگار ہے پس انہوں نے اعراض (ناشکری) کیا تو ہم نے ان پر بند کا سیلاب چھوڑ دیا اور ہم نے ان کے اِن دو رویہ باغوں کے بدلے اور دو باغ دے دیئے بدمزہ پھل اور جھاؤ اور کچھ کم بیری

، یہ ان کو سزا دی ہم نے اُن کی ناشکری کی وجہ سے اور ہم ایسی سزا بڑے ناشکرے ہی کو دیا کرتے ہیں۔

② آیات کی تفسیر:۔ سبا کے لوگوں کیلئے خروان کے وطن کی مجموعی حالت میں وجوبِ اطاعتِ خداوندی کی نشانیاں موجود تھیں، ان میں سے ایک نشانی دو قطاریں تھیں باٹ کی، ان کی سڑکیں دائیں اور بائیں یعنی ان کے تمام علاقہ کے دو طرفہ متصل باغات تھے کہ جس میں آمدنی بھی وافر پھل بھی اس قدر کہ ختم نہ ہوں، سایہ بھی رونق بھی، ہم نے انبیاء علیہم السلام کی معرفت ان کو حکم دیا کہ اپنے رب کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور کھا کر اس کا شکر کرو یعنی اطاعت اختیار کرو کہ دو قسم کی نعمتیں مقتضیٰ اطاعت ہیں ایک دنیوی رہنے کیلئے عمدہ شہر اور ایک اُخروی کہ اطاعت میں اگر کچھ کوتاہی ہو جائے تو گناہ بخشنے کو بخشنے والا پروردگار ہے، سو اس پر بھی انہوں نے اس حکم سے سرتابی کی، تو ہم نے ان پر اپنا قہر اس طرح نازل کیا کہ ان پر بند کا سیلاب چھوڑ دیا یعنی جو سیلاب بند سے رُکا رہتا تھا بند ٹوٹ کر اس سیلاب کا پانی چڑھ آیا جس سے انکے دو طرفہ باغات سب تباہ ہو گئے اور ہم نے انکے ان دو رویہ باغوں کے بدلے اور دو باغ دے دیئے جن میں یہ چیزیں نہ تھیں۔ یہ مزیدار پھل اور چھاؤ اور قدرے قلیل بیری اور وہ بھی شہری نہیں جنگلی خودرو جس میں کانٹے بہت اور پھل میں لطافت ندارد، ان کو یہ سزا ہم نے انکی ناشکری کے سبب دی اور ہم ایسی سزا بڑے ناشکرے ہی کو دیا کرتے ہیں۔

③ قومِ سبا کا تعارف:۔ سبا ایک قوم تھی جو اپنے جد اعلیٰ سبا بن یستحب کی طرف منسوب تھی، یہ لوگ یعرب بن قحطان کی اولاد میں سے تھے اور یمن میں رہتے تھے، ان کے علاقہ کا نام مارب تھا جو شہر صنعاء سے تین دن کی مسافت پر تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت نوازا تھا، دائیں بائیں باغوں کی قطاریں تھیں۔ بعض روایات میں ہے کہ ان لوگوں کی تیرہ بستیاں تھیں اور ہر ہر بستی میں اللہ تعالیٰ کا ایک ایک نبی مبعوث ہوا تھا جو انہیں اس بات کی ترغیب دیتا تھا کہ اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو مگر انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات سے اعراض کیا جسکے نتیجے میں ان پر ایک سیلاب کا عذاب بھیجا گیا جس نے انکے شہر اور باغات سب کو ویران و برباد کر دیا۔

الشق الثانی ..... هٰذَا ۙ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۙ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۙ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۙ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ۙ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۙ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۚ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۙ

آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر تحریر کیجئے، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق لکھئے۔ (پ۲۳۔ص:۵۵تا۶۰)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ یہ بات تو ہو چکی اور بے شک یہ سرکشوں کے لئے برا ٹھکانہ ہے یعنی دوزخ اس میں وہ داخل ہوں گے، سو بہت ہی بری جگہ ہے یہ کھولتا ہوا پانی اور پیپ ہے پس یہ لوگ اس کو چکھیں اور بھی اس قسم کی طرح طرح کی چیزیں ہیں، یہ ایک جماعت اور آئی جو تمہارے ساتھ گھس رہے ہیں، ان پر خدا کی مار، یہ بھی دوزخ ہی میں آرہے ہیں، یہ کہیں گے بلکہ تمہارے ہی اوپر خدا کی مار تم ہی یہ (مصیبت) ہمارے آگے لائے، پس وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ آیاتِ مذکورہ میں اہلِ شقاوت کے حال کی تفصیل بیان کی گئی ہے کہ یہ لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے جو بدترین ٹھکانہ ہے، ان کی غذا **حمیم** کھولتا ہوا انتہائی گرم پانی **وسقوا ماء حمیما فقطع امعاء هم** اور غساق کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ اگر اسکا ایک ڈول دنیا میں ڈال دیا جائے تو تمام دنیا والے سڑ جائیں، پھر اس طرح کا مختلف قسم کا عذاب مثلاً **ضریع، زمهریر، زقوم، غسلین، صعود، مقامع وغیرذلك** اس کے بعد اہلِ دوزخ کا ایک باہمی کا لمہ نقل فرمایا جو کہ واضح ہے۔

③ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق:۔ **طاغین: طاغی** کی جمع ہے بمعنی سرکش، شریر، حد سے گزر جانے والے۔

غساق: بدبودار پانی، دوزخیوں سے بہنے والا خون یا دھواں یا آنسو۔ **ماب:** لوٹنے کی جگہ، **اٰب یؤوب** (نصر) بمعنی لوٹنا۔

شکله: شکل کے معنی مثل اور مانند کے ہیں اس کی جمع **اشکال** ہے۔ **المهاد:** اسم ہے بمعنی بچھونا، مراد ٹھکانہ، قرارگاہ۔

مقتحم: اسم فاعل از باب افتعال بمعنی ہولناک مقام میں گھسنے والا۔ **حمیم:** نہایت گرم پانی، اسکی جمع **حمائم** ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ..... اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ

جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ (زمر:۲۳)

آیت مبارکہ کا سلیس ترجمہ اور مختصر تفسیر تحریر کیجئے، **متشابها مثانی** کا مفہوم واضح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) آیت کی تفسیر (۳) **متشابها مثانی** کا مفہوم۔

جواب ..... ① آیت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے، بار بار دہرائی گئی جس سے ان لوگوں کے بدن کانپ اٹھتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کو وہ چاہتا ہے اسکے ذریعہ ہدایت دیتا ہے اور اللہ جس کو گمراہ کرتا ہے اسکا کوئی ہادی نہیں ہے۔

② و ③ آیت کی تفسیر اور **متشابها مثانی** کا مفہوم:۔ قرآن کو احسن الحدیث فرمانے کا حاصل یہ ہے کہ انسان جو کچھ کہتا بولتا ہے اس سب میں احسن الکلام قرآن ہے، آگے قرآن کی چند صفات ذکر فرمائی ہیں۔ ① **کتابا متشابها متشابه** سے مراد اس جگہ متماثل ہے یعنی مضامین قرآنیہ ایک دوسرے کے مماثل ہیں کہ ایک آیت کی تشریح وتصدیق دوسری آیت سے ہو جاتی ہے ② **مثانی** ہے جو مثنیٰ کی جمع ہے جسکے معنی تکرار کے ہیں، مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم میں ایک مضمون کو ذہن نشین کرنے کیلئے بار بار دہرایا جاتا ہے ③ **تقشعر الخ** یعنی اللہ کی عظمت سے متاثر ہو کر ڈرنے والوں کا قرآن پڑھ کر خشیت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ انکے بدن پر بال کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ کیفیت آیات وعید سن کر ہوتی ہے اور آیات رحمت سن کر یہ حال ہوتا ہے کہ بدن اور قلب سب اللہ کی یاد میں نرم ہو جاتے ہیں۔

الشق الثانی ..... مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ (پ۲۴۔حم سجدہ:۴۳،۴۴)

آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھئے، **اولئك ينادون من مكان بعيد** کا مفہوم وضاحت کے ساتھ تحریر کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **اولئك ينادون من مكان بعيد** کا مفہوم۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ آپ سے نہیں کہا جاتا مگر وہی جو آپ سے پہلے رسولوں کیلئے کہا گیا بلاشبہ آپ کا رب مغفرت والا ہے اور دردناک عذاب والا ہے اور اگر ہم اس کو قرآن عجمی بنا دیتے تو یہ لوگ کہتے کہ اسکی آیات کو کیوں واضح طریقہ پر بیان نہیں کیا گیا۔ یہ کیا بات ہے کہ رسول عربی ہے اور کتاب عجمی ہے؟ آپ فرما دیجئے کہ وہ ایمان والوں کیلئے ہدایت اور شفاء ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے انکے کانوں میں بوجھ ہے اور ان پر گمراہی کا سبب بنا ہوا ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دور سے پکارا جاتا ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ پہلی آیت میں آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے اور دوسری آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ قریش مکہ نے ایک مرتبہ کہا کہ قرآن عربی ہی میں کیوں ہے، عجمی زبان میں بھی ہوتا تو اس کا معجزہ اور زیادہ جاتا؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید فرمائی کہ اس صورت میں بھی لوگ ایمان نہ لاتے اور حجت نکالتے کہ ہم تو عرب ہیں ہمارے سامنے تو عربی ہی میں صاف صاف بیان ہوتا اور یہ اعتراض بھی کرتے **اعجمی وعربی**۔

③ **اولئك ينادون من مكان بعيد** کا مفہوم:۔ اس کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک تمثیل ہے جو آدمی کلام کو سمجھتا ہو عرب اس کو کہتے **انت تسمع من قريب** اور کلام کو نہ سمجھے اس کو کہتے ہیں **انت تنادی من بعيد** مطلب یہ ہے کہ کفار قرآنی ہدایات کو سننے اور سمجھنے کا ارادہ نہیں رکھتے اس لئے ان کو ہدایت کی تعلیم دینا گویا کسی کو بہت دور سے پکارنا ہے۔

دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن ان کو برے ناموں کے ساتھ دور سے پکارا جائے گا تا کہ اہلِ موقف بھی اس آواز کو سن لیں جس سے ان کی شہرت اور رسوائی ہو جائے کہ یہ لوگ ایسے ایسے تھے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ..... يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (پ ٢١۔لقمان:٣٣تا٣٤)

آیات کا ترجمہ وتفسیر بیان کریں، اشیائے خمسہ کا علم اگر اللہ رب العزت کے ساتھ خاص ہے تو بارش اور رحم مادر میں موجود بچے کا علم بندوں کو کیسے ہوتا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) بارش اور رحمِ مادر میں موجود بچہ کے متعلق بندوں کے علم کی توجیہ۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو اور اُس دن سے بھی ڈرو کہ نہیں کام آئے گا اُس دن کوئی والد اپنے بیٹے کے بدلے اور نہیں کام آئے گا اُس دن کوئی بیٹا اپنے والد کے بدلہ کچھ بھی، بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق وسچ ہے پس نہ دھوکہ میں ڈالے تمہیں دنیاوی زندگی اور نہ دھوکہ میں ڈالے تمہیں اللہ تعالیٰ کے متعلق وہ دھوکہ باز (شیطان) بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس ہی قیامت کے وقوع کا علم ہے اور وہی بارش برساتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے رحموں میں ہے، اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ وہ کل کیا کام کریگا اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ وہ کس زمین میں مرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان دو آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ عام لوگوں کو خطاب فرما کر اپنی ذات اور قیامت کے حساب وکتاب سے ڈرا کر آخرت کی تیاری کی ہدایت کر رہے ہیں کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اسکی عظمت وہیبت تمہارے قلوب پر حاوی ہونی چاہیے تاکہ تم باآسانی اسکی مکمل اطاعت کرسکو اور قیامت کے دن سے بھی ڈرو جسمیں کوئی کافر بیٹا اپنے مسلمان والد کے کام نہیں آئیگا اور کوئی کافر والد اپنے مسلمان بیٹے کے کام نہیں آئیگا البتہ مسلمان والد اور اولاد ایک دوسرے کے کام آئیں گے اور دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا حلم اور عذاب میں تاخیر کی وجہ سے شیطان مکّار و دھوکہ باز اور دنیاوی عیش وعشرت تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ کوئی حساب وکتاب نہیں ہے کوئی سزا وجزا نہیں ہے بلکہ قیامت، حشر ونشر اور ثواب وعذاب کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق وسچ ہے اسکے خلاف ہونا ممکن نہیں ہے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے پانچ مفاتیح الغیب کے علم کو اپنے ساتھ خاص ہونے کا ذکر کیا ہے کہ ان پانچ چیزوں کا علم میرے ساتھ مخصوص ہے میرے علاوہ مخلوق میں سے کسی کو اسکا علم نہیں وہ پانچ چیزیں یہ ہیں۔ ① قیامت کب قائم ہوگی ② بارش کس وقت برسے گی ③ رحم مادر میں لڑکا ہے یا لڑکی ہے خوبصورت ہے یا بدصورت ④ کل کس شخص نے نیکی وبدی والا کونسا عمل کرنا ہے ⑤ کس شخص کی کس جگہ موت واقع ہوگی؟ ان پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ بالکل کسی کو نہیں ہے، البتہ انکے علاوہ دیگر مغیبات کا علم انبیاء علیہم السلام کو بذریعہ وحی کچھ نہ کچھ دیا گیا تھا۔ (معارف القرآن ص ۳۹ ج ۷)

③ بارش ورحم مادر میں موجود بچہ کے متعلق بندوں کے علم کی توجیہ:۔ سوال میں مذکور اشکال کی توجیہ یہ ہے کہ علم غیب وہ علم ہے جو بلا واسطہ خود بخود ہو، اسباب طبعی کے واسطہ سے نہ ہو اور آیت میں مذکور مفاتیح الغیب میں سے کسی چیز کا علم انبیاء علیہم السلام کو بذریعہ وحی، اولیاء اللہ کو بذریعہ الہام، نجومیوں کو اپنے حسابات اور ڈاکٹروں کو اپنے آلات سے حاصل ہو تو یہ علمِ غیب نہیں بلکہ انباءِ غیب ہے جسکا کسی جزئی وشخصی معاملہ میں کسی مخلوق کو حاصل ہونا آیت کے منافی نہیں کیونکہ اسباب طبعیہ کے ذریعہ یا خود باری تعالیٰ کے بتلانے سے انکا علم ہونا علمِ غیب نہیں ہے، پس آیت کا حاصل یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں کا علم کلی اور علم قطعی جو تمام مخلوقات اور تمام حالات پر حاوی ہو وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں۔ (ایضاً)

0313 6357913 maktabazakariya

الشق الثانی ..... قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (پ ٢٤۔الزمر:٦٤تا٦٧)

آیات کریمہ کا ترجمہ وتفسیر بیان کریں، **مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ** کا کیا مطلب ہے؟ خط کشیدہ صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **مطويّات بيمينه** کا مطلب

(۴) خط کشیدہ صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ کہہ دیجئے اے پیغمبر! اے جاہلو کیا مجھے غیر اللہ کی عبادت کا مشورہ دیتے ہو اور تحقیق وحی کی گئی ہے آپ ﷺ کی طرف اور آپ ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی طرف کہ البتہ اگر (اے عام مخاطب!) تو شرک کرے گا تو تیرے سب عمل غارت وضائع ہو جائیں گے اور البتہ تو خسارہ پانے والے لوگوں میں سے ہو جائیگا، بلکہ تو اللہ کی ہی عبادت کر اور تو اسکے شکر گزار بندوں میں سے ہو جا۔ اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو نہیں سمجھے جیسا کہ اسکو سمجھنے کا حق تھا، اور زمین ساری کی ساری اسکے قبضہ و مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان لپٹے ہوئے ہونگے اسکے دائیں ہاتھ میں، پاک ہے وہ ذات اور بہت بلند ہے اس چیز سے جسکو وہ اسکا شریک ٹھہراتے ہیں۔

② آیات کی تفسیر:۔ جس وقت قریشِ مکہ و کفارِ مکہ نے آنحضرت ﷺ کو توحید کے مقابلہ میں اپنے آباء واجداد کے دین پر واپس آنے کیلئے کثیر مال و دولت حسین وجمیل عورت اور سرداری وغیرہ کی پیش کش کی تو اس موقع پر یہ چند آیات نازل ہوئیں کہ اے پیغمبر! آپ ان کافروں وجاہلوں سے کہہ دو کہ کیا (سابقہ آیات ودلائل سے توحید کا مکمل ثبوت اور کفر شرک کے مکمل ابطال کے باوجود بھی) اے جاہلو تم مجھے غیر اللہ کی بندگی و پرستش کا مشورہ دیتے ہو؟ حالانکہ اے پیغمبر! ہم نے آپ کی طرف بھی اور سابقہ انبیاء علیہم السلام کی طرف بھی یہ وحی کر دی ہے کہ جو شخص بھی شرک کرے گا اللہ تعالیٰ اسکے تمام اعمال غارت وضائع کر دے گا اور وہ شخص خسارہ والا ہو جائے گا اسلئے آپ کفر وشرک کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت وبندگی کریں اور اسکے شکر گزار و نیک بندوں میں سے ہو جائیں، ان آیات میں اگرچہ آپ ﷺ کو خطاب کیا گیا ہے مگر اس سے دراصل کفار ومشرکین اور عام مسلمانوں کو تنبیہ کرنا مقصود ہے۔ آخری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کو اس طرح نہیں سمجھا جسطرح اسکو سمجھنے کا حق تھا جسطرح کی اسکی عظمت تھی، بلکہ اسکے ساتھ شرک کیا حالانکہ قیامت کے دن پوری کی پوری زمین اسکی مٹھی اور اسکے قبضۂ قدرت میں ہوگی اور ساتوں آسمان بھی اسکے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہونگے جو ذات اتنی عظیم قدرت والی ہے وہ انکے نامناسب وشرکیہ اقوال وافعال سے بہت بلند وبرتر وپاک ہے۔

③ مطویّات بیمینہٖ کا مطلب:۔ علماءِ متقدمین کے نزدیک یہ جملہ اپنے حقیقی معنی میں ہے مگر متشابہات میں سے ہونے کی وجہ سے اسکی حقیقت وکیفیت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں اور علماءِ متأخرین کے نزدیک یہ آیت ایک تمثیل ومجاز ہے اور اس سے مراد زمین وآسمان پر مکمل قبضہ وقدرت ہے۔ (معارف القرآن ص ۵۷۳ ج ۷)

قاضی عیاضؒ نے کہا کہ قبض، طیّ اور اخذ تینوں کا معنی اکٹھا کرنا ہے اسوقت آسمان پھیلے ہوئے اور زمین بچھی ہوئی ہے، پھر ان الفاظ کا معنی اٹھانا ہٹانا بدل ڈالنا ہو گیا۔ قرطبی نے کہا کہ طیّ (مطویّات) کا معنی فنا کر دینا ہے۔ (مظہری)

④ خط کشیدہ صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق:۔

"لَيَحْبَطَنَّ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث لام تاکید بانون ثقیلہ معلوم از مصدر حَبْطًا (سمع، صحیح) بمعنی برباد وضائع ہونا۔

"كُنْ" صیغہ واحد مذکر امر حاضر معلوم از افعالِ ناقصہ، مصدر كَوْنٌ (نصر، مثال) بمعنی ہونا۔

"مَطْوِيَّاتٌ" صیغہ جمع مؤنث بحث اسم مفعول از مصدر طَيًّا (ضرب، لفیف) بمعنی لپیٹنا۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ..... وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ (پ ۲۶۔ الفتح: ۲۰ تا ۲۳)

آیات کریمہ کا ترجمہ وتفسیر بیان کریں، خط کشیدہ صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تم سے بہت سی غنیموں کا کہ تم انکو حاصل کرو گے پس جلدی کر دی

تمہارے لئے اس غنیمت کی اور روک دیا لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے اور تا کہ یہ واقعہ مؤمنین کیلئے نمونہ ہو جائے اور تا کہ چلائے تمہیں سیدھے راستہ پر، ایک دوسری فتح وغنائم بھی ہیں کہ تم ابھی ان پر قادر نہیں ہوئے تحقیق وہ اللہ تعالیٰ کے احاطہ میں ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اگر یہ کافر تم سے قتال کرتے تو یہ لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے اور نہ پاتے یہ کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔

② آیات کی تفسیر:۔ صلح حدیبیہ کے نتیجہ میں جب مسلمانوں کی مکہ سے واپسی ہوئی اور بظاہر فتح حاصل نہ ہونے پر مؤمنین دل شکستہ وغمگین تھے تو اللہ تعالیٰ نے انکو تسلی دینے کیلئے مغانم کثیرہ کا ذکر کیا کہ وہ عنقریب تمہیں حاصل ہونگی، اسلئے غمگین و پریشان نہ ہوں، ان غنائم سے مراد تمام اسلامی فتوحات ہیں جو قیامت تک مسلمانوں کو حاصل ہونگی، البتہ ایک غنیمت فی الفور فتح خیبر کی صورت میں تمہیں حاصل ہو چکی ہے، (اگر خیبر فتح ہو چکا تھا تو یہ ماضی کے الفاظ حقیقت پر مبنی ہیں اور اگر خیبر فتح نہیں ہوا تھا تو پھر یہ ماضی کے الفاظ فتح خیبر کے یقینی ہونے کیلئے لائے گئے ہیں) اور قبائلِ بنی اسد وغطفان جو تم پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر چکے تھے اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈالدیا تا کہ وہ حملہ نہ کر سکیں یا پھر کفارِ مکہ کے ہاتھوں کو تم پر حملہ آور ہونے سے روک لیا اور یہ سب کچھ کہ تم سلامت رہو اور تمہیں مال غنیمت وغیرہ حاصل ہو اسلئے کیا کہ یہ سب کچھ آپ ﷺ کے وعدہ کی سچائی اور نشانی ہو جائے اور اسکے نتیجہ میں اللہ کے فضل پر اعتماد وتوکل میں اضافہ ہو اور اللہ تعالیٰ تمہیں سیدھے راستہ پر جمائے رکھے اور تمھاری بصیرت میں اضافہ ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے مزید بھی کچھ فتوحات وغنائم کا تم سے وعدہ کیا ہے کہ جو ابھی تک تمہارے قبضہ میں نہیں آئیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہیں ان میں کامیاب کرے گا، تم اگرچہ اُن پر قدرت وطاقت نہیں رکھتے مگر اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حسن ومقاتلؒ کے نزدیک اس سے روم وفارس کی فتوحات مراد ہیں، قتادہؒ کے نزدیک اس سے فتح مکہ مراد ہے، عکرمہؒ کے نزدیک اس سے فتح حنین مراد ہے اور مجاہدؒ نے کہا کہ آئندہ ہونے والی ہر فتح مراد ہے۔ آگے فرمایا کہ چونکہ ان کفار کے مغلوب ہونے کے مقتضیات موجود تھے اسلئے اگر وہ تم سے قتال کرتے اور صلح نہ ہوتی تو یہ کافر پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے اور ان کو اس وقت کوئی حمایتی ومددگار بھی نہ ملتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دستور وقانون یہی ہے جو سابقہ امتوں میں بھی جاری رہا کہ اہلِ باطل پر حق والے ہی ہمیشہ غالب رہے ہیں اگرچہ بعض اوقات کسی حکمت ومصلحت کی وجہ سے اسمیں تاخیر ہوگئی ہو اور اللہ تعالیٰ کے دستور وقانون میں کوئی ردّوبدل بھی نہیں ہے۔

③ خط کشیدہ صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق:۔

"وَعَدَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر وَعْدًا وعِدَةً (ضرب، مثال) بمعنی وعدہ کرنا۔

"مَغَانِمَ" اسکا مفرد مَغْنَمٌ ہے بمعنی مالِ غنیمت۔ مصدر غَنْمًا غُنْمًا غَنِيْمَةً (سمع، سمیع) بمعنی غنیمت حاصل کرنا۔

"عَجَّلَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر تعجیل (تفعیل، تصحیح) بمعنی جلدی کرنا۔

"وَلَّوا" صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر تَوْلِيَةً (تفعیل، لفیف) بمعنی پیٹھ پھیرنا۔

الشق الثانی ..... اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ۭ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝ وَلَقَدْ جَاۗءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَاۗءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ ۡ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝

آیات کا ترجمہ کریں۔ شانِ نزول تحریر کریں۔ "خشّعا ابصارهم" کا دوسری آیت "مهطعين مقنعي رؤوسهم لا يرتدّ اليهم طرفهم" سے بظاہر تعارض ہے، ان میں مطابقت بیان کریں۔ (پ ۲۷۔ القمر: ۱ تا ۸)

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کا شانِ نزول ③ آیات میں تطبیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ قیامت قریب آ پہنچی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے، اور ان کافروں کا یہ حال ہے کہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ایک ہمیشہ کا جادو ہے، انہوں نے حق کو جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر کام کا وقت مقرر ہے (ہر کام نے آخر کسی ٹھکانہ پر ٹک کر رہنا ہے)، اور ان لوگوں کو (سابقہ امتوں کے) ایسے حالات پہنچ چکے ہیں جن میں عبرت وتنبیہ کا بڑا سامان ہے اور دل میں اُتر جانے والی (کامل) دانائی کی باتیں بھی، لیکن یہ تنبیہ وڈرانا ان کو کچھ فائدہ نہیں دے رہا، پس اے پیغمبر! آپ بھی ان کی

پروا نہ کرو۔ جس دن بلانے والا ان کو ایک ناخوشگوار چیز کی طرف بلائے گا تو یہ آنکھیں نیچی کئے ہوئے قبروں سے ایسے نکل پڑیں گے گویا بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں، اس بلانے والے کی طرف دوڑتے جاتے ہوں گے، پھر یہی کافر کہیں گے کہ یہ دن بڑا سخت ہے۔

② آیات کا شانِ نزول:۔ کفارِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کی نبوت و رسالت کے ثبوت کیلئے کوئی نشانی و معجزہ طلب کیا، حق تعالیٰ نے آپ کی حقانیت کے ثبوت کیلئے شق القمر کا معجزہ ظاہر فرمایا کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر ایک مشرق اور دوسرا مغرب کی طرف چلا گیا اور دونوں ٹکڑوں کے درمیان پہاڑ حائل نظر آنے لگا۔ اس معجزہ کو بطورِ ثبوت قرآن کریم کی ان آیات میں ذکر کیا گیا ہے

③ آیات میں تطبیق:۔ بظاہر آیات میں تعارض معلوم ہوتا ہے، ایک آیت میں ہے کہ محشر میں لوگوں کی نظریں نیچے جھکی ہوئی ہوں گی اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بلانے والے کی آواز کی سمت میں دیکھتے ہوئے محشر کی طرف دوڑیں گے؟

دونوں آیات میں تطبیق یہ ہے کہ محشر کے مواقف مختلف ہوں گے، کسی موقف میں ایسا بھی ہوگا کہ سب کے سر جھکے ہوئے ہوں گے اور کسی موقف میں آواز کی سمت میں دیکھتے ہوئے دوڑیں گے۔ (معارف القرآن)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل..... سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۚ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۚ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۙ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۙ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۙ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۙ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۙ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۢ بِبَنِيْهِ ۙ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۙ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۙ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۙ كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ۙ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۙ (پ۲۹۔ معارج: ۱ تا ۱۶)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر تحریر کریں، **کان مقداره خمسین الف سنة** کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **کان مقداره خمسین الف سنة** کی نحوی ترکیب۔

جواب..... ① آیات کا ترجمہ:۔ ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے جو کافروں پر واقع ہونیوالا ہے اور جس کو کوئی دفع و ختم کرنے والا بھی نہیں ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واقع ہوگا جو سیڑھیوں (آسمانوں) کا مالک ہے، چڑھتے ہیں فرشتے اور (مؤمنین کی) روحیں اس کی طرف، (وہ عذاب) ایسے دن میں واقع ہوگا جس کی مقدار دنیا کے پچاس ہزار سال ہے، پس آپ صبر کیجئے ایسا صبر جو بھلا ویٹھا ہو، بے شک یہ لوگ اُس دن کو بعید دیکھ و سمجھ رہے ہیں اور ہم اس کو قریب دیکھ رہے ہیں (وہ عذاب ایسے دن میں آئے گا) جس دن آسمان تیل کے تلچھٹ کی طرح (یا پگھلے ہوئے تانبے کی طرح) ہو جائے گا اور پہاڑ دھنی ہوئی یا رنگین روئی کی طرح ہونگے اور کوئی دوست دوسرے دوست کو نہ پوچھے گا، (باوجودیکہ) وہ ایک دوسرے کو دکھا دیئے جائیں گے، مجرم آدمی اس بات کی تمنا کرے گا کہ اُس دن کے عذاب کے بدلہ میں اپنے بیٹوں کو اور اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو اور اپنے گھرانے کو جس میں وہ رہتا تھا اور جتنے بھی زمین پر رہتے ہیں (ان سب کو) فدیہ میں دیدے پھر اپنے آپ کو عذاب سے بچالے، ہرگز ایسا نہیں ہوگا وہ آگ ایسی شعلہ زن ہے جو کلیجہ کھینچنے والی ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ نضر بن حارث نے رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم کی تکذیب کرتے ہوئے اتنی جرأت کا مظاہرہ کیا کہ وہ کہنے لگا کہ اے اللہ! اگر یہ قرآن برحق ہے اور آپ کی طرف سے نازل شدہ ہے تو پھر ہم پر پتھروں کی بارش برسا یا کوئی دوسرا دردناک عذاب ہم پر نازل کر، اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ وہ از خود جس عذاب کا سوال کرتا ہے وہ کافروں پر ضرور واقع ہوگا خواہ دنیا میں نازل ہو یا آخرت میں ہو یا دنیا و آخرت دونوں میں ہو پھر اُس عذاب کو دفع کرنا کسی کے بس میں نہ ہوگا، کیونکہ یہ عذاب اُس ہستی کی طرف سے واقع ہوگا جو درجاتِ عالیہ یا بلند و بالا آسمانوں کا مالک ہے جن درجات و آسمانوں کے ذریعہ فرشتے اور اہلِ ایمان کی روحیں اس کے پاس چڑھ کر جاتی ہیں اور یہ عذاب کافروں پر ایسے دن میں واقع ہوگا جس کی مقدار دنیاوی حساب و کتاب کے اعتبار سے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی، پس اے پیغمبر! جب کفار پر عذاب کا وقوع یقینی ہے تو آپ ان کی مخالفت پر صبر کیجئے، ان کے کفر

ومخالفت سے تنگ آ کر زبان پر شکایت کا جملہ بھی نہ لائیں، یہ لوگ قیامت پر ایمان نہ ہونے کی وجہ سے اُس دن کو بعید از امکان سمجھ رہے ہیں اور ہمارے نزدیک اُس کا وقوع یقینی ہے، قیامت کے دن کی شدت و ہولناکی کا یہ عالم ہوگا کہ اُس دن آسمان سرخ سیاہ ہو کر پھٹ جائے گا اور بڑے بڑے پہاڑ دھنی روئی کی طرح اُڑتے پھریں گے اور اُس دن کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا، مدد کرنا تو درکنار نفسانفسی کا یہ عالم ہوگا کہ دوست سامنے نظر آنے کے باوجود کوئی بھی دوسرے کی تکلیف و راحت کی طرف التفات نہ کر سکے گا؟ اُس دن مجرم آدمی یہ تمنا کرے گا کہ کسی طرح میں عذاب سے بچ جاؤں خواہ اُس کے بدلہ میں مجھے اپنی آل اولاد اور کنبہ حتیٰ کہ پورے روئے زمین کے لوگ فدیہ میں دینے پڑیں، کسی بھی طرح میری جان بخشی ہو جائے مگر کسی بھی طرح عذاب سے نجات نہ ملے گی اور وہ عذاب و آگ ایسی شعلہ زن ہوگی جو دماغ و ہاتھ پاؤں کی کھال تک اُتار دے گی۔

③ کان مقدارہ خمسین الف سنة کی نحوی ترکیب:۔ **کان ناقصہ مقدارہ مضاف ومضاف الیہ ملکر کَانَ کا اسم خمسین الف مرکب بنائی ممیز سنة تمیز، ممیز تمیز ملکر خبر، کَانَ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔**

الشق الثانی ..... الٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (پ۲۱۔لقمٰن:۱تا۶)

آیات کا ترجمہ کریں۔ آلاتِ لہو ولعب کا شرعی حکم تحریر کریں۔ یہ سورۂ مکی ہے جبکہ زکوٰۃ کا حکم مدینہ منورہ میں نازل ہوا تھا، پھر آیات مذکورہ میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا کیا مطلب ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آلاتِ لہو ولعب کا شرعی حکم (۳) مکی سورۃ میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے حکم کی وضاحت۔

جواب ..... **① آیات کا ترجمہ:۔** یہ حکمت والی کتاب کی آیات ہیں جو ہدایت اور مہربانی ہے نیکی کرنے والوں کے لئے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور کچھ لوگ وہ ہیں جو کھیل کود والی باتوں کے خریدار ہیں تاکہ وہ دوسروں کو بے سمجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کریں اور اُس کا ہنسی مذاق اڑائیں، ایسے لوگوں کے لئے ہی ذلت کا عذاب ہے۔

② آلاتِ لہو ولعب کا شرعی حکم:۔ قرآن کریم میں جتنے مواقع میں بھی لہو ولعب کا ذکر کیا ہے وہ برائی اور مذمت کے مواقع ہیں جس کا کم سے کم درجہ کراہت ہے اور مذکورہ آیت ہی لہو ولعب کی مذمت میں بالکل واضح ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کا ہر کھیل باطل ہے مگر تین چیزیں: نشانہ بازی، گھڑسواری اور زوجہ کے ساتھ کھیل کود۔ اس حدیث میں ہر کھیل کود کو باطل قرار دیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جو کام حقیقتاً کھیل ہوں یعنی جن میں کوئی دینی و دنیاوی فائدہ نہ ہو وہ سب مذموم اور مکروہ ہیں پھر اُن میں سے بعض تو کفر کی حد تک پہنچ جاتے ہیں اور بعض واضح حرام ہیں اور کم سے کم درجہ مکروہِ تنزیہی یعنی خلافِ اولیٰ کا ہے جس سے کوئی کھیل مستثنیٰ نہیں اور جن کھیلوں کو احادیث میں مستثنیٰ کیا گیا ہے وہ حقیقتاً کھیل ہی نہیں ہیں۔ (معارف القرآن)

③ مکی سورۃ میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے حکم کی وضاحت:۔ زکوٰۃ کا اصل حکم مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہو چکا تھا البتہ نصاب، مقدارِ واجب، وصولی کا طریقہ کار وغیرہ یہ سب تفصیلات مدینہ میں نازل ہوئیں۔ (ایضاً)

0313 6357911 ... @gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ..... وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (احقاف:۱۵)

آیت مبارکہ کا واضح ترجمہ کریں۔ آیت مبارکہ کی ایسی تفسیر کریں جس سے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت بھی واضح

ہوجائے۔اکثر مدتِ حمل اور مدتِ رضاعت میں فقہاء کرام کے اقوال واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں(۱) آیات کا ترجمہ(۲) آیات کی تفسیر(۳) اکثر مدتِ حمل اور مدتِ رضاعت میں فقہاء کرام کے اقوال۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا، اس کی ماں نے اسے بڑی مشقت سے اٹھائے رکھا اور بڑی مشقت سے اس کو جنا، اور اس کو اٹھائے رکھنے اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہوتی ہے، حتی کہ جب وہ اپنی پوری توانائی و جوانی کو پہنچتا ہے اور چالیس سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب راضی ہوجائیں اور میرے لیے میری اولاد کو بھی صلاحیت دے، میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں شامل ہوں۔

② آیات کی تفسیر:۔ ماقبل کی آیات میں ظالموں کے لیے عذاب کی وعید اور مؤمنین کے لیے فوز وفلاح کی خوشخبری اور ایمان پر ثابت قدم رہنے کا ذکر فرمایا۔اس ایمان پر ثابت قدمی کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک و برتاؤ کا حکم دیا گیا ہے۔ والدین اگر کافر ہوں اور کسی کفر یا گناہ کرنے کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہ کی جائے اس کے علاوہ ان کی مکمل اطاعت وفرمانبرداری کی جائے۔اس لیے کہ والدین کے انسان پر بہت احسانات ہیں بالخصوص والدہ کا احسان تو انسان فراموش ہی نہیں کرسکتا کہ اولاً والدہ بچے کو اپنے پیٹ میں رکھنے کی تکلیف برداشت کرتی ہے پھر زچگی کی تکلیف اور پھر دوسال تک دودھ پلانے کی مشقت اور گرمی سردی میں ہر طرح کی راحت وسکون کا خیال کرنا۔اسی طرح والد کا ہر طرح کی مصیبت وتنگی کو برداشت کرتے ہوئے اس کے کھانے پینے اور دیگر ضروریات زندگی کا انتظام کرنا، تو یہ بہت بڑی تکلیف ومشقت ہے جو والدین کے ساتھ حسن سلوک کا تقاضا کرتی ہے۔اس حسن سلوک میں ان کی خدمت واطاعت بھی شامل ہے اور تعظیم وتکریم بھی شامل ہے۔

پھر جب یہ بچہ اپنی جوانی اور عقل وشعور کی عمر چالیس سال کو پہنچتا ہے تو یہ سعادت مند بچہ باری تعالیٰ کے حضور نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور پھر اپنے اور اپنی اولاد کیلئے نیک کام کرنے کی صلاحیت وتوفیق مانگتا ہے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔

③ اکثر مدتِ حمل اور مدتِ رضاعت میں فقہاء کرام کے اقوال:۔ مدتِ حمل: اکثر مدتِ حمل امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دوسال ہے۔ امام مالکؒ سے مختلف روایات (چار، پانچ، سات سال) منقول ہیں۔امام شافعیؒ کے نزدیک چار سال ہے اور امام احمدؒ کی مشہور روایت بھی یہی ہے۔(معارف القرآن)

مدتِ رضاعت: اس آیت میں دودھ چھڑانے کی مدت دوسال بتلائی گئی ہے، یہ عام عادت کے مطابق ہے اس میں اس کی کوئی تشریح وتصریح نہیں کہ اس سے زیادہ مدت تک دودھ پلایا جائے تو اس کا کیا حکم ہے البتہ سورۃ بقرہ کی آیت **والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین الایۃ** کی روشنی میں مدتِ رضاعت جس کے ساتھ حرمتِ رضاعت کے احکام متعلق ہوتے ہیں دوسال ہے۔جمہور فقہاء کے نزدیک امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور ائمہ حنفیہؒ میں سے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ سب اس پر متفق ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا بھی یہی قول ہے۔اسی طرح حضرت علی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا بھی یہی ارشاد ہے، صرف امام ابوحنیفہؒ سے یہ منقول ہے کہ اڑھائی سال تک بچے کو دودھ پلایا جاسکتا ہے، جس کا حاصل جمہور فقہاء وحنفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر بچہ کمزور ہو ماں کے دودھ کے علاوہ کوئی اور غذا، دوسال تک بھی نہ لیتا ہو تو مزید چھ ماہ تک دودھ پلایا جاسکتا ہے کیونکہ سب کا اس پر اتفاق ہے کہ مدتِ رضاعت پوری ہونے کے بعد ماں کا دودھ بچے کو پلانا حرام ہے مگر فتویٰ فقہاء حنفیہ کا بھی جمہور آئمہؒ کے مسلک پر ہے کہ دوسال کی مدت کے بعد اگر دودھ پلایا گیا تو اس سے حرمتِ رضاعت کے احکام ثابت نہیں ہوں گے۔

الشق الثانی ..... اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝١ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝٢ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝٣ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۝٤ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝٥ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝٦ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝٧ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝٨ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝٩ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝١٠ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝١١ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝١٢ (پ ۲۷۔واقعہ:۱ تا ۱۲)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔آیات مذکورہ کی ایسی تفسیر تحریر کریں جس میں ازواج ثلثہ کا مختصر تعارف بھی ہوجائے۔سورہ واقعہ

کی خصوصیات وفضائل لکھ کر بتائیں کہ اس سورہ کا نام واقعہ کیوں رکھا گیا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) سورہ واقعہ کی خصوصیات وفضائل اور وجہ تسمیہ۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ جب واقع ہونے والی یعنی قیامت واقع ہوگی، تو اس کے واقع ہونے کو کوئی جھٹلانے والا نہ ہوگا، وہ تہہ وبالا (زیروزبر) کرنے والی چیز ہوگی جب زمین ایک زور سے جھنجھوڑ دی جائے گی اور پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ پس وہ پراگندہ (بکھرا ہوا) غبار ہو جائیں گے، اور (اے لوگو!) تم تین گروہ ہو جاؤ گے، پس کچھ دائیں جانب والے ہوں گے اور دائیں جانب والوں کے تو کیا ہی کہنے، اور کچھ بائیں جانب والے ہوں گے اور بائیں جانب والوں کی برائی کے کیا کہنے، اور کچھ سبقت کرنیوالے ہونگے وہ تو ہیں ہی سبقت کرنیوالے، یہی اللہ کے مقرب بندے ہیں جو نعمتوں کے باغات میں ہونگے۔

② آیات کی تفسیر:۔ اس سورت میں وقوعِ قیامت اور اس کے بعد کے حالات وانجام کا ذکر کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جب قیامت قائم وواقع ہوگی تو اس وقت پھر کوئی اس کی تکذیب وانکار کرنے والا نہ ہوگا، یا اس کے وقوع میں کوئی کذب وجھوٹ نہیں ہے، قیامت بہت سے بلند رتبہ لوگوں کو پست وذلیل کر دے گی اور بہت سے پست وحقیر لوگوں کو سربلند کر دے گی۔ اور پھر تمام انسان تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ پہلا گروہ عرش کی دائیں جانب ہوگا یہ آدمؑ کی دائیں جانب سے ہی پیدا ہوا ہوگا اور نیک اعمال کی وجہ سے ان کے نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے اور یہ جنتی لوگ ہوں گے۔ دوسرا گروہ عرش کی بائیں جانب ہوگا، یہ آدمؑ کی بائیں جانب سے پیدا ہوئے ہوں گے اور برے اعمال کی وجہ سے ان کے نامۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں ہوں گے اور یہ جہنمی لوگ ہوں گے۔ تیسرا گروہ عرش کے سامنے خصوصی امتیاز اور قرب کے مقام میں ہوگا جن میں انبیاء ورسل، صدیقین وشہداء اور اولیاء اللہ ہوں گے اور ان کی تعداد تھوڑی ہوگی۔ (معارف القرآن)

③ سورہ واقعہ کی خصوصیات وفضائل اور وجہ تسمیہ:۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ کی تلاوت کرے اس کو کبھی فاقہ نہ ہوگا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی اولاد کو ہر رات میں یہ سورۃ پڑھنے کا حکم فرماتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سورۂ رحمٰن، واقعہ وحدید پڑھتا ہے وہ جنت الفردوس کے رہنے والوں میں پکارا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ سورۃ سورۃ الغنی ہے اس کو پڑھو اور اپنی اولاد کو سکھاؤ۔ (فضائل قرآن)

ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ قیامت کو واقعہ اسلئے کہتے ہیں کہ اسکے وقوع میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ (معارف القرآن ومظہری)

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ..... اِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝

آیات مبارکہ کا ترجمہ وتفسیر کریں۔ "حقه" میں "حق" سے کیا مراد ہے؟ اور "ذوی القربیٰ" کن رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے؟ دوسری آیت میں معاشرے کی کس رسمِ بد کا ذکر ہے اور کس طرح اس کی اصلاح کی گئی ہے؟ (پ۲۱۔ روم: ۳۷ تا ۳۹)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ حق وذوی القربیٰ کی مراد اور رسمِ بد کی وضاحت۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے کہ رزق کو کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے، بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو ایمان لائیں۔ پس رشتہ دار کو اس کا حق ادا کرو اور مسکین ومسافر کو بھی، یہ بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتے ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے

ہیں۔اور یہ جو تم سود دیتے ہو تا کہ وہ لوگوں کے اموال میں شامل ہو کر بڑھ جائے تو وہ اللہ کے نزدیک بڑھتا نہیں ہے اور جو تم اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لیے زکوۃ دیتے ہو پس یہی لوگ اپنے مال کو کئی گنا بڑھانے والے ہیں۔

② آیات کی تفسیر:۔ پہلی آیت کا حاصل یہ ہے کہ رزق کا معاملہ صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کو وسیع کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے رزق کو تنگ کر دیتا ہے۔لہٰذا خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور بخل کرنے سے مال میں اضافہ نہیں ہوتا۔اسی مناسبت سے اگلی آیت میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو مال دیا ہے اس میں سے رشتہ دار، مسافروں اور مساکین پر بھی خرچ کرو اور اس خرچ کرنے سے مقصود رضاءِ الٰہی کا حصول ہو اور ان لوگوں پر خرچ کرنا ان کا حق ہے جو تمہارے مال میں شامل کر دیا گیا ہے۔لہٰذا ان پر خرچ کرنے میں احسان نہ جتلاؤ کیوں کہ حق دار کا حق ادا کرنا مقتضاءِ عدل وانصاف ہے کوئی احسان نہیں۔

③ ذوی القربیٰ وحق کی مراد اور رسم بد کی وضاحت:۔ ذوی القربیٰ سے مراد عام رشتہ دار ہیں خواہ ذی رحم محرم ہوں یا دیگر رشتہ دار ہوں اور حق میں بھی عموم ہے خواہ حق واجب ہو جیسے ماں باپ، اولاد اور دیگر ذوی الارحام کے حقوق، خواہ وہ حق تبرع واحسان ہو جس کا ثواب دیگر کی نسبت رشتہ داروں کے ساتھ زیادہ ہے۔حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذوی القربیٰ کا حق وسعت والے شخص کے لیے مالی امداد ہے اور عدمِ وسعت والے شخص کے لیے جسمانی خدمت اور زبانی ہمدردی ہے۔تیسری آیت میں ایک بری رسم کی اصلاح ہے جو عام رشتہ داروں میں چلتی ہے کہ کسی موقع پر خصوصاً نکاح، شادی وغیرہ کی تقریب میں جب کسی کو کچھ دیتے ہیں تو پھر اس پر نظر رکھتے ہیں کہ وہ بھی ہمیں کچھ دے گا بلکہ اضافہ کے ساتھ دے گا۔تو ارشاد فرمایا کہ اس کا کوئی ثواب نہیں ہے اور اس عمل کی قباحت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کو سود سے تعبیر کیا ہے۔(معارف القرآن)

الشق الثانی ..... وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَ مَنْ یَّشْكُرْ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۱۲﴾ وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۳﴾ وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ﴿۱۴﴾ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤی اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّ اتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ (پ۲۱۔لقمان:۱۲تا۱۵)

آیات کا ترجمہ وتفسیر کریں، حضرت لقمانؒ کیا نبی تھے؟ شرک کی تعریف کریں اور اسکا ظلم عظیم ہونا واضح کریں۔والدین کی اطاعت پر جامع نوٹ لکھیں، خط کشیدہ آیات کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) حضرت لقمانؒ کے نبی یا ولی ہونے کی وضاحت (۴) شرک کی تعریف اور ظلم عظیم ہونے کی وجہ (۵) والدین کی اطاعت پر جامع نوٹ (۶) خط کشیدہ کی ترکیب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور البتہ تحقیق دی ہم نے لقمانؒ کو حکمت یہ کہ اللہ کا شکر کرو اور جو شکر کرتا ہے اس کا نفع اسی کیلئے ہے اور جو شخص ناشکری کرے پس اللہ غنی ہے تعریف کے لائق ہے اور جب کہا لقمانؒ نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کر رہے تھے کہ اے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا بیشک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔اور ہم نے انسانوں کو انکے والدین کے بارے میں تاکید کر دی، اسکی ماں نے ضعف پر ضعف برداشت کرتے ہوئے اسے پیٹ میں رکھا اور اس کا دودھ چھوٹنا دو سال میں ہے، (وصیت کی ہم نے) یہ کہ تو میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی، میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اور اگر تیرے ماں باپ تجھ پر زور دیں کہ تو میرا ساتھ شرک کرے جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں تو ان کی فرمانبرداری نہ کرنا اور ان کے ساتھ دنیا میں خوبی کے ساتھ رہنا اور جو شخص میری طرف متوجہ ہو اس کی اتباع کرنا پھر تم سب کو میری طرف لوٹنا ہے پس میں تمہیں ان اعمال سے باخبر کروں گا جو تم کیا کرتے تھے۔

② آیات کی تفسیر:۔ اس سورت کے شروع میں فرمایا تھا **تلك آیات الكتاب الحكیم** کہ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں اس جگہ سے بعض اہلِ حکمت کے اقوال کا ذکر ہے۔چنانچہ فرمایا ہم نے لقمانؒ کو دانشمندی عطا فرمائی جس کی حقیقت علم مع العمل ہے اور ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ سب نعمتوں پر عموماً اور اس نعمتِ حکمت پر خصوصاً اللہ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے ذاتی نفع کے

لئے شکر کرتا ہے یعنی اس کا نفع ہے کہ اس سے نعمت میں ترقی ہوتی ہے اور جو ناشکری کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز اور سب خوبیوں والا ہے اور چونکہ لقمانؒ حکمت یعنی علم و عمل کے ساتھ موصوف ہیں اس سے مفہوم ہوا کہ انہوں نے تعلیم شکر پر بھی شکر کیا ہوگا۔ پس وہ شاکر بھی تھے اور شاکر ہونے سے ان کی حکمت میں ترقی بھی ہوئی ہوگی پس وہ اعلیٰ درجے کے حکیم ہوئے اور ایسے حکیم کی تعلیم ضرور قابلِ عمل ہونی چاہیے سو ان کی تعلیمات ان لوگوں کے سامنے ذکر کیجئے کہ جب حضرت لقمانؒ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، بیشک شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے اور ظلم کی حقیقت کسی چیز کو بے محل استعمال کرنا ہے اور یہ بات شرک میں سب سے زیادہ واضح ہے۔

اسکے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بندوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کریں اور انسان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ کبھی وہ بھی حاجت مند تھا اس وقت اس کے والدین نے اس کی خدمت کی اس کی ضرورتوں کا خیال رکھا اور اس کے لئے تکلیفیں برداشت کیں ایک والدہ ہی کی مصیبت کو دیکھ لیجئے کہ اس نے زمانہ حمل میں پیٹ میں رکھا، ضعف (کمزوری) پر ضعف کو برداشت کیا کیونکہ جیسے جیسے حمل کی مدت بڑھتی چلی جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ عورت کا ضعف بڑھتا چلا جاتا ہے، اسی طرح پیدائش کے بعد دودھ پلانے کا سلسلہ چلتا ہے اس زمانے میں بھی ماں باپ کو تکلیف اٹھانی پڑتی ہے بچہ دودھ پیتا جاتا ہے جسم بڑھتا رہتا ہے توانائی آتی رہتی ہے، ماں دودھ پلانے کا اہتمام کرتی ہے باپ کسب مال کرتا ہے اور جانثاری سے اس کی خدمت کرتا ہے، والدین کی محنتوں اور مشقتوں کو سامنے رکھا جائے تو ایک شریف انسان کا دل یہی چاہتا ہے کہ اب جب تو بڑا ہو گیا تو اب تو انہیں آرام پہنچائے اور ان کی خدمت کرے، اس کے بعد اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تیرے والدین تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے تو ان کی اس معاملہ میں فرمانبرداری مت کر انہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ اللہ کی نافرمانی کا حکم دیں کیونکہ سب سے بڑا اللہ کا حق ہے، بس دنیا میں ان کے ساتھ خوبی کے ساتھ رہنا سہنا رکھو، ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرو، مومن ہوں یا کافر اگر وہ کافر ہیں تو کفر کی وجہ سے ان کی خدمت سے منہ نہ موڑو بس اتنا خیال رہے کہ اللہ کی نافرمانی نہ ہو، اسی طرح اس آیت کریمہ میں ایک یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے کہ جو بندے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں انکا اتباع کیا جائے ان کی بتائی ہوئی راہ پر چلے، انہی کے ساتھ رہے تاکہ ان کی صحبت کا اثر اسکے دل پر بھی ہو ورنہ شیطان اُچک لے گا اور بری راہ پر لگا لے گا۔ آخر میں فرمایا کہ تم سب کو میری طرف لوٹنا ہے وہاں ہر انسان اپنے اعمال سے باخبر ہوگا اور اپنے اعمال کے مطابق جزا و سزا کا مستحق ہوگا۔

③ حضرت لقمانؒ کے نبی یا ولی ہونے کی وضاحت:۔ جمہور سلف کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت لقمانؒ نبی نہیں تھے بلکہ ولی کامل اور حکیم تھے۔ بعض روایات کے مطابق وہ بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔ ابن کثیر کی روایت کے مطابق حضرت لقمانؒ کو نبوت و حکمت لینے میں اختیار دیا گیا تھا۔ انہوں نے نبوت کے مقابلے میں حکمت کو اختیار کیا۔ (معارف القرآن)

④ شرک کی تعریف اور ظلم عظیم ہونے کی وجہ:۔ اللہ کی ذات وصفات میں کسی کو کسی درجے میں شریک ٹھہرانے کا نام شرک ہے۔ ظلم کی حقیقت علماء نے یہ بیان کی ہے کہ کسی چیز کو بے محل استعمال کیا جائے اور یہ بات شرک میں سب سے زیادہ واضح ہے کہ خالق، مالک اور رازق کی جگہ بتوں کی پرستش کی جائے، اس سے بڑھ کر اور ظلم کیا ہو سکتا ہے۔

⑤ والدین کی اطاعت پر جامع نوٹ:۔ والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کے متعلق یہ ارشاد خداوندی ہے: وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ .....الخ (تیرا رب یہ حکم دے چکا ہے کہ صرف اس کی عبادت کی جائے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف بھی نہ کہو اور ان کو جھڑکو بھی نہیں بلکہ ان سے ادب اور نرمی کے ساتھ گفتگو کرو) اور اس سورت میں ارشاد ہے: وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ .....الخ (ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا .....اور حکم دیا کہ ان کے ساتھ دنیا میں دستورِ دنیا کے موافق برتاؤ اور اچھا سلوک کرو) مذکورہ دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے متعلق توحید و عدم شرک کا حکم دیا وہاں والدین کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کا حکم بھی دیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''رضی الرب فی رضی الوالد و سخط الرب فی سخط الوالد'' یہاں والد سے مراد والدین ہیں۔ یعنی رب کی رضا

والدین کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضی والدین کی ناراضی میں ہے۔ اسی طرح احادیث میں آپ ﷺ نے کبیرہ گناہوں کے تذکرے میں والدین کی نافرمانی کو بھی ذکر کیا، مشہور حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے منبر پر تین مرتبہ پاؤں رکھا تو تین مرتبہ ہی آمین کہا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام نے اس موقع پر تین لوگوں کے لیے بددعا کی تھی اور میں نے آمین کہی تھی، اور ان تین میں سے ایک وہ آدمی بھی ہے کہ جس نے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پایا لیکن ان کی خدمت کے ذریعے جنت حاصل نہ کرسکا۔ مذکورہ نصوص سے معلوم ہوا کہ ہر حال میں والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کرنی چاہیے، البتہ اگر وہ دونوں شرک کا حکم دیں یا واضح گناہ کا حکم دیں تو پھر ان کی اطاعت جائز نہیں مگر پھر بھی حسنِ سلوک وحسنِ معاشرت کا حکم دیا گیا ہے۔

اگر والدین فریضۂ خداوندی کو ترک کرنے یا فعل حرام کے ارتکاب کا حکم دیں تو اُنکی اطاعت جائز نہیں ہے۔ اگر وہ کسی مباح کام کا حکم دیں جو خلافِ عقل وخلافِ شرع نہ ہو تو اُنکی اطاعت واجب ہے۔ اسی طرح اگر والدین کثرتِ ذکر ونوافل سے روکیں یا ضرورت سے زائد مال کمانے کا حکم دیں تو پھر بھی صحیح یہ ہے کہ اطاعت واجب نہیں ہے۔ (مظہری)

② خط کشیدہ کی ترکیب:۔ "من کفر فان اللہ غنی حمید" من موصولہ کفر فعل ضمیر فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ مل کر مبتداء متضمن معنی شرط، فا جزائیہ انّ حرف مشبہ بالفعل اللہ اس کا اسم غنی خبرِ اوّل حمید خبرِ ثانی، انّ اپنے اسم ودونوں خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر متضمن معنی جزاء، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"انّ الشرك لظلم عظیم" انّ حرف مشبہ بالفعل الشرك اس کا اسم لام تاکیدیہ ظلم عظیم موصوف صفت ملکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ..... اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ۝ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ۝ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ۝ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ۝ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ۝ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۝ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ۝ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ۝ (پ۲۷۔ نجم: ۳۳ تا ۴۴)

آیات مبارکہ کا ترجمہ، تفسیر وشانِ نزول تحریر کریں۔ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ سے بظاہر ایصالِ ثواب کی نفی معلوم ہو رہی ہے۔ حنفیہ کے نزدیک ایصالِ ثواب کا حکم بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ شانِ نزول ④ حنفیہ کے نزدیک ایصالِ ثواب کا حکم۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے حق سے اعراض کیا (منہ پھیر لیا)؟ اور جس نے تھوڑا سا دیا پھر رک گیا۔ کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے جو وہ دیکھ رہا ہے؟ کیا اسے ان باتوں کی خبر نہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں ہے؟ اور ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں بھی ہے جو وفادار رہے، کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اور یہ کہ انسان کے لیے اپنی کوشش کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اور یہ کہ اس کی کوشش عن قریب دیکھی جائے گی پھر اسے اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور یہ کہ تیرے پروردگار کے پاس ہی سب نے پہنچنا ہے اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رلاتا ہے۔ اور یہ کہ وہی مارتا اور زندہ کرتا ہے۔

② و ③ آیات کا شانِ نزول وتفسیر:۔ حافظ ابن جریر وغیرہ نے لکھا ہے کہ ایک کافر شخص قرآن مجید کی کچھ آیات سن کر اسلام لانے کی طرف مائل ہو گیا تھا، اس کے کسی دوست نے کہا کہ تم اپنے آباء واجداد کا دین کیوں چھوڑ رہے ہو؟ اس نے کہا کہ میں آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہوں، دوست نے کہا کہ اگر تم مجھے کچھ پیسے دو تو میں یہ ذمہ داری لیتا ہوں کہ تمہیں آخرت کے عذاب سے بچالوں گا، چنانچہ اس شخص نے کچھ پیسے دے دیے، کچھ عرصے بعد دوست نے مزید پیسے مانگے تو اس نے وہ بھی دے دیے، مگر پھر دینے بند کر دیے، تو ان آیات میں اسی کا تذکرہ ہے۔ (آسان ترجمہ قرآن)

مذکورہ واقعہ کے پسِ منظر میں اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ان دونوں کی حماقت کا ذکر کیا ہے کہ اولاً جو شخص یہ کہہ رہا تھا کہ میں تمہیں آخرت کے عذاب سے بچالوں گا کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ اس پر قادر ہے؟ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عمومی قاعدہ بیان فرمایا کہ کوئی بھی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا، ہر انسان کو اس کے اعمال کا بدلہ ملے گا، اور یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہی بات موسیٰ وابراہیم علیہما السلام کے صحیفوں میں بھی لکھی ہوئی ہے۔ البتہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل وکرم سے کسی کو استحقاق سے زائد عطا کردیں تو یہ اس کی رحمت ہے جس پر کوئی پابندی نہیں۔

④ حنفیہ کے ہاں ایصالِ ثواب کا حکم:۔ اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح کوئی آدمی دوسرے کا عذاب اپنے سر نہیں لے سکتا، اسی طرح کسی کو یہ بھی حق نہیں کہ کسی دوسرے کے عمل کے بدلے خود عمل کرلے اور وہ اس عمل سے سبکدوش ہوجائے مثلاً ایک شخص دوسرے کی طرف سے نماز فرض ادا کردے یا دوسرے کی طرف سے فرض روزہ رکھ لے اور وہ دوسرا اپنے فرض نماز وروزے سے سبکدوش ہوجائے یا یہ کہ ایک شخص دوسرے کی طرف سے ایمان قبول کرلے اور اس سے دوسرے کو مؤمن قرار دیا جائے۔

آیت مذکورہ کی اس تفسیر پر کوئی فقہی اشکال اور شبہ عائد نہیں ہوتا کیونکہ زیادہ سے زیادہ شبہ حج اور زکوٰۃ کے مسئلہ میں یہ ہوسکتا ہے کہ ضرورت کے وقت شرعاً ایک شخص دوسرے کی طرف سے حج بدل کرسکتا ہے یا دوسرے کی زکوٰۃ اس کی اجازت سے ادا کرسکتا ہے مگر غور کیا جائے تو یہ اشکال اس لئے صحیح نہیں کہ کسی کو اپنی جگہ حج بدل کے لئے بھیج دینا اور اس کے مصارف خود ادا کرنا، یا کسی شخص کو اپنی طرف سے زکوٰۃ ادا کردینے کے لئے مامور کردینا بھی درحقیقت اسی شخص کے اپنے عمل اور سعی کا جز ہے، اس لئے یہ **لیس للانسان الاماسعٰی** کے منافی نہیں۔ (معارف القرآن ج ۸ ص ۲۱۹)

ایصالِ ثواب کے مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ ایک شخص کی دعا وصدقہ کا ثواب دوسرے شخص کو پہنچنا نصوص شرعیہ سے ثابت اور تمام امت کا اجماعی مسئلہ ہے، تلاوتِ قرآن کا ثواب پہنچنے کا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ انکار کرتے ہیں اور ان کی دلیل آیت کریمہ **وان لیس للانسان الّا ما سعٰی** کا مفہوم عام ہے۔ جمہور ائمہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دعا وصدقہ کی طرح ہر نفلی عبادت کا ثواب دوسرے کو پہنچتا ہے۔ تفسیر قرطبی میں لکھا ہے کہ احادیثِ کثیرہ اس پر شاہد ہیں کہ مؤمن کو دوسرے شخص کی طرف سے عملِ صالح کا ثواب پہنچتا ہے۔ تفسیر مظہری میں وہ احادیث جمع کی گئی ہیں۔ (معارف القرآن ج ۸ ص ۲۱۹)

امام شافعیؒ کی دوسری دلیل یہ ہے کہ صدقہ، دعا اور حج کے علاوہ دیگر عبادتوں کا ایصالِ ثواب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے۔ ابن المبارکؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ ثبوت کی ضرورت بھی کیا ہے؟ جب صدقہ کا ایصالِ ثواب بالاجماع ثابت ہے تو اسی پر باقی عبادتوں کو قیاس کیا جائیگا۔ کسی مسئلہ کے ہر ہر جزء کا ثبوت ضروری نہیں ہے ورنہ پھر قیاس کی ضرورت ہی کیا تھی؟۔

الشق الثانی ..... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (پ ۲۶۔ الحجرات: ۶ تا ۸)

آیات کا ترجمہ کریں۔ پہلی آیت کا شانِ نزول تحریر کریں۔ فاسق کی خبر یا شہادت کا کیا حکم ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② پہلی آیت کا شانِ نزول ③ فاسق کی خبر یا شہادت کا حکم۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق آدمی خبر لیکر آئے تو خوب تحقیق کرلیا کرو (مبادا ایسا نہ ہو کہ) نادانی سے کسی قوم کو نقصان پہنچادو پھر اپنے کئے ہوئے پر پشیمان ہونا پڑے۔ اور اچھی طرح جان لو کہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں اگر بہت سی باتوں میں وہ تمہاری رائے مان لیں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں پُرکشش بنادیا ہے اور تمہارے اندر کفر، گناہ ونافرمانی سے نفرت بٹھادی ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ونعمت کا نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا حکمت والا ہے۔

② پہلی آیت کا شانِ نزول:۔ ولید بن عقبہ کو حضور ﷺ نے قبیلہ بنی المصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے کیلئے بھیجا، بنی المصطلق کے ساتھ ولید کو جاہلیت کے زمانہ سے کچھ عداوت تھی جب وہ لوگ ولید کے استقبال کیلئے نکلے تو اس نے ان کو آمادۂ جنگ سمجھا اور واپس آ کر حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ مرتد ہوگئے اور زکوٰۃ بند کردی ہے تو آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو بھیجا کہ مخفی طور پر جا کر ان کا حال معلوم کرو، اگر ان کا اسلام ثابت ہو تو زکوٰۃ وصول کرو چنانچہ وہ گئے اور ان کو مغرب اور عشاء کی نماز پڑھتے ہوئے پایا اور ان سے زکوٰۃ وصول کر کے لائے تو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

③ فاسق کی خبر یا شہادت کا حکم:۔ جمہور علماء کے نزدیک فاسق کی خبر یا شہادت شرعاً مقبول نہیں، البتہ بعض معاملات وحالات میں فاسق کی خبر اور شہادت کو بھی قبول کرلیا جاتا ہے وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ آیت میں اس حکم کی ایک خاص علت (**ان تصیبوا قوما بجهالة**) منصوص ہے تو جن معاملات میں یہ علت موجود نہیں وہ آیت کے حکم میں داخل نہیں یا مستثنیٰ ہیں۔ مثلاً کوئی فاسق بلکہ کافر بھی کوئی چیز لائے اور یہ کہے کہ فلاں شخص نے یہ آپ کو ہدیہ بھیجا ہے تو اس کی خبر پر عمل جائز ہے۔ (معارف القرآن)

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٤٠ھ

الشق الاوّل ..... يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿٢٨﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٢٩﴾ (پ۲۱۔احزاب:۲۸،۲۹)

آیات کا سلیس ترجمہ تحریر کریں، اختصار کے ساتھ ان آیات کا شانِ نزول بیان کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا شانِ نزول (۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے نبی! کہہ دیجئے اپنی بیویوں کو اگر ارادہ کرتی ہو تم دنیا کی زندگی کا اور اس کی زیب وزینت کا پس آؤ تم سامان دیدوں میں تم کو اور رخصت کردوں میں تم کو اچھے طریقے سے اور اگر ارادہ رکھتی ہو تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور آخرت کے گھر کا بے شک اللہ تعالیٰ نے احسان کرنے والیوں کے لئے تم میں سے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

② آیات کا شانِ نزول:۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات نے آپ ﷺ سے کچھ زیادہ خرچ کی درخواست کی، رسول اللہ ﷺ کو ان کا یہ مطالبہ اچھا نہ لگا تو آپ ﷺ نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ تک ان کے پاس نہیں جاؤں گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس کی خبر لاتا ہوں، انہوں نے خدمتِ عالی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مسجد میں بہت سارے لوگ موجود ہیں اور وہ یوں کہہ رہے ہیں؟، آپ ﷺ نے فرمایا میں نے طلاق نہیں دی، جب ۲۹ دن گزر گئے تو آیت تخییر یعنی **یاایها النبی قل لازواجك الخ** نازل ہوئی، تو آپ ﷺ نے آیتِ شریفہ کے مضمون کے مطابق اپنی بیویوں کو اختیار دیدیا اگر چاہو تو دنیا کا سامان لے لو اور ساتھ ہی یہ سمجھ لو کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا اور اگر چاہو تو میرے ہی پاس رہو لیکن اس صورت میں مطلوبہ اخراجات کا کوئی مطالبہ نہیں، ہاں یہ وعدہ ہے کہ نیک کام کرتی رہو گی تو اللہ کی طرف سے اجر عظیم دیا جائے گا۔

③ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ **تَعَالَيْنَ**: صیغہ جمع مؤنث فعل امر حاضر معلوم از باب تفاعل بمعنی آؤ تم سب عورتیں۔

تُرِدْنَ: صیغہ جمع مؤنث حاضر فعل مضارع معلوم از مصدر **الارادة** (افعال) بمعنی ارادہ کرنا۔

اُمَتِّعْكُنَّ: صیغہ واحد متکلم بحث فعل مضارع معروف از باب تفعیل بمعنی عورت کو متعہ دینا، سامان دینا۔

اُسَرِّحْكُنَّ: صیغہ واحد متکلم بحث فعل مضارع معروف از مصدر **تسریحًا** (تفعیل) بمعنی عورت کو طلاق دینا۔

يُضَاعَفْ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول از مصدر **مضاعفة** (مفاعلہ) بمعنی دُگنا کرنا۔

الشق الثانی ..... وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ﴿١٠﴾ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿١٢﴾ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ

مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ﴿١٣﴾ (پ۲۲۔سباء:۱۰تا۱۳)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، خط کشیدہ کلموں کی لغوی تحقیق لکھیں، **الریح** اور **آل داؤد** کے منصوب ہونے کی وجہ لکھیں۔ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے خصوصی معجزات تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق (۴) **الریح** اور **آل داؤد** کے منصوب ہونے کی وجہ (۵) حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے معجزات۔

جواب..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور تحقیق ہم نے داؤد علیہ السلام کو اپنی طرف سے فضل (بڑی نعمت) دیا تھا، اے پہاڑو تم خوش الحانی سے پڑھو اُسکے ساتھ اور پرندوں کو بھی اُس کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا اور ہم نے اُسکے لئے لوہے کو نرم کر دیا کہ کشادہ (پوری) زرہیں بناؤ اور کڑیاں جوڑنے میں اندازہ رکھو اور نیک کام کیا کرو، میں تمہارے سب اعمال دیکھتا ہوں۔ اور (ہم نے تابع کر دیا) سلیمان علیہ السلام کے ہوا کو اس کا صبح کا چلنا ایک ماہ کی مسافت تھی اور شام کا چلنا بھی ایک ماہ کی مسافت اور ہم نے بہا دیا اس کیلئے ایک چشمہ پگھلے ہوئے تانبے کا اور بعض جن تھے جو کام کرتے تھے اس کے سامنے اپنے رب کے حکم سے اور جو پھر جاتا تھا ان میں سے ہمارے حکم بجالانے سے ہم چکھاتے تھے اس کو عذاب بھڑکتی آگ کا۔ بناتے تھے (جنات) ان کے لئے ان کی فرمائش کے مطابق بڑی بڑی عمارتیں اور مجسمے اور پیالے حوضوں جیسے اور دیگیں جمی رہنے والی، کرتے رہو اے آل داؤد (ہمارا) شکر اور تھوڑے ہی میرے بندوں میں سے شکر گزار ہیں۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ فرما رہے ہیں اس سے مقصود ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو بعث بعد الموت کے منکر ہیں اور ان انبیاء علیہم السلام کے قصوں کو اسلئے ذکر کیا تا کہ لوگوں کو ایسے کاموں کا مشاہدہ کروایا جائے جن کو وہ ناممکن ومحال سمجھتے تھے مثلاً لوہے کو موم بنانا، ہوا و چرند پرند کو تابع فرمان بنانا، تانبہ کو پانی کی طرح بہنے والا کر دینا وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو عمومی انبیاء علیہم السلام سے زائد طور پر جو مخصوص صفات عطاء کیں وہ یہ تھیں کہ ہم نے ان کو نبوت ورسالت کے ساتھ پوری دنیا کی سلطنت وحکومت بھی عطاء کی اور خوش الحانی ومسحور کُن آواز عطاء کی تھی کہ جب وہ ذکرِ الٰہی کرتے یا زبور کی تلاوت کرتے تو پرندے ہوا میں اُڑتے ہوئے سننے کے لئے جمع ہو جاتے اور ہم نے پہاڑوں کو یہ حکم دیا تھا کہ جب وہ اللہ کا ذکر و تسبیح کریں تو پہاڑ بھی وہی کلمات دہرائیں اور پرندوں کو بھی حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑوں کی طرح مسخر کیا گیا تھا وہ بھی تسبیح کرتے تھے ان کے لئے لوہے کو موم کی طرح نرم بنایا گیا تھا کہ وہ لوہے کی زرہیں اور دیگر آلات آسانی سے بنا سکتے تھے اور ہم نے ان نعمتوں کے شکر کے طور پر داؤد علیہ السلام کو نیک اعمال کرنے کا بھی حکم دیا۔

اسکے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ ہے کہ ہم نے ان کے لئے ہوا کو مسخر کیا تھا کہ وہ ہوا ان کے تخت کو لیکر ایک ایک وقت میں ایک مہینہ کی مسافت طے کرتی تھی اور ہم نے ان کے لئے تانبے کا چشمہ بہایا یعنی تانبہ کو ان کے لئے بالکل نرم وسیّال کر دیا کہ وہ اس سے آلات کے بغیر ہی مختلف مصنوعات بناتے تھے اور ہم نے جنات کو بھی ان کے تابع کر دیا تھا جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے حکمِ خداوندی سے طرح طرح کے کام کرتے تھے اور تشریعی طور پر بھی جنات کو تابع کیا گیا تھا کہ اگر کوئی اطاعت سے رُوگردانی کرے گا تو اس کو آخرت میں عذاب دیا جائے گا۔ چنانچہ وہ جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کی منشاء کے مطابق محرابیں، بڑی بڑی عمارتیں، مورتیں، بڑے بڑے حوضوں کی مثل پانی کے برتن وغیرہ بناتے تھے۔ پس فرمایا کہ اے آلِ داؤد اِن سب نعمتوں کے شکر کے طور پر پروردگار کا شکر ادا کرو اس لئے کہ ہمارے بندوں میں شکر گزار لوگ بہت تھوڑے ہیں۔

0313 6357913 Ikramullah.Qasmi@gmail.com

③ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق:۔ "**اسلنا**" صیغہ جمع متکلم بحث ماضی معروف از مصدر **الاسالة** (افعال) بمعنی بہانا۔

"**أَوِّبِي**" صیغہ واحد مؤنث بحث امر حاضر معلوم از مصدر **تأويب** (تفعیل، مہموز واجوف) بمعنی دہرانا ولوٹانا۔

"**سَابِغَاتٌ**" صیغہ جمع مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر **سُبُوغًا** (نصر، صحیح) بمعنی وسیع وکشادہ ہونا۔

"**اَلسَّرْدُ**" یہ باب نصر وضرب کا مصدر ہے بمعنی زرہ بنانا۔

"**عين القطر**" **عين** بمعنی چشمہ اور **قطر** بمعنی پیتل۔

"تماثیل" یہ جمع ہے تمثال کی بمعنی مورتیں (صورتیں)۔
"قدور" یہ قِدر کی جمع ہے بمعنی ہنڈیا جو ایک ہی جگہ رکھی رہیں۔
"محاریب" یہ محراب کی جمع ہے بمعنی بلند مکان، محاریب سے مراد بقول ضحاکؒ بیت المقدس ہے۔
"جفان" یہ جفنہ کی جمع ہے بمعنی ٹب یا تسلہ۔
"کالجواب" یہ جابیۃ کی جمع ہے بمعنی چھوٹا حوض۔

④ الریح اور آل داؤد کے منصوب ہونے کی وجہ:۔
الریح: یہ سَخَّرْنَا فعل محذوف کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ای سخرنا الریح۔
آل داؤد: یہ منادیٰ مضاف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور حرفِ ندا محذوف ہے۔

⑤ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے معجزات:۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا پہلا معجزہ اور مخصوص صفت یہ تھی کہ آپ کو ایسی خوش آوازی عطا کی گئی تھی کہ جب آپ زبور کی تلاوت کرتے تھے تو ہوا میں اڑتے ہوئے پرندے سننے کو جمع ہو جاتے تھے۔ اسی طرح جب آپ اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مصروف ہوتے تو پرندے اور پہاڑ بھی ساتھ شریک ہو جاتے تھے۔ دوسرا معجزہ یہ کہ لوہے کو موم کی طرح نرم کر دیا گیا تھا کہ آپ بغیر مشقت لوہے کی زرہیں تیار کر لیتے تھے۔ آپ کے معجزات میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ سے قبل نبوت اور سلطنت دو الگ الگ لوگوں کے پاس ہوتی تھیں مگر آپ پہلے آدمی ہیں کہ آپ بیک وقت نبی اور بادشاہ دونوں تھے، اس کے باوجود اپنے بیوی بچوں کا گذر اوقات زرہیں بنا کر ان کی محنت مزدوری سے کرتے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو پہلا معجزہ یہ عطا ہوا کہ اللہ کے راستے میں گھوڑے قربان کرنے کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے ہوا کو آپ کے تابع کر دیا تھا کہ آپ جہاں چاہتے تھے ہوا آپ کو اور آپ کے پورے تخت و کابینہ کو اٹھا کر وہیں پہنچا دیتی تھی۔ دوسرا معجزہ یہ کہ تانبے جیسی سخت دھات کو پانی کے چشمے کی طرح بہنے والا بنا دیا تا کہ آپ آسانی سے اس کے برتن اور دوسری ضروریات بنا سکیں۔ تیسرا معجزہ یہ کہ جنات کو آپ کے لیے مسخر کر دیا گیا تھا اور جنات نوکر چاکروں کی طرح آپ کے کام کاج نمٹاتے تھے۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ١٤٤١ھ

الشق الاوّل ..... وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ۝ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۭ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ۝ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَاۗءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۭ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۝ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۭ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ (ص: ٢١ تا ٢٥)

آیات کا ترجمہ و تفسیر بیان کریں۔ اٰتینٰہ الحکمۃ و فصل الخطاب میں حکمت و فصلِ خطاب سے کیا مراد ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ حکمت و فصلِ خطاب کی مراد۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ کیا تمہارے پاس ان جھگڑنے والوں (مقدمہ والوں) کی خبر آئی ہے جب وہ دیوار پر چڑھ کر (پھاند کر) عبادت گاہ میں گھس آئے، جس وقت وہ داؤد علیہ السلام کے پاس آئے تو وہ ان سے گھبرا گئے، انہوں نے کہا خوف نہ کیجئے ہم ایک مقدمہ کے دو فریق ہیں، ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو آپ ہم میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیجئے اور زیادتی نہ کیجئے گا اور ہمیں سیدھا راستہ دکھا دیجئے (واقعہ یہ ہے کہ) یہ میرا بھائی ہے اسکیپاس ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دُنبی ہے، یہ کہتا ہے یہ بھی میرے حوالے کر دے اور اس نے گفتگو میں مجھے دبا لیا ہے، داؤد علیہ السلام نے کہا کہ اس نے جو تیری دُنبی کا مطالبہ و سوال کیا ہے کہ وہ اپنی دُنبیوں میں ملا لے تو بیشک یہ تجھ پر ظلم کرتا ہے اور اکثر شریک (شراکت دار) ایک دوسرے پر زیادتی ہی

کیا کرتے ہیں، مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں اور داؤد علیہ السلام کو خیال آیا کہ (اس واقعے سے) ہم نے ان کو آزمایا ہے تو انہوں نے اپنے پروردگار سے معافی مانگی اور جھک کر سجدے میں گر گئے اور (اللہ تعالی کی طرف) رجوع کیا، تو ہم نے ان کو بخش دیا اور بیشک ان کیلئے ہمارے پاس قُرب اور عمدہ مقام ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں باری تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ ذکر فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں یہ واقعہ جس انداز سے بیان کیا گیا ہے اس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے ان کی عبادت گاہ میں دو فریقوں کو جھگڑتے ہوئے بھیج کر ان کا کوئی امتحان لیا تھا، حضرت داؤد نے اس امتحان پر متنبہ ہو کر اللہ تعالی سے استغفار کیا اور سجدے میں گر پڑے، اور اللہ تعالی نے ان کی مغفرت فرما دی۔ قرآن کریم کا اصل مقصد یہاں یہ بیان کرنا ہے کہ حضرت داؤد اپنے ہر معاملے میں اللہ تعالی کی طرف رجوع فرماتے تھے اور کبھی ذرا سی لغزش بھی ہو جائے تو فوراً استغفار کی طرف متوجہ ہوتے تھے، اسلئے یہاں یہ تفصیل بیان نہیں کی گئی کہ وہ امتحان کیا تھا؟ اور وہ کونسی لغزش ہوئی تھی جس سے انہوں نے استغفار کیا اور اللہ تعالی نے معاف فرما دیا۔ اسی لئے بعض محقق اور محتاط مفسرین نے ان آیات کی تشریح میں فرمایا کہ اللہ تعالی نے خاص حکمت و مصلحت سے اپنے جلیل القدر پیغمبر کی اس لغزش اور امتحان کی تفصیل کو کھول کر بیان نہیں فرمایا، پس ہمیں بھی اس کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے۔

البتہ دوسرے مفسرین نے روایات و آثار کی روشنی میں اس امتحان اور آزمائش کو متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک عامیانہ روایت یہ مشہور ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نظر ایک مرتبہ اپنے ایک فوجی افسر اوریا کی بیوی پر پڑ گئی تھی، جس سے ان کے دل میں اسکے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش پیدا ہوئی اور انہوں نے اوریا کو قتل کرانے کی غرض سے اسے خطرناک ترین مشن سونپ دیا جس میں وہ شہید ہو گیا اور بعد میں آپ نے اس کی بیوی سے شادی کر لی۔ اس عمل پر تنبیہ کرنے کیلئے یہ دو فرشتے انسانی شکل میں بھیجے گئے۔

حافظ ابن کثیر کے علاوہ علامہ ابن جوزی، قاضی ابوالسعود، قاضی بیضاوی، قاضی عیاض، امام رازی، علامہ ابوحیان اندلسی، خازن، زمخشری، ابن حزم، علامہ خفاجی، احمد بن نصر، ابوتمام اور علامہ آلوسی وغیرہ نے اسے کذب و افتراء قرار دیا ہے۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے اس آزمائش اور لغزش کی تشریح اس طرح فرمائی کہ مقدمہ کے یہ دو فریق دیوار پھاند کر داخل ہوئے اور طرزِ مخاطبت بھی انتہائی گستاخانہ اختیار کیا کہ شروع ہی میں حضرت داؤد علیہ السلام کو انصاف کرنے اور ظلم نہ کرنے کی نصیحتیں شروع کر دیں، اس انداز کی گستاخی کی بنا پر کوئی عام آدمی ہوتا تو انہیں جواب دینے کے بجائے الٹی سزا دیتا۔ اللہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ امتحان فرمایا کہ وہ بھی غصہ میں آ کر انہیں سزا دیتے ہیں یا پیغمبرانہ عفو و تحمل سے کام لے کر ان کی بات سنتے ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام اس امتحان میں پورا اترے، لیکن اتنی سی فروگذاشت ہو گئی کہ فیصلہ سناتے وقت ظالم کو خطاب کرنے کے بجائے مظلوم کو مخاطب فرمایا، جس سے کچھ جانبداری معلوم ہوتی تھی مگر اس پر فوراً متنبہ ہوئے اور سجدے میں گر گئے اور اللہ تعالی نے انہیں معاف فرما دیا۔ (بیان القرآن)

بعض مفسرین نے لغزش کی یہ تشریح کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے مدعا علیہ کو خاموش دیکھا تو اس کا بیان سنے بغیر صرف مدعی کی بات سن کر اپنی نصیحت میں ایسی باتیں فرمائیں جن سے فی الجملہ مدعی کی تائید ہوتی تھی، حالانکہ پہلے مدعا علیہ سے پوچھنا چاہئے تھا کہ اس کا موقف کیا ہے؟ حضرت داؤد کا یہ ارشاد اگرچہ صرف ناصحانہ انداز میں تھا اور ابھی تک مقدمہ کے فیصلے کی نوبت نہیں آئی تھی، تاہم ان جیسے جلیل القدر پیغمبر کے شایانِ شان نہیں تھا، اسی بات پر آپ بعد میں متنبہ ہو کر سجدہ ریز ہوئے۔ (روح المعانی)

بعض حضرات نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنا نظام الاوقات ایسا بنایا ہوا تھا کہ چوبیس گھنٹے میں ہر وقت گھر کا کوئی نہ کوئی فرد عبادت، ذکر اور تسبیح میں مشغول رہتا تھا، ایک روز انہوں نے باری تعالی سے عرض کیا کہ پروردگار! دن اور رات کی کوئی گھڑی ایسی نہیں گزرتی جس میں داؤد کے گھر والوں میں سے کوئی نہ کوئی آپ کی عبادت میں مشغول نہ ہو، باری تعالی نے فرمایا کہ داؤد! یہ سب کچھ میری توفیق سے ہے، اگر میری مدد شاملِ حال نہ ہو تو یہ تمہارے بس کی بات نہیں ہے اور ایک دن میں تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ

دوں گا۔ اسکے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ وہ وقت حضرت داؤد کے مشغولِ عبادت ہونے کا تھا، اس ناگہانی قضیہ سے ان کے اوقات کا نظام مختل ہو گیا حضرت داؤد جھگڑے کے فیصلہ میں مشغول ہو گئے، آل داؤد کا کوئی اور فرد بھی اس وقت عبادت و ذکر میں مصروف نہ تھا۔ اس سے داؤد علیہ السلام کو تنبہ ہوا کہ وہ فخریہ کلمہ جو زبان سے نکل گیا تھا وہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ اسلئے آپ نے استغفار کیا اور سجدہ ریز ہو گئے۔ اس توجیہ کی تائید حضرت ابن عباس کے ایک ارشاد سے بھی ہوتی ہے (احکام القرآن)

ان تمام تشریحات میں یہ بات مشترکہ طور پر تسلیم کی گئی ہے کہ مقدمہ فرضی نہیں بلکہ حقیقی تھا اور صورتِ مقدمہ کا حضرت داؤد علیہ السلام کی آزمائش یا لغزش سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اسکے برخلاف بہت سے مفسرین نے اس کی ایسی تشریح فرمائی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مقدمہ کے یہ فریقین انسان نہیں بلکہ فرشتے تھے، اور انہیں اللہ تعالی نے اسلئے بھیجا تھا کہ وہ ایسی فرضی صورت مقدمہ پیش کریں جس سے حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنی لغزش پر تنبہ ہو جائے۔ چنانچہ ان حضرات کا یہ کہنا ہے کہ اوریا کو قتل کرانے اور اس کی بیوی سے نکاح کر لینے کا وہ قصہ تو غلط ہے، لیکن حقیقت حال یہ تھی کہ بنی اسرائیل میں سے کسی شخص سے یہ فرمائش کرنا معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے کر اس کا نکاح مجھ سے کر دو اس زمانے میں اس فرمائش کا عام رواج بھی تھا۔ اور یہ بات خلاف مروت بھی نہ سمجھی جاتی تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسی بنا پر اوریا سے یہی فرمائش کی تھی، جس پر اللہ تعالی نے یہ دو فرشتے بھیج کر آپ کو تنبیہ فرمائی۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ اوریا نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا ہوا تھا، حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی اسی عورت کو اپنا نکاح کا پیغام دے دیا، اس سے اوریا کو بہت رنج ہوا اللہ تعالی نے اس پر تنبیہ کیلئے یہ دو فرشتے بھیجے اور ایک لطیف پیرایہ میں اس لغزش پر تنبیہ فرمائی۔ اکثر مفسرین نے ان آخری دو تشریحات کو ترجیح دی ہے اور ان کی تائید بعض آثار صحابہ سے بھی ہوتی ہے۔

اصل واقعہ کے بارے میں مذکورہ بالا تمام احتمالات موجود ہیں اور ان میں سے کسی ایک کو قطعی اور یقینی نہیں کہا جا سکتا۔ لہذا صحیح بات یہی ہے جو حافظ ابن کثیر نے اختیار کی کہ جس بات کو اللہ تعالی نے مبہم چھوڑا ہے، ہم اپنے قیاسات اور اندازوں کے ذریعہ اس کی تفصیل کی کوشش نہ کریں۔ جبکہ اس سے ہمارے کسی عمل کا تعلق نہیں، اس ابہام میں بھی یقیناً کوئی حکمت ہے۔ لہذا صرف اتنے واقعہ پر ایمان رکھا جائے جو قرآن کریم میں مذکور ہے، باقی تفصیلات کو اللہ کے حوالے کیا جائے۔ (معارف القرآن)

③ حکمت و فصلِ خطاب کی مراد:۔ حکمت سے مراد دانائی ہے یعنی ہم نے انہیں عقل و فہم کی دولت بخشی تھی۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ حکمت سے مراد نبوت ہے۔ فصل الخطاب کی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں: بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد زورِ بیان اور قوت خطابت ہے، چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام اونچے درجے کے خطیب تھے اور خطبوں میں حمد و صلوۃ کے بعد "امّا بعد" سب سے پہلے انہوں نے ہی کہنا شروع کیا۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے بہترین قوتِ فیصلہ مراد ہے یعنی اللہ تعالی نے آپ کو جھگڑے چکانے اور تنازعات کا فیصلہ کرنے کی قوت عطا فرمائی تھی۔ (معارف القرآن)

حکمت سے مراد نبوت، کامل علم اور عمل کا استحکام ہے۔ حضرت علی کا قول منقول ہے کہ فصل الخطاب سے مراد **البینة علی المدعی والیمین علی من انکر** ہے (مدعی پر لازم ہے کہ گواہ پیش کرے اور گواہ نہ ہوں تو مدعی علیہ سے حلف لیا جائے) یہ ضابطہ تمام جھگڑوں کو طے کر دیتا ہے۔ حضرت ابی نے فرمایا: فصل الخطاب گواہ اور قسم ہے، مجاہد اور عطا بن رباح کا یہی قول ہے۔ حضرت ابن مسعود، حسن، کلبی اور مقاتل کے نزدیک فصل الخطاب سے مراد بصیرتِ فیصلہ ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: واضح کلام مراد ہے یعنی ایسا کلام جس سے مقصد واضح ہو جائے، مخاطب کو مطلب سمجھنے میں کوئی اشتباہ نہ رہے جس میں فصل وصل عطف اضمار اظہار وغیرہ تمام قواعدِ بلاغت کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ شعبی نے کہا: حمد و ثنا کے بعد جب آدمی مقصد بیان کرنا چاہتا ہے تو اما بعد کہتا ہے یہی فصل الخطاب ہے۔ بیضاوی نے لکھا ہے: یہ فصل الخطاب اسلئے ہے کہ یہ لفظ حمد و ثنا کو بیان مقصد سے جدا کر دیتا ہے۔ (مظہری)

الشق الثانی ..... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۖ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ

مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (پ ۲۶۔حجرات:۱۲،۱۳)

آیات کا ترجمہ وتفسیر کریں، ظن سے کیا مراد ہے؟ نیز غیبت کیا ہے اور اسکی جائز صورتیں کون کونسی ہیں؟ خط کشیدہ آیت کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) ظن کی مراد (۴) غیبت کی تعریف وجائز صورتیں (۵) خط کشیدہ جملہ کی ترکیب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! بچو تم بہت زیادہ بدگمانیاں کرنے سے بیشک بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور نہ کسی کی عیب جوئی کرو اور نہ کسی کی غیبت کرو یعنی تمہارا بعض بعض کی غیبت نہ کرے، کیا تم سے کوئی یہ بات پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، سو اس کو تم ناپسند سمجھتے ہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اے ایمان والو! بیشک ہم نے تمہیں ایک مذکر ومؤنث (جوڑے) سے پیدا کیا اور ہم نے تمہاری باہم پہچان کیلئے خاندان وقبیلے بنائے، بیشک تم میں سے زیادہ مکرم اللہ تعالی کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ تقوی والا ہے، بیشک اللہ تعالی سب جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اس لئے ظن وگمان کی جتنی قسمیں ہیں ان سب اقسام کے احکام کی تحقیق کرلیا کرو کہ کون سا گمان جائز ہے اور کون سا ناجائز ہے، پھر جائز کی حد تک رہو اور کسی کے عیب کا سراغ نہ لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے۔ آگے غیبت کی مذمت ہے کہ کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم ضرور برا سمجھتے ہو، تو سمجھ لو کہ کسی بھائی کی غیبت بھی اسی کے مشابہ ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو یعنی غیبت چھوڑ دو توبہ کرلو، بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

دوسری آیت میں اشارۃً قومی لسانی وخاندانی فخر وتکبر سے منع کیا گیا ہے کہ تم سب انسان ایک ہی مرد وعورت (حضرت آدم و اماں حوا علیہما السلام) کی اولاد ہو، یہ خاندان وقبیلے وغیرہ محض تمہاری شناخت وپہچان کیلئے ہیں، کسی خاندان وقبیلے کو دوسرے خاندان وقبیلے پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے، اللہ تعالی کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز ومکرم وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی وپرہیزگار ہے، بیشک اللہ تعالی سب معاملات سے باخبر ہے۔

③ ظن کی مراد:۔ امام قرطبیؒ نے فرمایا کہ یہاں ظن سے مراد تہمت ہے یعنی کسی پر کسی قوی دلیل کے بغیر گناہ یا عیب کا الزام لگانا۔

④ غیبت کی تعریف وجائز صورتیں:۔ غیبت: کسی کی عدم موجودگی میں اسکے متعلق کوئی ایسی بات کہنا جس کو وہ سنتا تو اس کو ایذاء ہوتی اگرچہ وہ سچی بات ہی ہو۔ عام حالات میں غیبت ناجائز وحرام ہے البتہ درج ذیل صورتوں میں جائز ہے۔

① مظلوم سلطان وحاکم کے سامنے ظالم کے ظلم کو بیان کرے تو یہ غیبت ہے کہ ظالم کی برائیاں اور زیادتیاں بیان ہو رہی ہیں لیکن یہ ظلم سے نجات پانے کیلئے جائز ہے۔ ② نہی منکر اور برائیوں کی اصلاح کے لئے ذکر کرنا اور یہ اس شخص یا ادارے سے کہنا جائز ہے جو قوت اقدام رکھتا ہو۔ ③ استفتاء مسئلہ معلوم کرنے کیلئے کسی کی غلطی بیان کرنا کیونکہ اگر مفتی کے سامنے بات واضح نہ کریگا تو فتوی کیسے دیا جائیگا۔ ④ لوگوں کو کسی شریر وفسادی کی شرارتوں کی خبر دینا تاکہ لوگ سنبھل جائیں اور اس کے شر وفساد سے بچ سکیں۔ ⑤ مشورے کے وقت کسی ایک کی رائے میں نقص کے پہلو کو واضح کرنا تاکہ صحیح فیصلہ کی راہ ہموار ہو سکے۔ ⑥ مشتری کو بائع ومبیعہ کا عیب بتانا تاکہ وہ دھوکے سے بچ سکے اور عبد سارق، زانی، شارب خمر کی اطلاع دینا۔ ⑦ ایسے عالم برحق کو کسی مبتدع اور فاسق کی خبر دینا جو اس کے پاس آمد ورفت رکھتا ہو اور استفادہ کرتا ہو تاکہ یہ بھی بدعات وخرافات میں ملوث نہ ہو جائے۔ ⑧ راویوں، گواہوں، مصنفوں کے متعلق جرح کرنا تاکہ غلط فیصلہ اور ان کے تقریری وتحریری شرور سے بچ سکیں۔ ⑨ **مجاهر ومعلن** (ایسا آدمی جو کھلے عام فسق وفجور کا مرتکب ہو) کا ایسے آدمی سے ذکر کرنا جس کے بس میں اس کی درستگی ہو۔ ⑩ ایسے الفاظ جن میں عیب کا معنی ہو لیکن متعارف ہو گئے ہوں کہ اب عیب کا معنی معروف نہ ہو بلکہ بطور علامت استعمال ہوتے ہوں مثلاً **اعمش ازرق اعمی قصیر**۔

⑤ خط کشیدہ جملہ کی ترکیب:۔ **اجتنبوا** فعل بافاعل **كثيرا** مبیّن **مِنَ** بیانیہ **الظنّ** بیان، مبیّن بیان ملکر مفعول بہ ہوا **اجتنبوا** کا، **اجتنبوا** فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ..... يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۬ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ (پ۲۸۔تحریم:۱تا۴)

آیات کریمہ کا ترجمہ کریں، مذکورہ واقعے کا شانِ نزول تحریر کریں، مختصر تفسیر لکھیں۔ کیا بعض معاملات میں نبی کریم ﷺ کو بھی اجتہادی اختیار ہوتا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا شانِ نزول (۳) آیات کی تفسیر (۴) آپ ﷺ کا اجتہادی اختیار۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے نبی! تو کیوں حرام کرتا ہے اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے حلال کی ہے اپنی ازوج کی رضامندی وخوشنودی حاصل کرنے کیلئے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے، تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کو کھولنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی تمہارا مالک ہے اور وہ جاننے والا حکمت والا ہے، اور جب آپ ﷺ نے اپنی کسی بیوی سے کوئی بات چھپا کر کہی پھر جب اس بیوی نے اس بات کی خبر کر دی اور اللہ تعالیٰ نے یہ خبر آپ ﷺ پر ظاہر کر دی تو آپ ﷺ نے اس کا کچھ حصہ جتلا دیا اور کچھ حصہ ٹال گئے، پھر جب آپ ﷺ نے اس بیوی کو وہ بات جتلائی تو اس نے کہا کہ آپ کو کس نے خبر دی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاننے والی باخبر ذات نے مجھے خبر دی ہے، اگر تم دونوں اللہ کے حضور توبہ کرتی ہو بس بے شک تم دونوں کے دل مائل ہو گئے ہیں، اور اگر تم دونوں بیویاں نبی کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرو تو بے شک اللہ اور جبریل اور نیک صالح مؤمن اسکے رفیق ہیں اور اسکے علاوہ فرشتے بھی اسکے مددگار ہیں۔

② آیات کا شانِ نزول:۔ حضور اقدس ﷺ کا معمول تھا کہ عصر کے بعد اپنی تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تھوڑی تھوڑی دیر کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے، اسی معمول کے مطابق آپ ﷺ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کو شہد پیش کیا جو آپ نے پیا، اس کے بعد آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو دونوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ (مغافیر ایک گھاس کا نام ہے جس میں کچھ بُو ہوتی تھی) آپ نے نفی میں جواب دیا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کے منہ میں یہ بُو کیسی ہے؟ آپ کو اس سے شبہ ہوا کہ شاید جو شہد میں نے پیا تھا، اُس کی مکھی نے مغافیر چوسا ہو چونکہ آپ کو اپنے مبارک منہ سے کوئی ناگوار بُو محسوس ہونا انتہائی ناپسند تھا، اس لئے آپ ﷺ نے اُس وقت یہ قسم کھالی کہ میں آئندہ شہد نہیں پیوں گا، اُس پر یہ آیات نازل ہوئی۔ (آسان ترجمہ ۳:۱۷۶۵)

③ آیات کی تفسیر:۔ شانِ نزول میں مذکور واقعہ پر تنبیہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی! اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی دلجوئی وخوشنودی کیلئے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو اپنے اوپر حرام کیوں کرتے ہو؟ یہ کلام اگرچہ ازروئے شفقت ہے مگر اسمیں بھی جواب طلبی وخلافِ اولیٰ ہونا ظاہر ہوتا ہے اسلئے ازروئے شفقت خود ہی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے اور آپ ﷺ سے ویسے بھی گناہ سرزد وصادر نہیں ہوا چونکہ آپ ﷺ نے اس واقعہ میں شہد نہ کھانے کی قسم کھائی تھی اسلئے اللہ تعالیٰ اس قسم کو توڑنے اور اسکا کفارہ ادا کرنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسموں کو کھولنے یعنی تمہارے حرام کردہ امور کو دوبارہ تمہارے لئے حلال کرنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے اور وہ اپنے علم وحکمت سے تمہاری مصلحتوں وضرورتوں کو جانتے ہوئے تمہاری بہت سی دشواریوں کا آسان حل بیان کرتا رہتا ہے اسلئے کہ وہ بڑا علم وحکمت والا ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ اُسی واقعہ کو اشارۃً ذکر کرتے ہیں کہ اُس وقت کو یاد کرو جب آپ ﷺ نے دیگر ازواج سے چھپاتے ہوئے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سامنے یہ قسم کھائی تھی تاکہ شہد والی زوجہ محترمہ کی دل شکنی نہ ہو مگر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتلادی اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اسکی خبر کردی آپ ﷺ نے اشارۃً حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس کے متعلق ذکر کیا کہ تم نے میری بات دیگر ازواج کو بتادی ہے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ آپ ﷺ کو کس نے خبر دی کہ میں نے یہ بات بتلا دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اُس ذات نے باخبر و مطلع کیا ہے جو ہر چیز کو جاننے والی اور ہر چیز سے باخبر ہے، بعض روایات کے مطابق آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو اپنے بعد کے جانشینوں کے متعلق بتلایا تھا کے میرے بعد تیرا والد اور عائشہ کا والد میرے جانشین ہونگے اور یہ بات چھپائے رکھنا، مگر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتلادی۔

آخری آیت میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خطاب ہے کہ تمہارے دل ایک طرف جھک گئے ہیں اور تم نے وہ بات پسند کی جو حضور ﷺ کو ناپسند تھی اسلئے اگر تم دونوں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور اگر تم دونوں رسول اللہ کیخلاف ایک دوسرے کا تعاون کروگی تو تمہیں کامیابی نہیں ملے گی اسلئے کہ خود باری تعالیٰ، فرشتوں کے سردار جبریل امین، آپ ﷺ کے متبعین وانصار اور تمام فرشتے آپ ﷺ کے رفیق و مددگار ہیں۔ (معارف القرآن و مظہری)

④ آپ ﷺ کا اجتہادی اختیار:۔ **انّا انزلنا اليك الكتاب بالحق لتحكم بين الناس بما اراك الله** کی تفسیر میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کو ایسے مسائل میں جن میں قرآن کریم کی کوئی صریح نص نہ ہو اپنی رائے سے اجتہاد کرنے کا حق حاصل تھا اور مہمّات کے فیصلوں میں آپ ﷺ بہت سے فیصلے اپنے اجتہاد سے بھی فرماتے تھے۔

وما ينطق عن الهوٰى ان هوالا وحى يوحٰى کے تحت لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی طرف سے باتیں بنا کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں اسکا قطعًا امکان نہیں، بلکہ آپ ﷺ جو کچھ بھی ارشاد فرماتے ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔

وحی کی بہت سی اقسام احادیثِ بخاری سے ثابت ہیں، ان میں ایک قسم وہ ہے جس کے معنی والفاظ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتے ہیں اس کا نام قرآن ہے، دوسری قسم وہ ہے جس میں صرف معانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتے ہیں آپ ﷺ ان معانی کو اپنے الفاظ میں ادا فرماتے ہیں اس کا نام حدیث وسنت ہے۔ پھر حدیث میں جو مضمون اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے کبھی وہ کسی معاملہ کا صاف اور واضح فیصلہ وحکم ہوتا ہے اور کبھی کوئی قاعدہ کلیہ بتلایا جاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ اس سے اپنے اجتہاد سے احکام نکالتے وبیان کرتے ہیں۔ اس اجتہاد میں غلطی کا امکان رہتا ہے مگر آپ ﷺ وتمام انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کی وجہ سے انکی خصوصیت یہ ہے کہ وہ جو احکام اپنے اجتہاد سے بیان کرتے ہیں ان میں خطاء واقع ہوجائے تو خطاء پر تنبیہ کے لئے وحی نازل ہوجاتی ہے وہ خطاء برقرار نہیں رہتی (معارف القرآن ۸:۱۹۴)

آیت کریمہ **ثم انّ علينا بيانه** (القیامۃ) میں اللہ تعالیٰ نے نازل کردہ قرآنی وحی کی تفصیل اپنے ذمہ لی ہے اور **وانزلنا اليك الذكر لتبيّن للناس مانزّل اليهم** (النحل) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ قرآن آپکی طرف نازل کیا ہے تاکہ جو مضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ہیں آپ ﷺ ان کو کھول کر سمجھادیں۔ ان دونوں آیتوں کو ملانے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے بیان کی جو ذمہ داری لی ہے اسکی تکمیل رسول اللہ ﷺ کریں گے اور آپ ﷺ کا بیان اللہ تعالیٰ ہی کا بیان ہوگا۔ (تحفۃ الالمعی ۱:۴۷)

الشق الثانی ..... فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٣٢﴾ (الروم: ۳۰ تا ۳۲)

0313 6357913 maktabazakariyya.com

آیات کا ترجمہ کریں۔ فطرت سے کیا مراد ہے؟ اور "**فطرة الله**" منصوب کیوں ہے؟ ۔ خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② فطرت کی مراد اور نصب کی وجہ ③ خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ پس تم یکسو ہوکر اپنا رُخ اِس دین کی طرف قائم رکھو، اللہ کی بنائی ہوئی اُس فطرت پر چلو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں لائی جاسکتی، یہی بالکل سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ اللہ کی

طرف ہی رجوع کرتے ہوئے (فطرت کی پیروی کرتے رہو) اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز قائم کرو اور شرک کرنے والوں کے ساتھ شامل نہ ہو جاؤ۔ جنہوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالی اور وہ مختلف فرقوں میں بٹ گئے، ہر گروہ اپنے اپنے طریقے پر خوش ہے۔

② فطرت کی مراد اور منصوب ہونے کی وجہ:۔ ① علامہ مازریؒ کہتے ہیں کہ فطرت عہدِ الست کا نام ہے، جو اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی ارواح سے لیا۔ ② فطرت سلیمہ اور طبعی سلامتی کا نام فطرت ہے۔ ③ الفطرۃ ھی الدین فطرت ملۃ اسلام اور دین کا نام ہے۔ ④ معرفۃ الانسان بربہ انسان کا اپنے رب کو پہچاننا فطرت ہے۔ ⑤ فطرت اس استعداد کا نام ہے جس سے حق اور باطل کے مابین تمیز اور صحیح فیصلہ کیا جا سکے۔ ⑥ قبول حق کی استعداد کا نام فطرت ہے اور یہی راجح ہے کیونکہ اگر اس سے مراد اسلام و ملت لیں تو آیت میں ہے لاتبدیل لخلق اللہ تو پھر یہودیت، نصرانیت، مجوسیت وضلالت کی طرف تبدیلی کیسے؟

مفسرین نے **فطرۃ اللّٰہ** کے منصوب ہونے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ یہاں لفظ **اِتَّبِعْ** یا لفظ **اَعْنِیْ** محذوف ہے، یعنی دین حنیف جس کی اتباع کا پہلے جملے میں حکم دیا گیا ہے اس کو اس جملے میں فطرۃ اللہ قرار دیا گیا ہے اور اس کا معنی خود اگلے جملے میں یہ بتلایا کہ اللہ کی فطرت سے مراد یہ ہے کہ جس فطرت پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ (معارف القرآن)

③ کلماتِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق:۔ **اَقِمْ** : صیغہ واحد مذکر امر حاضر معلوم از مصدر **اِقَامَۃٌ** (افعال۔اجوف) کھڑا کرنا و سیدھا کرنا۔

فَرَّقُوْا : صیغہ جمع مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر **تفریقٌ تَفْرِقَۃٌ** (تفعیل) بمعنی جدا جدا کرنا۔

شِیَعًا : یہ جمع ہے اس کا مفرد **شِیْعَۃ** ہے بمعنی فرقہ، گروہ و جماعت۔

فَرِحُوْنَ : صیغہ جمع مذکر غائب بحث اسم فاعل از مصدر **فَرْحًا** (سمع) بمعنی خوش ہونا و اکڑنا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ..... لَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِیْعًا اِلَّا فِیْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَیْنَهُمْ شَدِیْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِیْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰی ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَمَثَلِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِیْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ الشَّیْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶﴾ (الحشر:۱۴تا۱۶)

آیات کا ترجمہ کریں۔ یہ آیات کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں؟ تفصیل لکھیں۔ **کمثل الذین من قبلھم قریبا** اور **کمثل الشیطٰن اذ قال للانسان اکفر** میں دی گئی مثالوں کی وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کے منزّل فیہ کی وضاحت ③ مثالوں کی وضاحت۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ یہ سب لوگ ملکر بھی تم سے جنگ نہیں کریں گے، مگر ایسی بستیوں میں جو قلعوں میں محفوظ ہوں یا دیواروں کے پیچھے چھپ کر، ان کی آپس کی مخالفتیں بہت سخت ہیں، تم اُنہیں اکٹھا سمجھتے ہو حالانکہ ان کے دل جدا جدا ہیں، یہ اس لئے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔ ان کی حالت ان لوگوں کی مثل ہے جو ان سے کچھ ہی پہلے اپنے کرتوت کا مزہ چکھ چکے ہیں اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ ان کی مثال شیطان کی طرح ہے کہ وہ انسان سے کہتا ہے: کافر ہو جا، پھر جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری ہوں، میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

② و ③ آیات کے منزّل فیہ اور مثالوں کی وضاحت:۔ پہلی مثال میں بنونضیر کا بیان ہے اور حضرت مجاہدؒ نے فرمایا کہ **من قبلھم** سے کفارِ اہلِ بدر مراد ہیں اور حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ بنوقینقاع (قبیلۂ یہود) مراد ہیں اور دونوں کا انجام بد اور مقتول و مغلوب اور ذلیل و خوار ہونا اس وقت واضح ہو چکا تھا کیونکہ بنونضیر کی جلاوطنی کا واقعہ غزوۂ بدر واحد کے بعد واقع ہوا اور بنوقینقاع کا واقعہ بھی بدر کے بعد پیش آ چکا تھا۔ بدر میں مشرکین عرب کے ستر سردار مارے گئے اور باقی بڑی ذلت و خواری کے ساتھ واپس ہوئے اور بقول ابن عباس یہ مراد ہیں تو آیت کا مطلب واضح ہے کہ انہوں نے اپنے کرتوت کا بدلہ چکھ لیا، یہ آخرت سے پہلے دنیا ہی میں آنکھوں کے سامنے آ گیا۔

اسی طرح اگر اس سے مراد یہود ہی کا قبیلہ بنوقینقاع ہو تو ان کا واقعہ بھی ایسا ہی عبرتناک ہے کہ جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مدینہ کے آس پاس یہود کے جتنے قبائل تھے سب کے ساتھ صلح کا ایک معاہدہ ہو گیا تھا جس کی شرائط میں یہ داخل تھا کہ ان میں سے کوئی رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے کسی مخالف کی امداد نہ کرے گا، ان معاہدہ کرنے والوں میں قبیلہ بنوقینقاع بھی شامل تھا، مگر اس نے چند مہینوں کے بعد ہی عذر و عہد شکنی شروع کر دی اور غزوہ بدر کے موقع پر مشرکین کے ساتھ خفیہ سازش و امداد کے کچھ واقعات سامنے آئے، چونکہ بنوقینقاع اس معاہدہ کو اپنی غداری سے خود توڑ چکے تھے، اسلئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا، یہ لوگ مسلمانوں کا لشکر دیکھ کر اپنے قلعہ میں بند ہو گئے، پندرہ روز تک تو یہ لوگ محصور ہو کر صبر کرتے رہے، بالآخر اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور یہ سمجھ گئے کہ مقابلہ سے کام نہ چلے گا اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر راضی ہیں جو آپ ہمارے بارے میں نافذ کریں، آپ کا فیصلہ ان کے مردوں کے قتل کا ہونے والا تھا کہ عبداللہ بن ابی منافق نے رسول اللہ ﷺ پر بیحد اصرار والحاح کیا کہ ان کی جاں بخشی کر دی جائے، بالآخر آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ یہ لوگ بستی خالی کر کے جلاوطن ہو جائیں اور ان کے اموال مسلمانوں کا مال غنیمت ہوں گے، اس قرارداد کے مطابق یہ لوگ مدینہ چھوڑ کر ملک شام کے علاقہ اذرعات میں چلے گئے اور ان کے اموال کو رسول اللہ ﷺ نے مالِ غنیمت کے قانون کے مطابق تقسیم فرمایا۔

دوسری مثال ان منافقین کی ہے جنہوں نے بنونضیر کو جلاوطنی کا حکم نہ ماننے اور رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ پر جنگ کرنے کے لئے ابھارا اور ان کی مدد کرنے کا وعدہ کیا، مگر جب مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کیا تو کوئی منافق امداد کو نہ پہنچا ان کی مثال قرآن کریم نے شیطان کے ایک واقعہ سے دی ہے کہ شیطان نے انسان کو کفر پر آمادہ کیا اور اس سے طرح طرح کے وعدے کئے، مگر جب وہ کفر میں مبتلا ہو گیا تو سب سے مکر گیا۔ (معارف القرآن)

الشق الثانی ..... وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝ فَقَالَ اِنِّىْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّىْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوْهَا عَلَىَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝ (ص: ۳۰ تا ۳۳)

آیات کا ترجمہ و تفسیر کریں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد میں غفلت ہو تو اپنے اوپر سزا مقرر کرنا کیسا ہے؟۔ خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق کریں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ یادِ الٰہی میں غفلت کی وجہ سے خود پر سزا مقرر کرنے کا حکم ④ کلماتِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ ہم نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام عطا کیا، وہ بہترین و خوب بندہ تھا اور وہ خوب رجوع کرنے والا تھا۔ جب پیش کئے گئے اس کے سامنے شام کے وقت اچھی نسل کے عمدہ گھوڑے تو بولے میں نے اس مال کی محبت کو اپنے رب کی یاد کی وجہ سے ہی اختیار کیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ گھوڑے یا سورج اوٹ میں چھپ گیا (پھر فرمایا کہ) پھیر لاؤ ان کو میرے پاس پھر وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

② آیات کی تفسیر:۔ ارشادِ باری ہے کہ ہم نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام کی صورت میں ایک فرزند عطاء کیا اور وہ بہت اچھے بندے تھے کہ خدا کی طرف بہت رجوع ہونے والے تھے چنانچہ ان کا قصہ ہیکہ ایک دن شام کے وقت ان کے روبرو بغرضِ جہاد وغیرہ رکھے گئے اصیل اور عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے اور ان کے ملاحظہ کرنے میں اس قدر دیر ہو گئی کہ دن چھپ گیا اور کوئی معمول از قسمِ نماز فوت ہو گیا اور بوجہ ہیبت و جلالت کسی خادم کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ مطلع و متنبہ کرے، پھر جب خود ہی متنبہ ہوا تو کہنے لگے کہ افسوس! میں اس مال کی محبت کی خاطر اپنے رب کی یاد سے غافل ہو گیا، یہاں تک کہ آفتاب چھپ گیا پھر خادموں کو حکم دیا کہ ان گھوڑوں کو دوبارہ میرے سامنے لاؤ چنانچہ وہ لائے گئے سو انہوں نے ان گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر تلوار سے ہاتھ صاف کرنا شروع کیا یعنی ان کو ذبح کر ڈالا۔

اکثر مفسرین نے آیاتِ مذکورہ کی یہی تفسیر کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے نماز سے غافل ہونے کا تدارک یہ کیا کہ نماز سے غفلت کا سبب بننے والے ان گھوڑوں کو اللہ کے راستہ میں ذبح کر دیا، تاکہ آئندہ ذکرِ الٰہی میں خلل واقع نہ ہو۔

ان آیات کی دوسری تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے وہ گھوڑے معائنہ کے لئے پیش کئے گئے جو جہاد کے لئے تیار کئے گئے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام انہیں دیکھ کر مسرور ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ مجھے ان گھوڑوں سے جو محبت و تعلق خاطر ہے وہ دنیا کی محبت کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے پروردگار ہی کی یاد کی وجہ سے ہے، کیونکہ یہ گھوڑے جہاد کے لئے تیار کئے گئے ہیں اور جہاد ایک اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے، اتنے میں گھوڑوں کی وہ جماعت آپ کی آنکھوں سے روپوش ہوگئی، آپ نے حکم دیا کہ انہیں دوبارہ میرے سامنے لایا جائے چنانچہ جب وہ گھوڑے دوبارہ سامنے آئے تو آپ ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر پیار سے ہاتھ پھیرنے لگے۔ (معارف القرآن ۵۱۳:۷)

③ یادِ الٰہی میں غفلت کی وجہ سے خود پر سزا مقرر کرنے کا حکم:۔ خدا کی یاد میں غفلت ہو تو اپنے اوپر سزا مقرر کرنا دینی غیرت کا تقاضا ہے۔ اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر کسی وقت اللہ کی یاد سے غفلت ہو جائے تو نفس کو سزا دینے کیلئے اسے کسی فعل مباح سے محروم کر دینا جائز ہے۔ کسی نیکی کی عادت ڈالنے کیلئے اپنے نفس پر ایسی سزائیں مقرر کرنا اصلاح نفس کا ایک نسخہ ہے اور اس واقعہ سے اس کا جواز بلکہ استحباب معلوم ہوتا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوجہمؓ نے ایک شامی چادر ہدیتاً پیش کی جس پر کچھ نقش و نگار بنے ہوئے تھے آپ نے اس چادر میں نماز پڑھی اور واپس آ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ چادر ابوجہم رضی اللہ عنہ کو واپس کرو کیونکہ نماز میں میری نگاہ اس کے نقش و نگار پر پڑ گئی تو قریب تھا کہ یہ نقش و نگار مجھے فتنہ میں ڈال دیں۔ اسی طرح حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنے باغ میں نماز پڑھتے ہوئے ایک پرندے کو دیکھنے میں مشغول ہو گئے جس سے نماز کی طرف دھیان نہ رہا تو بعد میں آپ نے پورا باغ صدقہ کر دیا۔

یاد رکھنا چاہئے کہ اس مقصد کیلئے سزا ایسی ہونی چاہئے جو بذاتِ خود جائز ہو، کسی مال کو بلاوجہ ضائع کر دینا جائز نہیں۔ لہٰذا ایسا کوئی کام درست نہیں جس سے اضاعتِ مال لازم آئے۔ صوفیاء میں سے حضرت شبلیؒ نے ایک مرتبہ اسی سزا کے طور پر اپنے کپڑے جلا دیئے تھے، لیکن محقق صوفیاء مثلاً شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے ان کے اس عمل کو صحیح قرار نہیں دیا۔ (معارف القرآن)

④ کلماتِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق:۔ **مَسْحًا** : یہ باب فتح کا مصدر ہے بمعنی پونچھنا و ہاتھ پھیرنا۔

اَوّابٌ : یہ مبالغہ کا مفرد کا صیغہ ہے اسکی جمع **اَوّابُوْنَ** ہے از مصدر **اَوْبًا مَابًا** (نصر۔ مہموز واجوف) لوٹنا، واپس ہونا، قصد کرنا۔

صَافِنَاتٌ : صیغہ جمع مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر **صُفُوْنًا** (ضرب) گھوڑے کا تین ٹانگ اور چوتھی ٹانگ کے گھر پر کھڑا ہونا۔

جِيَادٌ : **جَوَادٌ** کی جمع ہے بمعنی تیز رفتار گھوڑا۔ مصدر **جَوْدَةً جُوْدَةً** (نصر۔ اجوف) عمدہ و تیز رفتار ہونا۔

تَوَارَتْ : صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **تَوَارِيًا** (تفاعل۔ لفیف) بمعنی چھپنا۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل ..... وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۚ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

آیات کا ترجمہ کریں۔ ماقبل سے ربط بیان کریں۔ کیا بنی اسرائیل تمام امتوں سے افضل تھے؟ پچھلی امتوں کی شریعتوں کا امتِ محمدیہ کیلئے کیا حکم ہے؟۔ (الجاثیۃ:۱۶تا۱۸)

03135[illegible]913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے ① آیات کا ترجمہ ② آیات کا ماقبل سے ربط ③ بنی اسرائیل کی تمام امتوں پر افضلیت کی وضاحت ④ سابقہ امتوں کی شریعتوں کا امتِ محمدیہ کیلئے حکم۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور تحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکومت اور نبوت عطاء کی تھی اور انہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا تھا اور انہیں دنیا جہان کے لوگوں پر بزرگی و فضیلت بخشی تھی۔ اور ہم نے انہیں کھلے کھلے احکام دیئے تھے پھر نہیں اختلاف کیا انہوں نے مگر ان کے پاس علم آجانے کے بعد باہم ضد کی وجہ سے، بیشک تیرا رب ان میں قیامت کے دن فیصلہ کرے گا جس بات

میں وہ جھگڑتے تھے۔(اے پیغمبر!) ہم نے آپ کو دین کی ایک خاص شریعت پر رکھا ہے، لہٰذا آپ اُسی کی پیروی کرو اور ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو جو حقیقت کا علم نہیں رکھتے۔

② آیات کا ماقبل سے ربط:۔ ماقبل کی آیات میں حق تعالیٰ شانہ کی قدرت کی نشانیوں کا بیان چل رہا تھا اور یہ کہ اللہ رب العزت کے کس قدر انعامات ہیں کہ اس نے اپنے بندوں ہی کے فوائد و منافع کیلئے ساری کائنات پیدا کی اور کائنات پر ان کو تصرف کرنے کی صلاحیت اور قدرت بھی عطا فرمائی جس کا ثمرہ اور نتیجہ یہی ہونا چاہئے تھا کہ انسان اپنے رب کا فرمانبردار ہوتا تو اس مقصد اور حقیقت کی توضیح کیلئے کیسے کیسے انعامات سے ان کو نوازا لیکن اس بدنصیب قوم نے اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کی اور اس کی نازل کی ہوئی ہدایت و رحمت سے محرومی اختیاری کی اور عملی بغاوت و سرکشی کو اپنی زندگی کا شعار بنایا، چنانچہ ان آیات میں بنی اسرائیل کی اسی بغاوت و سرکشی کا ذکر ہے (معارف القرآن کاندھلوی)

③ بنی اسرائیل کی تمام امتوں پر افضلیت کی وضاحت:۔ عالم سے اُس زمانہ میں موجود اُمتیں مراد ہیں، نہ کہ مطلق تمام امتیں۔ لہٰذا بنی اسرائیل کی امتِ محمدیہ پر فضیلت لازم نہیں آتی۔

قاضی بیضاوی کے قول سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اُن فضائل میں خصوصیت کو بیان کرنا مراد ہے جو واقعۃً دوسروں کو حاصل نہیں تھیں اور جزوی فضیلت سے کلی فضیلت ثابت نہیں ہوتی، مثلاً بنی اسرائیل میں انبیاء کا بکثرت ہونا، اس سے معلوم ہوا کہ اجر و ثواب کے اعتبار سے فضیلت مراد نہیں ہے۔(جمالین)

④ سابقہ امتوں کی شریعتوں کا امتِ محمدیہ کیلئے حکم:۔ کہ دین اسلام کے کچھ تو اصولی عقائد ہیں مثلاً توحید و آخرت وغیرہ اور کچھ عملی زندگی سے متعلق احکام ہیں۔ جہاں تک اصولی عقائد کا تعلق ہے وہ تو ہر نبی کی امت میں یکساں رہے ہیں اور ان میں کبھی ترمیم اور تبدیلی نہیں ہوئی لیکن عملی احکام مختلف انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں اپنے اپنے زمانے کے لحاظ سے بدلتے رہے ہیں، آیت مذکورہ میں انہی دوسری قسم کے احکام کو دین کے ایک خاص طریقے سے تعبیر فرمایا گیا ہے اور اسی وجہ سے فقہاء نے اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ امت محمدیہ کیلئے صرف شریعت محمدی ہی کے احکام واجب العمل ہیں۔ پچھلی امتوں کو جو احکام دیئے گئے تھے وہ ہمارے لئے اس وقت تک واجب العمل نہیں ہیں جب تک قرآن و سنت سے ان کی تائید نہ ہو جائے۔ پھر تائید کی ایک شکل تو یہ ہے کہ قرآن یا حدیث میں صراحۃً یہ فرمایا گیا ہو کہ فلاں نبی کی امت کا یہ حکم ہمارے لئے بھی واجب العمل ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ قرآن کریم یا آنحضرت ﷺ کسی پچھلی امت کا کوئی حکم بطور تحسین و مدح بیان فرمائیں اور اس کے بارے میں یہ نہ فرمائیں کہ یہ حکم ہمارے زمانے میں منسوخ ہو گیا ہے۔ اس سے بھی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ حکم ہماری شریعت میں بھی جاری ہے اور درحقیقت اس حکم کا واجب العمل ہونا بھی اس صورت میں شریعت محمدی کا ایک جز ہونے کی حیثیت ہی سے ہوتا ہے۔(معارف القرآن)

الشق الثانی ..... لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ (الفتح:۲۷)

آیات کا ترجمہ کریں۔ **الرّؤیا** اور **فتحا قریبا** سے کیا مراد ہے؟۔ صلح حدیبیہ پر مختصر نوٹ لکھیں۔۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② **الرّؤیا** اور **فتحا قریبا** کی مراد ③ صلح حدیبیہ پر مختصر نوٹ۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (ﷺ) کو واقعہ کے مطابق سچا خواب دکھایا ہے، تحقیق تم لوگ ان شاء اللہ ضرور مسجد حرام میں اس طرح امن و امان کے ساتھ داخل ہو گے کہ تم میں سے بعض نے اپنے سروں کو بے خوف و خطر منڈوایا ہو گا اور بعض نے بالوں کا قصر کیا ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ وہ باتیں بھی جانتا ہے جو تمہیں معلوم نہیں ہیں، پس اس نے اُس خواب کے پورا ہونے سے پہلے ایک قریبی فتح طے و مقرر کر دی ہے۔

② **الرّؤیا** اور **فتحا قریبا** کی مراد:۔ الرؤیا سے مراد آپ ﷺ کا وہ خواب ہے جو آپ نے سفرِ حدیبیہ سے پہلے صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں عمرہ کی غرض سے مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے متعلق دیکھا تھا۔

فتحا قریبا سے مراد خیبر کی فتح ہے جس کا ذکر ماقبل کی آیات میں گزر چکا ہے۔ (آسان ترجمہ)

③ صلح حدیبیہ پر مختصر نوٹ:۔ صلح حدیبیہ ۶ھ میں ہوئی جب نبی کریم ﷺ نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا اور عمرہ کا احرام باندھ کر صحابہ کی ایک بڑی جماعت جس کی تعداد چودہ، پندرہ سو بیان کی جاتی ہے وہ ساتھ تھی جب آپ ﷺ حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا کہ قریشِ مکہ سے جا کر کہو کہ ہم عمرہ کرنے کیلئے آئے ہیں جنگ کیلئے نہیں، اور آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ پہنچے تو قریش نے کہا کہ آپ اکیلے عمرہ کر لیں تو انہوں نے اکیلے اس بات کو پسند نہ کیا اور قریش نے یہ خبر مشہور کر دی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے جب یہ خبر آپ ﷺ کے پاس پہنچی تو آپ ﷺ نے تمام صحابہ سے ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ کر (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کی) جہاد کی بیعت لی، اسی بیعت کو بیعتِ رضوان کہا جاتا ہے بعد میں معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط ہے قریش نے اپنی طرف سے سہیل بن عمرو کو شرائط صلح طے کرنے کیلئے بھیجا تو درج ذیل شرائط طے ہوئیں اور عہد نامہ تحریر کیا گیا اور دس سال کیلئے باہمی صلح ہوگئی: ① مسلمان اس وقت واپس جائیں گے ② آئندہ سال آئیں گے اور تین دن مکہ میں قیام کر کے واپس چلے جائیں گے ③ ہتھیار لگا کر نہ آئیں تلوار ہاتھ میں ہو تو میان میں بند کر کے رکھیں ④ مکہ مکرمہ سے کسی مسلمان کو نہ لے جائیں ⑤ اگر کوئی مسلمان مکہ میں رہنا چاہے تو اس کو منع نہ کریں ⑥ اگر کوئی شخص مکہ سے مدینہ چلا جائے تو اسے واپس کر دیں ⑦ اگر مدینہ سے کوئی آجائے تو کفار اسے واپس نہ کریں گے۔ (سیرت رسول)

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ..... الٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (پ۲۱۔لقمان:۱تا۹)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، شانِ نزول بیان کریں، کلمات مخطوطہ کی لغوی تشریح کرنے کے بعد بتائیں کہ **مستکبرا** اور **حقا** کیوں منصوب ہیں، وجہ نصب تحریر کریں نیز **لهو الحديث** کی مراد واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ آیات کا شانِ نزول ④ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تشریح ⑤ **مستکبرًا** اور **حقًا** کے منصوب ہونے کی وجہ ⑥ **لهو الحديث** کی مراد۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ الم (اللہ اعلم بمرادہ) یہ اس حکمت والی کتاب کی آیات ہیں، جو محسن (نیک) لوگوں کیلئے ہدایت و رحمت بن کر آئی ہے، وہ نیک لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر مکمل یقین رکھتے ہیں، وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے سیدھے راستہ پر ہیں اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو لوگوں کو بغیر علم کے اللہ کے راستے سے گمراہ کرنے کے لئے کھیل کود کی چیزوں کو خریدتے ہیں اور اللہ کی آیات کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں کہ ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے اور جب ان پر ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو تکبر کرتے ہوئے اس سے پیٹھ پھیر جاتے ہیں گویا کہ انہوں نے اس کو سنا ہی نہیں اور گویا کہ ان کے کانوں میں بوجھ ہے، پس آپ ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجئے، بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کئے ان کیلئے نعمتوں کے باغات ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ کا وعدہ حق ہے اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ ارشاد فرمایا کہ یہ حکمت و بصیرت پر مبنی کتاب یعنی قرآن کریم کی آیات ہیں۔ یہ قرآن ہدایت اور رحمت تو سارے انسانوں کیلئے ہے لیکن سب اسے قبول نہیں کرتے، قبول کرنے والے وہی لوگ ہیں جو صفتِ احسان سے متصف ہیں، ان

کے قلوب صالح ہیں، نیتوں میں اخلاص ہے، اس لیے یہی لوگ قرآن کو سن کر اس کی ہدایت کو قبول کرتے ہیں پھر اس کی ہدایت کے مطابق زندگی گزارتے ہیں، اور یہ قرآن کے مطابق زندگی گزارنا ان کیلئے رحمت کا باعث بن جاتا ہے ان محسنین کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ نماز قائم کرتے ہیں، زکوۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ درحقیقت اقامتِ صلوۃ اور ادائیگیِ زکوۃ یہ دونوں اسلام کے اہم رکن ہیں جن کا درجہ توحید اور رسالت پر ایمان لانے کے بعد ہے، باقی دو رکن یعنی صیامِ رمضان اور حجِ بیت اللہ اسلام کے ارکان تو ہیں لیکن ان کا درجہ نماز اور زکوۃ کے بعد ہے، نماز اور زکوۃ کی پابندی ہی رہے اور آخرت کا مضبوط یقین ہو تو انسان اسلام کے دوسرے احکام پر بآسانی چل سکتا ہے اور ان کی ادائیگی کیلئے اپنے نفس کو آمادہ کرسکتا ہے۔ ایسے حضرات کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے، یعنی دوزخ سے بچ جانا اور جنت میں داخل ہونا اور جنہیں دنیا میں اس کی بشارت دے دی گئی ان کا عظیم مرتبہ ہے۔

لوگوں میں سے بعض آدمی ایسے بھی ہیں جو قرآن سے اعراض کرکے ان باتوں کا خریدار بنتے ہیں یعنی ایسی باتیں اختیار کرتے ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی ہیں سواوّل تو لہو کا اختیار کرنا جبکہ اس کے ساتھ آیاتِ الٰہیہ سے اعراض بھی ہو خود بھی کفر وضلال ہے پھر خاص کر جبکہ اس کو اس غرض سے اختیار کیا جائے تاکہ اسکے ذریعے سے دوسروں کو بھی اللہ کی راہ یعنی دینِ حق سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور اسی گمراہ کرنے کیساتھ اس راہِ حق کی ہنسی اُڑادے تاکہ دوسروں کے دل سے بالکل اس کی وقعت اور تاثیر نکل جاوے تب تو کفر بر کفر اور ضلال کے ساتھ اضلال بھی ہے اور ایسے لوگوں کیلئے آخرت میں ذلت کا عذاب ہونے والا ہے جیسا کہ انکے اضداد کیلئے فلاح کا ہونا معلوم ہوا اور اس شخص مذکور کے اعراض کی یہ حالت ہے کہ جب اسکے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ شخص تکبر کرتا ہوا ایسی بے التفاتی سے منہ موڑ لیتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ثقل ہے یعنی جیسے بہرا ہے سو اس شخص کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے یہ تو اعراض کرنیوالے کی سزا کا بیان ہوا، آگے اہلِ ہدیٰ کی جزاء کا بیان ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کیلئے عیش کی جنتیں ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ اللہ نے سچا وعدہ فرمایا ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے، پس کمالِ قدرت سے یہ وعد اور وعید کو واقع کرسکتا ہے اور حکمت سے اس کو حسبِ وعدہ واقع کریگا۔

③ <u>آیات کا شانِ نزول:۔</u> ان آیات کا شانِ نزول ایک خاص واقعہ ہے کہ نضر بن حارث مشرکینِ مکہ میں سے ایک بڑا تاجر تھا اور تجارت کیلئے مختلف ملکوں کا سفر کرتا تھا وہ ملکِ فارس سے شاہانِ عجم کسریٰ وغیرہ کے تاریخی قصے خرید کر لایا اور مکہ کے مشرکین سے کہا کہ محمد (ﷺ) تم کو قومِ عاد اور ثمود وغیرہ کے واقعات سناتے ہیں میں تمہیں ان سے بہتر رستم اور اسفندیار اور دوسرے شاہانِ فارس کے قصے سناتا ہوں۔ یہ لوگ اس کے قصہ کو شوق ورغبت سے سننے لگے کیونکہ ان میں کوئی تعلیم تو تھی نہیں جس پر عمل کرنے کی مشقت اُٹھانی پڑے صرف لذیذ قسم کی کہانیاں تھیں ان کی وجہ سے بہت سے مشرکین جو اس سے پہلے کلامِ الٰہی کے اعجاز اور یکتائی کی وجہ سے اس کو سننے کی رغبت رکھتے اور چوری چوری سنا بھی کرتے تھے ان لوگوں کو قرآن سے اعراض کا بہانہ ہاتھ آگیا اور درمنثور میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مذکور الصدر تاجر باہر سے ایک گانے والی کنیز، لونڈی خرید کر لایا تھا اور اس کے ذریعہ اس نے لوگوں کو قرآن سننے سے روکنے کی یہ صورت نکالی کہ جو لوگ قرآن سننے کا ارادہ کریں اپنی اس کنیز سے ان کو گانا سنواتا تھا اور کہتا تھا کہ محمد تم کو قرآن سنا کر کہتے ہیں نماز پڑھو، روزہ رکھو اور اپنی جان دو جسمیں تکلیف ہی تکلیف ہے آؤ تم یہ گانا سنو اور جشن طرب مناؤ۔ قرآن کریم کی مذکورہ آیات اسی واقعہ کے ضمن میں نازل ہوئیں۔

0313 6357913 maktabazakaria.wordpress.com

④ <u>کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تشریح:۔</u> "**الحدیث**" اسم ہے اس کی جمع **احادیث** ہے بمعنی بات، خبر۔

"**لھو**" اسم ہے بمعنی کھیل کود، وہ چیز جس سے انسان لذت حاصل کرے۔ مصدر **لھوا** (نصر) بمعنی کھیلنا۔

"**ھُزُوًا**" اسم ہے بمعنی مذاق۔ **ھَزِئَ یَھْزَؤُ** (سمع) بمعنی ٹھٹھا، مذاق کرنا۔ "**وَقْرًا**" اسم ہے اسکی جمع **اَوْقَارٌ** ہے بمعنی بوجھ۔

"**وَلّٰی**" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف از مصدر **تولیہ** (تفعیل) بمعنی پیٹھ پھیرنا۔

⑤ <u>**مستکبرًا وحقًا** کے منصوب ہونے کی وجہ:۔</u> **مستکبرًا:** یہ **ولّٰی** کی ضمیرِ فاعل سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

حَقًّا: یہ وَعْدًا مفعول مطلق محذوف کی صفت ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

⑥ لهو الحدیث کی مراد:۔ اسکے معنی اور تفسیر میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔حضرت ابن مسعود، ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم کی ایک روایت میں اس کی تفسیر گانے بجانے سے کی گئی ہے اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور عام مفسرین کے نزدیک لہوالحدیث ان تمام چیزوں کو شامل ہے جو انسان کو اللہ کی عبادت سے غافل کردے اس میں غناء مزامیر بھی داخل ہیں اور بیہودہ قصے کہانیاں بھی، امام بخاریؒ نے اپنی کتاب الادب المفرد میں اور بیہقی نے اپنی سنن میں لہوالحدیث کی یہی تفسیر اختیار کی ہے یعنی لہوالحدیث سے مراد گانے اور اس کے مشابہ جو دوسری چیزیں ہیں اور سنن بیہقی میں ہے کہ اشتراء لہوالحدیث سے مراد گانے بجانے والے مرد یا عورت کو خریدنا یا اس کی مثل ایسی بیہودہ چیزوں کو خریدنا ہے جو اللہ کی یاد سے غافل کردیں، ابن جریر نے بھی اسی عام معنی کو اختیار فرمایا ہے اور ترمذی کی روایت سے بھی یہی عموم ثابت ہوتا ہے جس میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ گانے والی لونڈیوں کی تجارت نہ کرو۔

الشق الثانی ..... وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۝ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَــــُٔوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ (پ۲۱۔الاحزاب:۲۵ تا ۲۷)

آیات کا ترجمہ کریں۔شانِ نزول تحریر کریں۔**ارضًا لم تطئوها** سے کون سی سرزمین مراد ہے؟۔خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق کریں

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① آیات کا ترجمہ ② آیات کا شانِ نزول ③ **ارضًا لم تطئوها** کی مراد ④ کلماتِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے سارے غیظ وغضب کے ساتھ اس طرح پسپا کردیا کہ وہ کوئی خیر وفائدہ حاصل نہ کرسکے اور اللہ تعالیٰ مؤمنین کی طرف سے لڑائی کیلئے خود کافی ہوگیا اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت واقتدار کا مالک ہے۔اور اللہ تعالیٰ نیچے اتار لایا ان کے قلعوں سے ان کو جنہوں نے اُن (دشمنوں) کی مدد کی تھی اہل کتاب میں سے اور ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈالا کہ ان میں سے کچھ کو تم قتل کررہے تھے اور کچھ کو تم قیدی بنارہے تھے۔اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے مال کا وارث بنادیا اور ایک ایسی زمین کا بھی کہ جس تک ابھی تمہارے قدم نہیں پہنچے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

② آیات کا شانِ نزول:۔ان آیات میں بنوقریظہ کے یہودیوں کا ذکر ہے، مدینہ کے شرقی جانب ان کا مضبوط قلعہ تھا اور پہلے سے مسلمانوں کے ساتھ صلح کا معاہدہ کئے ہوئے تھے۔جنگ احزاب کے موقع پر حیی بن اخطب کے اغوا سے تمام معاہدات بالائے طاق رکھ کر مشرکین کی مدد پر کھڑے ہوگئے، نبی کریم ﷺ جنگ احزاب سے فارغ ہوکر غسل وغیرہ میں مشغول تھے کہ حضرت جبرائیل تشریف لائے، فرمایا یارسول اللہ! آپ نے ہتھیار اتار دیے حالانکہ فرشتے ہنوز ہتھیار بند ہیں، اللہ کا حکم ہے کہ بنوقریظہ پر حملہ کیا جائے، چنانچہ فورا منادی ہوگئی کہ بنوقریظہ کے بدعہد یہودیوں پر چڑھائی ہے، نہایت جلدی کے ساتھ اسلامی فوج نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کرلیا، چوبیس پچیس دن محاصرہ جاری رہا، آخر محصورین تاب نہ لاسکے، آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیام بھیجنے شروع کیے، اخیر میں ان کی طرف سے بات اس پر ٹھہری کہ ہم قلعوں سے باہر آتے ہیں اور قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذؓ کو حکم ٹھہراتے ہیں (کیونکہ وہ ان کے حلیف تھے) ہمارے حق میں حضرت سعدؓ جو فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہوگا، آنحضرت ﷺ نے بھی قبول فرمالیا۔حضرت سعدؓ تشریف لائے اور فیصلہ کیا کہ بنی قریظہ کے سب جوان قتل کردیے جائیں اور عورتیں ولڑکے سب قیدی وغلام بنائے جائیں اور ان کے اموال وجائیداد کے مالک مہاجرین ہوں۔اور یہ فیصلہ ٹھیک ان کی مسلمہ آسمانی کتاب تورات کے موافق تھا۔چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق کئی سو یہودی جوان قتل کئے گئے اور کئی سو عورتیں ولڑکے قید ہوئے اور ان کے املاک واموال پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔(تفسیر عثمانی)

③ **ارضًا لم تطؤها کی مراد:۔** اس سے مراد خیبر کی زمین ہے جو اس کے دو برس بعد فتح ہوئی۔بعض کہتے ہیں کہ قیامت تک جو زمینیں فتح کی جائیں گی وہ سب اس میں شامل ہیں۔(تفسیر عثمانی)

④ کلماتِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق:۔ **دِیَارٌ**: یہ جمع ہے اس کا مفرد **دَارٌ** ہے بمعنی گھر، مکان ورہنے کی جگہ۔
تَأْسِرُوْنَ: صیغہ جمع مذکر حاضر بحث فعل مضارع معلوم از مصدر **اَسْرًا اِسَارًا** (ضرب۔مہموز) بمعنی قید کرنا۔
لَمْ تَطَؤُا: صیغہ جمع مذکر حاضر بحث نفی جحد بلم معلوم از مصدر **وَطْئًا** (سمع۔مثال ومہموز) بمعنی روندنا۔
غَیْظٌ: بمعنی غصہ وغضب۔مصدر (ضرب۔اجوف) بمعنی غصہ دلانا۔برانگیختہ کرنا۔
لَمْ یَنَالُوْا: صیغہ جمع مذکر غائب بحث نفی جحد بلم معلوم از مصدر **نَیْلًا، نَالًا** (ضرب۔اجوف) بمعنی پانا۔حاصل کرنا۔
ظَاهَرُوْهُمْ: صیغہ جمع مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر **مظاهرة** (مفاعلہ۔صحیح) بمعنی مدد کرنا۔
صَیَاصِیهِم: یہ **صِیْصَةٌ صِیْصِیَةٌ** کی جمع ہے بمعنی قلعہ۔پناہ لینے کی جگہ۔ہرن وگائے کا سینگ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ..... وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی كُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (پ۲۳۔ ص:۳۴ تا ۳۵)

آیات کا ترجمہ کریں۔ان آیات کے ضمن میں مذکور واقعہ مختصراً ذکر کرتے ہوئے آیات کی صحیح تفسیر لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① آیات کا ترجمہ ② آیات کی صحیح تفسیر مع واقعہ۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کو آزمائش میں ڈالا اور ہم نے اس کے تخت پر ایک دھڑ ڈالا پھر انہوں نے رجوع کیا۔کہنے لگے: اے میرے پروردگار! میری بخشش فرما اور مجھے ایسی سلطنت عطاء فرما جو میرے بعد کسی اور کے مناسب نہ ہو، بیشک آپ ہی کی ذات خوب دینے وعطاء کرنے والی ہے۔

② آیات کی صحیح تفسیر مع واقعہ:۔ علامہ جلال الدین محلیؒ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے سلیمان علیہ السلام سے ان کی سلطنت چھین کر ان کا امتحان لیا جس کی صورت یہ ہوئی کہ کسی عورت پر فریفتہ ہو کر شادی کر لی اور وہ ان سے چھپ کر بت پرستی کرتی رہی اور ان کی سلطنت کی تسخیر میں انگوٹھی کو دخل تھا ایک مرتبہ بیت الخلاء کو جانے کے ارادہ سے انگوٹھی کو اتار لیا اور حسبِ عادت اپنی عورت کے پاس اسے رکھ دیا، ایک جن حضرت سلیمان علیہ السلام کی صورت وحلیہ میں آ کر انگوٹھی مانگ کر لے گیا اور انگوٹھی لے جانے والا جن یا کوئی دوسرا جن سلیمان علیہ السلام کی جگہ تخت نشین ہو گیا چنانچہ پرندہ وغیرہ سب چیزیں اس کے سامنے حاضر ہوئیں اب جو سلیمان علیہ السلام نے غیر شاہی لباس میں آ کر اس کو تخت نشین دیکھا اور لوگوں سے کہا کہ سلیمان تو میں ہوں، مگر کسی نے نہ مانا، پھر انہوں نے اللہ تعالی کی طرف رجوع کیا اور کچھ روز بعد سلیمان علیہ السلام اپنے تخت پر واپس آ گئے۔

ایک اور واقعہ صحیح بخاری وغیرہ میں مذکور ہے، بعض حضرات مفسرین نے اس واقعہ کے بعض حصوں کو قرآن کریم کی اس آیت سے ملتا جلتا دیکھ کر اسے اس آیت کی تفسیر قرار دیا ہے اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ آج رات میں ازواج کے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا کروں گا اور ان میں سے ہر بیوی سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا۔لیکن یہ خیال ظاہر فرماتے وقت آپ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے۔اللہ تعالی کو اپنے جلیل القدر پیغمبر کی یہ فروگذاشت پسند نہ آئی اور اس نے آپ کے دعوے کو اس طرح غلط ثابت کر دیا کہ تمام ازواج مطہرات میں سے صرف ایک بیوی کے یہاں ایک مردہ بچہ پیدا ہوا، جس کا ایک پہلو نہ تھا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

تفسیر کی کتب میں مذکور یہ واقعات اسرائیلیات سے ماخوذ ہیں اور یہ واقعات قطعاً باطل اور لغو ہیں۔حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ آیت مذکورہ کی تفسیر میں اس قسم کے تمام واقعات کو اسرائیلیات میں شمار کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اہل کتاب میں ایک جماعت ایسی ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو نبی نہیں مانتی بس ظاہر یہ ہے کہ یہ جھوٹے قصے انہوں نے گھڑے ہیں۔لہٰذا اس قسم کی روایات کو اس قرآنی آیت کی تفسیر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔(معارف القرآن)

صحیح تفسیر: اس آیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک آزمائش کا ذکر ہے اس آزمائش کے دوران حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی پر

کوئی دھڑ ڈال دیا گیا تھا اب یہ معلوم نہیں کہ وہ دھڑ کیا تھا؟ کرسی پر ڈالنے کا کیا مطلب ہے؟ اور اس سے آزمائش کیونکر ہوئی؟ یہ تمام تفصیلات نہ تو قرآن کریم میں موجود ہیں اور نہ ہی کسی صحیح اور قابل اعتماد احادیث سے ثابت ہیں اگرچہ بعض احادیث سے اور اسی طرح بعض دیگر حکایات سے اس کی تفسیر میں متعدد واقعات ذکر کئے گئے ہیں لیکن بعض محقق مفسرین مثلاً حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے جس بات کو مجمل چھوڑا ہے اس کی تفصیلات میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں بس اتنی بات پر ایمان رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی کوئی آزمائش کی تھی جس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف پہلے سے زیادہ رجوع فرمالیا اور قرآن کریم کا اصل مقصد اتنے بیان سے پورا ہو جاتا ہے۔ (معارف القرآن ج ۷ ص ۵۱۶)۔

الشق الثانی ..... فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ﴿۱۰﴾ يَّغْشَى النَّاسَ ۖ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۱﴾ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ﴿۱۲﴾ أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ﴿۱۴﴾ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ ۚ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ﴿۱۶﴾ (پ ۲۵۔ دخان: ۱۰ تا ۱۶)

آیات کا ترجمہ کریں، ان آیات کا مختصر پسِ منظر اور شانِ نزول بیان کریں، نیز آیات مذکورہ کی جامع تفسیر کریں۔ **دخان مبین، رسول مبین، البطشة الکبریٰ** کی مراد متعین کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا حل پانچ امور ہیں ① آیات کا ترجمہ ② آیات کا پسِ منظر و شانِ نزول ③ آیات کی تفسیر ④ **دخان مبین، رسول مبین، البطشة الکبریٰ** کی مراد ⑤ کلماتِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ پس انتظار کیجئے اس دن کا جس دن آسمان سے واضح دھواں آئیگا جو ڈھانپ لے گا لوگوں کو یہ دردناک عذاب ہے، اے ہمارے رب! ہم سے عذاب کو ہٹا دے، ہم ایمان لانے والے ہیں، کہاں ہوگا ان کے لئے نصیحت حاصل کرنا حالانکہ آچکا ان کے پاس واضح رسول پھر انہوں نے اس سے پیٹھ پھیر لی اور کہنے لگے کہ یہ جادو سکھایا ہوا ہے، دیوانہ ہے۔ بیشک ہم یہ عذاب تھوڑی مدت تک کے لئے کھول (ہٹا) دیتے ہیں یقیناً تم دوبارہ اُسی حالت پر لوٹ جاؤ گے، جس دن ہماری طرف سے بڑی پکڑ ہوگی، بیشک ہم اُس دن پورا بدلہ وانتقام لے لیں گے۔

② آیات کا پسِ منظر اور شانِ نزول:۔ صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بالاخانے سے ہم پر نظر فرمائی، ہم آپس میں علاماتِ قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم دس علامتیں نہ دیکھ لو ان میں سے ایک دخان بھی ہے جس کا تذکرہ اس آیت میں مذکور ہے۔

③ آیات کی تفسیر:۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ لوگ حق واضح ہونے کے باوجود نہیں مانتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے اس دن کا انتظار کیجیے کہ جب آسمان پر ایک دھواں پیدا ہوگا، جو ان سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیگا۔ یہ ایک دردناک سزا ہوگی۔ جب یہ عذاب نازل ہوگا اس وقت یہ عرض کریں گے کہ اے پروردگار! اس عذاب و مصیبت کو ہم سے دور کر دے ہم ایمان لاتے ہیں۔ مگر ان کا یہ وعدہ بھی صدق دل سے نہیں ہے کیونکہ ان کے پاس واضح معجزات و دلائل والا پیغمبر آیا اور انہوں نے اس کا انکار کیا اور یہی کہتے رہے کہ یہ دیوانہ وسکھلایا ہوا ہے پس انہوں نے اس پیغمبر کو تسلیم نہیں کیا۔ لہٰذا ان کے ایمان لانے کی کوئی امید نہیں ہے، یہ محض وقتی ٹالنا ہے، اگر ہم ان سے عذاب کو دور کر دیں تو یہ سب دوبارہ اپنی سابقہ حالت پر لوٹ جائیں گے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس عذاب کے ٹلنے کی مدت صرف دنیوی زندگی میں ہے پھر مرنے کے بعد جو عذاب و مصیبت آئے گی اس کا خاتمہ نہ ہوگا وہ سخت پکڑ اور پوری پوری سزا ہوگی۔

④ **دخان مبین، رسول مبین، البطشة الکبریٰ کی مراد:۔** **دخان مبین** کے متعلق تین اقوال ہیں ① **دخان مبین** علاماتِ قیامت میں سے ایک علامت ہے، یہ ایک دھواں ہوگا جس سے مؤمن کو ایک طرح کا زکام ہوگا اور کافر کے تمام بدن میں بھر جائے گا ② یہ پیشین گوئی واقع ہو چکی ہے اور اس کا مصداق مکہ مکرمہ کا قحط ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ان پر مسلط ہوا تھا، بھوک اور پیاس کی شدت سے کمزوری کی وجہ سے ان کو آسمان پر دھواں نظر آتا تھا ③ اس سے مراد وہ گرد و غبار ہے جو فتح مکہ کے روز مکہ مکرمہ کے آسمان پر چھا گیا تھا۔

رسول مبین سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

البطشة الکبری سے مراد حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک غزوۂ بدر کی پکڑ ہے۔ جمہور کے نزدیک اس سے مراد قیامت کے دن کی پکڑ اور عذاب ہے۔ (معارف القرآن)

⑤ کلماتِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق:۔ "**کاشفوا**" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **کَشْفًا** (ضرب، صحیح) بمعنی کھولنا۔

"**فارتقب**" صیغہ واحد مذکر حاضر امر حاضر معلوم از مصدر **ارتقاب** (افتعال، صحیح) بمعنی انتظار کرنا۔

"**یغشی**" صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر **غَشْیًا وغِشَایَةً** (سمع، ناقص) بمعنی نازل ہونا وڈھانکنا۔

"**عائدون**" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **عَوْدًا** (نصر، اجوف) بمعنی لوٹنا۔

"**منتقمون**" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **انتقاما** (افتعال، صحیح) بمعنی سزا و بدلہ دینا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ..... اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۞ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۗ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ (پ۲۶۔ الفتح:۱تا۴)

آیات کا ترجمہ کریں۔ **مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ** سے کیا مراد ہے؟ نیز عصمتِ انبیاءؑ کے عقیدہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے آیات کی تفسیر بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② **مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ** کی مراد ③ آیات کی تفسیر۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ بیشک ہم نے آپ کو کھلم کھلا فتح عطا کی تا کہ اللہ آپ کی اگلی اور پچھلی کوتاہیاں معاف کردے اور اپنی نعمت آپ پر تمام کردے اور تا کہ اللہ آپ کو سیدھے راستہ پر چلائے اور اللہ آپ کی زبردست مدد کرے۔ وہ وہی ذات ہے جس نے مؤمنین کے دلوں میں سکینت (اطمینان وسکون) اتاردی تا کہ ان کے ایمان میں مزید اضافہ ہو، اور آسمان وزمین کے تمام لشکر اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں، اور اللہ ہی علم وحکمت کا بھی مالک ہے۔

② **مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ** کی مراد:۔ وہ تمام فروگذاشتیں جو رسالت سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں آپ سے ہوگئی ہوں اور وہ تمام لغزشیں جو رسالت کے بعد یعنی اس سورت کے نزول کے بعد آپ سے ہوجائیں اور ان پر عتاب ہوسکتا ہو۔

سفیان ثوری نے کہا: ماتقدم سے مراد وہ فروگذاشتیں ہیں جو اسلام سے پہلے آپ سے ہوچکیں اور ماتاخر سے نہ کی ہوئی غلطیاں مراد ہیں اور اس جملہ سے مراد پختہ معافی ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے عرب کہتے ہیں: زید نے اس شخص کو بھی دیا جس کو اس نے دیکھا اور اس کو بھی دیا جس کو کبھی نہیں دیکھا، اس کو بھی مارا جس کو پایا اور اس کو بھی جس کو نہیں پایا۔

عطا خراسانی نے کہا: ماتقدم سے مراد حضرت آدم اور حضرت حوا کی غلطیاں ہیں اور ماتاخر سے مراد امت کے گناہ ہیں یعنی آپ ﷺ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آدم وحوا کی غلطیاں اور آپ کی دعا سے آپ کی امت کے گناہ معاف کردے۔ (مظہری)

③ آیات کی تفسیر:۔ صلح حدیبیہ سے واپسی پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فتح مبین کی خوشخبری دی گئی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے اس صلح حدیبیہ کے ذریعے مسلمانوں کو کفار پر ایک بہت ہی بھاری فتح دی ہے تا کہ آپ کی اگلی پچھلی اجتہادی کوتاہیاں اللہ تعالیٰ معاف کردیں اور آپ پر اپنا انعام کامل کردے اور آپ کو ہمیشہ اسلام کے صحیح راستہ پر ثابت قدم رکھے اور آپ کو ایسی زبردست نصرت عطا فرمائے کہ کوئی آپ کا مقابلہ نہ کرسکے۔ پھر فرمایا کہ وہ وہی ہے پروردگار جس نے سکینت وطمانینت کو اہلِ ایمان کے دلوں میں اتارا تا کہ انکے ایمان میں اور اضافہ ہوجائے استقامت ویقین کامل کی صورت میں انکے اصل ایمان کے ساتھ اس سکینت اور طمانینتِ قلب سے رسول اللہ ﷺ کی بات پر دل مطمئن ہوگئے گو کہ بعض باتیں بظاہر خلافِ طبع تھیں اور ہوسکتا تھا کہ جس طرح کا فرضد پر

ڈٹے ہوئے تھے یہ بھی ایسی ہی ضد کی صورت اختیار کر لیتے مگر اس اطمینانِ قلب کی وجہ سے انکے مراتبِ ایمان وعرفان میں ترقی ہوئی۔

لِيَغفِرَ لك الله ما تقدم مِن ذنبك وما تاخّر: اس **ليغفر** کا لام اگر تعلیل (بیانِ علت) کیلئے لیا جائے تو حاصل یہ ہے کہ یہ فتح مبین آپ کو اسلئے دی گئی ہے تا کہ آپ کو یہ تین کمالات حاصل ہو جائیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے، ان میں سے پہلی چیز اگلی پچھلی تمام لغزشوں اور خطاؤں کی معافی ہے۔ سورۃ محمد میں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں ان کی طرف قرآن میں جہاں کہیں ذنب یا عصیان وغیرہ کے الفاظ منسوب کئے گئے وہ ان کے مقام عالی کی مناسبت سے ایسے کاموں کیلئے استعمال کئے گئے جو خلافِ اولی تھے مگر نبوت کے بلند مقام کے اعتبار سے غیر افضل پر عمل کرنا بھی ایسی لغزش ہے جس کو قرآن نے بطور تہدید کے ذنب وگناہ سے تعبیر کیا ہے۔ (مظہری)

ويهديك صِراطا مستقيما: یہ دوسری نعمت ہے جو اس فتح مبین پر مرتب ہوئی۔ سوال ہوتا ہے کہ صراط مستقیم پر تو آپ اول ہی سے ہیں بلکہ دنیا کو اسی صراط مستقیم کی دعوت دینا آپ کا رات دن کا مشغلہ ہے تو ہجرت کے چھٹے سال فتح مبین کے ذریعہ صراط مستقیم کی ہدایت کے کیا معنی ہیں؟ جواب یہ ہے کہ ہدایت ایک ایسا مفہوم عام ہے جس کے درجات غیر متناہی ہیں اسلئے کہ ہدایت کے معنی منزل مقصود کا راستہ دکھلانا یا اس پر پہنچانا ہے اور اصل منزلِ مقصود حق تعالی کی رضا اور قرب حاصل کرنا ہے اور اس رضا وقرب کے متفاوت درجات بیشمار ہیں، ایک درجہ حاصل ہونے کے بعد دوسرے اور تیسرے درجہ کی ضرورت باقی رہتی ہے جس سے کوئی بڑے سے بڑا ولی بلکہ نبی ورسول بھی بے نیاز نہیں ہوسکتا، اسی لئے **اهدنا الصراط المستقيم** کی دعا نماز کی ہر رکعت میں کرنے کی تعلیم جیسے امت کو ہے خود رسول کریم ﷺ کو بھی ہے جس کا حاصل صراط مستقیم کی ہدایت یعنی اللہ تعالی کے قرب ورضا کے درجات میں ترقی حاصل کرنا ہے اس فتح مبین پر حق تعالی نے اسی قرب ورضا کا کوئی بہت اعلی مقام آپ کو عطا فرمایا جس کو **ويهديك** کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

وينصرك الله نصرا عزيزا: یہ تیسری نعمت ہے جو اس فتح مبین پر مرتب ہوئی کہ حق تعالی کی امداد واعانت جو آپ کو ہمیشہ حاصل رہی ہے اس وقت اس مدد کا ایک بڑا درجہ آپ کو دیا گیا۔ (معارف القرآن)

الشق الثانی ..... قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖۗ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝ الَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ (پ ۲۸۔ مجادلہ: ۱ تا ۳)

آیات کا ترجمہ کریں۔ مذکورہ واقعے کا شانِ نزول تحریر کریں۔ ظہار کی لغوی واصطلاحی تعریف لکھنے کے بعد کفارۂ ظہار کی تفصیل بیان کریں۔ **تُجَادِلُكَ، تَشْتَكِیْ، تَحَاوُرَكُمَا، يُظَاهِرُوْنَ** کی صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کا شانِ نزول ③ ظہار کی لغوی واصطلاحی تعریف ④ کفارۂ ظہار کی تفصیل ⑤ مذکورہ کلمات کی صرفی تحقیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ تحقیق سن لی اللہ تعالیٰ نے اُس عورت کی بات جو آپ ﷺ سے اپنے زوج کے معاملہ میں جھگڑ رہی تھی اور اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی باہم گفتگو (سوال جواب) سن رہے تھے، بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے، جو لوگ ظہار کرتے ہیں تم میں سے اپنی بیویوں سے وہ انکی مائیں نہیں ہیں، بیشک اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے اور جو لوگ ظہار کرتے ہیں اپنی عورتوں سے پھر اپنی بات سے رجوع کرنا چاہتے ہیں (اپنے قول کی تلافی کرنا چاہتے ہیں) تو ایک غلام آزاد کرنا ہے باہم ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے اسکی تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

② آیات کا شانِ نزول:۔ بغوی نے لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کے متعلق نازل ہوئی ہیں، واقعہ یہ ہوا کہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا انتہائی حسین وجمیل ومالدار عورت تھی اور حضرت اوس کے مزاج میں غصہ تھا ایک دن حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے قربت کرنی چاہی حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے انکار کر دیا اوس رضی اللہ عنہ نے غصہ میں آکر کہا کہ تو میری ماں کی پشت کی طرح

ہے، بعد میں پشیمانی ہوئی کیونکہ دور اسلامی سے پہلے ظہار وایلاء کو طلاق سمجھا جاتا تھا حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میرے خیال میں تو میرے لیے حرام ہوگئی ہے، خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ واللہ یہ طلاق نہیں ہے، یہ کہہ کر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ میرے شوہر نے مجھ سے ظہار کیا ہے مگر بعد میں وہ پشیمان ہوا ہے تو کیا ہم دوبارہ یکجان ہو سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے خیال میں تو اس کے لئے حرام ہوگئی ہے، خولہ رضی اللہ عنہا بار بار اپنی محتاجی وتنہائی وبدحالی کا شکوہ کرتی رہیں اور آنحضرت بار بار جواب دیتے رہے بالآخر خولہ رضی اللہ عنہا نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا اے اللہ! میں تجھ سے ہی شکوہ کرتی ہوں اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (مظہری ج ۱۱ ص ۲۰۴)

③ ظہار کی لغوی واصطلاحی تعریف:۔ ظہار لغت میں مرد کا اپنی منکوحہ کو اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ کہنا ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں مرد کا اپنی بیوی کو یا اسکے کسی ایسے جزو شائع کو جس سے سارے جسم کو یا ذات کو تعبیر کیا جا سکتا ہو اپنی محرمات ابدیہ (ماں، بہن، بیٹی وغیرہا) کے ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کو دیکھنا اس کیلئے جائز نہیں (ماں کی پشت بھی اسکی ایک مثال ہے) ظہار ہے۔

ظہار کا حکم یہ ہے کہ وہ بیوی اس مرد کیلئے حرام ہوگئی خاوند کا اس سے وطی کرنا، اس کو چھونا اور اس سے بوس وکنار کرنا سب حرام ہیں جب تک کہ کفارۂ ظہار ادا نہ کرے، کفارۂ ظہار ادا کرنے کے بعد وہ عورت اپنے خاوند پر حلال ہو جائیگی۔

④ کفارۂ ظہار کی تفصیل:۔ اگر مظاہر اپنی بیوی سے اختلاط رکھنا چاہتا ہے تو اس پر کفارہ لازم ہے اور وہ کفارہ عندالاحناف یہ ہے کہ ایک قابل المنفعت غلام یا باندی آزاد کرے خواہ کافر ہو یا مؤمن، لیکن امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مسلمان رقبہ آزاد کرنا شرط ہے اور اگر اس کی طاقت نہیں تو پھر مسلسل ساٹھ روزے رکھے اگر روزوں کی طاقت نہیں تو ساٹھ مسکینوں کو صبح وشام پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ہر ایک مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع جَو یا ان کی قیمت دیدے۔ تحریر رقبہ اور روزوں والا کفارہ قبل المباشرت ادا کرنا ضروری ہے اور طعام والے کفارہ کے درمیان اگر مباشرت کر لی تب بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔

⑤ کلمات کی صرفی تحقیق:۔ تَحَاوُرَکُمَا: یہ باب تفاعل (اجوف) کا مصدر ہے بمعنی باہم گفتگو کرنا۔ باہم جواب دینا۔

تُجَادِلُكَ: صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل مضارع معلوم از مصدر مجادلۃ (مفاعلہ۔صحیح) بمعنی سخت جھگڑا کرنا۔

تَشْتَكِیْ: صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل مضارع معلوم از مصدر اِشْتِكَاءٌ (افتعال۔ناقص) بمعنی شکایت کرنا۔

یُظَاهِرُوْنَ: صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر مظاھرۃ (مفاعلہ۔صحیح) بمعنی ظہار کرنا۔ پیٹھ سے تشبیہ دینا۔

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل ..... ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِیْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِیْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ یَّهْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۲۹﴾ (پ ۲۱۔الروم: ۲۸، ۲۹)

آیات کا ترجمہ کریں۔ پہلی آیت میں بیان کردہ مثال کی وضاحت کرتے ہوئے تفسیر بیان کریں۔ **مثلاً، انفسکم، اھوائھم** کے منصوب ہونے کی وجہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② مثال کی وضاحت وتفسیر ③ مذکورہ کلمات کے منصوب ہونے کی وجہ۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اللہ نے تمہارے لیے ایک مثال بیان فرمائی جو تمہارے نفسوں سے ہے، کیا جن کے تم مالک ہو ان میں سے کوئی اس ملک میں شریک ہے جو ہم نے تمہیں دیا کہ وہ اور تم اس میں برابر ہو؟ تم ان سے اسی طرح ڈرتے ہو جیسا اپنے نفسوں سے ڈرتے ہو، ہم اسی طرح آیات کو بیان کرتے ہیں ان لوگوں کیلئے جو عقل رکھتے ہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے ظلم کیا وہ بغیر علم کے اپنی خواہشوں کا اتباع کرتے ہیں، سو جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کون ہدایت دے گا اور کوئی بھی ان کیلئے مددگار نہ ہوگا۔

② مثال کی وضاحت وتفسیر:۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص مثال کے ذریعہ شرک کی تردید اور توحید کا اثبات کیا ہے۔

مثال کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مخلوق کو شریک کرتے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ نے مثال کے طور پر ایک سوال فرمایا اور وہ یہ کہ تم لوگوں کو ہم نے مال و دولت دیا ہے، اس مال میں تمہارے غلام اور باندیاں بھی ہیں، تم ان کے مالک ہو۔ غلام و باندیوں سے تم خدمت لیتے ہو، دوسرے مال کے اٹھانے، رکھنے اور خرچ کرنے میں انہیں استعمال کرتے ہو، ان غلاموں اور باندیوں سے کام تو لیتے ہو لیکن تم نے انہیں اپنے مالوں میں شریک تو نہیں کیا؟ اگر تم انہیں اپنے مالوں میں شریک کر لیتے تو یہ بھی اختیارات میں تمہارے برابر ہو جاتے اور تم سے پوچھے بغیر خرچ کرتے، اور جب وہ شریک ہو جاتے تو تم ان سے اسی طرح خوف کھاتے جیسے اپنے شرکاء سے اعتراض کا اندیشہ رکھتے ہو اور انہیں خوش کر کے چلتے ہو اور باوجود اپنی ذاتی شرکت کے اپنے شرکا سے دریافت کر کے اور مشورہ لے کر صرف کرتے ہو۔ تو جب تمہارے غلام جو تمہاری طرح کی مخلوق ہیں وہ تمہارے مالوں میں اور مال خرچ کرنے کے اختیار میں شریک نہیں تو وہ جو تم نے اللہ کے سوا معبود بنا رکھے ہیں ان کو تم اللہ تعالیٰ کی صفتِ خاص یعنی معبودیت میں کیونکر شریک کرتے ہو؟ حالانکہ وہ تو اللہ کی مخلوق ہیں، پس جب تم اپنے مالوں میں اپنے غلاموں کے اپنے ساتھ شریک ہونے کو تیار نہیں تو تم نے عبادت میں مخلوق کو خالق کے ساتھ کیسے شریک کر دیا؟

مذکورہ مثال ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم اہلِ عقل کیلئے اسی طرح واضح طور پر آیات بیان کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، آیات میں غور نہ کیا، بغیر علم جہالت کے ساتھ اپنے نفس کی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، جو دل میں آیا اسی کو معبود بنا لیا، حق اور حقیقت کی طرف متوجہ نہ ہوئے، جب گمراہی کو قصداً اور ارادۃً اختیار کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں گمراہی میں چھوڑ دیا اور جسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ کر دیا اسے کون ہدایت دے سکتا ہے۔ اور جب اس گمراہی پر عذاب ہونے لگے گا تو ان ظالموں کو کوئی بھی مددگار اور عذاب سے چھڑانے والا نہ ملے گا۔

③ مذکورہ کلمات کے منصوب ہونے کی وجہ:۔ **انفسکم**: یہ **خیفتکم** مصدر کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔
مثلاً: یہ **ضرب** فعل کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ **اھوائھم**: یہ **اتّبع** فعل کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

الشق الثانی ..... وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ (پ۲۱۔الروم:۳۹ تا ۴۱)

مندرجہ بالا آیات کا ترجمہ لکھیں اور پہلی آیت میں **لیربو فی اموال الناس** کا مطلب واضح کرتے ہوئے آیت کی تفسیر لکھیں۔ تیسری آیت میں فساد فی البر والبحر سے کیا مراد ہے؟ خط کشیدہ کلمات کی لغوی و صرفی تحقیق کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② **لیربوا فی اموالِ الناس** کا مطلب و آیات کی تفسیر ③ فساد فی البر والبحر کی مراد ④ خط کشیدہ کلمات کی لغوی و صرفی تحقیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور یہ جو تم سود دیتے ہو تا کہ وہ لوگوں کے اموال میں شامل ہو کر بڑھ جائے تو وہ اللہ کے نزدیک بڑھتا نہیں ہے اور جو تم اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لیے زکوۃ دیتے ہو پس یہی لوگ اپنے مال کو کئی گنا بڑھانے والے ہیں۔ اللہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر تمہیں رزق دیا پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ فرمائے گا، کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے؟ اللہ ان کے شرک سے پاک و برتر ہے۔ ظاہر ہو گیا فساد خشکی و تری میں لوگوں کے اعمال کی وجہ سے تا کہ اللہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھا دے، تا کہ وہ لوگ باز آ جائیں۔

② **لیربوا فی اموالِ الناس** کا مطلب و آیات کی تفسیر:۔ پہلی آیت میں ایک بری رسم کی اصلاح کی گئی ہے جو عام خاندانوں اور اہلِ قرابت میں چلتی ہے۔ وہ یہ کہ عام طور پر رشتہ دار لوگ جو کچھ دوسرے کو دیتے ہیں اس پر نظر رکھتے ہیں کہ وہ بھی ہمارے وقت میں کچھ دے گا بلکہ رسمی طور پر کچھ زیادہ دے گا، خصوصاً نکاح، شادی وغیرہ کی تقریبات میں جو کچھ دیا اور لیا جاتا ہے اسکی یہی حیثیت ہوتی ہے جس کو عرف میں نوتہ کہتے ہیں۔ اس آیت میں ہدایت کی گئی ہے کہ اہلِ قرابت کا جو حق ادا کرنے کا حکم پہلی آیت میں دیا گیا

ہے ان کو یہ حق اس طرح دیا جائے کہ نہ ان پر احسان جتائے اور نہ کسی بدلے پر نظر رکھے۔ جس نے بدلے کی نیت سے دیا کہ ان کا مال دوسرے عزیز و رشتہ دار کے مال میں شامل ہونے کے بعد کچھ زیادتی کے ساتھ واپس آئے گا اللہ کے نزدیک اس کا کوئی درجہ اور ثواب نہیں اور قرآن کریم نے اس زیادتی کو لفظ ربوا سے تعبیر کر کے اسکی قباحت کی طرف اشارہ کر دیا کہ یہ ایک سود کی ہی صورت ہے۔ اور جو شخص اللہ کی رضا کیلئے کوئی صدقہ دے گا تو اس کا یہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول بھی ہوتا ہے اور اس کا ثواب بھی بڑھ کر ملتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ عام قانون ہے کہ جو شخص ایک نیکی کرے اس کیلئے دس گنا ہے اور اس سے زائد جس قدر بھی اللہ تعالیٰ چاہے بڑھا چڑھا کر ثواب عطا فرماتا ہے۔

دوسری آیت میں پھر توحید کی طرف متوجہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا، پھر تمہیں رزق دیا، اس رزق کو کھاتے پیتے ہو اور زندہ رہتے ہو، پھر اس زندگی کے بعد تمہیں موت دے گا پھر زندہ فرمائے گا، اسی کی قدرت کے یہ سب مظاہر ہیں اور وہی مستحقِ عبادت ہے، وحدہ لاشریک ہے تم لوگوں نے جو اس کیلئے شریک بنا رکھے ہیں کیا ان میں سے کوئی ایسا ہے جسے ان چیزوں پر قدرت ہو؟ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی یہ کام نہیں کر سکتا، جب اسکے علاوہ کوئی بھی قدرت رکھنے والا نہیں ہے تو پھر عبادت میں اسکے ساتھ دوسروں کو شریک کیوں کرتے ہو؟ وہ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

دعوتِ توحید کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شرک و معصیت ایسی بری چیز ہے کہ خشکی اور تری یعنی تمام دنیا میں لوگوں کے انہی اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں، مثلاً قحط و با و طوفان۔ تا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے بعض اعمال کی سزا کا مزہ دنیا میں ہی چکھا دیں اور لوگ اپنے ان بُرے اعمال سے باز آ جائیں۔ بہت سے گناہوں کو تو اللہ تعالیٰ معاف ہی کر دیتے ہیں، بعض ہی اعمال کی سزا دیتے ہیں۔ غرض جب اعمالِ بد مطلقاً سببِ وبال ہیں تو شرک و کفر تو سب سے بڑھ کر موجبِ عذاب ہوگا۔

③ فساد فی البر والبحر کی مراد:۔ فساد سے مراد قحط، وبائی امراض، آگ لگنے و پانی میں ڈوبنے کے واقعات کی کثرت اور ہر چیز کی برکت کا مٹ جانا، نفع بخش چیزوں کا نفع کم اور نقصان زیادہ ہو جانا وغیرہ آفات ہیں۔ (معارف القرآن)

آپس میں قتل و خون ہونا، قحط آنا، مہلک امراض کا عام ہونا، نئے نئے امراض کا پیدا ہونا، آندھیوں کا چلنا، کھیتوں کو کیڑوں کا کھانا، زلزلوں کا آنا، سخت سردی سے فصلوں کا تباہ ہونا اور اس طرح کی بہت سی مصیبتوں کا ظہور مراد ہے۔ (انوار البیان)

ابن عباسؓ اور مجاہدؒ کا قول ہے کہ بر میں فساد سے مراد قابیل کا اپنے بھائی ہابیل کو قتل کرنا اور بحر میں فساد سے مراد ظالم بادشاہ جلندی کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں کشتیوں کو چھیننا ہے۔ ضحاک نے کہا: زمین پہلے سرسبز و شاداب تھی، جس درخت کے پاس آدمی جاتا تھا اس کو بار آور پاتا تھا، سمندر کا پانی پہلے میٹھا تھا اور شیر گائے و بکری کو قتل کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتا تھا لیکن قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو زمین خشک ہوگئی، درخت پُر خار ہو گئے، سمندر کا پانی شور ہو گیا اور جانور ایک دوسرے کو پھاڑنے لگے۔ (مظہری)

④ خط کشیدہ کلمات کی لغوی و صرفی تحقیق:۔ اَیْدِیْ: یہ جمع ہے اس کا مفرد یَدٌ ہے بمعنی ہاتھ۔

لَا یَرْبُوْ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل منفی مضارع معلوم از مصدر رِبَاءٌ (نصر۔ناقص) بمعنی بڑھنا و زیادہ ہونا۔

تُرِیْدُوْنَ: صیغہ جمع مذکر حاضر فعل مضارع معلوم از مصدر اِرَادَۃٌ (افعال۔مہموز العین) بمعنی چاہنا، خواہش کرنا۔ ارادہ کرنا۔

مُضْعِفُوْنَ: صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر اِضْعَافًا (افعال۔صحیح) بمعنی زیادہ کرنا۔ اضافہ کرنا۔ بڑھانا۔

لِیُذِیْقَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر اِذَاقَۃٌ (افعال۔اجوف) بمعنی چکھانا۔

0313 6357943 maktababakaryamultan@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل ..... اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِیْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَ اَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَ اِنْ یُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْكَبِیْرِ ۝ هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَ مَا یَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ ۝ (پ۲۴۔المؤمن ۱۰ تا ۱۳)

آیات کا ترجمہ و مختصر تفسیر کیجئے۔ لمقت اللّٰہ اکبر مِن مقتکِم انفسکم سے کیا مراد ہے؟ دوسری آیت میں دو موتوں اور

دوزندگیوں کا کیا مطلب ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ جملہ کا مطلب ④ دوموت ودوزندگی کا مطلب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ بلاشبہ جنہوں نے کفر کیا ان کو پکارا جائے گا کہ البتہ اللہ تعالیٰ کو جو تم سے نفرت وبیزاری ہے وہ اس نفرت وبیزاری سے بہت بڑی ہے جو تمہیں خود اپنی جانوں سے نفرت وبیزاری ہے کہ جب تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے تو تم کفر اختیار کرتے تھے۔ وہ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے رب آپ نے ہمیں دوبار موت دی اور دوبار زندگی دی سو ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کرلیا تو کیا نکلنے کی کوئی راہ ہے؟ یہ اس وجہ سے ہے کہ جب صرف اللہ کا نام لیا جاتا تھا تو تم انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جاتا تھا تو تم اسے مان لیتے تھے سو فیصلہ اللہ ہی کے لیے ہے جو بلند ہے بڑا ہے۔ وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لیے آسمان سے رزق اتارتا ہے۔ اور نصیحت حاصل نہیں کرتے مگر وہ لوگ جو رجوع کرتے ہیں۔

② آیات کی تفسیر:۔ کافر لوگ جب دوزخ میں جا کر اپنے شرک وکفر اختیار کرنے پر حسرت وافسوس کریں گے اور خود ان کو اپنے سے سخت نفرت ہوگی یہاں تک غصہ کے مارے اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کر کھاویں گے۔ اس وقت ان کو پکارا جائے گا کہ جیسے تمہیں اِس وقت خود سے نفرت ہے اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو تم سے نفرت تھی جب تم دنیا میں ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے اور تم نہیں مانا کرتے تھے۔ (اس جملہ سے مقصود ان کی حسرت وندامت میں زیادتی کرنا ہے)۔ وہ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم جو دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کیا کرتے تھے اب ہمیں اپنی غلطی معلوم ہوگئی، چنانچہ ہم نے دیکھ لیا کہ آپ نے ہمیں دومرتبہ مردہ رکھا (پیدائش سے پہلے کہ ہم بے جان مادہ کی صورت میں تھے اور اس عالم میں آنے اور زندہ ہونے کے بعد متعارف موت سے مردہ ہوئے) اور دومرتبہ ہی تو نے ہمیں زندگی دی (دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی) سو ہم اپنی خطاؤں کا اعتراف واقرار کرتے ہیں تو کیا یہاں سے نکلنے کی کوئی صورت ہے کہ دنیا میں جا کر ان خطاؤں کا تدارک کرلیں؟ جواب ملے گا کہ تمہارے نکلنے کی کوئی صورت نہیں بلکہ تم ہمیشہ یہیں رہو گے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب توحید کا ذکر ہوتا تھا تو تم انکار کیا کرتے تھے اور اگر اسکے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے، اسلئے یہ اللہ تعالیٰ کا کیا ہوا فیصلہ ہے جو عالیشان اور بڑے مرتبے والا ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ کی علوِ شان و کبریائی کے اعتبار سے یہ جرم عظیم تھا اسلئے فیصلہ میں سزا (دائمی جہنم) بھی عظیم ہوئی۔

آخری آیت میں فرمایا کہ وہی ذات تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتی ہے تاکہ تم ان سے توحید پر استدلال کرو اور اُن نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ آسمان سے تمہارے لئے بارش بھیجتا ہے جس سے رزق پیدا ہوتا ہے۔ اور ان نشانیوں سے صرف وہی شخص نصیحت قبول کرتا ہے جو خدا کی طرف رجوع کرنے کا ارادہ کرتا ہے کیونکہ ارادۂ رجوع سے غور وتامل نصیب ہوتا ہے، اور پھر اسی سے حق تک رسائی ہوجاتی ہے۔ (خلاصۂ تفسیر)

③ جملہ کا مطلب:۔ ① تمہیں جتنا آج اپنے نفسوں سے بغض ہے اللہ تعالیٰ کو تمہارے نفسوں سے اس سے بھی زیادہ بغض ہے اور یہ بغض اب سے نہیں بلکہ جب تم دنیا میں تھے اسی وقت سے اللہ تعالیٰ کو تم سے بغض ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ تمہیں بار بار ایمان کی دعوت دی گئی لیکن تم نے ہر بار حق کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ ② آپس میں تم جو آج ایک دوسرے سے بغض اور نفرت ہے کہ بڑے چھوٹوں کو اور چھوٹے بڑوں کو الزام دے رہے ہیں اور ایک دوسرے سے براءت ظاہر کررہے ہیں اللہ تعالیٰ کو تم سے اس سے زیادہ بغض ہے۔ (انوار البیان)

جب کافر لوگ جہنم اور وہاں کی سختیاں دیکھ کر ناخوش وناراض اور غصہ ہوں گے تو انہیں کہا جائے گا کہ دنیا میں جب تمہیں ایمان لانے کیلئے کہا جاتا تھا اور تم انکار کرتے تھے، اس وقت خدا تعالیٰ کو تم پر غصہ اور ناخوشی ہوتی تھی۔ سو وہ غصہ اس کا تمہارے آج کے غصہ سے جو تم کو اپنے اوپر آرہا ہے بڑھ کر تھا، تم نے اس کے غصہ کی پرواہ نہ کی اب اُسے تمہاری ناراضگی ودل تنگی اور غصہ کی بھی کچھ پرواہ نہیں۔ (تفسیر حقانی)

④ دوموت ودوزندگی کا مطلب:۔ پہلی موت: پیدائش سے پہلے بے جان مادہ کی صورت۔ دوسری موت: اس عالم میں آنے اور زندہ ہونے کے بعد متعارف موت۔

پہلی زندگی: دنیا کی زندگی اور دوسری زندگی: آخرت کی زندگی۔

الشق الثانی ..... وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝ (پ۲۵۔الشوریٰ:۵۱تا۵۳)

آیات کا ترجمہ لکھیں۔ پہلی آیت میں مذکور وحی کی صورتیں واضح کریں۔ "ماکنت تدری ما الکتاب" کا مطلب لکھیں۔

جواب ..... مکمل جواب کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثالث ۱۴۳۰ھ۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل ..... اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ ۝ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ؕ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ؕ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝ (پ۲۷۔القمر:۱تا۸)

آیات کا ترجمہ کریں۔ شانِ نزول تحریر کریں۔ خط کشیدہ کلمات کا مطلب لکھیں۔

جواب ..... ① و ② آیات کا ترجمہ وشانِ نزول:۔ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۳۹ھ۔

③ خط کشیدہ کلمات کا مطلب:۔ **اقتربت الساعة:** وہ قیامت کی گھڑی قریب آ لگی۔ آنے والی چیز کا جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے وہ قریب ہوتی جاتی ہے خصوصا جبکہ اسکے آثار وعلامات نمودار ہونے لگیں پھر تو اور بھی اس کا قریب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ (حقانی)

سحرٌ مستمرّ: ابوالعالیہ، ضحاک ونحاس نے اس کا معنی قوی کیا ہے۔ اخفش نے کہا کہ یہ امرار الحبل سے مشتق ہے جس کا معنی مضبوطی سے بٹنا ہے۔ فراو کسائی اور ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ اس کا معنی فنا ہونے والا ہے کہ اس جادو کا کوئی اثر باقی نہ رہے گا۔ بعض نے کہا کہ اس کا معنی ہمیشہ ہے یعنی ایسے جادو ہمیشہ سے چلے آتے ہیں۔ (ایضا)

یہ بے بنیاد و بے حقیقت جادو ہے جو جاتا رہے گا۔ مجاہد اور قتادہ نے مستمر کی یہی تفسیر کی ہے لیکن ابوالعالیہ اور ضحاک کا قول ہے کہ مستمر سے مراد قوی ومحکم جادو ہے جو ہر جادو پر غالب ہو۔ عرب کہتے ہیں: **مرّ الحبل واستمرّ الحبل** رسی مضبوط اور قوی ہوگئی۔ بعض نے کہا: سحر مستمر سے مراد مسلسل وپیہم جادو ہے۔ بعض کے نزدیک مستمر کا لفظ حرارتیعنی تلخی سے مشتق ہے یعنی تلخ وبدمزہ جادو۔ (مظہری)

شیئ نکر: اتنی بری چیز کہ اس کی مثل معلوم نہ ہو، انتہائی مکروہ ہونے کی وجہ سے لوگ اس کو جاننا بھی گوارا نہ کریں۔ (مظہری)

مکروہ وناپسند چیز۔ اس سے مراد حساب ہے۔ (حقانی)

کانّھم جراد منتشر: اس دن لوگ پھیلی ہوئی ٹڈیوں کی مثل ہوں گے۔ یعنی جس طرح وہ بکثرت ہر طرف سے دوڑتی ہوئی جاتی ہیں اسی طرح لوگوں کا بھی ایک بڑا ٹڈی دل ہوگا کہ اگلے پچھلے تمام انسان سب ہی قبروں سے اٹھیں گے اور سب خداوندی حکم کی ہیبت سے عدالت کی طرف دوڑے چلے آئیں گے، کسی کو مجال نہ ہوگی کہ حاضر ہونے میں دیر وتامل کرے اور ان میں سے منکروں پر بڑی سختی ہوگی جس کی وجہ سے وہ کہیں گے کہ یہ دن سخت ہے۔ (حقانی)

مھطعین الی الداع: بلانے والے کی آواز کی سمت میں دیکھتے ہوئے محشر کی طرف دوڑیں گے۔ (معارف القرآن)

اپنی اپنی قبروں سے نکل کر عدالت کی طرف مجبوراً دوڑتے چلے آئیں گے، خوف وشرم کے مارے آنکھیں نیچی ہوں گی۔ (حقانی)

الشق الثانی ..... يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ

اَیْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۚ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۝ (پ۲۸۔تحریم:۱تا۴)

آیات کا ترجمہ وشانِ نزول لکھیں۔تحریم ما احلّ اللّٰہ کا حکم،تحلّۃ ایمانکم کا مطلب اور بعض ازواجہ کا مصداق کون ہیں؟

جواب.....مکمل جواب کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۴۱ھ۔

﴿یا ربّ صلّ وسلّم دائمًا ابدًا، علٰی حبیبک خیر الخلق کلهم﴾

مکتبہ زکریا
ملتان ◎ پاکستان
0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۲۳ھ

الشق الاوّل .....عَنْ اَبِیْ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: مَنْ سَأَلَ اللّٰہَ تَعَالٰی اَلشَّھَادَۃَ بِصِدْقٍ بَلَّغَہُ اللّٰہُ مَنَازِلَ الشُّھَدَاءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰی فِرَاشِہٖ۔ (حدیث:۵۷)

حدیث کا سلیس ترجمہ تحریر کریں۔ پوری حدیث پر اعراب لگائیں اور مختصر سا مفہوم بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مختصر مفہوم۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ ابو ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص صدق دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت طلب کرتا ہے اگرچہ وہ اپنے بستر پر فوت ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے مراتب کا مستحق ٹھہرائے گا۔

③ حدیث کا مختصر مفہوم:۔ اس حدیث پاک میں اخلاصِ نیت کی فضیلت کو بیان کیا جارہا ہے کہ دل میں اخلاص سے نیت کرنے سے بھی اللہ تعالیٰ لوگوں کو شہداء کے مرتبوں پر فائز کر دیتا ہے یعنی لڑائی کے میدان میں شہید ہوئے بغیر ہی محض صدق واخلاص کی بناء پر اتنا بلند مرتبہ عطا فرمادیتے ہیں، اسکے برخلاف اگر کسی کی نیت خراب ہو تو میدانِ جہاد میں بہادری سے لڑائی کرنے کے بعد بھی جہنم میں جائیگا۔

الشق الثانی .....عن ابی موسٰی الأشعری قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ من صلّی البردین دخل الجنۃ۔

حدیث کا سلیس ترجمہ تحریر کریں۔ راوی کے نام کے بعد دو مرتبہ قال قال کا لفظ آرہا ہے ان دونوں میں معنی کے اعتبار سے فرق واضح کریں۔ **بردین** سے کیا مراد ہے؟ (حدیث:۱۳۲)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) **قال قال** میں معنوی فرق (۳) **بردین** کی مراد۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دو ٹھنڈی نمازیں پڑھی وہ جنت میں داخل ہوگا۔

② **قال قال** میں معنوی فرق:۔ پہلے **قال** کا فاعل اسکے اندر ضمیر ہے جو راجع ہے راویِ حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اور دوسرے قال کا فاعل رسول اللہ ﷺ ہیں، پہلے قال کا معنی ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دوسرے قال کا معنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نیفر مایا۔

③ **بردین** کی مراد:۔ اس سے فجر وعصر کی نماز مراد ہے، انکی تخصیص اسلئے کی کہ انکا اہتمام کرنیوالا دیگر نمازوں کا ضرور اہتمام کریگا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۳ھ

الشق الاوّل .....عن ابی ھریرۃ قال:قال رسول اللّٰہ ﷺ ألا أدلّکم علٰی مایمحواللّٰہ بہ الخطایا و یرفع بہ الدرجات؟ قالوا: بلی یا رسول اللّٰہ قال:اسباغ الوضوء علی المکارہ وکثرۃ الخطا الی المساجد وانتظار الصلوۃ بعد الصلوۃ فذالکم الرباط۔ (حدیث:۱۳۱)

حدیث شریف کا اردو میں ترجمہ کریں، حدیث کے آخری جملہ کا مفہوم بیان کریں۔

0313 6357913 maktabazabariyamail@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کے آخری جملے کا مفہوم۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتلاؤں جس سے اللہ گناہوں کو مٹادے اور درجات کو بلند فرمائے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ، آپ ﷺ نے فرمایا مشقت کے وقت میں مبالغہ کے ساتھ وضو کرنا اور مسجدوں کی طرف زیادہ آمد ورفت رکھنا اور نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، اسی کا نام رباط ہے۔

② حدیث کے آخری جملے کا مفہوم:۔ **فذالکم الرباط** رباط کہتے ہیں سرحد کی حفاظت کو کہ دشمنوں سے اس کی حفاظت کرنا تو ان

اعمال کو رباط اس لئے کہا گیا کہ ان اعمال سے بھی شیطان سے انسان کی حفاظت ہوتی ہے۔

الشق الثانی.....عن عائشة رضی الله عنها قالت:نها هم النبی عن الوصال رحمة لهم، فقالوا: أنك تواصل قال: انی لست کهیئتکم انی أبیت یطعمنی ربی ویسقینی۔ (حدیث:۲۳۰)

حدیث کا اردو میں ترجمہ تحریر کریں، خط کشیدہ جملہ کی نحوی ترکیب کریں، وصال سے کیا مراد ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب (۳) وصال کی مراد۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان پر شفقت کرتے ہوئے وصال سے منع فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا آپ ﷺ تو وصال کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات گزارتا ہوں اس طرح کہ مجھے میرا پروردگار کھلاتا پلاتا ہے (مطلب یہ ہے کہ اللہ مجھ میں اس شخص کی طرح طاقت پیدا کر دیتا ہے جو کھاتا پیتا ہے)۔

② خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب:۔ انّ حرف مشبہ بالفعل ی ضمیر متکلم اسکا اسم لست فعل ناقصہ ت ضمیر اس کا اسم کهیأتکم کاف جار هیأتکم مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق کائنا کے ہو کر لست کی خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر ہو کر انّ کی خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

③ وصال کی مراد:۔ وصال سے مراد یہ ہے کہ مسلسل روزے رکھے جائیں کہ جس کے درمیان نہ افطار ہو نہ سحری ہو، دن رات مسلسل نہ کھایا جائے نہ پیا جائے، اس سے منع فرمایا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۳ھ

الشق الاوّل.....وعن ابی بشر قبیصة بن المخارق قال تحملت حمالة فأتیت النبی ﷺ اسالة فیها: فقال أقم حتی تأتینا الصدقة فنأمرلك بها ثم قال یاقبیصة ان المسألة لاتحل الّا لأحد ثلاثة: رجل تحمل حمالة فحلت له المسألة حتی یصیبها ثم یمسك ورجل أصابته جائحة اجتاحت ماله فحلت له المسألة حتی یصیب قواما من عیش اوقال سدادامن عیش ورجل أصابته فاقة حتی یقول ثلاثة من ذوی الحجی من قومه: لقدأصابت فلانا فاقة فحلت له المسألة حتی یصیب قواما من عیش أوقال:سدادا من عیش فما سواهن من المسألة یاقبیصة سحت یأکلها صاحبها سحتا۔ (حدیث:۵۳۶)

حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کرنے کے بعد مختصر تشریح سپرد قلم کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو بشر قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ضمانت کو اپنے ذمہ لے لیا اس سلسلہ میں میں آپ ﷺ کی خدمت میں سوال کرنے کی غرض سے حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا ٹھہرو یہاں تک کہ ہمارے پاس صدقے کا مال آئے پھر اس سے تمہاری مدد کریں گے اس کے بعد ارشاد فرمایا اے قبیصہ! سوال کرنا صرف تین آدمیوں کے لئے جائز ہے ① وہ شخص جس نے کسی کی ضمانت اٹھالی اس کے لئے سوال کرنا حلال ہے یہاں تک کہ ضرورت کے مطابق اس کو حاصل کر لے پھر رک جائے ② وہ آدمی جو کسی آفت یا حادثے کا شکار ہو جائے جس نے اس کے مال کو تباہ و برباد کر دیا اس کے لئے بھی اس حد تک سوال کرنا جائز ہے جس سے وہ اپنی گزران کے مطابق مال حاصل کرے ③ وہ شخص جو فاقے کی حالت کو پہنچ جائے یہاں تک کہ اس کی قوم کے تین عقلمند آدمی اس کی گواہی دیدیں کہ فلاں آدمی فاقے میں مبتلا ہے تو اس کے لئے بھی سوال کرنا جائز ہے یہاں تک کہ وہ گزران کے مطابق مال حاصل کر لے یا فرمایا جو اس کی حاجت کو پورا کر دے اس کے سوا اے قبیصہ سوال کرنا حرام ہے اور ایسا سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے۔

② حدیث کی تشریح:۔ لاتحل الّا لاحد ثلاثة تین آدمیوں کے سوا کسی کیلئے سوال کرنا جائز نہیں، پہلا شخص وہ ہے جس نے کسی

کی ضمانت اٹھالی تو اب اس کیلئے سوال کرنا جائز ہوگا۔ **حماله** اس مال کو کہتے ہیں جو کسی شخص پر بطور دیت کے لازم ہوگیا ہو کہ اس نے جھگڑے کو نمٹانے کیلئے مال کو اپنے ذمہ لے لیا تا کہ وہ قرض ادا ہو جائے تو اب اس کو سوال کرنا جائز ہو جائیگا۔ دوسرا شخص جو کسی آفت و مصیبت مثلاً قحط وسیلاب وغیرہ میں مبتلا ہوگیا اور اس میں اس کا سارا مال ضائع وہلاک ہوگیا تو اب اس کیلئے بھی سوال کرنا جائز ہوگا۔ تیسرا شخص جو امیر ہو مگر اس پر کوئی ایسی سخت حاجت پیش آجائے مثلاً گھر کا سارا مال چوری ہوگیا یا کسی بھی حادثہ میں وہ فقیر ہوگیا تو اس کیلئے بھی سوال کرنا جائز ہوگا **حتی یقول ثلاثة** اس کی فقیری پر تین سمجھدار آدمی گواہی دیدیں کہ یہ شخص حقیقتاً فقیر ہوگیا یہ مستحب کے درجہ میں ہے دوسرا اس میں یہ بات بھی ہے کہ سوال کرنے کے راستے کو روکنا ہے کہ ہر آدمی سوال کرنا نہ شروع کردے۔

الشق الثانی .....**عن ابن عباس انّ رسول الله ﷺ قال لو أن لأبن آدم واديا من ذهب أحبّ ان يكون له واديان ولن يملأ فاه الاالتراب ويتوب الله على من تاب.** (حدیث:۲۳)

حدیث کا ترجمہ کریں، خط کشیدہ جملہ کی نحوی ترکیب کریں، حدیث کے اخری جملہ کا مفہوم بیان کرکے اس کا ماقبل سے ربط بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب (۳) آخری جملے کا مفہوم (۴) آخری جملے کا ماقبل سے ربط۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر آدم علیہ السلام کے بیٹے کو سونے کی ایک وادی مل جائے تو وہ آرزو کرے گا کہ اسے دو وادیاں میسر آجائیں، آدم علیہ السلام کے بیٹے کے منہ کو قبر کی مٹی کے علاوہ کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور جو شخص توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔

② خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب:۔ **لن يملأ** فعل اس کے اندر ضمیر مستتر منہ **فاه** مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ **الّا** حرف استثناء **التراب** مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

③ آخری جملے کا مفہوم:۔ اس جملے کا حاصل یہ ہے کہ ویسے تو انسان کے اندر طبعی طور پر مال کی حرص غالب ہے اگر ایمان نہ ہو اور خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق نہ ہو تو دنیا کی حرص قبر تک جاتی ہے اور قبر کی مٹی ہی اس کی حرص کو ختم کرسکتی ہے اور اس آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ اگر آدمی کا اللہ تبارک وتعالیٰ سے تعلق ہو جائے اور آدمی اس تعلق کو مضبوط کرے تو اس سے انسان کو اطمینانِ قلب اور غنائے نفس نصیب ہو جاتا ہے اسی غنائے نفس کی دوسری احادیث میں بڑی کثرت سے ترغیب وارد ہوئی ہے مثلاً آپ ﷺ کی دعاؤں میں یہ ہے **رَبِّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَنِیْ** ۔

④ آخری جملے کا ماقبل سے ربط:۔ ماقبل میں انسان میں ایک بری خصلت کا ذکر تھا جو انسان کو اندھا کرکے حلال سے حرام کی طرف لے جاتی ہے، آخری جملے میں آپ ﷺ نے اس کا علاج تجویز فرمادیا اور وہ یہ ہے کہ انسان اگر برائیوں سے بچنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرے اللہ تعالیٰ شرور وآفات اور بری خصلوں سے نجات عطاء فرمائیں گے۔

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۲۴ھ

الشق الاوّل .....**عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال ليس الشديد بالصّرعة انّما الشديدالذی يملك نفسه عند الغضب** ۔ (حدیث:۴۵)

0313 6357913 maktabazakariyafurqan@gmail.com

حدیث کا ترجمہ کریں، حدیث کی مختصر تشریح قلمبند کریں، خط کشیدہ جملہ کی نحوی ترکیب کریں اور لفظ **صرعة** کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب (۴) **صرعة** کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طاقتور وہ نہیں ہے جو دوسروں کو پچھاڑ دیتا ہے، طاقتور تو صرف وہ انسان ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔

② حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں بتایا جارہا ہے کہ جسمانی قوت وطاقت پر شجاعت کا مدار نہیں، شجاعت کا مدار صرف قوتِ نفس پر ہے اسکا پتہ اس وقت چلتا ہے جب آدمی انتہائی غیظ وغضب اور اشتعال کی کیفیت میں ہوتا ہے اس وقت میں جو اپنے آپ کو قابو میں رکھے وہ پہلوان ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ نفس کے بچھاڑنے والے کو بڑا پہلوان اسلئے کہا گیا ہے کہ جسم فانی کی روح باقی کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں ہوتی تو اب جو اپنے نفسِ امارہ کو بچھاڑ دے گا اس کی حیثیت شریعت کی نگاہ میں جسم کے بچھاڑنے والے سے زیادہ ہوتی ہے۔

③ خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب:۔ **یملك** فعل اس کے اندر ضمیر فاعل **نفسه** مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ **عند الغضب** مضاف ومضاف الیہ ملکر متعلق ہوا **یملك** کے، **یملك** فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

④ **صرعة** کی لغوی تحقیق:۔ **الصرعة** صاد پر پیش اور راء پر زبر اس کی اصل عربوں میں یہ ہے کہ جو اکثر لوگوں کو بچھاڑ دے ویسے یہ **صرع صرعًا** باب فتح سے ہے بمعنی زمین پر گرادینا۔

الشق الثانی .....**عَنْ اَبِیْ یَعْلٰی شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰهِ** ۔ (حدیث:٦٦)

پوری حدیث پر مکمل اعراب لگائیں، حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کریں، **وتمنّی علی اللّٰه** کا مطلب بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) **وتمنّی علی اللّٰه** کا مطلب۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سمجھدار آدمی وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل کرتا ہے اور عاجز (نادان) وہ ہے جو خواہشات کی اتباع کرتا ہے اور آرزوؤں کو بڑھاتا رہتا ہے۔

③ **وتمنّی علی اللّٰه** کا مطلب:۔ اس حدیث میں عقلمند اور نادان و بیوقوف کی جو علامت بیان کی گئی ہے انسان کو چاہیے کہ اس علامت کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی گزارے اور اپنا محاسبہ کرتا رہے آخری جملے میں بیوقوف کی علامت بیان کی گئی ہے جو اپنے آپ کو خواہشات کے پیچھے لگاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ پر جھوٹی امیدیں باندھتا ہے یعنی عمل تو کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی مخالفت والے اور اللہ تعالیٰ سے جھوٹی امیدیں باندھ کر کہ اللہ غفور الرحیم ہے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی امیدیں رکھتا ہے۔

یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو محض آرزوؤں کے سہارے نہ دنیا میں کامیاب کیا ہے اور نہ آخرت میں کامیاب کریگا۔

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٢٤ھ

الشق الاوّل .....**وعن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه ﷺ لمّا خلق اللّٰه الخلق کتب فی کتاب عنده فوق العرش انّ رحمتی تغلب غضبی۔** (حدیث:۴۱۹)

حدیث کا سلیس ترجمہ تحریر کریں، خط کشیدہ لفظ کی مراد متعین کریں کہ اس سے کون سی کتاب مراد ہے، آخری جملہ کی ترکیب نحوی کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) کتاب کی مراد (۳) آخری جملہ کی نحوی ترکیب۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اللہ نے اپنی خاص کتاب جو اس کے عرش پر ہے اس میں لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہوگی۔

② کتاب کی مراد:۔ علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں کتاب سے مراد اللہ جل شانہٗ کا فیصلہ ہے یا مراد لوحِ محفوظ ہے جس میں قیامت تک کے احوال کو لکھ دیا ہے۔ اس لوحِ محفوظ کی حقیقت کیا ہے اس کو بندے جاننے سے قاصر ہیں۔

③ آخری جملہ کی نحوی ترکیب:۔ **انّ** حرف مشبہ بالفعل **رحمتی** مضاف مضاف الیہ ملکر اس کا اسم **تغلب** فعل اس میں **ھی** ضمیر راجع بسوئے رحمت اس کا فاعل **غضبی** مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر **انّ** کی خبر، **انّ** اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی.....وعن ابن عمر قال اخذ رسول اللّٰہ ﷺ بمنکبیّ فقال کُن فی الدّنیا کانك غریب أوعابر سبیل۔(حدیث:۴۷۱)

حدیث کا ترجمہ کریں، **بمنکبیّ** مفرد ہے یا تثنیہ، اصل میں کیا تھا؟ **کأنك غریب** اور **عابر سبیل** دونوں کو مشبہ بہ بنایا گیا ہے دونوں کے مفہوم میں کیا فرق ہے؟۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) **بمنکبی** کی وضاحت (۳) **غریب** اور **عابر سبیل** میں فرق۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے دونوں کندھوں کو پکڑ کر فرمایا کہ دنیا میں اس طرح رہو جس طرح مسافر راہ گیر رہتا ہے۔

② **بمنکبی کی وضاحت:۔ منکبی** تثنیہ ہے اصل میں تھا **منکبین** جب یاء متکلم کی طرف اضافت کی تو اضافت کی وجہ سے تثنیہ کا نون گر گیا۔ مَنْکِبَیْیَ ہوا پھر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا تو **منکبیّ** ہو گیا۔

③ **غریب اور عابر سبیل میں فرق:۔** غریب مطلق مسافر کو کہتے ہیں جو کسی جگہ ٹھہرا ہوا ہو یا چل رہا ہو اور عابر سبیل اس مسافر کو کہتے ہیں جو راہ چل رہا ہو۔ پہلی صورت میں مطلب یہ ہے دنیا کے ساتھ تمہارا تعلق صرف اتنا ہو کہ جیسے ایک مسافر آدمی اپنے وطن کے غیر کے ساتھ تعلق رکھتا ہو اور دوسرے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی چیزوں کے ساتھ اتنی مشغولیت بھی اختیار نہ کرو جن کے ساتھ وہ مسافر مشغول ہوا کرتا ہے بلکہ دنیا کے ساتھ اتنا بھی مشغول نہیں ہونا چاہیے جتنا کہ وہ مسافر جو اپنے گھر جانے کا ارادہ رکھتا ہو وہ مشغول ہوتا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۴ھ

الشق الاوّل.....وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اِیَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِیِّ الْحَارِثِیِّ قَالَ ذَکَرَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَوْمًا عِنْدَہُ الدُّنْیَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِیْمَانِ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِیْمَانِ یَعْنِی التَّقَحُّلَ۔(حدیث:۵۱۷)

حدیث کا ترجمہ کرے اعراب لگائیں، **عندہ** کی ضمیر کا مرجع متعین کریں، **بذاذة** اور **تقحّل** کی مراد واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) **عندہ** کی ضمیر کا مرجع (۴) **بذاذة** اور **تقحل** کی مراد۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ انصاری حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک دن آپ ﷺ کے سامنے دنیا کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سنتے نہیں ہو کیا تم جانتے نہیں ہو کہ عیش وعشرت کو چھوڑ کر زاہدانہ زندگی بسر کرنا ایمان میں سے ہے یقیناً سادگی ایمان کا حصہ ہے اس سے مراد آپ ﷺ کی تکلفات اور زیب وزینت کی چیزوں کا ترک ہے۔

③ **عندہ کی ضمیر کا مرجع:۔ عندہ** کی ضمیر کا مرجع رسول اللہ ﷺ ہیں۔

④ **بذاذة اور تقحل کی مراد:۔ بذاذة** کا معنی حالت کا خستہ ہونا یعنی بالوں وغیرہ کا بکھرا ہوا ہونا اور فاخرہ لباسوں کا چھوڑ دینا اور سادگی کی زندگی بسر کرنا ہے۔ **تقحل** کا لغوی معنی تو یہ ہے کہ خشک زندگی گزارنے کی وجہ سے کھال کا خشک ہو جانا، مراد اس سے تکلفات اور زیب وزینت کی چیزوں کا ترک کر دینا ہے، ان چیزوں کو آپ ﷺ نے ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔

الشق الثانی.....بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ فَسَتَکُوْنُ فِتَنٌ کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَیُمْسِیْ کَافِرًا وَیُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَیُصْبِحُ کَافِرًا یَبِیْعُ دِیْنَہٗ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْیَا۔(حدیث:۸۷)

حدیث شریف کی عبارت پر مکمل اعراب لگائیے، سلیس ترجمہ کیجئے، مکمل تشریح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح۔

جواب ..... ① حدیث پراعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کاترجمہ:۔ نیک کاموں کے کرنے میں جلدی کرو عنقریب تاریک رات کے حصوں کی مانند فتنے رونما ہوں گے، صبح کے وقت آدمی ایماندار ہے تو شام کو کافر ہوجائے گا اور شام کو ایماندار ہے تو صبح کو کافر ہوجائے گا، دنیا کے مال ومتاع کے لئے دین کو فروخت کردیگا۔

③ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں ترغیب ہے کہ آدمی اپنی مشغولیت اور معذوریت کے آنے سے پہلے نیک اعمال کرلے عنقریب تاریک رات کے حصوں کی مانند فتنے رونما ہوں گے اس میں قربِ قیامت کی علامت کا بیان ہے کہ قیامت کے قریب پے در پے فتنوں کا ظہور ہوگا اور وہ فتنے ایسے ہولناک ہوں گے کہ آدمی اپنے دین وایمان کو بھی بھول جائے گا صبح کو مؤمن تو شام کو کافر، شام کو مؤمن تو صبح کو کافر ہوگا پھر دنیا کے حاصل کرنے کی دوڑ میں ایسا لگے گا کہ دنیوی مفادات کے حاصل کرنے کیلئے اپنے دین وایمان کا سودا کرنے میں بھی کوئی تامل نہیں کرے گا، ایسے حالات میں جناب رسول اللہ ﷺ ایمان والوں کو تلقین فرمارہے ہیں کہ ایسے وقت میں اعمالِ صالحہ میں تاخیر نہ کرنا بلکہ اس کو جلدی سے جلدی کرنے کی کوشش کرنا۔

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۲۵ھ

الشق الاوّل ..... **بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَعَلٰى اِثْرَةٍ عَلَيْنَا وَعَلٰى اَنْ لَانُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَّاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهِ بُرْهَانٌ وَعَلٰى اَنْ نَقُوْلَ بِالْحَقِّ اَيْنَمَا كُنَّا لَانَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۔** (حدیث:۱۸۶) حدیث پراعراب لگائیے، سلیس ترجمہ کیجئے، مکمل تشریح کیجئے، خط کشیدہ کلمات کی لغوی اور صرفی تشریح لکھیں، کفر بواح سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پراعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق (۵) **کفرا بواحا** کی مراد۔

جواب ..... ① حدیث پراعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کاترجمہ:۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ (کے ہاتھ پر) تنگی، آسانی، خوشی، ناخوشی میں اور ہم پر ترجیح دینے اور ہم امارت کی اہلیت رکھنے والوں سے امارت پر جھگڑا نہ کرنے، سمع وطاعت کی بیعت کی، ہاں اگر ظاہراً کفریہ اعمال سرزد ہوں جن پر اللہ کی طرف سے دلیل موجود نہ ہو اور ہر جگہ حق بات کہنے اور اللہ کے احکام میں کسی ملامت کنندہ کی ملامت سے خوفزدہ نہ ہونے پر بھی بیعت کی ہے۔

③ حدیث کی تشریح:۔ پوری حدیث کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر تنگی، آسانی، خوشی اور ناخوشی ہر حال میں امیر کی اطاعت کی بیعت کی نیز امارت پر جھگڑا نہ کریں گے اور بلاخوف وخطر ہر جگہ حق بات کہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کریں گے۔

④ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "**منشط**" یہ مصدر میمی ہے **نشاطا** باب سمع سے بمعنی چست ہونا، ہشاش بشاش ہونا۔

"**مکرہ**" یہ بھی مصدر میمی ہے **کَرھًا و کُرھًا و کراھۃً** باب سمع سے بمعنی ناپسند کرنا۔

"**بواحا**" یہ بھی مصدر ہے بمعنی ایسا ظاہر جس میں تاویل کا احتمال ہو۔ "**اثرۃ**" یہ اسم ہے بمعنی مشترک چیز کو خاص کرنا۔

⑤ **کفرا بواحا کی مراد:۔** حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ جب کسی امیر میں شرائط امارت موجود ہوں اور وہ امارات کا مستحق ہو تو اب اسکی امارت سے بغاوت یا منازعت جائز نہیں ہاں اگر اس امیر کی طرف سے **کفر بواح** سامنے آجائے تو اب منازعت جائز ہے، **بواح** سے مراد یہ ہے کہ کھلم کھلا اس کی حکومت سے اسلام کا نقصان ہورہا ہو اور کفر کو فائدہ ہورہا ہو۔

علامہ قرطبیؒ نے **کفر بواح** کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ تم کو یقین ہو یہ کفر ہی ہے اس کے کفر میں شک نہ ہو تو اب اس صورت میں اس کی امارت کے خلاف منازعت کی جائے گی اور اس کو امارت سے ہٹایا جائے گا۔ علامہ نوویؒ نے کفر بواح کا ترجمہ کیا ہے ایسا گناہ جس پر کھلی دلیل ہو اور اس کے معصیت ہونے میں کوئی شک نہ ہو۔

الشق الثانی.....**ألااخبرکم بأهل الجنة؟ کل ضعیف متضعف لواقسم علی الله لابره الااخبرکم باهل النار؟ کل عتل جواظ مستکبر** ۔(حدیث:۲۵۲)

سلیس ترجمہ کرکے حدیث شریف کی مختصر تشریح کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں(۱)حدیث کا ترجمہ(۲)حدیث کی تشریح(۳)خط کشیدہ الفاظ کی صرفی ولغوی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ کیا میں تمہیں جنتیوں کی خبر نہ دوں کہ ہر کمزور جو کمزور سمجھا جاتا ہے اگر وہ اللہ پر قسم کھالے تو اللہ اس کی قسم پوری کردیتا ہے، کیا میں تمہیں جہنمیوں کی خبر نہ دوں کہ ہر سرکش، بخیل، متکبر آدمی جہنمی ہے۔

② حدیث کی تشریح:۔ **اهل الجنة کل ضعیف** جنتی آدمی کی علامت بیان کی جارہی ہے کہ ہر وہ شخص جو کمزور ہے لوگوں میں گم نام ہے، معاشرے میں کوئی امتیازی مقام اس کا نہیں ہے مگر ایمان وتقویٰ کے اعتبار سے اعلیٰ مقام رکھتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کو اللہ جل شانہٗ کی ذات پر اتنا اعتماد ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھالے تو پھر اللہ جل شانہٗ اس کی بات کو پورا فرمادیتے ہیں اور جہنمیوں کی علامت میں سے یہ ہے کہ وہ سرکش، بخیل اور متکبر ہوتا ہے۔

③ خط کشیدہ الفاظ کی صرفی ولغوی تحقیق:۔ "**متضعف**" صیغہ واحد مذکر اسم مفعول باب تفعل بمعنی حقیر، جسے لوگ حقیر سمجھیں۔

"**لابرّہٗ**" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از باب افعال بمعنی قسم پوری کرنا۔

"**عتل**" **عتلًا** (ضرب ونصر) بمعنی سختی سے کھینچنا، اُگانا (سمع) برائی کی طرف جلدی کرنا یہاں معنی ہے سرکش۔

"**جواظ**" یہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ مصدر **جوظًا** (نصر) بمعنی اکڑ کر اور تکبر سے چلنا۔

"**مستکبر**" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل بمعنی خود کو بڑا سمجھنا، متکبر ہونا۔

"**ضعیف**" صیغہ واحد مذکر صفت مشبہ بمعنی کمزور، حقیر۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۵ھ

الشق الاوّل.....**ینام الرجل النومة فتقبض الامانة من قلبه فیظل اثر ها مثل الوکت ثم ینام النومة فتقبض الامانة من قلبه فیظل اثرها مثل اثر المجل کجمرد حرجته علی ارجلك فنفط فتراه منتبرًا ولیس فیه شیئ** ۔(حدیث:۲۰۰)

سلیس ترجمہ کرکے مختصر تشریح کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی اور صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں(۱)حدیث کا ترجمہ(۲)حدیث کی تشریح(۳)خط کشیدہ الفاظ کی صرفی ولغوی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ آدمی نیند سے بیدار ہوگا تو اسکے دل سے امانت چھن جائے گی اور اسکا دھندلا سا اثر باقی رہ جائے گا پھر سو کر نیند سے بیدار ہوگا تو اسکے دل سے باقی ماندہ حصہ بھی نکال لیا جائے گا اور آبلہ کے مانند اثر باقی رہ جائے گا جیسا کہ تو آگ کے انگارے کو اپنے پاؤں پر لڑھکائے اس سے چھالا نمودار ہوجائے اور وہ ابھرا ہوا نظر آئے لیکن اس میں کوئی چیز نہیں۔

② حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں امانت کا نور پیدا کیا تاکہ اس کی روشنی میں فلاح وصلاح اور ہدایت کے راستہ پر چلیں اور دین وشریعت کے پیروکار بن سکیں مگر جب لوگ اس نعمتِ عظمیٰ کی ناقدری اور گناہوں کا ارتکاب کرنے لگیں گے تو اللہ تعالیٰ یہ نعمت واپس لے لے گا اور ان کے دل سے امانت کا نور نکل جائے گا کہ آدمی سو کر نیند سے بیدار ہوگا سونے سے بعض کے نزدیک حقیقۃً سونا مراد ہے اور بعض کے نزدیک یہ کنایہ ہے غفلت سے کیونکہ سونے سے بھی آدمی غفلت میں چلا جاتا ہے تو مطلب یہ ہے کہ جب وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہوں گے تو محسوس کریں گے کہ ان کے قلب کی وہ حالت نہیں رہی جو امانت کی موجودگی میں تھی البتہ امانت کا نشان موجود رہے گا اور پھر کبھی **وکت** کی طرح ہوگا اور کبھی **مجل** کی طرح، **مجل** اگرچہ مصدر ہے یہاں اس سے مراد نفس آبلہ ہے یہ **وکت** سے کمتر ہے، **وکت** کسی چیز کے دھبہ کو کہتے ہیں۔

③ خط کشیدہ الفاظ کی صرفی ولغوی تحقیق:۔ "**فیظل**" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از افعال ناقصہ بمعنی دن کا ہونا۔

"الوکت" مصدر ہے بمعنی تھوڑی چیز، تھوڑا سا نشان۔ "جمرد" اسم مصدر ہے بمعنی آگ کی چنگاری۔
"المجل" یہ بھی مصدر ہے بمعنی آبلہ، ہاتھ میں کام کرنے کی وجہ سے آبلہ نکلنا عام لوگ اس کو بقوقہ کہتے ہیں۔
"دحرجته" صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل ماضی معلوم از باب فعللۃ بمعنی لڑھکانا۔
"فنفط" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب سمع بمعنی ہاتھ کا آبلہ دار ہونا۔

الشق الثانی.....قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنٌ، مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا۔ (حدیث:۱۳۸۴)

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ دنیا کے ملعون ہونے کے کیا معنی ہیں اور **ماوالاہ** سے کیا مراد ہے؟ **الاذکر اللہ** میں مستثنیٰ متصل ہے یا منقطع؟ وجہ بیان کرنے کے ساتھ وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) دنیا کے ملعون ہونے کا معنی (۴) **ماوالاہ** کی مراد (۵) مستثنیٰ کی وضاحت۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ بھی اس میں ہے وہ سب ملعون ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور جو اس کے قریب ہو اور عالم یا متعلم۔

③ دنیا کے ملعون ہونے کا معنی:۔ دنیا کے ملعون ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے اور دوری کا ذریعہ وسبب ہے اس کے ذریعہ سے عام طور پر آدمی رحمت باری تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔

④ **ماوالاہ** کی مراد:۔ اس سے مراد اطاعت باری تعالیٰ ہے کہ سب دنیا ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور اسکی اطاعت لعنت سے خارج ہے۔

⑤ مستثنیٰ کی وضاحت:۔ یہ مستثنیٰ متصل ہے کیونکہ دنیا و مافیہا میں ذکر اللہ وغیرہ ہر چیز داخل وشامل ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۵ھ

الشق الاوّل.....قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِيْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِیْ حَيْثُ كُنْتُمْ

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ **لاتجعلوا قبری عیدا** کی تشریح کریں۔ خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب کریں۔ (حدیث:۱۴۰۱)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) **لا تجعلوا قبری عیدا** کی تشریح (۴) جملہ مخطوطہ کی ترکیب۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری قبر کو عید نہ بنانا اور مجھ پر درود پڑھتے رہنا اس لئے کہ تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے تم جہاں بھی ہو۔

③ **لا تجعلوا قبری عیدا** کی تشریح:۔ اس جملہ کا پہلا مطلب یہ ہے کہ میری قبر کو عید و میلہ کی طرح جشن وخوشی کی جگہ نہ بناؤ بلکہ وہاں عبرت کے لیے اظہار افسوس کیلئے محبت کے اظہار کیلئے آؤ۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ عید کی طرح سال میں ایک آدھ مرتبہ میری قبر کی زیارت کے لئے نہ آؤ بلکہ جس قدر ممکن ہو زیادہ سے زیادہ میری قبر کی زیارت کے لئے آؤ۔

④ جملہ مخطوطہ کی ترکیب:۔ **فا** جزائیہ **ان** حرف مشبہ بالفعل **صلاتکم** مضاف ومضاف الیہ ملکر **ان** کا اسم **تبلغ** فعل وفاعل ن وقایہ کیلئے ی ضمیر مفعول بہ **حیث** مضاف **کنتم** فعل **تم** ضمیر فاعل، فعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر محلاً مضاف الیہ، مضاف ومضاف الیہ مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ ومفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر اِنَّ کی خبر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی.....اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِیْ اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ ۔اعراب لگائیں،ترجمہ وتشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں(۱)حدیث پر اعراب(۲)حدیث کا ترجمہ(۳)حدیث کی تشریح۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔کما مرّ فی السوال آنفا۔ (حدیث:۷۵)

② حدیث کا ترجمہ:۔ اے اللہ میں تیرے لئے فرمانبردار ہوگیا اور تجھ پر ایمان لے آیا اور تیری ذات پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع کیا اور تیری ذات کی مدد سے میں جھگڑتا ہوں،اے اللہ میں تیری عزت کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ جو مجھے گمراہ کرے تو زندہ ہے تجھے موت نہیں آئے گی لیکن تمام جن وانس مرجائیں گے۔

③ حدیث کی تشریح:۔ یہ دعا نبی کریم ﷺ کرتے تھے، نبی کریم ﷺ کا اس دعا کو مانگنا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس روایت کو نقل کرنا اور محدثینِ عظام کا پھر محفوظ کرنا ان سب کا واحد مقصد یہی ہے کہ ان دعاؤں کو امت بھی مانگنے کا اہتمام کرے اس دعا کے ترجمہ پر اگر غور کیا جائے تو اس میں دعا کا ایک ایک لفظ اعتقاد کی پختگی اور ایمان کی تازگی اور زیادتی کا سبق دے رہا ہے اور دعا مانگتے وقت آدمی ہمہ تن اللہ کی طرف متوجہ بھی ہوتا ہے اس لئے یہ مزید ایمانی پختگی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

حق تعالیٰ شانہٗ ہر موقع کی مسنون دعا اس کے وقت پر مانگنے کی توفیق نصیب فرمائے،آمین۔

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۲۶ھ

الشق الاوّل .....مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ۔(حدیث:۱۶۹)

اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں، بدعت کی تعریف کریں، دور حاضر میں پائی جانے والی بدعات میں سے دو وضاحت کے ساتھ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں(۱)حدیث پر اعراب(۲)حدیث کا ترجمہ(۳)حدیث کی تشریح(۴)بدعت کی تعریف(۵)موجودہ بدعات میں سے دو کی نشاندہی۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ جس شخص نے ہمارے دین میں ایسی چیز کو ایجاد کیا جو دین میں سے نہیں ہے پس وہ مردود ہے۔

③ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں بدعت کی وضاحت کی جارہی ہے کہ بدعت کیا ہے آپ ﷺ نے حدیث بالا میں اس کو ایسا بیان کیا ہے کہ اس کو ہر ایک سمجھ سکتا ہے اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن رجب حنبلیؒ فرماتے ہیں کُلُّ مَنْ اَحْدَثَ فِی الدِّیْنِ مَالَمْ یَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلَیْسَ مِنَ الدِّیْنِ فِیْ شَیْءٍ کہ جس نے دین میں کوئی ایسی چیز نکالی جس کی اجازت اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے نہیں دی تو اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں یعنی ہر نئی بات بدعت نہیں ہے۔بدعت وہ ہے جو دین میں نئی بات نکالی جائے اسی وجہ سے بعض روایات میں امرنا کی جگہ دیننا کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں تو اس حدیث میں بدعت کے سلسلہ میں نہایت اہم ضابطہ اور قاعدہ بیان کیا گیا ہے اگر اس ضابطے کو سامنے رکھا جائے تو آدمی بدعت کو جان جائیگا اور اس کو چھوڑنا بھی اس کیلئے آسان ہوگا۔

④ بدعت کی تعریف:۔ اس حدیث پاک کی روشنی میں بدعت کی تعریف یہ سمجھ آئی کہ کسی کام کے بدعت ہونے کے لئے دو باتوں کا ہونا ضروری ہے ① اس کام کے دین میں سے ہونے پر کوئی دلیل شرعی قائم نہ ہو ② اس کام کو دین سمجھ کر کیا جائے جس کام میں یہ دونوں باتیں موجود ہوں گی وہ کام بدعت کہلائے گا۔

0313 6357913 maktabazakariyya@gmail.com

⑤ موجودہ بدعات میں سے دو کی نشاندہی:۔ ① ایصالِ ثواب کے لئے کسی مہینہ اور تاریخ کو خاص کرنا کہ اس تاریخ میں اس کام کا زیادہ ثواب ہے تو یہ تاریخ کی تخصیص بدعت ہے ② آنحضرت ﷺ کی ولادت کے موقع پر جلوس نکالنا اور دیگر رسمیں ادا کرنا بھی بدعت ہے کیونکہ یہ دلیل شرعی سے بھی ثابت نہیں ہے اور اسے دین سمجھ کر کیا جاتا ہے۔

الشق الثانی .....اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰی اَنْ سَفَكُوْا دِمَائَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ ۔(حدیث:۲۰۳)

اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں خط کشیدہ جملہ کی ترکیب کریں **ظلم** اور **شح** میں سے ہر ایک کی مکمل وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب (۵) **ظلم** اور **شح** کی وضاحت۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ ظلم سے بچو اس لئے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہوگا اور بخل سے بچو اسلئے کہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر ڈالا، بخل نے ان لوگوں کو خونریزی اور محرمات کو حلال کرنے پر برانگیختہ کیا۔

③ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ظالم کو میدانِ محشر میں اندھیرے گھیرے ہوئے ہوں گے ان کے پاس وہ نور نہیں ہوگا جو مؤمنین کو ملے گا اس سے ظالم لوگ محروم ہوں گے، مگر بعض محدثین کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں **ظلمات** سے مراد تکالیف ومشکلات ہیں کہ قیامت کے دن ظالم لوگ تکالیف اور مشکلات میں گھرے ہوئے ہوں گے اور بخل سے بچو اسلئے کہ بخل نے ہی لوگوں کو ہلاک کیا جو تم سے پہلے تھے اور بخل کی وجہ سے ہی ان لوگوں نے بہت سی حرام چیزوں کو حلال قرار دیا۔

④ خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب:۔ **فا** تفصیلیہ **اِنَّ** حرف مشبہ بالفعل **الشحّ** اس کا اسم **اَھلَکَ** فعل وفاعل **مَنْ** موصولہ **کَان** فعل ناقصہ اسکے اندر ضمیر اس کا اسم **قبلکم** مضاف مضاف الیہ ملکر خبر، **کَان** اپنے اسم وخبر سے ملکر صلہ ہوا، موصول صلہ ملکر مفعول بہ ہوا **اھلك** فعل کا، فعل فاعل ومفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی **انّ** کی، **انّ** اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ تفصیلیہ ہوا۔

⑤ **ظلم** اور **شح** کی وضاحت:۔ **ظلم** باب ضرب کا مصدر ہے بمعنی ظلم کرنا، کسی چیز کو بے موقع رکھنا اور کسی چیز کے غلط استعمال کرنے کو ظلم کہتے ہیں، جب کسی شخص میں ظلم کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے تو وہ شخص دوسروں کی حق تلفی بھی کرتا ہے اور بلاوجہ ان پر زیادتی بھی کرتا ہے۔ **شحّ** باب نصر، ضرب وسمع کا مصدر ہے بمعنی بخل کرنا، حرص اور لالچ کرنا۔ **شحّ** اصل میں مال کی شدید محبت کو کہتے ہیں، جب انسان کے دل میں دنیا کی انتہائی محبت آجاتی ہے تو پھر وہ نہ حلال وحرام کی تمیز کرتا ہے اور نہ جائز وناجائز کی اور نہ کسی کا خون بہانے سے باز آتا ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۶ھ

الشق الاوّل .....**عن النبی ﷺ قال قمت علی باب الجنة فاذا عامة من دخلهاالمساکین: واصحاب الجدمحبوسون غیر ان اصحاب النارقدامربهم الی النار وقمت علی باب النار فاذا عامةمن دخلها النساء۔**

ترجمہ وتشریح کرتے ہوئے بتائیں کہ (**اصحاب الجد**) کے محبوس ہونے کا کیا سبب ہے؟ اسی طرح عورتوں کے جہنم میں زیادہ جانے کا کیا سبب ہے، خط کشیدہ جملہ کی ترکیب کریں۔ (حدیث:۲۵۸)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) اصحاب الجد کے محبوس ہونے کا سبب (۴) عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کا سبب (۵) خط کشیدہ جملے کی ترکیب۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو (میں نے دیکھا کہ) اس میں داخل ہونے والے اکثر مسکین لوگ ہیں اور دولت مند روکے ہوئے ہیں البتہ دوزخ والوں کو دوزخ میں لے جانے کا حکم دیدیا گیا اور میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا ان میں داخل ہونے والی اکثر عورتیں ہیں۔

② حدیث کی تشریح:۔ یہ واقعہ معراج کے موقع کا ہے کہ آپ ﷺ نے وہاں یہ منظر دیکھا یا یہ خواب ہے اور پیغمبر کا خواب بھی وحی ہوتا ہے، چونکہ دونوں باتیں یقینی ہیں اسوجہ سے **قمت** ماضی کے صیغہ سے تعبیر کیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جنت کے دروازے پر کھڑے ہو کر جنتی لوگوں کا نظارہ کیا تو جنت میں داخل ہونے والوں کی اکثریت غرباء اور مسکین لوگوں کی ہے اور امیر ودولت مند لوگ حساب وکتاب کیلئے دروازہ پر ہی روک لئے گئے ہیں اور جہنم میں جانے والوں میں اکثریت عورتوں کی ہے کہ جہنم میں بکثرت عورتیں داخل ہیں۔

③ اصحاب الجد کے محبوس ہونے کا سبب:۔ جنت کے دروازے پر مالداروں کو روکے جانے کی علت اور سبب یہ ہوگا کہ ان سے مال کا حساب وکتاب لیا جائیگا کہ مال کہاں سے حاصل کیا؟ کیسے حاصل کیا؟ اور کہاں خرچ کیا اور حرام مال کا بدلہ تو جہنم ہی ہے۔

④ عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کا سبب:۔ جہنم میں اکثر داخل ہونے والی عورتیں ہونگی اسکی علت اور سبب دوسری حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے **یکفرن العشیر** کہ وہ عورتیں اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں اس وجہ سے بکثرت جہنم میں داخل ہونگی۔

⑤ خط کشیدہ جملے کی ترکیب:۔ **اصحاب الجد** مضاف ومضاف الیہ ملکر مبتداء **محبوسون** خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی.....عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ (فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ). (حدیث:۱۳۷۹)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ **ھدایت** اور **حمر النعم** کی مراد واضح کریں۔ **فواللہ الخ** سے آخر تک نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) ہدایت، حمر النعم کی مراد (۴) جملہ مذکورہ کی ترکیب۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ کی قسم البتہ تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو ہدایت دے دیں تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

③ **ھدایت وحمر النعم** کی مراد:۔ ہدایت سے مراد ہدایت دینا اور دولت ایمان سے سرفراز کرنا ہے اور **حمر النعم** سے مراد عربوں کا سب سے قیمتی مال واثاثہ سرخ اونٹ ہیں اور یہاں پر مطلقاً عمدہ مال بھی مراد ہوسکتا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تیرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کسی کی ہدایت کا فیصلہ فرمادیں اور اس کو دولت ایمان سے نواز دیں تو سرخ اونٹوں کے لشکر کے مقابلہ میں یہ تیرے لئے بہتر ہے بلکہ ایک آدمی کا تیرے ذریعہ سے اسلام قبول کرنا تیرے لئے دنیا ومافیہا سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے۔

④ جملہ مذکورہ کی ترکیب:۔ **فـــــا** تفریعیہ **واؤ** جارہ قسمیہ **اللہ** مجرور مقسم بہ، جار مجرور ملکر قسم **لام** برائے تاکید **ان** ناصبہ مصدریہ **یھدی** فعل **اللہ** فاعل **بك**، جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے **رجلا واحدا** موصوف وصفت ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ ومتعلق سے مل کر بتاویل مصدر مبتدا **خیر** اسم تفضیل بمع فاعل **لك** جار مجرور مل کر متعلق اوّل ہوا اسم تفضیل کے **من** جارہ **حمر النعم** مضاف ومضاف الیہ مل کر مجرور، جار ومجرور مل کر متعلق ثانی، اسم تفضیل اپنے فاعل ودونوں متعلقوں سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جواب قسم، قسم اپنے جواب قسم سے مل کر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۶ھ

الشق الاوّل.....قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ، وَقَدْ أَرِمْتَ؟ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ). (حدیث:۱۳۹۹)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں اور **عرض صلاۃ** کی وضاحت کریں۔ **ان من افضل أیاکم یوم الجمعة** کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) عرض صلوٰۃ کی وضاحت (۵) مذکورہ جملہ کی ترکیب۔

0313 6357913 maktabazakaria@gmail.com

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا**۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک تمہارے افضل ترین دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے پس کثرت کرو تم اس دن میں میرے اوپر درود وسلام کی پس بے شک تمہارا درود وسلام مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارا درود وسلام آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ تحقیق بوسید ہو چکے ہوں گے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ نے حرام کر دیا ہے زمین پر انبیاء کے اجسام کو۔

③ حدیث کی تشریح:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے میری امت کے لوگو! تمہارے افضل دنوں میں سے ایک دن جمعہ بھی ہے اس کو بھی بہت فضیلت حاصل ہے لہٰذا اس فضیلت والے دن میں فضیلت والا عمل کیا کرو، یعنی مجھ پر کثرت سے درود وسلام پڑھا کرو کیونکہ تم کائنات میں جہاں بھی ہو تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! جب آپ ﷺ اس دنیا سے رحلت فرما جائینگے اور بوسید ہو چکے ہونگے پھر آپ ﷺ پر ہمارا درود وسلام کس طرح پیش کیا جائیگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مٹی پر انبیاء کے اجسام کو حرام کر دیا ہے۔ مٹی انکو نہیں کھا سکتی اور وہ محفوظ ہوتے ہیں۔

④ عرض صلوٰۃ کی وضاحت:۔ حدیث کی تشریح میں اسکی وضاحت ہو چکی ہے مزید یہ کہ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے مٹی پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو حرام کر دیا ہے مٹی انکو نہیں کھا سکتی ہے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ آپ کے روضہ مبارک پر جو درود وسلام پڑھا جاتا ہے اسکو آنحضرت ﷺ خود سنتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں اور اسکے علاوہ روئے زمین پر جہاں کہیں بھی آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھا جائے تو عالم الغیب اور حاضر ناظر نہ ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ خود تو نہیں سنتے البتہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذمہ لگا رکھا ہے کہ جو کوئی مسلمان جب بھی آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھتا ہے تو وہ فرشتے فوراً آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں اس مسلمان کا نام لیکر اسکا درود وسلام پیش کرتے ہیں۔ **ان اللّٰہ وملئکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ، صلی اللّٰہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہ وازواجہ وبناتہ وذریاتہ اجمعین یارب صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم۔**

⑤ مذکورہ جملہ کی ترکیب:۔ **ان** حرف از حروف مشبہ بالفعل **من** جارہ **افضل** مضاف **ایامکم** مضاف ومضاف الیہ مل کر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر "ثابت" کے متعلق ہو کر خبر مقدم **یوم الجمعۃ** مضاف ومضاف الیہ مل کر اسم مؤخر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی..... **وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا متفق علیہ۔** (حدیث:۳)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ اور مطلب بیان کریں، متفق علیہ سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی اور صرفی تحقیق لکھئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مطلب (۴) متفق علیہ کی مراد (۵) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ في السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت کرنا فرض نہیں بلکہ جہاد اور نیت باقی ہیں، جب تمہیں جہاد کی طرف نکلنے کے لئے کہا جائے تو کوچ کرو۔ (بخاری ومسلم)

③ حدیث کا مطلب:۔ **لاھجرۃ بعد الفتح** فتح مکہ کے بعد ہجرت کرنا فرض نہیں ہے، حدیث میں ہجرت سے خاص ہجرت مراد ہے کہ مکہ سے مدینہ کی طرف اب قیامت تک ہجرت نہیں ہوگی کہ ان شاء اللہ قیامت تک مکہ دار الاسلام رہے گا، اس پر اب قیامت تک کفار کا تسلط نہیں ہوگا یا پھر مراد یہ ہے کہ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں فرض عین تھی کہ وہ اسلام کی حقانیت اور کفار کی شان وشوکت کو توڑنے کے لئے تھی مگر اب ہجرت فرض عین نہیں رہی۔ ہاں اگر کسی جگہ اسلام پر چلنا مشکل ہو تو ہجرت کرنا اس جگہ سے واجب ہوگا۔

④ متفق علیہ کی مراد:۔ اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ صحاحِ ستہ کے دو بڑے امام یعنی امام بخاری ومسلم، اس حدیث کو متناً وسنداً ایک طرح نقل کرنے میں متفق ہیں۔

⑤ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "**استنفرتم**" صیغہ جمع مذکر حاضر ماضی مجہول باب استفعال بمعنی بھگانا۔

"**فانفروا**" صیغہ جمع مذکر امر حاضر معلوم از باب ضرب بمعنی چلنا۔

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۲۷ھ

الشق الاوّل.....عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ وَاِنَّ اللّٰہ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَافَیَنْظُرُ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوااالنِّسَاءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَۃِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کَانَتْ فِی النِّسَاءِ۔

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ اور مطلب بیان کریں، **ان اول فتنۃ بنی اسرائیل کانت فی النساء** سے کیا مراد ہے، وضاحت کریں، **ان الدنیا حلوۃ خضرۃ وان اللّٰہ مستخلفکم فیھا** کی ترکیب لکھیں اور بتائیں **مستخلفکم** کونسا صیغہ ہے؟ (حدیث :۷۰)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مطلب (۴) **ان اول فتنۃ بنی اسرائیل** کی مراد (۵) **ان الدنیا حلوۃ الخ** کی ترکیب (۶) **مستخلفکم** صیغہ کی وضاحت۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک دنیا شیریں اور سرسبز ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو دنیا میں خلیفہ بنانے والا ہے تاکہ تم کو دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو پس تم دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو، بے شک بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے پیش آیا تھا۔

③ حدیث کا مطلب:۔ حدیث میں دنیا کو شیریں اور سرسبز بتایا گیا ہے کہ دنیا دیکھنے میں بہت اچھی لگتی ہے اور استعمال کرنے میں بھی مزہ آتا ہے مگر جس طرح شیریں اور سرسبز جلدی خراب ہوجاتا ہے اسی طرح دنیا کی مثال ہے اور اللہ نے تم کو دنیا میں خلیفہ بنایا ہے کہ تم زمین میں کس طرح عمل کرتے ہو پھر کہ دنیا میں زیادہ مشغول ہونے اور عورتوں کے فتنہ سے بچتے رہنے کی تنبیہ کی گئی ہے، مقصود یہ ہے کہ اس سے بچنے کیلئے خاص اہتمام کیا جائے اور اس میں وہ احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں جو شریعت نے بتلائی ہیں مثلاً پردہ، نظر نیچی رکھنا، عورتوں سے اختلاط نہ کرنا وغیرہ کیونکہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے ہی پیش آیا تھا۔

④ **ان اوّل فتنۃ بنی اسرائیل** کی مراد:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں کا تھا یہ کونسا فتنہ تھا اس کے بارے میں محدثین نے بہت سے واقعات بیان کئے ہیں مگر اکثر نے واقعہ بلعام بن عوراء کو مصداق قرار دیا ہے کہ یہ ایک نیک آدمی تھا مگر اپنی بیوی کی محبت کی وجہ سے مردود ہوگیا تھا۔

⑤ **ان الدنیا حلوۃ الخ** کی ترکیب:۔ **انّ** حرف مشبہ بالفعل **الدنیا** اس کا اسم **حلوۃ** خبر اوّل **خضرۃ** خبر ثانی **انّ** اپنے اسم اور دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ **واؤ** عاطفہ **ان** حرف مشبہ بالفعل **اللّٰہ** اس کا اسم **مستخلفکم** مضاف مضاف الیہ **فیھا** **مستخلفکم** کے متعلق ہوکر خبر ہے **انّ** کی، **انّ** اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

⑥ **مستخلفکم** صیغہ کی وضاحت:۔ صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **استخلاف** (استفعال) بمعنی خلیفہ بنانا۔

الشق الثانی.....عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ :نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ : اِنَّہٗ لَا یَقْتُلُ الصَّیْدَ وَلَا یَنْکَأُ الْعَدُوَّ وَاِنَّہٗ یَفْقَأُ الْعَیْنَ وَیَکْسِرُ السِّنَّ۔ (حدیث:۱۶۶)

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ اور مطلب بیان کریں، یہ حدیث امام نوویؒ نے کس باب کے تحت ذکر فرمائی ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مطلب (۴) باب کی نشاندہی۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خذف (یعنی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان کنکر رکھ کر مارنے) سے منع فرمایا اس لئے کہ یہ چیز نہ تو شکار کو قتل کرنے کا موجب ہے اور نہ دشمن کو ہلاک کرنے کا

سبب ہے البتہ یہ عمل آنکھ کو پھوڑتا اور دانت کو توڑتا ہے۔

③ حدیث کا مطلب:۔ احادیث میں تیراندازی وغیرہ کی تو ترغیب ہے اور انگلیوں کے ذریعہ چھوٹی کنکری وغیرہ پھینکنے سے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ اس سے کوئی شکار وغیرہ کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا البتہ نقصان اور تکلیف کا باعث ہوسکتا ہے۔

④ باب کی نشاندہی:۔ امام نوویؒ نے اس حدیث کو **باب فی الامر بالمحافظة علی السنة وآدابها** کے تحت ذکر کیا ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۷ھ

الشق الاوّل ..... **عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: لَیْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا اِلَّا کَانَ عَلٰی اِبْنِ آدَمَ الْاَوَّلِ کِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لِاَنَّهٗ کَانَ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ** ۔(حدیث:۱۷۲) حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، تشریح لکھیں، یہ بتائیں کہ سب سے پہلے قتل کس نے کیا ہے؟ اور متفق علیہ ہونے کا مطلب بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں پانچ امور توجہ طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) سب سے پہلے قاتل کا نام (۵) متفق علیہ ہونے کا مطلب۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے کوئی شخص جو ظلماً قتل کیا جاتا ہے مگر آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے پر اس کے خون کا حصہ ہوتا ہے اس لئے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کو شروع کیا۔

③ حدیث کی تشریح:۔ جو شخص دنیا میں ظلماً قتل کیا جاتا ہے آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے پر اس کے خون کا وبال ہوتا ہے کیونکہ قتل والا گناہ اُسی نے شروع کیا تھا، اس کا واقعہ قرآن کی آیت **واتل علیهم نبأ ابنی آدم بالحق الخ** میں بیان کیا گیا ہے۔

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ جو بھی کسی غلط کام کو شروع کرے گا تو اس کو اس کا گناہ بھی ہوگا اور جو لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ بھی اس کو ملے گا اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ اس حدیث میں تنبیہ ہے کہ ابنِ آدم کوئی ایسا کام شروع نہ کرے جو خلافِ شریعت اور برا ہو کہ بعد میں لوگ اس کے اس کام کی تقلید کرتے رہیں یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ قیامت تک جو بھی وہ کام کریں گے ان سب کا گناہ اس بدعت ایجاد کرنے والے کو ہوگا۔

④ سب سے پہلے قاتل کا نام:۔ سب سے پہلے قاتل سے مراد آدم علیہ السلام کا بیٹا قابیل ہے اس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا۔

⑤ متفق علیہ ہونے کا مطلب:۔ اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ صحاحِ ستہ کے دو بڑے امام یعنی امام بخاری و مسلم اس حدیث کو متناً و سنداً ایک طرح نقل کرنے میں متفق ہیں۔

الشق الثانی ..... **وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ مَنِیْحَةُ خَادِمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔** (حدیث:۱۳۰۷)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق لکھیں۔ حدیث کی تشریح اور جہاد کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں پانچ امور توجہ طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) حدیث کی تشریح (۵) جہاد کا لغوی و اصطلاحی معنی۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے افضل و بہترین صدقہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک سایہ دار خیمہ (مجاہدین کو دینا) ہے یا اللہ کے راستہ میں ایک خادم و غلام کو عطیہ کرنا ہے یا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نوجوان اونٹ دینا ہے۔

③ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "فُسْطَاطٌ" یہ مفرد ہے اس کی جمع فَسَاطِیْطٌ ہے بمعنی اون کا خیمہ۔

"مَنِیْحَةٌ" یہ مفرد ہے اور اس کی جمع مِنَحٌ ، مَنَائِحُ ہے بمعنی عطیہ از مصدر منحا (فتح وضرب) بمعنی عطا کرنا، دینا۔

0313 6357913 maktabah.tayyabia@gmail.com

"طَرُوْقَةَ" وہ اونٹنی جو اونٹ کی جفتی کے قابل ہو جائے۔

④ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے مجاہدین کے ساتھ تعاون اور راہ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے کہ سب سے بہترین صدقہ مجاہدین کو میدانِ جہاد میں رہنے سہنے اور راحت وسکون کیلئے سایہ دار خیمہ دینا ہے اور اسی طرح دوسری چیز مجاہدین کی خدمت اور ضروریات کیلئے کوئی خادم وغلام مہیا کرنا ہے اور تیسری چیز سواری وغیرہ مجاہدین کو عطاء کرنا ہے الحاصل مجاہدین کو میدان جہاد کیلئے آلات جہاد میں سے کوئی بھی ایسی چیز مہیا کرنا جس کی وجہ سے وہ یکسو ہو کر دشمن کا مقابلہ کر سکیں یہ افضل ترین صدقہ ہے۔

⑤ جہاد کا لغوی واصطلاحی معنی:۔ جہاد کا لغوی معنی کوشش کرنا ہے اور اصطلاح میں کلمۃ اللہ کی بلندی کیلئے کفار سے قتال کرنا اور ظلم وفساد سے معاشرہ کو پاک کرنے کے لیے ظالم کے خلاف انصاف کے حصول کیلئے میدان عمل میں اترنا جہاد کہلاتا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۷ھ

الشق الاوّل ..... وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِيْعُ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ، فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ". (حدیث:۱۴۸۵)

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب کریں۔ کتاب الدعوات میں سے کوئی پانچ دعائیں تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) آخری جملہ کی ترکیب (۴) کتاب الدعوات میں سے پانچ دعائیں۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **كما مرّ في السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے (ترجمہ) اے اللہ میں بھوک سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ برا ساتھی ہے اور خیانت سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ بری خصلت وعادت ہے۔

③ آخری جملہ کی ترکیب:۔ **فا** تعلیلیہ **ان** حرف از حروف مشبہ بالفعل **ھا** ضمیر اس کا اسم **بئست** فعل از افعال ذم، اس میں **ھی** ضمیر اس کا اسم **البطانة** مخصوص بالذم، فعل ذم اپنے اسم اور مخصوص بالذم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، **ان** اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر تعلیل ہوئی ماقبل والے جملہ کی۔

④ کتاب الدعوات میں سے پانچ دعائیں:۔ **اللهم اغفرلي وارحمني واهدني وعافني وارزقني۔** (مسلم)

اللهم مصرف القلوب صرف قلوبنا على طاعتك۔ (مسلم)

اللهم اكفني بحلالك عن حرامك واغنني بفضلك عمن سواك۔ (ترمذی)

اللهم اني اعوذ بك من منكرات الاخلاق والاعمال والاهواء۔ (ترمذی)

اللهم انی اعوذ بک من فتنۃ النار وعذاب النار ومن شر الغنی والفقر۔ (ابوداؤد وترمذی)

الشق الثاني ..... عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أُمِّ عَبْدِاللّٰهِ عَائِشَةَ قَالَتْ "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُوْ جَيْشٌ اَلْكَعْبَةَ فَاِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ قَالَتْ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ وَفِيْهِمْ اَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ ؟ قَالَ "يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ" متفق علیہ۔ (حدیث:۲)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی اور صرفی تحقیق کریں، حدیث میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے اس کی تفصیل بیان کر کے بتائیں کہ یہ کب واقع ہوگا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق (۴) مذکورہ واقعہ کی تفصیل (۵) واقعہ کے وقوع کا زمانہ۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **كمامرّ في السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک لشکر کعبہ پر جنگ کی غرض سے

چڑھائی کریگا جب وہ چٹیل میدان (بیداء) میں پہنچے گا تو اسکے اگلے اور پچھلے تمام لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا جائیگا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا یارسول اللہ! ان تمام کو کیسے دھنسایا جائیگا جب کہ ان میں سے بعض لوگ دکانداری کرنے والے اور بعض بخوشی ان میں شامل نہیں ہونگے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پہلے پچھلے تمام کو دھنسایا جائیگا لیکن وہ اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

③ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "بیداء" مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور مقام کا نام ہے۔

"یغزو" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معلوم از باب نصر بمعنی لڑنے کے لئے نکلنا، لوٹ کے لئے حملہ کرنا۔

"یخسف" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع مجہول باب ضرب یہ لازم ومتعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے بمعنی پھاڑنا پھٹنا خسف الارض زمین کا بمع اپنی اوپر کی چیزوں کے دھنس جانا۔ "نیات" "نیة" کی جمع ہے بمعنی ارادہ اور قصد۔

"اسواقهم" جمع مذکر، اسم فاعل سائق کی جمع ہے بمعنی اہلِ بازار۔

④ مذکورہ واقعہ کی تفصیل:۔ اس واقعہ کی کچھ تفصیل یہ ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دور میں جب لوگ انکے ہاتھ پر بیعت کریں گے تو کچھ لوگ ان کی مخالفت میں کعبہ پر حملہ کیلئے شام سے مکہ کی طرف چلیں گے تو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں بیداء مقام پر تمام کے تمام زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے ان میں کچھ خوشی سے چلے ہوں گے اور کچھ ناخوشی سے، تو سب کو دھنسا دیا جائے گا اسلئے کہ دنیا میں اچھے بھی بروں کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہوجاتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا آخرت میں ان سے ان کی نیتوں کے مطابق معاملہ کیا جائے گا۔

⑤ واقعہ کے وقوع کا زمانہ:۔ یہ واقعہ حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے پیش آئے گا۔

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۲۸ھ

الشق الاوّل .....عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ :دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوْعَكُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا قَالَ :اَجَلْ ، اِنِّيْ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ ،قُلْتُ: ذٰلِكَ اَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ؟ قَالَ:اَجَلْ، ذٰلِكَ كَذٰلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهٗ اَذًى شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّاٰتِهٖ وَحُطَّتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا ۔(حدیث:۳۸) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، الفاظ مخطوطہ کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ بخار میں مبتلا تھے، میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ ﷺ تو شدید بخار میں مبتلا ہیں فرمایا ہاں مجھے تمہارے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے، میں نے عرض کیا اس لئے آپ ﷺ کو دوگنا ثواب ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں یہی بات ہے بالکل اسی طرح جیسے مسلمان کو کانٹا چبھنے سے یا اس سے زیادہ کسی مصیبت کی زحمت اٹھانی پڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کے گناہ معاف فرمادیتے ہیں اور گناہ اس سے یوں ساقط ہوجاتے ہیں جیسے درخت کے پتے گر جاتے ہیں۔

③ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "اجل" بمعنی ہاں بے شک۔ "شوكة" بمعنی کانٹا۔ "حطت" باب نصر سے بمعنی گرنا۔

"يوعك" وعكًا باب ضرب سے بمعنی گرمی کا تیز ہونا وعَكَتْه الحمّٰى بخار کا کسی کو ایذاء پہنچانا۔

الشق الثانی .....عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَانِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَاتَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْفِرْسِنَ شَاةٍ ۔ (حدیث:۱۲۴)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ اور مطلب لکھیں، فرسن شاة کے معنی لکھیں، یانساء المسلمات سے آخر تک حدیث کی نحوی ترکیب لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مطلب (۴) فرسن شاة کا معنی (۵) یانساء المسلمات الخ کی نحوی ترکیب۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے مسلمان عورتو! اپنی پڑوسن کے لئے کوئی چیز حقیر نہ سمجھو اگر چہ بکری کا ایک کھر ہی (ہدیہ میں بھیجا) ہو۔

③ حدیث کا مطلب:۔ کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے ہدیہ کو حقیر نہ سمجھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کو وقتاً فوقتاً اپنی حیثیت کے اعتبار سے ہدیہ دیتے رہنا چاہیے، امیر اپنی شایان شان ہی ہدیہ دے اور اگر غریب ہے تو یہ نہ سوچے کہ میں کیا ہدیہ دوں مبالغہ کے طور سے کہا جارہا ہے کہ بکری کا کھر ہی دے دے، اس حدیث کے بارے میں محدثین فرماتے ہیں ایک طرف تو دینے والوں کو ترغیب ہے کہ کچھ نہ کچھ دیا کریں اور دوسری طرف لینے والوں کو بھی ترغیب دی جارہی ہے کہ کوئی بھی ہدیہ پہنچائے اس کا انکار نہ کیا جائے قبول کرلیا جائے۔ باقی اس حدیث میں عورتوں کو خطاب اس لئے کیا گیا کہ عموماً یہ عادت عورتوں میں زیادہ ہوتی ہے کہ ایسا ہدیہ کیوں دیدیا اسی وجہ سے عورتوں کو مخاطب کیا جارہا ہے ویسے مرد بھی اس میں داخل ہیں۔

④ فرسن شاۃ کا معنی:۔ اس کا لفظی معنی بکری کا کھر ہے اور مراد معمولی وحقیر چیز ہے کہ معمولی اور حقیر چیز بھی اپنی پڑوسن کو ہدیہ دینے کو حقیر نہ سمجھو۔

⑤ یانساء المسلمات الخ کی نحوی ترکیب:۔ **یا** حرف ندا قائم مقام **ادعو** فعل کے، **ادعو** فعل اس میں **انا** ضمیر فاعل **نساء المسلمات** مضاف ومضاف الیہ ملکر منادیٰ (مفعول بہ) **لاتحقرن** فعل نہی **جارۃ** اس کا فاعل **لام جارتھا** مضاف و مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل مفعول اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر دال علی الجزاء **ولو فرسن شاۃ** میں **واؤ** عاطفہ ہے اور **لَوْ** شرطیہ ہے **فرسن شاۃ** شرط ہے جزاء محذوف ہے جو کہ **لاتحقرھا** ہے اور دال علی الجزاء پہلا **لاتحقرن** ہے۔ شرط وجزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ ومعطوف ملکر نداء فعل اپنے فاعل اور منادیٰ مفعول بہ ونداء سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۸ھ

الشق الاوّل .....عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَاعَلَيْهَا۔ (حدیث:۱۲۹۰)

حدیث پر اعراب لگائیں۔ ترجمہ کریں۔ لفظ **رباط**، **غدوۃ** اور **روحۃ** کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) مذکورہ الفاظ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے راستہ میں ایک دن سرحد کا پہرہ دینا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے اور جنت میں ایک کوڑے کی جگہ کا ملنا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے اور اللہ کے راستہ میں ایک صبح یا ایک شام کا نکلنا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔

③ مذکورہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ "**رباط**" یہ اسم ہے بمعنی قلعہ، وہ جگہ جہاں لشکر سرحد کی حفاظت کے لئے قیام کرے۔ "**روحۃ**" باب نصر کا مصدر ہے بمعنی شام کو چلنا یا مطلق چلنا۔ "**غدوۃ**" یہ مفرد ہے اسکی جمع غُدًی، غُدُوٌّ ہے بمعنی دن کا ابتدائی حصہ۔

الشق الثانی .....عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقِيْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْلَةَ اُسْرِىَ بِيْ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِقْرَءْ اُمَّتَكَ مِنِّيْ السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اِنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَاِنَّهَا قِيْعَانٌ وَاِنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ (حدیث:۱۴۴۰)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ لفظ **قیعان**، **غراس**، **طیبۃ التربۃ** اور **عذبۃ الماء** کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) مذکورہ الفاظ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جس رات کہ مجھے معراج کرائی گئی، تو انہوں نے فرمایا کہ اے محمد! میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا اور ان کو خبر دینا کہ جنت بہت پاکیزہ مٹی ہے اور اس کا پانی شیریں و میٹھا ہے اور وہ بالکل چٹیل میدان ہے۔ اور اس کی کھیتی **سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ** اور **اللہ اکبر** ہے۔

③ مذکورہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ "قِیْعَانٌ" یہ جمع ہے اس کا مفرد قَاعٌ ہے بمعنی پست ہموار ٹیلہ و میدان۔

"غَرَاسٌ" یہ غَرْسٌ کی جمع ہے بمعنی پودہ۔ "عَذْبَةُ الْمَاءِ" عذبة بمعنی میٹھا اور عذبة الماء بمعنی میٹھا و خوشگوار پانی۔

"طَیِّبَةُ التُّرْبَةِ" طیبة بمعنی پاکیزہ اور طیبة التربة بمعنی پاکیزہ و زرخیز مٹی۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۸ھ

الشق الاوّل .....عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سَبْعًا هَلْ تَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا فَقْرًا مُنْسِیًا اَوْ غِنًی مُطْغِیًا اَوْ مَرَضًا مُفْسِدًا اَوْ هَرَمًا مُفْنِدًا اَوْ مَوْتًا مُجْهِزًا اَوِ الدَّجَّالَ فَشَرُّ غَائِبٍ یُنْتَظَرُ اَوِ السَّاعَةَ فَالسَّاعَةُ اَدْهٰی وَاَمَرُّ۔ (حدیث:۹۳)

اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حدیث کی تشریح کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی و صرفی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سات چیزوں کے رونما ہونے سے پہلے اعمالِ صالحہ میں مبادرت کرو، کیا تم ایسے فقر کے انتظار میں ہو جو خدا فراموشی کی کیفیت برپا کردے یا ایسی دولت مندی جو سرکش بنادے گی یا ایسی بیماری جو مزاج کو فاسد بنادے گی یا ایسا بڑھاپا جس میں عقل باقی نہ رہے یا ایسی موت جو اچانک آجائے یا دجال کا، (یاد رکھو) دجال شدید ترین نظروں سے اوجھل شر کا نام ہے جس کا انتظار کیا جارہا ہے یا قیامت کا اور قیامت تو سخت خوفناک اور سخت کڑوی ہے۔

③ حدیث کی تشریح:۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سات چیزوں کے ظاہر ہونے سے پہلے اعمال میں جلدی کرلو، وہ سات چیزیں یہ ہیں ① ایسا فقر جو خدا فراموشی کردے ② ایسی دولت مندی جو سرکش بنادے کیونکہ عموماً دولت کے نشہ میں سرکشی ہی آتی ہے ③ ایسا مرض جس سے آدمی کا مزاج فاسد ہوجائے ④ ایسا بڑھاپا جس سے عقل باقی نہ رہے اور آدمی سٹھیا جاتا ہے ⑤ ایسی موت جو اچانک واقع ہو، انسان کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملے ⑥ دجال اور دجال کے بارے میں آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ وہ نظروں سے غائب شدید ترین شر ہے جس کا انتظار کیا جارہا ہے جو قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور قربِ قیامت ظاہر ہوگا اس سے آپ ﷺ نے بھی پناہ مانگی ہے ⑦ قیامت اور قیامت کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت تمام چیزوں سے خوفناک اور سخت کڑوی چیز ہے۔

④ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی و صرفی تحقیق:۔ "مطغیا" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب افعال بمعنی سرکش بنانا، سرکشی پر اُکسانا۔

"منسیا" باب افعال سے واحد مذکر اسم فاعل ہے معنی بھلانا اور نسیانا سمع بمعنی چیز کو بھولنا۔

"مفندا" بھی منسیًا کی طرح ہے، بڑھاپے کی وجہ سے ضعیف العقل ہونا۔

"مجهزا" افعال سے اسم فاعل بمعنی سریع، تیز۔

"امرّ" صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل از مصدر مَرَارَةٌ (سمع ونصر) بمعنی کڑوا ہونا۔

"ادهٰی" صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل از مصدر دَهًی (فتح) بمعنی آفت و مصیبت پہنچانا۔

الشق الثانی.....عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَاتَحَاسَدُوْا وَلَاتَنَاجَشُوْا وَلَاتَبَاغَضُوْا وَلَاتَدَابَرُوْا وَلَایَبِعْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا، اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَایَظْلِمُہٗ وَلَایَحْقِرُہٗ وَلَایَخْذُلُہٗ، اَلتَّقْوٰی ھٰھُنَا وَیُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِہٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ یَحْقِرَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ، کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُہٗ وَمَالُہٗ وَعِرْضُہٗ۔ (حدیث:۲۳۵)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حدیث کی تشریح کریں، **کونوا عباد اللّٰہ اخوانا** کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) **کونوا عباد اللّٰہ اخوانًا** کی ترکیب۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپس میں حسد نہ رکھو اور نہ (خرید وفروخت) میں دھوکہ کرو، اور نہ بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے سے روگردانی کرو اور کسی کے سودے پر سودا نہ کرو، اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اپنے بھائی پر ظلم کرے، نہ اس کو حقیر جانے، نہ اس کی مدد چھوڑے، تقویٰ یہاں ہے تین بار سینے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، کسی آدمی کے لئے اتنا شر ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ایک مسلمان کی تمام چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں اس کا خون اس کا مال اور اس کی عزت۔

③ حدیث کی تشریح:۔ **لاتحاسدوا** آپس میں حسد نہ کرو حسد کہتے ہیں کہ کسی کی نعمت کے ختم ہونے کی تمنا کرنا اور یہ حرام ہے۔

لاتناجشوا خرید وفروخت میں بولی بڑھا کر دھوکہ نہ دو کہ بائع ایک آدمی رکھتا ہے جو لوگوں کے سامنے چیز کی زیادہ قیمت بولتا ہے تا کہ وہ زیادہ بولے اور اس نے وہ چیز خریدنی نہیں ہوتی وہ دھوکہ دیتا ہے تا کہ لوگ زیادہ قیمت میں اس کو خرید لیں۔

ولاتباغضوا اور نہ باہم بغض رکھو یہ بھی ایک نہایت قبیح بیماری ہے یہ تمام امراض یعنی حسد، بغض، عداوت، اعراض اور بے رُخی منع ہیں کیونکہ یہ سب اسلامی اخوت کے منافی ہیں جبکہ شریعت مسلمانوں کو ایک دوسرے کی بھلائی اور خیر خواہی کا سبق دیتی ہے۔

حدیث شریف کے دوسرے حصہ میں اخوت اسلامی اور بھائی چارہ کا سبق دیا گیا ہے کہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے لئے اس طرح ہونا چاہیے کہ ایک مسلمان دوسرے پر نہ ظلم کرے نہ اس کو حقیر جانے اور نہ اس کی مدد چھوڑے پھر آنحضرت ﷺ نے تقویٰ کی نشاندہی فرماتے ہوئے سینہ کی طرف تین مرتبہ اشارہ کر کے فرمایا کہ تقویٰ دل میں ہوتا ہے اور فرمایا کہ آدمی کے لئے سب سے بری یہ بات ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے نیز ارشاد فرمایا کہ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان بھائی کی جان، مال اور آبرو حرام ہے یعنی ان کی حفاظت کرے ان کی طرف تعرض نہ کرے۔

④ **کونوا عباد اللّٰہ اخوانًا** کی ترکیب:۔ ① **کونوا** فعل ناقص ضمیر اس کا اسم **عباد اللّٰہ** مضاف مضاف الیہ ملکر ذوالحال **اخوانًا** حال، حال ذوالحال ملکر **کان** کی خبر، **کان** اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا ② **کونوا** فعل ناقص ضمیر اسکا اسم **عباد اللّٰہ**، مضاف ومضاف الیہ حرفِ ندا یا قائمقام **ادعو** کا مفعول ہو کر نداء، **اخوانًا** خبر **کان** اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہو کر منادٰی، نداء ومنادٰی ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

﴿ریاض الصالحین﴾

0313 6357913 maktabatulmultan@gmail.com

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاوّل.....وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ اَرٰی مَا لَاتَرَوْنَ اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَھَا اَنْ تَئِطَّ مَا فِیْھَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَکٌ وَاضِعٌ جَبْھَتَہٗ سَاجِدًا لِلّٰہِ تَعَالٰی وَاللّٰہِ لَوْتَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَی الْفُرُشِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَی الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ۔

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حدیث کی تشریح کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں۔ (حدیث:۴۰۶)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں(۱)حدیث پر اعراب(۲)حدیث کا ترجمہ(۳)حدیث کی تشریح (۴)الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، آسمان چرچراتا ہے اور اس کے یہی لائق ہے کہ وہ چرچرائے اس میں چار انگلیوں کی مقدار بھی کوئی جگہ خالی نہیں کہ جہاں کوئی فرشتہ پیشانی زمین پر رکھ ہوئے سجدہ میں نہ ہو، اللہ کی قسم اگر تم ان باتوں کو معلوم کرلو جن کو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو تھوڑا اور رووٴ زیادہ اور اپنی عورتوں سے لذت حاصل نہ کرسکو اور تم اللہ سے پناہ چاہتے ہوئے جنگلوں کے راستوں کی طرف نکل جاوٴ۔

③ حدیث کی تشریح:۔ حدیث بالا میں خوفِ الٰہی کو بیان کیا جارہا ہے کہ ایک مومن کے دل میں اللہ جل شانہٗ کی جتنی عظمت وجلالت ہوگی اس کے بقدر اس کے دل میں اللہ جل شانہٗ کے عذاب کا خوف اور اس کی رحمت کی امید ہوگی۔ **اطّت السماء الخ** آسمان چرچراتا ہے اور اس کے لئے حق ہے کہ وہ چرچرائے، آسمان اللہ کے خوف سے چرچراتا ہے مثلاً جیسے کوئی چارپائی ہو اس پر زیادہ لوگ بیٹھ جائیں تو وہ چرچرانے لگتی ہے اسی طرح آسمان بھی اللہ کے خوف سے چرچرانے اور نالہ وفریاد کرنے لگتا ہے۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ آسمان پر کوئی فرشتہ قیام میں ہے کوئی رکوع میں کوئی سجدہ میں اور یہاں حدیث بالا میں ہے کہ سارے ہی فرشتے سجدہ میں ہیں؟ جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص آسمان کا ذکر فرمایا جہاں پر مختلف حالات میں فرشتے ہیں اور یہاں کسی دوسرے آسمان کا ذکر ہے جہاں تمام ہی فرشتے سجدہ میں ہیں لہٰذا ان میں کوئی تعارض نہ رہا۔

④ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "**اطت**" **اطیطًا** (ضرب) بمعنی آواز نکالنا، کڑکنا، چرچرانا۔

"**فرش**" **فراش** کی جمع ہے بمعنی بستر۔ "**صُعُدَات**" صاد، عین دونوں پر پیش ہے یہ **صعید** کی جمع ہے بمعنی راستے۔

"**تجأرون**" صیغہ جمع مذکر حاضر مضارع معروف از مصدر **جَأْرًا، جُؤْرًا** (نصر) بمعنی پناہ اور مدد طلب کرنا۔

الشق الثانی .....عَنْ اَنَسٍ اَنَّ فَتًی مِنْ اَسْلَمَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! اِنِّیْ اُرِیْدُ الْغَزْوَ وَلَیْسَ مَعِیَ مَا اَتَجَھَّزُبِہٖ قَالَ اِئْتِ فُلَانًا قَدْ کَانَ تَجَھَّزَ فَمَرِضَ فَاَتَاہُ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ اَعْطِنِیْ الَّذِیْ تَجَھَّزْتَ بِہٖ قَالَ یَا فُلَانَۃُ اَعْطِیْہِ الَّذِیْ کُنْتُ تَجَھَّزْتُ بِہٖ وَلَا تُحْبِسِیْ عَنْہُ شَیْئًا فَوَاللّٰہِ لَا تُحْبِسِیْ مِنْہُ شَیْئًا فَیُبَارَکُ لَکِ فِیْہِ ۔(حدیث:۱۳۰۸)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں(۱)حدیث پر اعراب(۲)حدیث کا ترجمہ(۳)الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ اسلم کے ایک آدمی نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں مگر میرے پاس وہ سامان نہیں ہے جس کے ذریعہ جہاد کی تیاری کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں آدمی کے پاس جاوٴ تحقیق اس نے جہاد کی تیاری کی تھی، اور وہ بیمار ہوگیا ہے۔ پس وہ شخص اس (بیمار) کے پاس آیا اور کہا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے سلام کہہ رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ آپ مجھے وہ سامان دے دیں جو آپ نے جہاد کیلئے تیار کیا تھا اس شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اے فلاں! تو اس کو وہ سامان دیدے جسکے ساتھ میں نے جہاد کی تیاری کی تھی اور اس میں سے کوئی چیز نہ روکنا، قسم بخدا اس میں سے کوئی چیز نہ روکنا کیونکہ تیرے لئے اس میں برکت دی جائے گی۔

③ الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "**اَتَجَھَّزُ**" صیغہ واحد متکلم بحث مضارع معلوم از مصدر **اَلتَّجَھُّزُ** (تفعل) بمعنی تیاری کرنا۔

"**فَاَتَاہُ**" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر **اِتْیَانٌ** (ضرب) بمعنی آنا۔

"**یُقْرِئُکَ**" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع معلوم از مصدر **اِقْرَاءٌ** (افعال) بمعنی پڑھنا۔

"لَا تُحْبِسِیْ" صیغہ واحد مؤنث حاضر بحث فعل نہی حاضر معلوم از مصدر اِحْبَاسٌ (افعال) بمعنی روکنا۔
"فَیُبَارَكَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع مجہول از مصدر مُبَارَكَةٌ (مفاعلۃ) بمعنی برکت دینا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاوّل .....عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ یُصْبِحُ عَلٰی كُلِّ سُلَامَیْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِیْحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِیْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِیْلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِیْرَةٍ صَدَقَةٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَیُجْزِءُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ یَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰی ۔(حدیث:۱۴۳۲)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ یصبح علی کل سلامی احدکم صدقة کی ترکیب اور خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) مذکورہ جملہ کی ترکیب (۴) الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صبح کے وقت تم میں سے ہر شخص کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے، ہر تسبیح (سبحان الله) صدقہ ہے۔ ہر تحمید (الحمد لله) صدقہ ہے، ہر تہلیل (لا الٰه الا الله) صدقہ ہے اور ہر تکبیر (اللہ اکبر) صدقہ ہے نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے برائی سے روکنا صدقہ ہے اور اس تمام سے کفایت کرتی ہیں وہ دو رکعتیں جن کو آدمی چاشت کے وقت پڑھے۔

③ مذکورہ جملہ کی ترکیب:۔ یصبح فعل ناقص علی جارہ سلامی موصوف من جارہ احدکم مضاف ومضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور مل کر کائنة کے متعلق ہو کر صفت، موصوف صفت مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ثابتة کے متعلق ہو کر خبر مقدم صدقه اسم مؤخر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوا۔

④ الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "یُجْزِءُ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث مضارع معلوم از مصدر اِجْزَاءٌ (افعال) بمعنی کافی ہونا، کفایت کرنا۔ "اَمْرٌ" یہ مصدر ہے از باب نصر بمعنی حکم کرنا۔ "نَهْیٌ" یہ مصدر ہے از باب فتح بمعنی روکنا ومنع کرنا۔

الشق الثانی .....وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ (لِلّٰهِ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِیْنَ یَتُوْبُ اِلَیْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَیْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاَیِسَ مِنْهَا، فَاَتٰی شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِیْ ظِلِّهَا وَقَدْ اَیِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ فَبَیْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّكَ، اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ)۔ (حدیث:۱۵)

حدیث پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کریں، حدیث کا مطلب واضح کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مطلب (۴) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو جنگل میں اپنی سواری پر سوار تھا کھانے پینے کا سامان بھی ساتھ تھا اچانک سواری چھوٹ گئی، بسیار (بہت) تلاش کے بعد مایوس ہو کر وہ ایک درخت کے سائے میں لیٹ گیا اس حالت میں اچانک وہ کیا دیکھتا ہے کہ اونٹنی اسکے پاس آن کھڑی ہوتی ہے چنانچہ وہ اس کی مہار پکڑے ہوئے انتہائی خوشی کے عالم میں کہتا ہے کہ "اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار ہوں" انتہائی خوشی کے عالم میں غلطی سے اس نے یہ جملہ کیا۔

③ حدیث کا مطلب:۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی مراد یہ ہے کہ اللہ بندے کی توبہ سے راضی اور اس کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں۔

اللھم انت عبدی وانا ربك انتہائی خوشی کے عالم میں غلطی سے اس نے یہ جملہ کہا، صحیح جملہ یہ تھا کہ وہ کہتا **انا عبدك وانت ربی** اس جملہ میں یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ سے حد درجے خوش ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی خوشی کو اس شخص کی خوشی کے ساتھ تشبیہ دی کہ جنگل میں جہاں کوئی چیز نہ ملتی ہو جو کچھ اسکے پاس تھا وہ بھی گم ہو جائے پھر مایوس ہو جانے کے بعد اچانک مل جائے تو اس کی خوشی کا اس وقت کیا ٹھکانہ ہوگا اس سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اس سے جو گناہ کر کے توبہ کرتا ہے مثال کے ذریعے بات زیادہ اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے اسلئے آپ ﷺ نے مثال کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی خوشی کو بیان کیا ہے۔

④ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "**بخطامها**" **الخطام** کا معنی مہار، نکیل، کمان کی تانت ہے اس کی جمع **خُطُم** آتی ہے۔

"**فلاة**" یہ مفرد ہے اس کی جمع **فَلَوَات** ہے بمعنی وسیع بیابان۔ "**ایس**" **ایاسًا** (سمع) بمعنی کسی سے ناامید ہونا۔

"**فانفلتت**" **فلْتًا** (ضرب) بمعنی رہا کرنا، چھوڑنا۔ "**انفلتت**" (انفعال) بمعنی رہا ہونا، چھوٹنا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاوّل.....**عَنْ عُمَرَ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَوْاَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ، تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا۔** (حدیث:۷۹)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں، توکل کے معنی اور اس کی قسمیں تحریر کریں، الفاظ مخطوطہ کی لغوی تحقیق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) توکل کا معنی اور اقسام (۵) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے اگر تمہارا توکل اللہ پر صحیح ہو جائے تو وہ تم کو اس طرح رزق دے جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ صبح کے وقت بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر (گھونسلوں) میں آجاتے ہیں۔

③ حدیث کی تشریح:۔ توکل کرنیوالوں کو اللہ تعالیٰ پرندوں کی طرح پالتے ہیں، مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ سعی وجدوجہد کسب و عمل حقیقت میں رزق پہنچانے والا نہیں ہے بلکہ رزق پہنچانے والا صرف اللہ ہے لہٰذا اگر تم بھی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کرو گے اور اپنا معاملہ اس کے سپرد کرو گے تو وہ پرندوں کی طرح تمہارے لئے بھی روزی کے اسباب خود ہی پیدا کر دے گا۔

④ **توکل** کا معنی اور اقسام:۔ **توکل** کا لغوی معنی بھروسہ کرنا ہے اور شریعت کی اصطلاح میں بعض صورتوں میں اسباب کے اختیار کرنے کا نام ہے اور بعض صورتوں میں اسباب ترک کرنے کا نام ہے اسلئے **توکل** کا معنی سمجھنے کیلئے پہلے اسباب کی اقسام کا جاننا ضروری ہے۔

یاد رہے کہ اسباب کی تین قسمیں ہیں ① اسبابِ قطعیہ: وہ ہیں کہ جن پر مسبب عادۃً مرتب ہو جاتا ہے اور ان کے غیر پر مرتب نہیں ہوتا جیسے کھانے سے بھوک کا دور ہونا اور پینے سے پیاس کا دور ہونا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ان اسباب کو چھوڑنا حرام ہے اور تقلیل جائز ہے ② اسبابِ ظنیہ: وہ ہیں جن پر مسبب غالبًا مرتب ہوتا ہے اور سبب کے بغیر بھی مرتب ہو جاتا ہے جیسے ذرائع تحصیلِ مال۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ہمت ہو تو چھوڑنا جائز و مندوب ہے ③ اسبابِ وھمیہ: وہ ہیں جن پر مسبب غالبًا مرتب نہیں ہوتا جیسے فلاں جگہ سے مال مل جائے گا تو تجارت کروں گا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ان اسباب کو چھوڑنا واجب ہے۔

0313 6357913 www.maktabah.org

اس تقریر سے یہ سمجھ آیا کہ قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں جہاں توکل کا امر ہے توکل کی تین اقسام مراد ہیں ① اسباب کی تقلیل مراد ہے اسبابِ قطعیہ میں ② اسباب کا ترک مراد ہے اسبابِ ظنیہ میں ③ اسباب کا ترک مراد ہے اسبابِ وھمیہ میں۔

⑤ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "**یرزق**" **رزقا** باب نصر سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی رزق دینا۔

"**تغدو**" **غُدُوًّا** نصر سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی صبح کو جانا، مطلق جانا۔

"**خماصا**" صیغہ جمع مذکر اسم فاعل از مصدر **خمصا** (سمع وکرم) بمعنی پیٹ کا خالی ہونا۔

"تروح" صیغہ واحد مؤنث غائب مضارع معروف از مصدر الرواح بمعنی شام یا سورج کے ڈھلنے کا وقت۔
"بطانا" صیغہ جمع مذکر اسم فاعل از مصدر اَلْبَطَنُ (سمع وکرم) بمعنی بڑے پیٹ والا ہونا۔

الشق الثانی .....عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيْهَا وَهُوَ يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا ، وَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تُفْلِتُوْنَ مِنْ يَدِيْ۔ (حدیث:۱۶۳)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حدیث کی تشریح کرتے ہوئے تمثیل کی وضاحت کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی مانند ہے جس نے آگ جلائی پس ٹڈیاں اور پروانے اس میں گرنے شروع ہوگئے اور وہ ان کو آگ سے روکتا تھا اور میں بھی تمہاری کمروں کو پکڑ کر آگ میں گرنے سے بچاتا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے نکل رہے ہو۔

③ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنے اور کفار کے طرزِ عمل کو مثال کے ذریعہ بیان کیا ہے اور اس میں مثلکم میں کم سے مراد امت محمدیہ کے کفار ہیں کہ جیسے کوئی شخص آگ جلائے تو پتنگے اس میں آ کر گرتے ہیں وہ شخص ان پتنگوں کو آگ سے روکتا ہے تو میری اور کفار کی مثال بھی یہی ہے کہ کافر لوگ جہنم کی آگ میں تیزی سے گر رہے ہیں اور میں ان کو کمروں سے پکڑ کر جہنم سے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں مگر وہ پھر بھی بدستور اس میں گر رہے ہیں۔

④ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "اوقد" ایقادًا باب افعال سے ماضی کا صیغہ ہے بمعنی آگ سلگانا۔
الجنادب: بمعنی ایک قسم کی ٹڈی عام لوگ اس کو قبوط کہتے ہیں۔ الفراش: بمعنی پروانہ یہ جمع ہے اس کا مفرد الفراشة ہے۔
یقعن: وقوعًا (فتح) سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی واقع ہونا، گرنا۔ یذبّهن: اَلذَّبُّ (نصر) سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی روکنا، دفع کرنا۔
"حُجَزٌ" یہ جمع ہے اس کا مفرد حُجْزَةٌ ہے بمعنی ازار باندھنے کی جگہ۔

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۰ھ

الشق الاوّل .....عن أم كلثوم بنت عقبة..... قالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول: (ليس الكذاب الذي يصلح بين الناس فينمي خيرا اويقول خيرا) (حدیث:۲۴۹)

حدیث کا ترجمہ اور تشریح کریں جن مواقع پر جھوٹ بولنے کی اجازت ہے ان کی تفصیل لکھیں، خط کشیدہ حصے کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) جن مواقع پر جھوٹ کی اجازت ہے ان کی نشاندہی (۴) کلامِ مخطوطہ کی ترکیب۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا کہ وہ انسان جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان جھوٹ بول کر صلح کرواتا ہے اور نیکی کی بات پہنچاتا ہے یا اچھی بات کہتا ہے۔

② حدیث کی تشریح:۔ علامہ طبریؒ فرماتے ہیں کہ ان جگہوں پر جھوٹ بولنا جائز ہے مگر دوسرے بعض علماء فرماتے ہیں کہ جھوٹ بولنا تو ہر جگہ حرام ہے اور جہاں جھوٹ بولنے کا جواز معلوم ہوتا ہے وہاں مراد توریہ ہے کہ متکلم معنی بعید مراد لے رہا ہو اور مخاطب معنی قریب مراد لے۔

③ جن مواقع پر جھوٹ کی اجازت ہے ان کی نشاندہی:۔ تین موقعوں پر جھوٹ بولنے کی اجازت ہے ① یصلح بین الناس فینمی خیرا جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے، بھلائی کی بات آگے پہنچاتا ہے مطلب یہ ہے کہ جب دو مسلمانوں میں لڑائی ہو جائے تو اب تیسرا آدمی ان دونوں کے باہم بغض وعناد کو دور کرنے اور ان میں صلح کروانے کے لئے ایک دوسرے کی طرف اچھی

باتیں پہنچائے تاکہ وہ دونوں صلح اور دوستی پر آمادہ ہوجائیں ② اَلْحَرْبُ لڑائی کے موقع پر دشمن کو اصل صورتحال سے بے خبر رکھنے کے لئے غلط بیانی سے کام لینا اور دشمن کو دھوکہ میں رکھنا تاکہ فتح حاصل کرنا آسان ہوجائے ③ حدیث المرأۃ زوجھا مرد کی بات اپنی بیوی سے کہ جب گھریلو زندگی کو صحیح کرنے کیلئے خاوند کو بیوی سے یا بیوی کو خاوند سے کچھ غلط بیانی کی ضرورت پڑے کہ اسکے بغیر زندگی تلخ ہونے کا خطرہ ہو تو اب اس موقع پر بھی شریعت نے بقدرِ ضرورت جھوٹ (توریہ) کی اجازت دی ہے۔

④ کلام مخطوطہ کی ترکیب:۔ لیس فعل ناقص الکذاب اس کا اسم الذی اسم موصول یصلح فعل وفاعل بین الناس مضاف ومضاف الیہ ملکر مفعول فیہ، فعل فاعل مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ فا عاطفہ ینمی خیرا فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر معطوف اوّل او عاطفہ یقول خیرا، ینمی خیرا کی طرح معطوف ثانی، معطوف علیہ دونوں معطوفوں سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر خبر، لیس اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی.....عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : تَضَمَّنَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِهٖ، لَا یُخْرِجُهٗ اِلَّا جِهَادٌ فِیْ سَبِیْلِیْ وَاِیْمَانٌ بِیْ وَتَصْدِیْقٌ بِرُسُلِیْ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَیَّ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ اُرْجِعَهٗ اِلٰی مَنْزِلِهِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِیْمَةٍ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ مَا مِنْ کَلْمٍ یُکْلَمُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلَّا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ کَهَیْئَتِهٖ یَوْمَ کُلِمَ لَوْنُهٗ لَوْنُ دَمٍ وَرِیْحُهٗ رِیْحُ مِسْكٍ ۔(حدیث:۱۲۹۴)

حدیث پر اعراب لگائیں۔ ترجمہ کریں۔ مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی ضمان وذمہ داری لی ہے جو اس کے راستہ میں نکلے اور اس کو گھر سے نکالنے والی چیز میرے راستہ میں جہاد کرنا اور میرے اوپر ایمان لانا اور میرے رسولوں کی تصدیق کرنا ہی ہو تو وہ شخص میرے ذمہ ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں گا اس کو اس کے گھر کی طرف اجر یا مالِ غنیمت کے ساتھ لوٹا دوں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ راہِ خدا میں مجاہد کو کوئی زخم نہیں لگتا مگر وہ قیامت کے دن اس حال میں آئیگا کہ جیسے زخم ابھی لگا ہے اسکا رنگ خون والا ہوگا اور اسکی مہک مشک کی طرح ہوگی۔

③ الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "تَضَمَّنَ" یہ باب تفعل سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی ضمان دینا، ذمہ داری لینا۔

"لَا یُخْرِجُهٗ" یہ باب افعال سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی نکالنا۔

"اَدْخَلَهٗ" یہ باب افعال سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی داخل کرنا۔

"اُرْجِعُهٗ" یہ باب افعال سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی لوٹانا۔

"نَالَ" یہ باب ضرب سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی پانا وحاصل کرنا۔

"یُکْلَمُ" یہ باب نصر وضرب سے مضارع مجہول کا صیغہ ہے بمعنی زخمی کرنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۰ھ

الشق الاوّل.....وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، فِیْ یَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ کَانَتْ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَکُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِیَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَیِّئَةٍ، وَکَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِنَ الشَّیْطَانِ یَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰی یُمْسِیَ، وَلَمْ یَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَکْثَرَ مِنْهُ ۔(حدیث:۱۴۱۰)

اعراب لگائیں۔ ترجمہ کریں۔ مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایک دن میں یہ کلمہ **لا الہ الا اللہ وحدہ الخ** سو مرتبہ پڑھے گا اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے اور اس کے نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے سو گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس دن شام تک اس کی شیطان سے حفاظت کر دی جاتی ہے اور کوئی شخص (قیامت کے دن) اس سے افضل عمل لے کر نہیں آئے گا مگر وہ شخص جس نے اس سے بھی زیادہ اس عمل کی کثرت کی ہوگی۔

③ الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "کُتِبَتْ" یہ باب نصر سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے بمعنی لکھنا۔

"مُحِیَتْ" یہ باب نصر سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے بمعنی مٹانا۔ "عَمِلَ" یہ باب سمع سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی عمل کرنا۔

"یُمْسِیْ" یہ باب افعال سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی شام کرنا۔ "لَمْ یَأْتِ" یہ باب ضرب سے نفی جحد بلم معروف کا صیغہ ہے بمعنی آنا۔ "اَکْثَرُ" یہ باب کرم سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے بمعنی کثیر وزیادہ ہونا۔

الشق الثانی ..... **عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم جَعَلَ یَتَغَشَّاهُ الْکَرْبُ، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: وَا کَرْبَ اَبَتَاهُ، فَقَالَ "لَیْسَ عَلٰی اَبِیْكِ کَرْبٌ بَعْدَ الْیَوْمِ" فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ: یَا اَبَتَاهُ، اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ، یَا اَبَتَاهُ! جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَاوَاهُ، یَا اَبَتَاهُ! اِلٰی جِبْرِیْلَ نَنْعَاهُ، فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ "اَطَابَتْ اَنْفُسُکُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم التُّرَابَ"؟** (حدیث:۲۸)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حدیث کی بے غبار تشریح کریں، **أطابت أنفسکم** کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) **اطابت انفسکم** کی ترکیب۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدت اختیار کر گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی کے دورے پڑنے لگے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیماری کی شدت دیکھ کر بول اُٹھیں ہائے میرے ابّا کس قدر کرب ناک ہیں یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے بعد تیرے ابّا کو کچھ تکلیف نہیں ہوگی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے روتے ہوئے کہا کہ اے ابّا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار کے بلائے کو قبول فرمالیا۔ اے ابّا! جنت الفردوس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے، اے ابّا! ہم جبرائیل علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی خبر دیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدفون ہونے کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تعجب کے عالم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہتی ہیں کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالنے کو کیسے گوارا کیا۔

③ حدیث کی تشریح:۔ **واکرب ابتاہ** ہائے میرے ابّا کی بے چینی، یہ جملہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتقاضائے بشریت کہا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وقت میں جو تکلیف اور بے چینی ہوتی ہے اس کا اظہار کرنا جائز ہے مگر اس اظہارِ غم میں حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔ **اطابت انفسکم** یعنی تمہارے دلوں نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیرِ زمین دفن کر دینا اور ان پر مٹی ڈالنا گوارا کر لیا؟ یہ جملہ بھی بے ساختہ محبت اور کمالِ رأفت ورحمت کی وجہ سے تھا، ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کرنے پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کوئی اعتراض نہیں تھا کیونکہ یہ تو شریعت کا حکم ہے جس سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہے۔

④ **اطابت انفسکم** کی ترکیب:۔ **اطابت** فعل **انفسکم** مضاف ومضاف الیہ ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱٤۳۰ھ

الشق الاوّل ..... **عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْمَا یَرْوِیْهِ عَنْ رَبِّهٖ عزوجل قَالَ "اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا وَاِذَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَاِذَا اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً"** (حدیث:۹٦)

اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حدیث کی تشریح کریں، **شبرًا** اور **ذراعًا** کے منصوب ہونے کی وجہ تحریر کریں۔

0313 6357913 maktabahmahmudia@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) شبرًا اور ذراعًا کے منصوب ہونے کی وجہ۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے بیان فرماتے ہیں، فرمایا جب بندہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں دونوں ہاتھ پھیلانے کے بقدر اس کے قریب ہوتا ہوں اور جب وہ میری طرف آہستہ چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

③ حدیث کی تشریح:۔ حدیثِ قدسی ہے کہ جب بندہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں بندہ کا اللہ سے قریب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ اللہ کی فرمانبرداری واطاعت کرتا ہے یعنی بندہ معمولی سی عبادت کرتا ہے جتنی کہ ایک بالشت، کم سے کم خیر کی مثال بالشت کے ساتھ دیجاتی ہے تو کہا جارہا ہے کہ بندہ تو معمولی سی عبادت کرتا ہے مگر اللہ جل شانہٗ کی رحمت اس پر ایک ہاتھ کے بقدر مہربان ہوتی ہے اسی طرح اگر بندہ کچھ زیادہ عبادت کرتا ہے گویا ایک ہاتھ کے برابر تو اللہ اس سے دوگنا زیادہ قریب ہوتے ہیں یعنی دونوں بازوؤں کے پھیلانے کے بقدر، اور جب بندہ اللہ کی طرف آہستہ آہستہ رجوع کرتا ہے اور گناہوں کو چھوڑ کر اللہ جل شانہٗ کی طرف توجہ کرنے لگتا ہے تو اللہ جل شانہٗ کی رحمت اس کو دوڑ کر اپنی آغوش میں لے لیتی ہے کہیں شیطان اسکو راستہ میں نہ روک لے۔

④ شبرًا اور ذراعًا کے منصوب ہونے کی وجہ:۔ یہ دونوں تمیز ہونے کی بناء پر منصوب ہیں یا مفعول بہٖ ہونے کی بناء پر۔

الشق الثانی .....**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ" قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ؟ بِجَلَالِیْ اَلْیَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ"** (حدیث:۳۷۷)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں، اللہ کے ظل سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) اللہ کے ظل کی مراد۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال کے پیشِ نظر آپس میں محبت کرتے تھے آج میں انکو اپنے سایہ میں جگہ عطاء کرونگا جبکہ میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

③ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ **"اظلّهم"** صیغہ واحد متکلم مضارع معروف باب افعال بمعنی سایہ دینا۔

"المتحابون" التحاب (تفاعل) سے جمع مذکر اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی آپس میں محبت کرنا۔

"بجلالی" جلا لا وَجُلَالَةً (ضرب) بڑی شان والا ہونا، حجم میں بڑا ہونا، عمر میں بڑا ہونا۔

④ اللہ کے ظل کی مراد:۔ اس کے بارے میں مشہور تین قول ہیں:

① **ظل** سے اللہ کے عرش کا سایہ مراد ہے جیسا کہ بعض روایات میں عرش کا ذکر بھی ہے

② **ظل** سے مراد حفاظتِ خداوندی اور رحمتِ الٰہی ہے جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے **السّلطان ظلّ اللّٰه فی الارض** دنیا میں اللہ کا سایہ سلطان ہوتا ہے یعنی بادشاہ کے ذریعہ سے حفاظت ہوتی ہے

③ یہ کنایہ ہے راحتوں اور نعمتوں سے، مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ان کو وہاں کی راحتیں اور نعمتیں بھرپور ملیں گی۔

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل .....**عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِیِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ "اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ**

بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ: صَانِعُهُ يَحْتَسِبُ فِيْ صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيْ بِهٖ وَمُنْبِلَهٗ وَارْمُوْا وَارْكَبُوْا وَاَنْ تَرْمُوْا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ تَرْكَبُوْا وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلِمَهٗ رَغْبَةً عَنْهُ فَاِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا (حدیث:۱۳۳۵)

حدیث مبارک پر اعراب لگائیں۔ ترجمہ کریں۔ مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **كما مرّ في السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں اس کے بنانے والے کو جو اس کے بنانے سے ثواب کی امید رکھے اور اس تیر کو چلانے والا اس تیر کو ترکش سے نکال کر دینے والا، تیر اندازی کرو اور گھڑ سواری کرو اور تمہارا تیر اندازی کرنا تمہارے گھڑ سواری کرنے سے مجھے زیادہ پسند ومحبوب ہے اور جس شخص نے تیر اندازی کو سیکھنے کو بعد بے رغبتی کی وجہ سے چھوڑ دیا تو بے شک وہ ایک نعمت تھی جس کو اس نے چھوڑ دیا۔

③ الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "يَحْتَسِبُ" یہ باب افتعال سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی ثواب کی امید رکھنا۔

"اِرْمُوْا" یہ باب ضرب سے امر حاضر معلوم کا صیغہ ہے بمعنی تیر پھینکنا اور تیر اندازی کرنا۔

"اِرْكَبُوْا" یہ باب سمع سے امر حاضر معلوم کا صیغہ ہے بمعنی سوار ہونا۔

"تَرَكَ" یہ باب نصر سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی چھوڑنا۔

"عَلِمَهٗ" یہ باب سمع سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی سیکھنا۔

الشق الثانی.....**عن زيد بن ارقم قال: كان رسول الله ﷺ يقول "اللهم انى أعوذبك من العجز والكسل والبخل والهرم وعذاب القبر، اللهم نفسى تقواها وزكها انت خير من زكاها، انت وليها ومولاها، اللهم انى اعوذبك من علم لاينفع ومن قلب لايخشع ومن نفس لاتشبع ومن دعوة لايستجاب لها۔** (حدیث:۱۴۷۹)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ **اعوذبك من علم لاينفع ومن قلب لايخشع** کی ترکیب کریں۔ مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) مذکورہ جملہ کی ترکیب (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے **اللهم انى اعوذ بك من العجز الخ** (ترجمہ، اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی سے، بخل اور کبر سے اور قبر کے عذب سے اے اللہ میرے نفس کو اس کا تقویٰ دے اور اس کو پاک کر دے اور تو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا والی ومولی ہے اے اللہ! بے شک میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے اور ایسے دل سے جس میں خوف نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعاء سے جو قبول نہ ہو۔

② مذکورہ جملہ کی ترکیب:۔ **اعوذ** فعل وفاعل **بك** جار ومجرور مل کر متعلق اوّل من جارہ **علم** موصوف **لاينفع** فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت، موصوف صفت مل کر مجرور، جار مجرور ملکر معطوف علیہ، مابعد والا جملہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر متعلق ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

③ الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "اَعُوْذُ" یہ باب نصر سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی پناہ مانگنا۔

"لَا يَنْفَعُ" یہ باب فتح سے نفی مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی نفع دینا۔

"لَا يَخْشَعُ" یہ باب فتح سے نفی مضارع معلوم کا صیغہ ہے۔ بمعنی ڈرنا۔

"لَاتَشْبَعُ" یہ باب سمع سے نفی مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی سیر ہونا۔

"لَايُسْتَجَابُ" یہ باب استفعال سے نفی مضارع مجہول کا صیغہ ہے بمعنی قبول کرنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل.....قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِیْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَاُ مَابَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلَاۃُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَۃُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ وَالْقُرْاٰنُ حُجَّۃٌ لَکَ اَوْ عَلَیْکَ، کُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا۔ (حدیث:۲۵)

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حدیث کا صاف اور واضح مطلب لکھیں، خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مطلب (۴) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نظافت نصف ایمان ہے، اور الحمدللہ کا کلمہ ترازو کو ثواب سے بھر دے گا اور سبحان اللہ، الحمدللہ کے کلمات آسمان اور زمین کے درمیان فضا کو بھر دیتے ہیں، نماز نور ہے، صدقہ دینا ایمان کی دلیل ہے اور صبر کرنا روشنی ہے، قرآن پاک تیرے موافق یا مخالف دلیل کی حیثیت رکھتا ہے، ہر انسان صبح کو اُٹھنے والا ہے پس اپنے آپ کو بیچنے والا ہے (نیک کام کرکے) اپنے نفس کو جہنم سے آزاد کرنے والا ہے یا (برے کام کرکے) اس کو تباہ و برباد کرنے والا ہے۔

③ حدیث کا مطلب:۔ **الطھور شطر الایمان** نظافت نصف ایمان ہے مطلب یہ ہے کہ ظاہری نجاست (حقیقی و حکمی) کو دور کرنا آدھی پاکیزگی ہے اور آدھی پاکیزگی نجاست باطنی یعنی حسد، کینہ، بغض وغیرہ سے اپنے آپ کو پاک کرنا ہے۔ اس حدیث میں ترغیب ہے کہ جس طرح ظاہری پاکیزگی ضروری ہے اسی طرح باطنی پاکیزگی بھی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

الحمدللہ تملأ المیزان اسمیں الحمد للہ کے ثواب کی طرف اشارہ ہے کہ قیامت کے دن الحمد للہ کا ثواب ترازو کو بھر دیگا۔

الصلوٰۃ نور نماز روشنی ہے یعنی دنیا میں بھی اس نماز سے حق کی طرف رہنمائی ملتی ہے اور روزِ قیامت پل صراط سے گزرتے وقت اس کی روشنی ہوگی جو نمازی کو وہاں کام دیگی۔ **الصدقۃ برھان** محدثین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ صدقہ دینا مومن اور مخلص ہونے کی علامت و دلیل ہے۔

الصبر ضیاء صبر روشنی ہے کہ صبر بھی مومن کا ہتھیار ہے اس سے مومن کو استقامت ملتی ہے۔

القرآن حجۃ لک او علیک ایک دوسری روایت میں آتا ہے **یُحاجّ العباد** قرآن مجید قیامت میں بندوں سے جھگڑا کرے گا اپنے حقوق کے بارے میں جس طرح انسان آپس میں ایک دوسرے کے خلاف جھگڑتے ہیں یا دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جو شخص قرآن کے حقوق ادا کرے تو قرآن قیامت کے دن اس کے بارے میں سفارشی ہوگا اور اس شخص کے لئے قرآن حجت اور دلیل بن جائے گا اور اگر قرآن کے حقوق کو ادا نہ کیا تو قیامت کے دن یہ قرآن اس کے خلاف ہو جائے گا۔

کل الناس یَغْدُوْ ہر شخص جب صبح کے وقت اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اپنے نفس کو جہنم سے آزاد کرنے والا ہوتا ہے یا ہلاک کرنے والا یعنی اگر وہ دن کو اچھے اعمال کرے گا تو اسے جہنم سے آزاد کرے گا، جہنم کی آگ سے محفوظ کرے گا اور اگر برے کام اور اعمال کرے گا تو پھر خود ہی اپنے نفس کو ہلاک اور تباہ و برباد کرے گا۔

④ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "تَمْلَاٰنِ" صیغہ تثنیہ مؤنث غائب مضارع معلوم باب فتح بمعنی بھرنا۔

"برھان" اسم ہے بمعنی دلیل و حجت، اس کی جمع براھین ہے۔

"یَغْدُوْ" واحد مذکر غائب مضارع معلوم از باب نصر بمعنی صبح کے وقت آنا۔

"معتقھا" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل باب افعال بمعنی آزاد کرنا، عَتْقًا و عِتْقًا (ضرب) بمعنی آزاد ہونا۔

"موبقھا" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل باب افعال بمعنی ہلاک کرنا۔ ضَرَبَ سے بمعنی ہلاک ہونا۔

الشق الثانی.....قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ یَعْنِیْ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِهٖ "بِسْمِ اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ وَلَا

حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" يُقَالُ لَهٗ: هُدِيْتَ وَكُفِيْتَ وَوُقِيْتَ وَتَنَحّٰى عَنْهُ الشَّيْطَانُ۔ (حدیث:۸۳)

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حدیث کا مطلب تحریر کریں، خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مطلب (۴) الفاظِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ في السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص گھر سے نکلتے وقت کہے کہ **بسم اللّٰه توكلت على اللّٰه لاحول ولا قوة الّا باللّٰه** (اللہ کے نام سے نکلا ہوں اللہ پر توکل کیا، گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی توفیق اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے) تو اس کو کہا جاتا ہے کہ تو ہدایت دیا گیا اور کفایت کیا گیا اور بچالیا گیا ہے اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔

③ حدیث کا مطلب:۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے گھر سے نکلتے وقت کی دعا بتلائی ہے کہ آدمی گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے **بسم اللّٰه توكلت على اللّٰه الخ** اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے، یہ دعا پڑھنا اگرچہ علماء نے مستحب لکھا ہے مگر دیکھیں کہ شریعت مطہرہ کے مستحب کاموں میں جب اتنی حفاظت ہے تو پھر سنن واجبات اور فرائض میں کتنی حفاظت ہوگی، یہ دعا پڑھ کر آدمی نے اللہ کی ذات پر توکل واعتماد کیا اور **لاحول** کے ذریعے اپنے آپ کو عاجز مانا اس پر اللہ کی طرف سے اس کو ہدایت کا انعام ملا، ہدایت اس بات کا نام ہے کہ بندہ اللہ کو یاد کرے اور اس پر اعتماد کامل رکھنے کے ساتھ اپنے تمام امور کو اللہ کے سپرد کردے۔

④ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "هُدِيْتَ" صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی مجہول باب ضرب بمعنی ہدایت دینا، راہ دکھانا۔

"كُفِيْتَ" صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی مجہول باب ضرب بمعنی کافی ہونا۔

"وُقِيْتَ" صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی مجہول باب ضرب بمعنی کسی کی حفاظت کرنا و بچانا۔

"تَنَحّٰى" صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی معلوم باب تفعّل بمعنی علیحدہ ہونا، جدا ہونا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل .....عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ يَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ، اِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا؟ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْاَرَدْنَا ذٰلِكَ، فَقَالَ: بَنِيْ سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ۔ (حدیث:۱۳۶)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حدیث کا مطلب بیان کریں، **بنی سلمة دیارکم تکتب آثارکم** کی ترکیب لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مطلب (۴) **بنی سلمة دیارکم تکتب آثارکم** کی ترکیب۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو سلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا چنانچہ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی آپ ﷺ نے ان کو فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مسجد کے نزدیک انتقالِ آبادی کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں، رسول اللہ ﷺ ہم نے اسکا ارادہ کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اے بنو سلمہ! تم اپنے گھروں میں سکونت پذیر رہو تمہارے قدموں کو لکھا جائیگا۔

③ حدیث کا مطلب:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو سلمہ کے گھر مسجد سے دور تھے انہوں نے مسجد کے قریب انتقالِ آبادی کرنے کا ارادہ کیا اس بات کی خبر حضور ﷺ کو پہنچ گئی تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم نے مسجد کے قریب انتقالِ آبادی کرنے کا ارادہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا جہاں تمہارے گھر ہیں وہیں سکونت پذیر رہو تمہارے قدموں کو لکھا جائے گا یعنی جتنے قدم ہوں گے اتنی نیکیاں تم کو ملیں گی، علماء فرماتے ہیں کہ فضیلت زیادہ تو اسی گھر کی ہوگی جو مسجد سے زیادہ قریب ہو کیونکہ جب مسجد پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے تو مسجد کے پڑوس والے بھی اس سے محروم نہیں ہوتے

لیکن مسجد سے زیادہ قریب تو چند گھر ہی آباد ہو سکتے ہیں باقی گھر مسجد سے دور ہوں گے اس لئے ان کی بھی تسکینِ خاطر کے لئے ان کی بھی فضیلت حدیث بالا میں ارشاد فرمائی جارہی ہے کہ جتنے قدم بھی رکھے گا اُتنی نیکیاں اس کو ملیں گی۔

④ بنی سلمة دیارکم تکتب آثارکم کی ترکیب:۔ بنی سلمة مضاف ومضاف الیہ ملکر منادیٰ مفعول بہ ہے یا حرفِ ندا قائم مقام ادعو فعل محذوف کا، ادعو فعل اس میں انا ضمیر فاعل دیارکم مضاف ومضاف الیہ ملکر اِلْزَمُوْا فعل محذوف کے متعلق ہوکر معلل، تکتب فعل مجہول آثارکم مضاف ومضاف الیہ ملکر نائب فاعل، فعل ونائب فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر تعلیل، معلل تعلیل ملکر ندا، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور ندا سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

الشق الثانی .....عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ قَالَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاحَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ؟ قَالَ: اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَاتُقَبِّحْ وَلَاتَهْجُرْ اِلَّا فِی الْبَيْتِ. (حدیث:۲۷۷)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں، حقوقِ زوجہ بیان کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی اور صرفی تحقیق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) حقوقِ زوجہ کی نشاندہی (۵) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بیوی کا حق خاوند پر کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو کھانا کھائے تو اس کو بھی کھلائے، جب تو لباس پہنے تو اس کو بھی پہنائے اور اس کے چہرے پر نہ مار، اور اسے قبیح باتیں نہ کہو اور اس کے ساتھ قطع تعلق نہ کرو مگر گھر کے اندر۔

③ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث کریمہ کے اندر سرکارِ دوعالم ﷺ نے مرد پر عورت کے بعض حقوق کی نشاندہی کی ہے اور بعض معاملات پر تنبیہ فرمائی ہے کہ جب مرد خود کچھ کھائے پیئے تو زوجہ کو بھی کھلائے پلائے اور خود جس طرح کا کپڑا پہنے اسے بھی پہنائے یعنی کھانے پینے اور پہننے میں مساوات کرے اور عورت کے چہرے پر بالکل نہ مارے اور اسے برا بھلا بھی نہ کہے اور اگر بغرضِ تنبیہ علیحدگی اختیار کرنا چاہتا ہے تو پھر اس کے بستر کو چھوڑ کر یا اسکے کمرے کو چھوڑ کر تنبیہ کرے، تنبیہ کیلئے گھر کو چھوڑنا صحیح نہیں ہے۔

④ حقوقِ زوجہ کی نشاندہی:۔ مرد پر بیوی کا حق یہ ہے کہ اپنی استطاعت وطاقت کے مطابق اچھا لباس، اچھی خوراک اور دیگر ضروریاتِ زندگی فراہم کرے۔

⑤ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "تَكْسُوْهَا" صیغہ واحد مذکر حاضر مضارع معروف از باب نصر بمعنی لباس پہنانا۔

"تُطْعِمَهَا" صیغہ واحد مذکر حاضر مضارع معروف از باب افعال بمعنی کھانا کھلانا، طعم از سمع بمعنی کھانا کھانا۔

"اِكْتَسَيْتَ" صیغہ واحد مذکر حاضر ماضی معروف از باب افتعال بمعنی کپڑا پہننا۔

"لَاتُقَبِّحْ" صیغہ واحد مذکر نہی حاضر معروف از باب تفعیل بمعنی قبیح وناشائستہ بات کہنا۔

"لَاتَهْجُرْ" صیغہ واحد مذکر نہی حاضر معروف از باب نصر بمعنی قطع تعلق کرنا۔

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل .....وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَامِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ اِلَّاكَانُوْا قَدْ تَعَجَّلُوْا ثُلُثَیْ اُجُوْرِهِمْ وَمَامِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ اِلَّاتَمَّ اُجُوْرُهُمْ.

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق ذکر کریں۔ (حدیث:۱۳۴۴)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لڑنے والا جو گروہ یا لشکر جہاد کرے پھر مالِ غنیمت حاصل کرے اور صحیح سالم واپس لوٹ آئے تو اس نے اپنے دو تہائی اجر کو جلدی لے لیا، اور جو گروہ یا لشکر مالِ غنیمت حاصل نہ کرے اور زخمی کر دیا جائے اس کے لئے مکمل اجر ہے۔

③ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "سَرِیَّةٍ" یہ مفرد ہے اس کی جمع سَرَایَا ہے بمعنی فوج کا دستہ۔

"غَازِیَةٍ" یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے از مصدر غَزْوًا ، غَزَاوَةً (نصر) بمعنی جنگ و جہاد کے لئے نکلنا۔

"فَتَغْنَمُ" یہ مضارع معلوم کا صیغہ ہے از مصدر غَنَمًا وَغَنِیمَةً (سمع) بمعنی غنیمت حاصل کرنا۔

"تَسْلَمُ" یہ مضارع معلوم کا صیغہ ہے از مصدر سَلَامًا وَسَلَامَةً (سمع) بمعنی سلامتی والا ہونا۔

"تُخْفِقُ" یہ مضارع معلوم کا صیغہ ہے از مصدر اِخْفَاقًا (افعال) بمعنی محروم کرنا ہونا، حاجت میں ناکام لوٹنا۔

"تُصَابُ" یہ مضارع مجہول کا صیغہ ہے از مصدر اِصَابَةً (افعال) بمعنی پہنچانا۔

الشق الثانی.....وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَ سُوْءِ الْقَضَاءِ وَ شَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِیَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ ۔(حدیث:۱۴۷۱،۱۴۸۵)

احادیث مبارکہ پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کریں، خط کشیدہ کلمات کے لغوی معنی ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) احادیث پر اعراب (۲) احادیث کا ترجمہ (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ① احادیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پناہ مانگو آزمائش کی سختی سے اور بدبختی کے آنے سے اور بری قضا و تقدیر سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے (ترجمہ) اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں بھوک سے کیونکہ وہ برا ساتھی ہے، اور تیری پناہ مانگتا ہوں خیانت سے کیونکہ وہ بری خصلت ہے

③ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "جُهْدَ" یہ اسم ہے بمعنی سختی و مشقت مصدر (فتح) بمعنی کوشش کرنا۔

"اَلْبَلَاءُ" یہ اسم ہے بمعنی غم و آزمائش مصدر (نصر) بمعنی آزمانا، تجربہ کرنا۔

"دَرَكُ" یہ باب نصر کا مصدر ہے بمعنی لاحق ہونا، پانا۔ "شَمَاتَةُ" یہ اسم ہے بمعنی دشمن کے غم پر خوشی کا اظہار کرنا۔

"اَلضَّجِیْعُ" یہ صفت کا صیغہ ہے بمعنی ساتھ لیٹنے والا۔ "بِطَانَةُ" یہ اسم ہے بمعنی بھیدراز، اندرونی خصلت و عادت۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل.....عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَیْسٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ یُقَاتِلُ شُجَاعَةً وَیُقَاتِلُ حَمِیَّةً وَیُقَاتِلُ رِیَاءً اَیُّ ذٰلِكَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ (حدیث:۸)

اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حمیة، شجاعة، ریاء کی لغوی تحقیق کریں نیز کلمة اللہ سے کیا مراد ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) مذکورہ الفاظ کی لغوی تحقیق (۴) کلمة اللہ کی مراد۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ ایک آدمی شجاعت دکھانے، دوسرا حمیت جتانے، تیسرا ریاء کاری کی غرض سے لڑائی کرتا ہے ان میں کون اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہے؟ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا جو شخص اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے لڑتا ہے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔

③ مذکورہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ "شجاعة" یہ مصدر ہے از باب کرم بمعنی دلیر و بہادر ہونا۔

"حمية" یہ مصدر ہے از باب سمع بمعنی نفرت کا اظہار کرنا۔ "رياء" یہ مصدر ہے بمعنی دکھلاوا اور ریاء کاری کرنا۔

④ كلمة الله کی مراد:۔ اس سے مراد شریعتِ مطہرہ دینِ اسلام ہے یعنی جو شخص شریعتِ مطہرہ کی سربلندی کے لئے جہاد کرے گا تو وہ اللہ کے راستے میں ہے اور اس کے دل کے معاملے کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔

الشق الثانی.....عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَاَخْبَرَهَا اَنَّهٗ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مَنْ يَشَاءُ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ فِى الطَّاعُوْنِ فَيَمْكُثُ فِىْ بَلَدِهٖ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُهٗ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اِلَّا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ الشَّهِيْدِ ۔ (حدیث:۳۳)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، احادیث کی روشنی میں طاعون زدہ علاقے میں رہنے کا حکم بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں ① حدیث پر اعراب ② حدیث کا ترجمہ ③ طاعون زدہ علاقے میں رہنے کا حکم۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ كمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق دریافت کیا، آپ ﷺ نے ان کو بتایا کہ طاعون عذابِ الٰہی تھا اللہ تعالیٰ جن لوگوں پر چاہتا تھا اس کو مسلط کر دیتا تھا اب اللہ نے اس کو ایمانداروں کے لئے رحمت بنا دیا ہے پس جو مؤمن انسان طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو جائے وہ صبر اور طلبِ ثواب کی نیت سے اپنے شہر میں ہی رہے اس بات پر یقین کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو لکھ دیا ہے وہ پہنچ کر رہے گا تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

③ طاعون زدہ علاقے میں رہنے کا حکم:۔ جہاں قیام پذیر ہے اگر کوئی ناگہانی آفت آجائے تو صبر و اطمینان کا مظاہرہ کرے، ناشکری کا اظہار بھی نہ کرے، اس صورت میں اگر اس کی موت واقع ہو جاتی ہے تو وہ شہادت کے درجے پر فائز ہو جائے گا۔ یہ حکم اس لئے ہے کہ وبائی بیماری دوسری جگہ نہ پھیلے، نیز اگر تمام تندرست لوگ نقل مکانی کر جائیں گے تو پھر مردوں کی تجہیز و تکفین کون کرے گا۔ یہی حکم دوسرے شہر کے لوگوں کے لئے بھی ہے کہ وہ طاعون زدہ شہر میں جانے سے اجتناب کریں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں جب طاعون آیا تو وہ بھی اس جگہ تشریف نہیں لے گئے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل.....عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ الْحَكَمِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَحَلَقَ بِاِصْبَعَيْهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِىْ تَلِيْهَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ (حدیث:۱۸۹)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، ردم یأجوج ومأجوج سے کیا مراد ہے؟ نیز حلق باصبعیه الابهام والتی تلیها کا مطلب واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) ردم یاجوج ماجوج کی مراد (۴) حلق باصبعیه الابهام الخ کا مطلب۔

0313 6357913 maktabazakariyah@gmail.com

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ كمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ انکے پاس گھبراہٹ کے عالم میں تشریف لائے، آپ ﷺ فرما رہے تھے لا الہ الا اللہ عرب کیلئے ہلاکت ہے اس شر سے جو قریب آچکا ہے، آج یاجوج وماجوج کی دیوار کو اس قدر کھول دیا گیا ہے، آپ ﷺ نے انگوٹھے کے ساتھ متصل انگلی کے ساتھ حلقہ بناتے ہوئے ارشاد فرمایا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے جبکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہونگے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں جب کہ خباثتیں زیادہ ہو جائینگی۔

③ ردم یاجوج ماجوج کی مراد:۔ اس سے مراد ذوالقرنین بادشاہ کی تعمیر کردہ وہ دیوار ہے جس کو اس نے یاجوج ماجوج کا راستہ روکنے کے لئے دو پہاڑوں کے درمیان تعمیر کیا تھا تاکہ وہ بقیہ انسانوں پر حملہ آور نہ ہوں اور اس سدِ یاجوج ماجوج میں بقدرِ حلقہ سوراخ ہونا اپنے حقیقی معنی میں بھی ہوسکتا ہے اور مجازی طور پر اس دیوار کے کمزور ہونے کے معنی میں بھی ہوسکتا ہے۔

④ حلق باصبعیه الابهام الخ کا مطلب:۔ آپ ﷺ نے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کو ملا کر حلقہ بناتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ آج یاجوج ماجوج کی دیوار کو اِس قدر یعنی معمولی مقدار میں کھول دیا گیا ہے۔

الشق الثانی .....وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَتْ عِنْدَهٗ مَظْلَمَةٌ لِاَخِیْهِ مِنْ عَرْضِهٖ اَوْ مِنْ شَیْئٍ فَلْیَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْیَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَا یَكُوْنَ دِیْنَارٌ وَلَادِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهٖ وَاِنْ لَمْ یَكُنْ لَهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَیْهِ۔ (حدیث:۲۱۰)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حدیث کا مضمون بظاہر ولاتزروازرة وزراخریٰ کے خلاف ہے اسکی وضاحت فرمائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث سے رفعِ تعارض۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص پر اس کے کسی بھائی کا حق ہو مثلاً عزت یا اسی طرح کی کوئی اور چیز تو ضروری ہے کہ آج ہی اس سے معافی طلب کرلے اس سے پہلے کہ نہ اس کے پاس دینار رہیں گے نہ درہم، اگر اس کے نیک اعمال ہوں گے تو اس کے ظلم کے مطابق اس سے نیکیاں لی جائیں گی اور اگر ظالم کی نیکیاں نہیں ہیں تو مظلوم کی برائیوں کو ظالم کے حساب میں لکھ دیا جائے گا۔

③ حدیث سے رفعِ تعارض۔ سوال ہوتا ہے کہ بظاہر قرآن وحدیث میں تعارض ہے اس لئے کہ قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے ولاتزروازرة وزر اخریٰ کہ کوئی بھی شخص روزِ محشر دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، ہر ایک اپنے اعمال کی جزاء وسزا وصول کرے گا اور اس حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دے دی جائیں گی اور اگر ظالم کی نیکیاں نہ ہوں گی تو پھر مظلوم کی برائیاں ظالم کے نامۂ اعمال میں درج کردی جائیں گی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ظالم کی نیکیوں کا مظلوم کو ملنا یا مظلوم کی برائیوں کا ظالم کو ملنا یہ آیت کے خلاف نہیں ہے اس لئے کہ ظالم کی نیکیاں جو مظلوم کو دی جارہی ہیں یا مظلوم کی برائیاں ظالم کو دی جارہی ہیں یہ بھی درحقیقت ظالم کے اپنے ہی ہاتھ کے کئے ہوئے اعمال کا بدلہ ونتیجہ ہے۔

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل .....عَنْ مَعَاذٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مِنْ رَّجُلٍ مُّسْلِمٍ فَوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ جُرِحَ جَرْحًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَاِنَّهَا تَجِیْئُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ كَاَغْزَرِ مَاكَانَتْ، لَوْنُهَا كَالزَّعْفَرَانِ وَرِیْحُهَا كَالْمِسْكِ۔ (حدیث:۱۲۹۶)

حدیث شریف پر اعراب لگا کر واضح ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح کریں۔ فانها میں ها ضمیر کا مرجع متعین کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تشریح (۴) ها ضمیر کا مرجع۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس مسلمان شخص نے اونٹنی کے دو دفعہ دودھ دینے کے درمیان وقت کی بقدر اللہ کے راستہ میں جہاد کیا تو اس کیلئے جنت واجب ہوگئی اور جو شخص اللہ کے راستہ میں زخمی کیا گیا یا اسے کوئی مصیبت وچوٹ آئی تو وہ قیامت کے دن پہلے سے زیادہ تازہ زخم کے ساتھ آئے گا اسکا رنگ زعفران جیسا اور خوشبو مشک جیسے ہوگی۔

③ کلمات مخطوطہ کی لغوی تشریح:۔ "فَوَاقَ نَاقَةٍ" اسم ہے بمعنی دومرتبہ (صبح وشام) دودھ دوہنے کا درمیانی وقفہ یا ایک ہی وقت میں تھن سے دومرتبہ دودھ نکالنے کا درمیانی معمولی وقفہ (ایک دوسیکنڈ)۔

"نُكِبَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی مجہول از مصدر نَكْبًا (نصر) بمعنی مصیبت زدہ ہونا اَلنَّكْبَةُ یہ مفرد ہے اسکی جمع نَكْبَاتٌ ہے بمعنی مصیبت۔

"كَاَغْزَرِ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم تفضیل از مصدر غَزْرًا وغَزَارَةً (کرم) بمعنی کثیر ہونا، اسم بمعنی کثرت

④ ھا ضمیر کا مرجع:۔ مذکورہ جملہ میں ھا ضمیر کا مرجع نکبة ہے اور بواسطہ عطف کے مرجع جَرْحٌ بھی ہے۔

الشق الثانی ..... وَعَنْ اَبِیْ مُوسٰی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِيْئَتِیْ وَجَهْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ جِدِّیْ وَ هَزْلِیْ وَخَطَئِیْ وَعَمَدِیْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّی اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْئٍ قَدِيْرٌ ۔(حدیث:۱۴۷۶)

حدیث شریف پر اعراب لگائیں۔ حدیث کا ترجمہ اور مفہوم وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور حل طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مفہوم۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اللھم اغفرلی الخ (ترجمہ) اے اللہ! تو میری خطا، نادانی، کاموں میں زیادتی اور جن باتوں کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے بخش دے اے اللہ! میری سنجیدہ ومزاحیہ غیر ارادی اور ارادی سب خطاؤں کو بخش دے اور یہ تمام خطائیں مجھ میں موجود ہیں اے اللہ! میری اگلی وپچھلی، پوشیدہ وظاہری اور وہ خطائیں جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے ان سب کو بخش دے تو ہی آگے کرنیوالا اور پیچھے رکھنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

③ حدیث کا مفہوم:۔ اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ کی ایک دعا کا ذکر ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اے میرے پروردگار! میری غلطیوں ونادانیوں اور کاموں کی زیادتی کے گناہوں کو سنجیدگی ومزاح، ارادی وغیر ارادی سب خطاؤں کو بخش دے اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے اندر ان سب خطاؤں کا پایا جانا ممکن ہے اور نیز میرے سابقہ زندگی کے گناہ اور آئندہ زندگی کے گناہ خواہ وہ چھپ کر ہوئے یا ظاہر ہوئے تمام کے تمام گناہ جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ ان سب خطاؤں کو معاف فرما تو ہی عمل صالح کی توفیق کے ذریعہ جنت کی طرف آگے کرنے والا ہے اور تو ہی عمل بد وخطاؤں کے ذریعہ رسوا وذلیل کر کے جنت اور عمل صالح سے پیچھے رکھنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے لہٰذا میری تمام خطاؤں ولغزشوں کو معاف فرمادے۔

اس حدیث ودعا سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ سے یہ تمام گناہ سرزد بھی ہوئے، بلکہ یہ دعا ہے اور دعا میں عاجزی وانکساری کے ذریعہ معافی کو طلب کیا جاتا ہے اور خود کو امکانی وجہ سے بڑے سے بڑے مجرم کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ..... عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِحْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ فِیَّ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ فِیَّ ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَمَسَاكِيْنُهُمْ فَقَضَى اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّكِ الْجَنَّةُ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ وَاِنَّكِ النَّارُ عَذَابِیْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ وَلِكِلَيْكُمَا عَلَیَّ مِلْؤُهَا۔(حدیث:۲۵۴)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، جنت اور جہنم کے بھرنے کی کیفیت احادیث کی روشنی میں بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) جنت وجہنم کو بھرنے کی کیفیت۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنت اور دوزخ میں

جھگڑا ہوا، دوزخ نے کہا مجھ میں سرکش متکبر لوگ داخل ہوں گے جنت نے کہا مجھ میں کمزور، مسکین لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ نے ان کے جھگڑے کو نمٹاتے ہوئے جنت کو فرمایا کہ تو میری رحمت ہے جس پر رحم کرنا چاہوں گا تیرے ذریعہ کروں گا اور دوزخ کو فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے تیرے ذریعہ جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا، اور میں نے تم دونوں کو ہی بھرنا ہے۔

③ جنت و جہنم کو بھرنے کی کیفیت:۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو جہنم مطالبہ کرے گی **هل من مزيد** کہ میرے اندر لاؤ، تو اللہ تعالیٰ اپنا قدم مبارک (**كما يليق بشانه**) جہنم میں رکھیں گے جس سے جہنم بھر جائے گی اور بول اٹھے گی بس بس، اور جنت کے بھرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ایک نئی مخلوق پیدا فرمائیں گے جس کے داخل کرنے سے جنت بھر جائے گی۔

الشق الثانی .....**عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَاغِرْتُ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ مَاغِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَا رَاَيْتُهَا قَطُّ وَلٰكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ كَاَنَّ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا اِلَّا خَدِيْجَةُ فَيَقُوْلُ اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ** ۔(حدیث:۳۴۴)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، **ثم يبعثها في صدائق خديجة** کی ترکیب کریں اور **الا خديجة** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) جملہ کی ترکیب۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **كمامرّ في السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی عورتوں میں سے کسی پر اتنا رشک مجھ کو نہیں آتا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا میں نے ان کو دیکھا بھی نہیں تھا البتہ رسول اللہ ﷺ کثرت کے ساتھ ان کا تذکرہ فرماتے اور بسا اوقات بکری ذبح کر کے اس کے اعضاء علیحدہ علیحدہ کر کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کی طرف بھیجتے، اس پر میں اکثر کہہ دیا کرتی یوں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی عورت ہی نہیں، آپ ﷺ فرماتے کہ وہ ایسی ایسی تھی یعنی تعریف کے کلمات فرماتے اور فرماتے کہ اس سے میری اولاد بھی ہے۔

③ جملہ کی ترکیب:۔ **ثم** عاطفہ **يبعث** فعل وفاعل **ها** ضمیر مفعول بہ **في** حرف جار **صدائق خديجة** مضاف ومضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر ماقبل والے جملہ کا معطوف ہوا۔

الّا خديجة : الّا حرف استثناء ہے اور **خديجة** مستثنیٰ ہے اور اس کا مستثنیٰ منہ **النساء** محذوف ہے جو کہ **لم يكن** کا اسم ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل .....**عَنِ الْمِقْدَادِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ قَالَ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ الرَّاوِيُّ عَنِ الْمِقْدَادِ فَوَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا يَعْنِيْ بِالْمِيْلِ اَمَسَافَةُ الْاَرْضِ اَمِ الْمِيْلُ الَّذِيْ تُكْتَحَلُ بِهِ الْعَيْنُ: فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى حِقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا، وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ اِلٰى فِيْهِ۔** (حدیث:۴۰۲)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، **تدنى الشمس يوم القيامة من الخلق** کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) جملہ کی ترکیب۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **كمامرّ في السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا قیامت والے دن سورج کو مخلوق کے قریب کر دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ ان سے ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت کرنیوالے تابعی (یعنی حضرت سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میل سے نبی کریم ﷺ کی کیا مراد تھی؟ کیا زمین کی مسافت یا سرمہ دانی کی وہ سلائی جس

سے آنکھ میں سرمہ لگایا جاتا ہے (کیونکہ عربی زبان میں اس کو بھی میل کہا جاتا ہے) پس لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ہونگے، بعض ان میں سے وہ ہونگے جو اپنے ٹخنوں تک اور بعض اپنے گھٹنوں تک اور بعض اپنی کمر تک پسینے میں ڈوبے ہوئے ہونگے۔

③ جملہ کی ترکیب:۔ یدنی فعل الشمس نائب فاعل یوم القیامة مضاف ومضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہوا فعل کامن الخلق جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے نائب فاعل مفعول فیہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی .....عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا صَلّٰى بِالنَّاسِ يَخِرُّ رِجَالٌ مِنْ قَامَتِهِمْ فِى الصَّلٰوةِ مِنَ الْخَصَاصَةِ وَهُمْ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ حَتّٰى يَقُوْلَ الْاَعْرَابُ: هٰؤُلَاءِ مَجَانِيْنُ فَاِذَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْصَرَفَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَالَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ تَعَالٰى لَاَحْبَبْتُمْ اَنْ تَزْدَادُوْا فَاقَةً وَحَاجَةً۔

حدیث پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، اصحابِ صفہ کے احوال لکھیں۔ (حدیث:۵۱۵)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) اصحابِ صفہ کے احوال۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو صف میں کھڑے بعض لوگ بھوک کی شدت سے گر پڑتے تھے اور یہ اصحابِ صفہ تھے۔ یہاں تک کہ دیہاتی لوگ کہتے کہ یہ پاگل ہیں پس جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو ان کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے کہ اگر تمہیں معلوم ہوجائے کہ اللہ جل شانہٗ کے ہاں تمہارے لئے کیا ہے تو تم اس بات کو پسند کرو کہ تم اس سے زیادہ حاجت اور فاقے میں مبتلا ہو۔

③ اصحابِ صفہ کے احوال:۔ علامہ نوویؒ کے بقول اصحابِ صفہ غریب الدیار اور بے سروسامانی کی حالت میں تھے جن کو دنیاوی عیش وعشرت سے کوئی لگاؤ نہ تھا، مسجد نبوی ﷺ ان کا مسکن تھا بلکہ مسجد کے ایک طرف آخر میں ایک صفہ یعنی چبوترہ تھا جو مسجد سے الگ تھا اسی میں رات گزارتے تھے اور وہی چھوٹا سا مدرسہ پورے عالم میں علوم کی ضیاء پاشیوں کا سبب بنا، تعداد میں کبھی بڑھ جاتے اور کبھی کم ہوجاتے، کبھی پچاس یا ساٹھ ہوتے اور کبھی چار سو تک پہنچ جاتے، فقر وفاقہ کا عالم یہ تھا کہ نماز پڑھتے پڑھتے صفوں ہی میں گر جاتے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک حدیث میں خود فرماتے ہیں کہ بھوک سے میرا برا حال ہوتا اور میں بے ہوش ہوجاتا، ترغیب کی ایک روایت میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے تین دن فاقہ کی وجہ سے اتنی کمزوری ہوئی کہ چلتے چلتے گر جاتا تھا اور لوگ دیوانہ کہتے تھے، صفہ تک بمشکل پہنچا تو آنحضرت ﷺ نے دوثرید کے پیالے رکھے ہوئے تھے جو آخر میں بچا آپ ﷺ نے مجھے عطاء فرمایا اور وہ ایک لقمہ سے زیادہ نہیں تھا لیکن اس میں برکت اتنی کہ میں کھاتا رہا اور سیر ہوگیا لیکن وہ ختم نہ ہوا۔

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل .....عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِىَّ ﷺ يَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ لَهٗ فَهَمَّ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَالَ اَعْطُوْهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهٖ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَا نَجِدُ اِلَّا اَمْثَلَ مِنْ سِنِّهٖ، قَالَ : اَعْطُوْهُ فَاِنَّ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً۔ (حدیث:۱۳۶۷)

حدیث شریف پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کریں، مفہوم واضح کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مفہوم (۴) کلمات مخطوطہ کی لغوی تشریح۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا کہ وہ آپ ﷺ سے اپنے قرض کی ادائیگی کا تقاضا ومطالبہ کررہا تھا۔ اور اس نے آپ کو سخت الفاظ کہے پس حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے ٹوکنے وجواب دینے کا ارادہ کیا تو

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اس کے اونٹ کی مثل ادا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اس کے اونٹ سے اعلیٰ اونٹ ہم پاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہی اس کو دیدو اسلئے کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنا قرض اچھی طرح ادا کرے۔

③ حدیث کا مفہوم:۔ مفہوم حدیث یہ ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے قرض لینا تھا وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور اپنے قرض کا مطالبہ کیا اور بدتمیزی کی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اُس کے اِس بُرے عمل کی وجہ سے غصہ آیا اور اُس کو جواب دینے یا مارنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اِسے کچھ نہ کہو اس لئے کہ جس نے اپنا حق لینا ہوتا ہے وہ اِس طرح کہہ سکتا ہے، اُس کو کہنے کی گنجائش ہے لہٰذا تم اُس کو اُس کے اونٹ کے مثل کوئی اونٹ ادا کردو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اُس کے اونٹ جیسا تو کوئی اونٹ نہیں ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ چلو اچھا اونٹ ہی ادا کردو اِس لئے کہ تم میں سے سب سے اچھا وہ شخص ہے جو ادائیگی کے اعتبار سے اچھا ہو یعنی لیے ہوئے سے بہتر ادا کرے۔

④ کلمات مخطوطہ کی لغوی تشریح:۔ "فَهَمَّ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی معلوم از مصدر هَمًّا (نصر) بمعنی ارادہ کرنا، چاہنا۔
"يَتَقَاضَاهُ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث مضارع معلوم از مصدر التقاضی (تفاعل) بمعنی قرض کا مطالبہ کرنا۔
"دَعُوْهُ اى اُتْرُكُوْاهُ" صیغہ جمع مذکر حاضر بحث امر حاضر معلوم از مصدر وَدْعًا بمعنی چھوڑنا۔
"سِنًّا" اسم ہے بمعنی اونٹ۔ "اَمْثَلُ" یہ مفرد ہے اس کی جمع اماثل، مثل ہے بمعنی افضل واعلیٰ۔

الشق الثانی.....وَعَنْ عَطَاءِ ابْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ قَالَ : قَالَ لِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلَا اُرِيْكَ اِمْرَاَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ بَلٰى قَالَ: هٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ اِنِّیْ اُصْرَعُ وَاِنِّیْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ تَعَالٰى لِیْ قَالَ اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْ يُعَافِيَكَ فَقَالَتْ : اَصْبِرُ، وَقَالَتْ اِنِّیْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ لَا اَتَكَشَّفَ فَدَعَالَهَا ۔ (حدیث:۳۵)

حدیث پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عطاء بن ابی رباح بیان کرتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں تجھے جنت کی حقدار عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا ضرور دکھایئے، انہوں نے کہا یہ سیاہ فام عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آکر کہنے لگی مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میری شرمگاہ سے کپڑا ہٹ جاتا ہے، میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو صبر کرسکے تو اس کا ثواب جنت ہے اور اگر تو چاہے تو اللہ سے تیری صحت کیلئے دعا کرتا ہوں، اس نے کہا صبر کرتی ہوں لیکن میرے لئے دعا فرمائیں کہ بے پردگی نہ ہو، آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "اَلَا اُرِيْكَ" صیغہ واحد متکلم مضارع معروف از اراٰۃ (افعال) بمعنی دکھانا۔
"شِئْتِ" صیغہ واحد مؤنث حاضر فعل ماضی معروف از مصدر المشیئۃ (ضرب) بمعنی چاہنا۔
"اَصْبِرُ" صیغہ واحد متکلم مضارع معروف از مصدر صَبْر (ضرب) بمعنی صبر کرنا۔
"اَتَكَشَّفُ" صیغہ واحد متکلم مضارع معروف از مصدر تکشف (تفعل) بمعنی ستر کا کھلنا۔

0313 6357915 hafizkubaziq@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل.....عَنْ اَبِیْ عَمَّارَةَ الْبَرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا فُلَانُ اِذَا اَتَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِیَ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِیْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاً مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ فَاِنَّكَ اِنْ مِتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ خَيْرًا ۔ (حدیث:۸۱۴)

حدیث پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو کہو **اللھم الخ** ''اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا اور میں نے اپنے چہرہ کو بھی تیری طرف کر دیا اور اپنے تمام معاملات تیرے سپرد کر دیئے اور میں نے اپنی پیٹھ کو تیری طرف جھکا دیا، تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے، تیرے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں اور نہ کوئی نجات گاہ ہے، تیری نازل کردہ کتاب پر ایمان لے آیا اور تیرے نبی مرسل ﷺ کو تسلیم کر لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اس رات تو فوت ہو جائے تو تیرا فوت ہونا فطرت پر ہوگا اور تو بھلائی کو پہنچا''۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی:۔ "اَسْلَمْتُ" صیغہ واحد متکلم ماضی معروف از مصدر **اسلام** (افعال) بمعنی تسلیم و سپرد کرنا۔

"وَجَّهْتُ" صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف از مصدر **توجیه** (تفعیل) بمعنی متوجہ ہونا۔

"فَوَّضْتُ" صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف از مصدر **تفویض** (تفعیل) بمعنی سپرد کرنا۔

"اَنْزَلْتَ" صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی معروف از مصدر **انزال** (افعال) بمعنی اتارنا۔

"اَرْسَلْتَ" صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی معروف از مصدر **ارسال** (افعال) بمعنی بھیجنا۔

الشق الثانی.....عَنْ اَبِیْ فِرَاسٍ رَبِیْعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْاَسْلَمِیِّ خَادِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ قَالَ كُنْتُ اَبِیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاٰتِیْهِ بِوُضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَقَالَ سَلْنِیْ فَقُلْتُ اَسْاَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ فَقَالَ اَوَ غَیْرَ ذٰلِكَ ؟ قُلْتُ هُوَذٰلِكَ قَالَ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ۔ (حدیث:۱۰۶)

حدیث پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو فراس ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ (جو رسول اللہ ﷺ کے خادم اور اصحابِ صفہ میں سے تھے) بیان کرتے ہیں کہ میں رات بھر رسول اللہ ﷺ کے پاس رہتا، آپ ﷺ کے وضو کیلئے پانی لاتا اور دیگر ضروریات کا خیال رکھتا، آپ ﷺ نے فرمایا جو کچھ مانگنا ہے مانگ لو، میں نے عرض کیا جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت کا خواستگار ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کوئی اور خواہش بھی ہے؟ میں نے عرض کیا وہ بھی یہی ہے فرمایا، کثرتِ نوافل کے ساتھ میری مدد کرو۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی:۔ "كُنْتُ" صیغہ واحد متکلم ماضی معروف از افعالِ ناقصہ از مصدر **کون** (نصر) بمعنی ہونا۔

"اَبِیْتُ" صیغہ واحد متکلم ماضی معروف از مصدر **بیتوتة** (ضرب و سمع) بمعنی رات گزارنا۔

"صَلّٰی" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر **صَلٰوة، تصلیة** (تفعیل) بمعنی رحمت بھیجنا۔

"سَلَّمَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر **تسلیم** (تفعیل) بمعنی سلامتی فرمانا۔

"سَلْنِیْ" صیغہ واحد مذکر حاضر امر حاضر معروف از مصدر **السوال** (فتح) بمعنی سوال کرنا، پوچھنا۔

"فَاَعِنِّیْ" صیغہ واحد مذکر حاضر امر حاضر معروف از مصدر **اعانة** (افعال) بمعنی مدد کرنا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل.....عَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ اُخْبِرَ النَّبِیُّ ﷺ اَنِّیْ اَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَاَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَاَقُوْمَنَّ الَّیْلَ مَاعِشْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْتَ الَّذِیْ تَقُوْلُ ذٰلِكَ؟ فَقُلْتُ لَهٗ قَدْ قُلْتُهٗ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّكَ لَا تَسْتَطِیْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَاَفْطِرْ وَنَمْ وَقُمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ فَاِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِیَامِ الدَّهْرِ قُلْتُ فَاِنِّیْ اُطِیْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ فَصُمْ یَوْمًا وَاَفْطِرْ

يَوْمَيْنِ قُلْتُ فَإِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا فَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (حدیث:۱۵۰)

حدیث پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کو بتایا گیا کہ میں کہتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا دن کو روزہ رکھوں گا اور رات کو قیام کروں گا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ کیا تو نے ہی یہ بات کہی ہے؟ میں نے کہا کہ آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں جی ہاں میں نے یہ بات کہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے پس تو روزہ بھی رکھ اور افطار بھی کر اور سویا بھی کر اور قیام بھی کیا کر اور مہینہ میں تین روزے رکھ اس لئے کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے اور یہ اس طرح ہے جیسا کہ زمانہ بھر کے روزے رکھے گئے ہوں، میں نے عرض کیا مجھ میں اس سے بھی زیادہ طاقت ہے، فرمایا: پھر تو ایک دن روزہ رکھ اور دو دن افطار کر، میں نے عرض کیا مجھے اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے، فرمایا: ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو یہ داؤد علیہ السلام کے روزے کی مثل ہیں۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی:۔ "مَاعِشْتُ" صیغہ واحد متکلم ماضی معروف از مصدر عیش (ضرب) بمعنی زندگی گزارنا۔

"لَأَصُوْمَنَّ" صیغہ واحد متکلم بحث لام تاکید بانون ثقیلہ معروف از مصدر صوم (نصر) بمعنی روزہ رکھنا۔

"لَأَقُوْمَنَّ" صیغہ واحد متکلم بحث لام تاکید بانون ثقیلہ معروف از مصدر قیام (نصر) بمعنی قیام کرنا، کھڑا ہونا۔

"لَا تَسْتَطِيْعُ" صیغہ واحد مذکر حاضر منفی مضارع معروف از مصدر استطاعة (استفعال) بمعنی طاقت رکھنا۔

"أُطِيْقُ" صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف از مصدر اطاقة (افعال) بمعنی قادر ہونا، طاقت رکھنا۔

الشق الثانی.....وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ : مَرَّ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِعْبٍ فِيْهِ عُيَيْنَةٌ مِنْ مَاءٍ عَذْبَةٍ فَاَعْجَبَتْهُ فَقَالَ لَوِاعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَاَقَمْتُ فِيْ هٰذَا الشِّعْبِ وَلَنْ اَفْعَلَ حَتّٰى اَسْتَأْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَاتَفْعَلْ فَاِنَّ مَقَامَ اَحَدِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ سَبْعِيْنَ عَامًا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَغْفِرَاللّٰهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ؟ اِغْزُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ۔ (حدیث:۱۲۹۷)

حدیث شریف پر اعراب لگائیں، واضح ترجمہ کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں، فواق ناقة سے کیا مراد ہے؟ واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) فواق ناقة کی مراد۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی پہاڑ کے ایک درے سے گزرے جس میں میٹھے پانی کا ایک چشمہ تھا جو ان کو اچھا لگا انہوں نے کہا اے کاش! میں لوگوں سے الگ ہو جاؤں، پس میں اس درے میں رہائش اختیار کرلوں۔ اس نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا، آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کر، تم میں سے ایک کا اللہ کی راہ میں ٹھہرنا اپنے گھر میں ستر سال نماز پڑھنے سے افضل ہے تم اس بات کو پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو معاف کردے اور جنت میں داخل کردے، اللہ کی راہ میں جنگ کرو جو شخص اللہ کی راہ میں اونٹنی کے دودھ دوہنے کی مقدار جہاد کرے اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

③ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "عَذْبَةٌ" بمعنی میٹھا و خوشگوار، مصدر عَذُوْبَةٌ (کرم، صحیح) بمعنی میٹھا و خوشگوار ہونا۔

"شِعْبٌ" یہ مفرد ہے اس کی جمع شِعَابٌ ہے بمعنی پہاڑی راستہ، پانی کا راستہ، پہاڑی درّہ، بڑا قبیلہ، جانب۔

"عُيَيْنَةٌ" یہ عَيْنٌ (چشمہ) کی تصغیر ہے بمعنی چھوٹا سا چشمہ۔

"مَقَام" یہ مصدر بھی ہوسکتا ہے اور اسم ظرف بھی ہوسکتا ہے بمعنی کھڑا ہونا یا کھڑے ہونے کا زمانہ وجگہ۔

④ فواق ناقة کی مراد:۔ اس کا معنی دو مرتبہ دودھ دوہنے کا درمیانی وقت ہے اور یہ معمولی مقدار میں جہاد کرنے سے کنایہ ہے۔

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل.....عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ لَايَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا ۔ (حدیث:۱۳۹۲)

حدیث شریف پر اعراب لگائیں، سلیس ترجمہ کریں اور یہ بتائیں کہ انتزاعًا کیوں منصوب ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) انتزاعًا کے نصب کی وجہ۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں اٹھائے گا علم کو کہ اٹھالے اسے لوگوں کے دلوں سے بلکہ علم کو اٹھائے گا علماء کو اٹھانے کے ذریعہ یہاں تک کہ جب کوئی بھی عالم باقی نہیں رکھے گا تو لوگ اپنے سردار و پیشوا جاہلوں کو بنالیں گے پھر وہ جاہل مسئلہ پوچھے جائیں گے۔ (لوگ پوچھیں گے) اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے پس وہ خود بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

③ انتزاعًا کے نصب کی وجہ:۔ یہ يَنْتَزِعُ کا مفعول مطلق مقدم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

الشق الثانی.....عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ (وَكَانَ قَائِدَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ) قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ بِحَدِيْثِهٖ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، قَالَ كَعْبٌ: لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ اِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، غَيْرَ اَنِّيْ قَدْ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتَبْ اَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهُ، اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ يُرِيْدُوْنَ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ ۔ (حدیث:۲۱)

اعراب لگا کر ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو گھر سے لایا کرتے تھے جس وقت ان کی بینائی گئی، فرمایا! کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے اپنے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں، فرمایا! کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے میں کسی بھی غزوہ میں آپ ﷺ سے پیچھے نہ رہا علاوہ غزوۂ تبوک کے، ہاں غزوۂ بدر میں بھی میں پیچھے رہ گیا تھا لیکن اس میں کسی پر عتاب نہیں ہوا، اسلئے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر تو آپ ﷺ اور مسلمان قریش کا قافلہ روکنے کو نکلے تھے یہاں تک کہ اللہ رب العزت نے ان کو لڑائی میں جمع کرلیا کوئی وقت مقرر کئے بغیر۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی:۔ "قَالَ" باب نصر ینصر سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی کہنا۔

"تَخَلَّفَ" باب تفعّل سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی پیچھے رہ جانا۔

"جَمَعَ" باب فتح یفتح بمعنی جمع کرنا۔

"يُرِيْدُوْنَ" باب افعال سے مضارع معروف کا صیغہ ہے بمعنی ارادہ کرنا و چاہنا۔

"يُحَدِّثُ" باب تفعیل سے مضارع معروف کا صیغہ ہے بمعنی بیان کرنا۔

"غَزَاهَا" باب تفعیل سے مضارع معروف کا صیغہ ہے بمعنی جنگ کیلئے نکلنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل .....وَعَنْ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ بَعْضِ اَیَّامِهِ الَّتِیْ لَقِیَ فِیْهَا الْعَدُوَّ اِنْتَظَرَ حَتّٰی اِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ قَامَ فِیْهِمْ فَقَالَ: "یَاَیُّهَا النَّاسُ لَاتَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْاَلُوا اللّٰهَ الْعَافِیَةَ فَاِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ" ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ "اَللّٰهُمَّ! مُنْزِلَ الْکِتَابِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اِهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْهِمْ"۔ (حدیث:۵۳)

حدیث پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوابراہیم عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دشمن کے ساتھ ایک لڑائی میں آپ ﷺ نے انتظار فرمایا یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا اے لوگو! دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو اور پھر جب دشمن سے مقابلہ کو نکلو تو ثابت قدم رہو اور سمجھ لو جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے، آپ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ! کتاب نازل کرنیوالے، بادلوں کو چلانے والے، دشمن کو شکست دینے والے، دشمن کو شکست دے اور ان پر ہماری امداد فرما۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "لَقِیَ" باب سمع سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی ملاقات کرنا۔

"اِنْتَظَرَ" باب افتعال سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی انتظار کرنا۔

"اَسْاَلُوْا" باب فتح یفتح سے امر حاضر کا صیغہ ہے بمعنی سوال کرنا۔

"فَاصْبِرُوْا" باب ضرب سے امر حاضر کا صیغہ ہے بمعنی ثابت قدم رہنا، صبر کرنا۔

"وَاعْلَمُوْا" باب سمع سے امر حاضر کا صیغہ ہے بمعنی جاننا۔ "مُنْزِلَ" باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی اتارنا۔

الشق الثانی .....مِنْ رِوَایَةِ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِنَّهٗ خُلِقَ کُلُّ اِنْسَانٍ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ عَلٰی سِتِّیْنَ وَثَلَاثِ مِائَةِ مِفْصَلٍ، فَمَنْ کَبَّرَ اللّٰهَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَهَلَّلَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ شَوْکَةً اَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْنَهٰی عَنْ مُنْکَرٍ عَدَدَ السِّتِّیْنَ وَثَلَاثِ مِائَةٍ، فَاِنَّهٗ یُمْسِیْ یَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهٗ عَنِ النَّارِ۔ (حدیث:۱۲۲)

حدیث پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہر انسان ۳۶۰ جوڑ لیکر پیدا ہوا تو جو شخص اللہ اکبر کہے، الحمد للہ کہے، لاالہ الا اللہ کہے، سبحان اللہ کہے، استغفراللہ کہے، لوگوں کے راستہ سے پتھر ہٹائے یا ہڈی اور کانٹا لوگوں کے راستہ سے ہٹائے یا امر بالمعروف کرے یا نہی عن المنکر کرے ۳۶۰ دفعہ تو وہ اس دن شام کرے گا اس حال میں کہ اس نے اپنے نفس کو آگ سے بچایا ہوگا۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "خُلِقَ" باب نصر ینصر سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے بمعنی پیدا کرنا۔

کَبَّرَ: باب تفعیل سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی بڑائی بیان کرنا۔ حَمِدَ: باب سمع سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی تعریف کرنا۔

"هَلَّلَ" باب تفعیل سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی لاالہ الا اللہ کہنا۔

"سَبَّحَ" باب تفعیل سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی پاکی بیان کرنا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل .....عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ "اِنَّكُمْ لَاتَدْرُوْنَ فِیْ اَیِّهَا الْبَرَكَةُ" وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ: "اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْیَاْخُذْهَا فَلْیُمِطْ مَاكَانَ بِهَا مِنْ اَذًی وَلْیَاْكُلْهَا وَلَایَدَعْهَا لِلشَّیْطَانِ وَلَایَمْسَحْ یَدَهٗ بِالْمِنْدِیْلِ حَتّٰی "یَلْعَقَ اَصَابِعَهٗ فَاِنَّهٗ لَایَدْرِیْ فِیْ اَیِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ" وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ "اِنَّ الشَّیْطَانَ یَحْضُرُ اَحَدَكُمْ عِنْدَكُلِّ شَیْءٍ مِنْ شَانِهٖ حَتّٰی یَحْضُرَهٗ عِنْدَ طَعَامِهٖ، فَاِذَا سَقَطَتْ مِنْ اَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْیُمِطْ مَاكَانَ بِهَا مِنْ اَذًی فَلْیَاْكُلْهَا وَلَایَدَعْهَا لِلشَّیْطَانِ ۔(حدیث:۱۶۴)

حدیث پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب ..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے انگلیاں اور پیالہ چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا بے شک تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے اور ایک روایت میں آپ ﷺ سے مروی ہے فرمایا جب تم میں سے کسی سے لقمہ گر جائے تو چاہیے کہ اسے اٹھائے اور اس پر جو کچھ لگا ہے اسے ہٹائے اور پھر اسے کھائے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور ہاتھ کو کپڑے سے نہ پونچھے اس کو چاٹنے سے پہلے، اسلئے کہ اس کو معلوم نہیں کہ اس کے کون سے کھانے میں برکت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس تمہاری اشیاء کے ہر موقع پر حاضر ہوتا ہے جو اسکے لائق ہو یہاں تک کہ اس کے پاس کھانے کے موقع پر بھی حاضر ہو جاتا ہے تو جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو چاہیے کہ اس پر سے ہٹائے وہ چیز جو اس کو لگی ہے اور پھر اس کو کھائے اور اس کو شیطان کیلئے نہ چھوڑے۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی:۔ "اَمَرَ" باب نصر ینصر سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی حکم کرنا۔

"وَقَعَتْ" باب فتح یفتح سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی گرنا، واقع ہونا۔

"فَلْیَاْخُذْهَا" باب نصر ینصر سے امر غائب کا صیغہ ہے بمعنی لینا، اٹھانا۔

"لَایَدَعْهَا" باب فتح یفتح سے نہی غائب کا صیغہ ہے بمعنی چھوڑنا۔ "یَلْعَقَ" باب سمع سے مضارع معروف کا صیغہ ہے بمعنی چاٹنا۔

الشق الثانی .....عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی نَفَرٍ یَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ اِرْمُوْا بَنِیْ اِسْمَاعِیْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِیًا وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهٗ عِدْلُ مُحَرَّرَةٍ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ ۔ (حدیث:۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۵۲)

احادیث مبارکہ پر اعراب لگائیں، ترجمہ کر کے مطلب بیان کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) احادیث پر اعراب (۲) احادیث کا ترجمہ (۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ❶ احادیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک جماعت پر گزر ہوا جو تیر اندازی کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے بنو اسماعیل! تیر اندازی کرو اس لئے کہ تمہارے والد (آباء) بھی تیر انداز تھے۔ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کے راستہ میں تیر چلائے گا تو اس کیلئے غلام آزاد کرنے والے کے برابر ثواب ہوگا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنگ دھوکہ و چال ہے۔

❸ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "یَنْتَضِلُوْنَ" یہ انتضال (افتعال، طحج) سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی تیر اندازی کرنا۔

"اِرْمُوْا" یہ اَلرَّمْیُ (ضرب، ناقص) سے امر حاضر کا صیغہ ہے بمعنی تیر پھینکنا و چلانا۔

"عِدْلٌ" یہ مفرد ہے اس کی جمع عُدُوْلٌ، اَعْدَالٌ ہے بمعنی نظیر و مثل، قیمت۔
"مُحَرِّرٌ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر تحریر (تفعیل، مضاعف) بمعنی آزاد کرنا۔
"خُدْعَةٌ" اس کا اعراب پانچ طرح ہے ① خُدْعَةٌ بمعنی لڑائی، دھوکہ وفریب ② خُدَعَةٌ یہ مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی لڑائی بہت دھوکہ دینے والی چیز ہے ③ خَدَعَةٌ یہ خَادِعٌ کی جمع ہے بمعنی دھوکہ باز یعنی لڑنے والا دھوکہ باز ہوتا ہے ④ خِدْعَةٌ بمعنی حقیقت کے خلاف ظاہر کرنا ⑤ خِدْعَةٌ یہ فِعْلَةٌ کے وزن پر ہے جو مَرَّۃٌ (ایک مرتبہ) کے لئے آتا ہے یعنی جنگ میں ایک ہی مرتبہ چال چلنے سے کامیابی مل جاتی ہے یہی لغت سب سے فصیح ہے۔ (کشف الباری، جہاد ج ۳ ص ۳۸۲)

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل .....عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ وَكَانَ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَرَعَوْا وَأَصَابَتْ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرٰى، إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللّٰهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهٖ ۔ (حدیث:۱۳۷۸)

حدیث شریف پر اعراب لگائیں، ترجمہ کرکے واضح تشریح کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور کا حل مطلوب ہے (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے جتنا علم اور ہدایت دے کر مبعوث فرمایا، اس کی مثال ایسے ہے جیسے کہ زمین پر بارش برسی، اس زمین میں سے کچھ حصہ ایسا تھا کہ جس نے پانی اپنے اندر جذب کرلیا اور بہت کثرت سے چارہ اور سبزہ اگایا اور زمین کا کچھ حصہ سخت تھا کہ وہ پانی کو روک لیتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو نفع دیتا ہے، لوگ اس میں سے پیتے ہیں اور اپنے جانوروں کو پلاتے اور چراتے ہیں اور زمین کا کچھ حصہ چٹیل میدان ہے کہ وہ پانی کو نہیں روک سکتا اور نہ ہی اس میں گھاس پیدا ہوتی ہے، تو یہی مثال اس کی ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے دین کو سمجھا اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اس دین سے نفع دیا جو مجھے دے کر مبعوث فرمایا، چنانچہ اس نے خود دین سیکھا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور مثال ہے ان لوگوں کی کہ جنہوں نے اس کی طرف سر بھی نہ اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت و دین کو جسے میں دے کر بھیجا گیا ہوں قبول نہ کیا۔

③ حدیث کی تشریح:۔ وحی کی مثال نبی کریم ﷺ نے بارش کے ساتھ دی، بارش ہونے کے بعد زمین کی تین قسمیں ہوجاتی ہیں اسی طرح علم وہدایت کے آنے کے بعد بھی لوگ تین قسموں میں تقسیم ہوگئے۔ ① بارش اگر صاف ستھری پاکیزہ زمین پر برسی تو اب زمین خود بھی منتفع ہوئی کہ اس سے سبزہ وغیرہ نکلا دوسرا یہ کہ اس سبزہ سے دوسروں کو فائدہ بھی پہنچا، اسی طرح ہدایت آنے کے بعد بعض لوگوں نے علم کو سیکھا اور اس پر عمل کیا اور دوسروں کو بھی سکھایا تو اس شخص نے علم سے خود بھی فائدہ حاصل کیا اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچایا مثلاً ائمہ اربعہ ② دوسری قسم زمین کی ہوتی ہے کہ بارش برسنے کے بعد وہ خود تو منتفع نہیں ہوتی کہ اس سے کوئی سبزہ وغیرہ نکلتا (پتھریلی ہونے کی وجہ سے) مگر وہ اپنے اندر پانی کو محفوظ کرلیتی ہے جس سے دوسروں کو فائدہ ہوجاتا ہے تو اسی طرح ہدایت آنے کے بعد علم تو حاصل کیا اس پر خود عمل نہیں کیا مگر دوسرے کو سکھایا تو یہ شخص خود علم سے منتفع نہیں ہوا مگر دوسرے کو اسکی وجہ سے فائدہ پہنچ گیا یہ مثال محدثین کی ہے ③ تیسری قسم زمین کی ہوتی ہے کہ بارش برسنے کے بعد اس پر پانی نہیں ٹھہرتا تو اس بارش سے زمین کو بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچا اور نہ ہی دوسرے کو اس سے کوئی فائدہ پہنچا تو اسی طرح ہدایت آنے کے بعد لوگوں کی یہ حالت ہوئی کہ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے

نکال دیا، نہ خود انہوں نے فائدہ حاصل کیا اور نہ اس کے ذریعہ سے کسی اور کو کوئی فائدہ پہنچا۔ (روضۃ الصالحین ج۴ ص۳۹۳)

④ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "غَیْثٌ" بمعنی بادل و بارش۔ مصدر غَیْثًا (ضرب) بمعنی بارش برسنا۔

"کَلَأٌ" یہ مفرد ہے اس کی جمع اَکْلَاءٌ ہے بمعنی گھاس۔

"اَلْعُشْبُ" یہ مفرد ہے اس کی جمع اَعْشَابٌ ہے بمعنی سبز گھاس۔

"اَجَادِبُ" بمعنی وہ زمین جس میں پیداوار نہ ہو۔

الشق الثانی.....عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی : مَا لِعَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ عِنْدِیْ جَزَاءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِیَّهٗ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا ثُمَّ اِحْتَسَبَهٗ اِلَّا الْجَنَّةَ ۔ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا اَذًی وَلَا غَمٍّ حَتّٰی الشَّوْكَةِ یُشَاكُهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ۔ (حدیث:۳۲)

مذکورہ دونوں حدیثوں پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کیجئے اور خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) احادیث پر اعراب (۲) احادیث کا ترجمہ (۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تشریح۔

جواب ..... ① احادیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② احادیث کا ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے ہاں مؤمن بندہ کے لئے جب میں اس کے دنیوی محبوب کو لے لیتا ہوں جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کو تھکاوٹ، بیماری، غم، رنج، تکلیف وغیرہ حتیٰ کہ کانٹا چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔

③ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تشریح:۔ "صفیه" صفی اسم ہے بمعنی دوست۔ "نصب" اسم ہے بمعنی تھکاوٹ۔

"احتسبه" احتساب سے ہے بمعنی ثواب کی امید رکھنا۔ "وصب" اسم ہے بمعنی بیماری۔ "هم، حزن" دونوں اسم ہیں بمعنی غم و رنج۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل.....عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال ان الدین یسر ولن یشاد الدین الاغلبه فسددوا وقاربوا وابشروا واستعینوا بالغدوة والروحة وشیئ من الدلجة، وفی روایة : سددوا وقاربوا وغدوا وروحوا وشئ من الدلجة القصد القصد تبلغوا۔ (حدیث:۱۴۵)

حدیث شریف کا ترجمہ اور مفہوم بیان کیجئے، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کا مفہوم (۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تشریح۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین آسان ہے اور جو شخص سختی (کی راہ) اختیار کرتا ہے مغلوب ہو جاتا ہے پس سیدھی راہ چلو، میانہ روی اختیار کرو، خوش رہو، صبح و شام اور رات کے کچھ حصہ میں (عبادت کے ذریعہ) مدد مانگو۔ ایک روایت میں ہے سیدھی راہ چلو، میانہ روی اختیار کرو، صبح و شام اور رات کے کچھ حصہ میں (عبادت کے ذریعہ) مدد طلب کرو، میانہ روی اختیار کرو مقصد کو پالو گے۔

② حدیث کا مفہوم:۔ یعنی دینِ اسلام چونکہ ایک فطری مذہب ہے اسلئے اس میں آسانی ہے اور جو شخص دین میں تشدد اور سختی کی راہ اختیار کرتا ہے وہ بالآخر مغلوب ہو جاتا ہے لہٰذا آدمی کو چاہیے کہ امورِ دینیہ میں میانہ روی کو اختیار کرے تو منزل کو پالے گا۔

③ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تشریح:۔ "فسدّدوا" تَسْدِیْدٌ سے امر حاضر کا صیغہ ہے بمعنی سیدھا کرنا۔

"قاربوا" مقاربة سے امر حاضر کا صیغہ ہے بمعنی ایسی چیز کا ارادہ کرنا جس میں نہ زیادتی ہو اور نہ کمی ہو۔

"الغدوة" اسم ہے بمعنی صبح کے وقت چلنا۔ "الروحة" اسم ہے بمعنی شام کا وقت۔ "الدلجة" اسم ہے بمعنی رات کا آخری پہر۔

الشق الثانی.....عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ عَالِیَةً اَصْوَاتُهُمَا وَ اِذَا اَحَدُهُمَا یَسْتَوْضِعُ الْاٰخَرَ وَیَسْتَرْفِقُهٗ فِیْ شَیْئٍ وَهُوَ یَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا اَفْعَلُ، فَخَرَجَ عَلَیْهِمَا رسولُ اللّٰهِ ﷺ

فَقَالَ: اَيْنَ الْمُتَأَلِّيْ عَلَى اللّٰهِ لَايَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ؟ فَقَالَ:اَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، فَلَهٗ اَيُّ ذٰلِكَاَحَبَّ۔ (حدیث:۲۵۰)

حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کیجئے، **یستوضع، یسترفقه، المتالی** کے معنی لکھئے، خط کشیدہ جملہ کا مطلب واضح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں(۱)حدیث کا ترجمہ(۲)مذکورہ الفاظ کے معنی(۳)خط کشیدہ جملے کا مطلب۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے دروازے پر دو جھگڑنے والوں کی بلند آواز سنی ان میں سے ایک دوسرے سے (قرض) کم کرنے کا مطالبہ کررہا تھا اور نرمی چاہتا تھا۔ دوسرا کہہ رہا تھا اللہ کی قسم! میں اس طرح نہیں کرونگا، رسول اللہ ﷺ ان دونوں کے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا کون ہے جو اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں نیکی نہیں کروں گا، اس آدمی نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں ہوں اور اس (مقروض) کیلئے وہی ہے جو وہ چاہتا ہے۔

② مذکورہ الفاظ کے معنی:۔ "**المتالی**" اسم ہے بمعنی قسم اٹھانے والا۔

"**یستوضع**" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر **الاستیضاع** (استفعال) بمعنی (قرض) کم کرنے کا مطالبہ کرنا۔

"**یسترفقه**" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر **الاسترفاق** (استفعال) بمعنی نرمی طلب کرنا۔

③ خط کشیدہ جملے کا مطلب:۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اس مقروض کیلئے وہی کچھ ہے جو وہ (قرض کے معاملے میں) نرمی اور کمی چاہتا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل .....وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ۔(حدیث:۱۴۱۶)

حدیث شریف پر اعراب لگائیں، واضح ترجمہ کریں، خط کشیدہ حصہ کا مطلب وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں(۱)حدیث پر اعراب(۲)حدیث کا ترجمہ(۳)جملۂ مخطوطہ کا مطلب۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تھے اور سلام پھیر لیتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کے لئے بادشاہت وتعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! جو چیز تو عطا کرے اس کو کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جو چیز تو روک لے اس کو کوئی دینے والا نہیں ہے اور کسی کی دولت اس کو تیرے بغیر نفع نہیں دے سکتی)۔

③ جملۂ مخطوطہ کا مطلب:۔ اس جملہ کا ایک مطلب یہ ہے کہ کسی کی دولت تیرے حکم ومشیت کے بغیر اس کو نفع نہیں پہنچا سکتی اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر تو کسی کو عذاب دینا چاہے تو اس کی دولت ومالداری تیرے عذاب کے معاملہ میں اس کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔

الشق الثانی .....وَعَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَحَدِ الْعَشَرَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ، قَالَ جَاءَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُنِيْ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اِشْتَدَّ بِيْ، فَقُلْتُ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ قَدْبَلَغَ بِيْ مِنَ الْوَجَعِ مَاتَرٰى وَاَنَا ذُوْمَالٍ وَلَا يَرِثُنِيْ اِلَّا اِبْنَةٌ لِيْ، اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ؟ قَالَ لَا، قُلْتُ: فَالشَّطْرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: لَا، قُلْتُ: فَالثُّلُثُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اَوْكَبِيْرٌ۔ (حدیث:۶)

اعراب لگا کر ترجمہ کریں، عشرہ مبشرہؓ کے اسماء تحریر کریں، وصیت کی لغوی واصطلاحی تعریف اور اسکے بارے میں شرعی احکام تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں۔(۱)حدیث پر اعراب(۲)حدیث کا ترجمہ(۳)عشرہ مبشرہؓ کے اسماء(۴)وصیت کی لغوی واصطلاحی تعریف(۵)وصیت کے بارے میں شرعی احکام۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابواسحاق سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع

والے سال سخت بیمار ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ میری بیمار پُرسی کے لئے تشریف لائے، میں نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ میری بیماری کی شدت دیکھ رہے ہیں اور میرے پاس بہت مال ہے اور ایک بیٹی کے علاوہ میرا کوئی وارث نہیں ہے تو کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کرسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا آدھا مال صدقہ کرسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ایک تہائی مال صدقہ کرسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک تہائی صدقہ کرسکتے ہو اور ایک تہائی بھی زیادہ ہے یا فرمایا کہ ایک تہائی بھی بہت ہے۔

③ عشرہ مبشرہؓ کے اسماء:۔ ① حضرت ابوبکر صدیق ② حضرت عمر فاروق ③ حضرت عثمان غنی ④ حضرت علی المرتضیٰ ⑤ حضرت زبیر بن العوام ⑥ حضرت طلحہ بن عبید اللہ ⑦ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ⑧ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ⑨ حضرت سعد بن ابی وقاص ⑩ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہم۔

④ وصیت کی لغوی واصطلاحی تعریف:۔ لغوی معنی: کسی کام کا عہد لینا، حکم دینا نیز وہ چیز جس کی وصیت کی جائے اور اصطلاح میں ھی **تملیك مضاف الی بعد الموت بطریق التبرع** (ایسی تملیک جو بطورِ تبرع واحسان ہو اور مابعد الموت کی طرف منسوب ہو)

⑤ وصیت کے بارے میں شرعی احکام:۔ ویسے تو وصیت کے متعلق متعدد احکام ہیں مگر یہاں اجمالی طور پر چند ضروری احکام ذکر کئے جاتے ہیں۔ ① وصیت کرنا مستحب ہے واجب نہیں ہے ② ورثاء کی اجازت کے بغیر وارث کیلئے وصیت کرنا جائز نہیں ہے ③ قاتل کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں ہے ④ کافر کا مسلمان کیلئے اور مسلمان کا کافر کے لئے وصیت کرنا جائز ہے ⑤ تہائی مال سے زائد کی وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔ (التکمیل الضروری)

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل..... **وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ اِحْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ، يَقُوْلُ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ وَيَقُوْلُ: بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرُنُ بَيْنَ أُصْبُعَيْهِ اَلسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَيَقُوْلُ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرُّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔** (حدیث:۱۷۰)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، **أنا والساعة كهاتين** کا مطلب واضح کریں، بدعت کی لغوی واصطلاحی تعریف کرنے کے بعد بدعت کی اقسام واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں۔ (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) **انا والساعة كهاتين** کا مطلب (۴) بدعت کی لغوی واصطلاحی تعریف (۵) بدعت کی اقسام۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ **كمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی دونوں آنکھیں سرخ ہوجاتیں اور آپ کی آواز بلند ہوجاتی اور آپ سخت غصہ میں آجاتے یہاں تک کہ ایسے محسوس ہوتا جیسے آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہوں اور کہہ رہے ہوں کہ وہ دشمن کا لشکر تم پر صبح کے وقت یا شام کے وقت آجائے گا اور فرماتے کہ میں اور قیامت ان دونوں انگلیوں کی مانند ہیں اور آپ ﷺ اپنی شہادت والی اور درمیانی انگلی کو ملاتے اور فرماتے: امابعد پس بے شک بہترین حدیث اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور بدترین کام وہ ہیں جو دین میں ایجاد کئے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

③ انا والساعة كهاتين کا مطلب:۔ اس کے دو مطلب بیان کئے گئے ہیں ① جیسے یہ دونوں انگلیاں متصل اور قریب ہیں اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان فاصلہ بہت کم ہے، گویا میں اور قیامت دونوں ایک دوسرے کے انتہائی قریب ہیں، درمیان میں کسی اور نبی اور امت نے نہیں آنا ② ان دونوں انگلیوں میں سے جیسے درمیانی انگلی شہادت والی انگلی سے تھوڑی سی آگے بڑھی ہوئی

ہے اور اُس میں معمولی اضافہ ہے اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان معمولی سا فاصلہ ہے کہ میں انتہائی معمولی طور پر قیامت سے پہلے بھیجا گیا ہوں۔ (کشف الباری، کتاب الرقاق)

④ بدعت کی لغوی و اصطلاحی تعریف:۔ بدعت لغت میں نئی چیز کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں بدعت دین کے اندر اُس نئے کام کو کہتے ہیں جس کی دورِ نبوی ﷺ اور دورِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں دلیل و مثال نہ ہو اور اُسے دین سمجھ کر کیا جائے۔ پس کسی کام کے بدعت ہونے کے لئے دو باتوں کا ہونا ضروری ہے ① اس کام کے دین میں سے ہونے پر کوئی دلیل شرعی قائم نہ ہو ② اس کام کو دین سمجھ کر کیا جائے جس کام میں یہ دونوں باتیں موجود ہوں گی وہ کام بدعت کہلائے گا۔

⑤ بدعت کی اقسام:۔ بدعت کی دو طرح اقسام بیان کی جاتی ہیں۔ ① لغوی و شرعی بدعت۔ لغوی بدعت ہر اُس نئی ایجاد کو کہتے ہیں جو آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد پیدا ہو، عام ازیں کہ وہ عبادت یا عادت ہو اس کی پانچ اقسام ہیں۔ واجب، مندوب، مباح، مکروہ و حرام۔ شرعی بدعت وہ ہے جو قرونِ ثلاثہ کے بعد پیدا ہوئی ہو اور اس پر قولاً فعلاً صراحۃً و اشارۃً کسی طرح بھی شارع کی طرف سے اجازت موجود نہ ہو اس بدت کو بدعتِ ضلالۃ و بدعتِ قبیحہ اور بدعتِ سیئہ کہتے ہیں۔ (راہِ سنت)

② بدعتِ مکفّرہ و بدعتِ مفسّقہ۔ بدعتِ مکفّرہ اس بدعت کو کہتے ہیں جس سے کفر لازم آئے مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات میں حلولِ الوہیت کا عقیدہ رکھنا۔ بدعتِ مفسّقہ وہ بدعت ہے جس سے فسق و فجور لازم آئے مثلاً آج کل کی عمومی بدعات۔ (عمدۃ النظر ص ۲۸۵)

الشق الثانی .....عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ اَحَدَهُمَا فَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ فَعَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ، ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْاَمَانَةِ فَقَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ نَوْمَةً فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظِلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ نَوْمَةً فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظِلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ۔ ثُمَّ اَخَذَ حَصَاةً فَدَحْرَجَهَا عَلٰى رِجْلِهٖ، قَالَ: فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ لَا يَكَادُ اَحَدٌ يُؤَدِّي الْاَمَانَةَ حَتّٰى يُقَالَ اِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا وَحَتّٰى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا اَجْلَدَهٗ مَا اَظْرَفَهٗ مَا اَعْقَلَهٗ، وَمَا فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ قَالَ وَلَقَدْ اَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا اُبَالِيْ اَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهٗ عَلٰى دِيْنِهٖ وَاِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا اَوْ يَهُوْدِيًّا لَيَرُدَّنَّهٗ عَلٰى سَاعِيْهِ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ اُبَايِعُ مِنْكُمْ اِلَّا فُلَانًا وَ فُلَانًا۔ (حدیث: ۲۰۰)

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ جملوں کا مطلب واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں۔ (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) خط کشیدہ جملوں کا مطلب۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں دو حدیثیں بیان فرمائیں، ان میں سے ایک کا میں مشاہدہ کر چکا ہوں اور دوسری کا منتظر ہوں، آپ ﷺ نے ہمیں بیان فرمایا کہ امانت کا لوگوں کے دلوں کے درمیان نزول ہوا تھا پھر قرآن نازل ہوا تو انہوں نے قرآن سے علم حاصل کیا اور سنت سے علم سیکھا پھر آپ نے ہمیں امانت کے اٹھائے جانے کے متعلق بتایا کہ آدمی نیند سے بیدار ہوگا تو اس کے دل سے امانت چھن جائے گی اور اس کا دھندلا سا اثر باقی رہ جائے گا پھر سو کر نیند سے بیدار ہوگا تو اسکے دل سے باقی ماندہ حصہ بھی نکال لیا جائے گا اور آبلہ کے مانند اثر باقی رہ جائے گا جیسا کہ آگ کی چنگاری کو تو اپنے پاؤں پر لڑھکائے اس سے چھالا نمودار ہو جائے اور وہ ابھرا ہوا نظر آئے لیکن اس میں کوئی چیز نہیں (تمثیل بیان فرماتے ہوئے) آپ نے ایک کنکر اٹھایا اور اس کو اپنے پاؤں پر گرایا، اس کے بعد لوگوں کی یہ حالت ہو جائے گی کہ خرید و فروخت کریں گے لیکن کوئی انسان ایسا نہیں ہوگا جو امانت ادا کرنے والا ہو، یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ فلاں قبیلہ میں ایک امانت دار آدمی موجود ہے۔ اسی طرح ایک آدمی کے بارے میں عام یہ تاثر ہوگا کہ وہ بہت زیادہ مضبوط، ہوشیار، عقلمند ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے برابر ایمان نہیں ہوگا (حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) مجھ پر ایسا

وقت بھی آیا ہے کہ مجھے اس بات کا کچھ خیال نہیں ہوتا تھا کہ میں خرید وفروخت کس قسم کے انسان سے کر رہا ہوں اسلئے کہ اگر وہ مسلمان ہے تو اس کی دینداری کا جذبہ میرے حق کو مجھ تک پہنچادے گا اور اگر عیسائی یا یہودی ہے تو اس کا حکم اس سے میرے حق کو واپس دلوائے گا لیکن آج (اس دور میں) چند مخصوص انسانوں کے علاوہ اور کسی سے میں خرید وفروخت کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔

③ خط کشیدہ جملوں کا مطلب:۔ "الامانة نزلت فی جذر قلوب الرجال" یعنی امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ اور گہرائی میں اتری ہے اور اسکے متعلق مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس امانت سے مراد تخم ہدایت ہے جو بنی آدم کے دلوں میں بکھیرا گیا ہے اِس کی نگہداشت کرنے سے ایمان کا درخت اُگتا ہے، گویا بنی آدم کے دل اللہ کی زمینیں ہیں جن میں بیج بھی اُس نے ڈال دیا ہے اور بارش برسانے کیلئے رحمت کے بادل بھی اُس نے بھیج دیئے ہیں جن کے ذریعے سینوں سے وحی الٰہی کی بارش ہوئی۔

"کجمر دحرجته علی رجلك فنفط" یعنی جیسے تم آگ کے انگارے کو اپنے پاؤں پر لڑھکا دو اور اس سے آبلہ پڑ جائے تو وہ تمہیں ابھرا ہوا نظر آئے گا مگر حقیقت میں اسکے اندر کچھ نہیں ہوگا اسی طریقے سے آدمی جب شریعت سے غافل اور گناہوں میں مبتلا ہوگا تو دل کے اندر سے ایمان کا نور رفتہ رفتہ ختم ہو جائیگا اور صرف ایک آبلہ نما نشان ہی باقی رہے جائیگا تو گویا ظاہراً وہ انسان صالح ونیک ہی نظر آئے گا مگر ایمان، امانت اور آخرت کے مفید اعمال میں سے کچھ بھی اُسکے اندر نہ ہوگا۔ (کشف الباری، کتاب الرقاق)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل .....وَعَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ قَالَ: أَتَى عَلِيٌّ بَابَ الرَّحْبَةِ فَشَرِبَ قَائِمًا وَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي فَعَلْتُ. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نَأْكُلُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ نَحْنُ نَمْشِي وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا قَالَ قَتَادَةُ: فَقُلْنَا لِأَنَسٍ: فَالْأَكْلُ؟ قَالَ: ذَالِكَ أَشَرُّ أَوْ أَخْبَثُ. (حدیث: ۷۶۸ تا ۷۷۱)

احایث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، مذکورہ احادیث میں بظاہر تعارض ہے انمیں تطبیق کی کیا صورت ہے؟ کھڑے ہو کر کھانے پینے کا کیا حکم ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔(۱) احادیث پر اعراب (۲) احادیث کا ترجمہ (۳) احادیث میں تطبیق (۴) کھڑے ہو کر کھانے پینے کا حکم۔

جواب ..... ① احادیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ باب رحبہ پر تشریف لائے اور کھڑے ہو کر پانی پیا اور فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کو اِسی طرح پیتے ہوئے دیکھا تھا جیسا کہ تم مجھے کرتے ہوئے دیکھ رہے ہو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چلتے چلتے کھا لیتے تھے اور کھڑے کھڑے پی لیتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اس بات سے کہ آدمی کھڑے ہو کر پانی پیئے، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پس ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ پھر کھانے کا کیا حکم ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ اُس سے بھی بدتر ہے۔

③ احادیث میں تطبیق:۔ بظاہر احادیث میں تعارض ہے اس لئے کہ ابتدائی دونوں احادیث سے کھڑے ہو کر کھانے پینے کا جواز معلوم ہو رہا ہے جبکہ آخری حدیث میں اس کی ممانعت ہے۔ تطبیق یہ ہے کہ عمومی حالات میں آخری حدیث معمول بہا ہے کہ کھڑے ہو کر کھانا پینا سخت منع ہے حتیٰ کہ آج کل کی جدید تحقیق کے مطابق اس سے معدہ اور جگر میں لاعلاج بیماری پیدا ہوتی ہے نیز کھڑے ہو کر پانی پینے سے پاؤں پر ورم کا بھی خطرہ رہتا ہے جو کہ جسم کے تمام حصوں پر پھیل جاتا ہے۔

باقی جن احادیث سے کھڑے ہو کر کھانے پینے کا جواز معلوم ہوتا ہے وہ مجبوری کے درجے میں ہے کہ بسا اوقات بامرِ مجبوری کھڑے ہو کر کھانے پینے کی گنجائش ہے۔ (روضۃ الصالحین ج ۳)

④ کھڑے ہو کر کھانے پینے کا حکم:۔ سابقہ تطبیق میں تفصیل گزر چکی ہے۔

الشق الثانی.....عَنْ اُمِّ كَلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ اَبِیْ مُعَیْطٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: لَیْسَ الْكَذَّابُ الَّذِیْ یُصْلِحُ بَیْنَ النَّاسِ فَیَنْمِیْ خَیْرًا اَوْ یَقُوْلُ خَیْرًا وَفِیْ رِوَایَةِ مُسْلِمٍ زِیَادَةً قَالَتْ: وَلَمْ اَسْمَعْهُ یُرَخِّصُ فِیْ شَیْءٍ مِمَّا یَقُوْلُهُ النَّاسُ اِلَّا فِیْ ثَلَاثٍ تَعْنِیْ اَلْحَرْبَ وَالْاِصْلَاحَ بَیْنَ النَّاسِ وَحَدِیْثَ الرَّجُلِ اِمْرَاَتَهٗ وَحَدِیْثَ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا۔ (حدیث:۲۴۹)

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، کذب وتوریہ کی تعریف اور حکم تحریر کریں، کذب کا جواز کن شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔(۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) کذب اور توریہ کی تعریف وحکم (۴) کذب کے جواز کی شرائط۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کروائے پس اچھی بات کو پھیلائے یا اچھی بات کہے (اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں) فرماتی ہیں کہ اور نہیں سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو رخصت دیتے ہوئے کسی چیز کے بارے میں اُن چیزوں میں سے جو لوگ کہتے ہیں مگر تین چیزوں میں، مراد لے رہی تھیں وہ جنگ کو اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کو اور مرد کے اپنی عورت سے بات چیت کو اور عورت کے اپنے مرد سے بات چیت کو۔

③ کذب اور توریہ کی تعریف وحکم:۔ کذب خلافِ واقعہ بات کرنے کو کہتے ہیں اور توریہ یہ ہے کہ کوئی ایسی بات کہی جائے جو بظاہر واقعہ کے خلاف ہو اور کہنے والا اُس سے کوئی دور والا ایسا معنیٰ مراد لے رہا ہو جو واقعہ کے مطابق ہو۔

علامہ نوویؒ کہتے ہیں کہ قاضی عیاضؒ نے فرمایا کہ اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ ان تین مواقع مذکورہ فی الحدیث میں جھوٹ کا استعمال جائز ہے البتہ اس جھوٹ سے کیا مراد ہے اس بارے میں حضرات علماء کے دو قول ہیں۔

① جمہور اہلِ علم کہتے ہیں کہ اس سے مراد مطلقاً کذب ہے یعنی صریح جھوٹ ان مواقع میں مصلحۃً جائز ہے۔

② محقق طبری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے منقول ہے کہ اس سے مراد صریح کذب نہیں بلکہ توریہ اور معاریض ہیں۔

فریق اوّل کا استدلال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات سے ہے کہ انہوں نے تین مواقع پر کذب سے کام لیا (۱) اپنی بیوی حضرت سارہ کو اپنی بہن بتایا (۲) عید کے دن لوگوں کے ساتھ عدم شرکت کی وجہ میں فرمایا انی سقیم کہ میں بیمار ہوں (۳) جب انہوں نے بتوں کو توڑا تو قوم کے معلوم کرنے پر فرمایا بل فعله کبیرهم۔

راجح قول یہ ہے کہ حتی الامکان صریح جھوٹ سے بچا جائے اور توریہ ومعاریض کو استعمال کیا جائے بالفاظ دیگر ایسے کلمات استعمال کریں جو ذو معنیین ہوں مخاطب اس سے ایسے معنیٰ سمجھے جس سے اس کا دل خوش یا غمگین ہو جائے۔ (درسِ ترمذی ج۲ ص۹۱)

④ کذب کے جواز کی شرائط:۔ بامر مجبوری ہو، بقدرِ ضرورت ہو، کسی کی حق تلفی نہ ہو، مصلحت کے پیش نظر ہو، اصلاح مقصود ہو، دھوکہ دینا مقصود نہ ہو۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ حَبِیْبَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ حِیْنَ تُوُفِّیَ اَبُوْهَا اِبْنُ سُفْیَانَ بْنِ حَرْبٍ فَدَعَتْ بِطِیْبٍ فِیْهِ صُفْرَةٌ خَلُوْقٍ اَوْغَیْرُهٗ فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِیَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَیْهَا، ثُمَّ قَالَتْ :وَاللّٰهِ مَالِیْ بِالطِّیْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَیْرَ اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ عَلَی الْمِنْبَرِ: لَایَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَ عَشْرًا قَالَتْ زَیْنَبُ: ثُمَّ دَخَلْتُ علی زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِیْنَ تُوُفِّیَ اَخُوْهَا، فَدَعَتْ بِطِیْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ۔ (حدیث:۱۷۷۴)

احادیث پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں، حداد کسے کہتے ہیں اور شرعاً اسکی اجازت کس صورت میں ہے، خط کشیدہ الفاظ کی

لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں۔(۱)احادیث پر اعراب(۲)احادیث کا ترجمہ(۳)احادیث کی تشریح(۴)حداد کی تعریف اور شرعی جواز کی صورت(۵)خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی ازواج میں سے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس اُس وقت گئی جس وقت اُن کے والد حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تھی، انہوں نے خوشبو منگوائی جس میں زرد رنگ کی خلوق یا کوئی اور خوشبو ملی ہوئی تھی، اُس میں سے کچھ لونڈی کو لگائی اور پھر اُنہوں نے اسے اپنے رخساروں پر مَل لیا اور فرمایا کہ اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی کوئی حاجت نہیں سوائے اس کے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتی ہو یہ حلال نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی جس وقت ان کے بھائی کا انتقال ہوا پس انہوں نے بھی خوشبو منگوائی اور اس میں سے کچھ لگائی۔

③ احادیث کی تشریح:۔ دونوں احادیث کا حاصل یہ ہے کہ کسی مسلمان کے لئے تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے البتہ اگر خاوند کا انتقال ہو جائے تو پھر اُس کی عورت چار ماہ دس دن عدت گزارے گی یعنی اس میں زیب و زینت بھی اختیار نہیں کرے گی اور بلاوجہ گھر سے بھی نہیں نکلے گی۔

④ حداد کی تعریف اور شرعی جواز کی صورت:۔ حداد و احداد کا لغوی معنی سوگ ہے اور فقہاء کی اصطلاح میں حداد یا احداد کا معنی عورت کا سوگ منانا یعنی عورت خوشبو، زیب و زینت، سرمہ اور تیل خواہ خوشبودار ہو یا غیر خوشبودار ہو سب کو چھوڑ دے۔

سوگ کا حکم صرف اُس عورت کے لئے ہے جس کا خاوند فوت ہو جائے، اگر وہ حاملہ ہے تو وضعِ حمل تک اور اگر غیر حاملہ ہے تو چار ماہ دس دن تک سوگ منائے گی۔

⑤ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ "خُلُوْق" ایک مخصوص خوشبو کا نام ہے جس کا جزءِ اعظم زعفران ہے۔

"تُوُفِّیَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول از مصدر تَوَفِّیًا (تفعیل، لفیف) بمعنی موت دینا۔

"صُفْرَۃٌ" یہ اسم ہے بمعنی زردی و سیاہی۔ "عَارِضَیْھَا" یہ عَارِضٌ کا تثنیہ ہے بمعنی رخسار۔

"دَھَنَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معلوم از مصدر دَھْنًا (فتح) بمعنی تیل مَلنا، مالش کرنا۔

"تُحِدُّ" صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معلوم از مصدر اِحْدَادٌ (افعال) بمعنی سوگ کرنا۔

الشق الثانی ..... وَعَنْ اَبِیْ نُجَیْدٍ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَیْنِ الْخُزَاعِیِّ : اَنَّ اِمْرَاَۃً مِنْ جُھَیْنَۃَ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَھِیَ حُبْلٰی مِنَ الزِّنٰی، فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْہُ عَلَیَّ فَدَعَا نَبِیُّ اللّٰہِ وَلِیَّھَا فَقَالَ اَحْسِنْ اِلَیْھَا فَاِذَا وَضَعَتْ فَاْتِنِیْ فَفَعَلَ فَاَمَرَ بِھَا نَبِیُّ اللّٰہِ ﷺ فَشُدَّتْ عَلَیْھَا ثِیَابُھَا ثُمَّ اَمَرَ بِھَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلّٰی عَلَیْھَا۔

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ رجم کا حکم گن شرائط کے ساتھ مشروط ہے، کیا حدود گناہوں کیلئے کفارات ہیں یا زواجر۔(حدیث:۲۲)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) رجم کی شرائط (۴) حدود کے کفارات یا زواجر ہونے کی وضاحت۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت جو کہ زناء سے حاملہ ہو چکی تھی وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھ سے حد والا گناہ سرزد ہو چکا ہے پس آپ مجھ پر حد قائم فرمائیں، رسول اللہ ﷺ نے اُس کے ولی کو بلوایا اور فرمایا کہ اِس کے ساتھ احسان کرو (اچھا برتاؤ کرو) پس جب یہ وضعِ حمل

ہوجائے تو اسے میرے پاس لے آنا، چنانچہ اس نے ایسے ہی کیا پس آپ ﷺ نے اُس کے متعلق حکم دیا، اور اس پر اس کے کپڑوں کو باندھ دیا گیا پھر آپ ﷺ نے اس کے متعلق حکم کیا اور اُسے رجم کیا گیا، پھر آپ ﷺ نے اُس کی نماز جنازہ بھی ادا کی۔

③ رجم کی شرائط: رجم کی سات شرائط ہیں: ① حریت ② عقل ③ بلوغ ④ اسلام ⑤ نکاحِ صحیح ⑥ دخول ⑦ صفتِ احصان میں مماثلت۔

④ حدود کے کفارات یا زواجر ہونے کی وضاحت:۔ حنفیہؒ کے ہاں حدود کفارہ نہیں بلکہ زواجر ہیں تاکہ مجرم آئندہ ارتکابِ جرم نہ کرے اور دوسروں کو بھی عبرت حاصل ہو۔ باقی گناہ اور اخروی مواخذہ توبہ سے معاف ہوتا ہے اور شوافعؒ کے ہاں حدود کفارۂ سیأت ہیں ان سے مجرم دونوں جہان میں سرخرو ہوجاتا ہے۔

حنفیہؒ کی دلیل: قرآن وحدیث کی نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ حدود جاری کرنے کے باوجود توبہ کی ضرورت ہے اگر حدود کفارۂ سیأت ہوتی تو توبہ کی ضرورت نہیں رہتی، مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **السارق والسارقة فاقطعوا ایدهما الخ فمن تاب من بعد ظلمه** اس آیت سے واضح ہوا کہ حدِ سرقہ سزا اور نکال وعبرت ہے اس کے باوجود توبہ کی ضرورت ہے اسی طرح دوسری آیت **انما جزاء الذین یحاربون الله و رسوله..... ذالك لهم خزی فی الدنیا ولهم فی الآخرة عذاب عظیم** یہ آیت قطاع الطریق کے بارے میں ہے اس میں قطع ید وغیرہ کے بعد بھی سزائے اخروی اور توبہ کا ذکر ہے وغیرہ ذالک۔

امام شافعیؒ کی دلیل: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ نہ تم شرک کروگے، نہ چوری اور نہ زناء کروگے پھر آپ ﷺ نے اسی مضمون کے متعلق آیت کریمہ تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ جس نے اپنے عہد کو پورا کیا اس کا اجر اللہ دے گا اور جو ان میں سے کسی گناہ کا مرتکب ہوا اور اسے سزا دی گئی تو یہ اس کیلئے کفارے کی طرح ہوجائے گی اور اگر کوئی شخص کسی گناہ کا مرتکب ہوا لیکن اللہ نے لوگوں سے اس کے گناہ کو پوشیدہ رکھا تو اب اللہ کو اختیار ہے چاہے تو اس کو سزا دے اور چاہے تو اس کو معاف کردے۔

حنفیہؒ کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ابتداء اسلام کا واقعہ ہے جو مکہ مکرمہ میں پیش آیا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو ۷ھ میں مسلمان ہوئے وہ آپ ﷺ سے حدیث مذکورہ **لاادری الحدود کفارة ام لا** کی تصریح کرتے ہیں لہٰذا یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مؤخر ہے اور حدیثِ عبادہ رضی اللہ عنہ مقدم ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ میں عُوْقِبَ سے مراد مصائب تکوینیہ ہیں جو بالاتفاق مکفرِ سیأت ہیں، حد شرعی مراد نہیں کیونکہ ہجرت سے پہلے حدود مقرر نہیں ہوئی تھی۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ عموماً حد نافذ ہونے سے توبہ کی توفیق ہوجاتی ہے خصوصاً عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں ایسا ہوتا تھا اس لئے حدود کو مطلقاً مکفر کہا گیا ہے۔

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ..... عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ ثَلَاثَةً مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰی، اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَبْتَلِیَهُمْ فَبَعَثَ اِلَیْهِمْ مَلَکًا فَاَتَی الْاَبْرَصَ فَقَالَ اَیُّ شَیْئٍ اَحَبَّ اِلَیْكَ؟ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ وَیَذْهَبُ عَنِّی الَّذِیْ قَدْ قَذِرَنِی النَّاسُ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهٗ وَاُعْطِیَ لَوْنًا حَسَنًا فَقَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ الْاِبِلُ اَوْ قَالَ الْبَقَرُ شَكَّ الرَّاوِیْ فَاُعْطِیَ نَاقَةً عُشَرَاءَ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا، فَاَتَی الْاَقْرَعَ فَقَالَ اَیُّ شَیْئٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَیَذْهَبُ عَنِّیْ هٰذَا الَّذِیْ قَذَرَنِی النَّاسُ۔ (حدیث:۶۵)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، تیسرے شخص نے کس چیز کا مطالبہ کیا اور اسے کیا ملا؟ حدیث میں تینوں افراد کا آخری نتیجہ کیا بنا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) تیسرے شخص کا مطالبہ اور صلہ (۴) تینوں افراد کا انجام۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے، برص والا، گنجا اور اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو آزمانا چاہا اور ایک فرشتہ (انسانی شکل میں) اُن کے پاس بھیجا، پس فرشتہ برص والے کے پاس آیا اور کہا کہ تمہیں کیا چیز محبوب ہے؟ اُس نے کہا اچھا رنگ اور خوبصورت جِلد اور مجھ سے وہ بیماری دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھے برا جانتے ہیں۔ چنانچہ اُس فرشتہ نے اُس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اُس کی بیماری چلی گئی اور اسے خوبصورت رنگ دیا گیا، پھر فرشتے نے کہا کہ تمہیں کون سا مال محبوب ہے؟ اُس نے کہا اونٹ یا گائے، (یہ راوی کا شک ہے) چنانچہ اُس کو دس ماہ کی حاملہ اونٹنی عطاء کی گئی اور فرشتے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے اس مال میں برکت ڈالے، پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور کہا کہ تجھے کون سی چیز زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا کہ خوبصورت بال اور مجھ سے وہ بیماری دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھے برا جانتے ہیں۔

③ تیسرے شخص کا مطالبہ اور صلہ:۔ تیسرے شخص (اندھے) سے جب فرشتے نے یہی سوال کیا تو اُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری نظر واپس کر دے تا کہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں، فرشتے نے اُس کی آنکھ پر ہاتھ پھیرا تو اُس کی نظر واپس آ گئی، پھر فرشتے نے پوچھا کہ تجھے کون سا مال محبوب ہے؟ تو اُس نے کہا کہ بکریاں، چنانچہ اُسے خوب بچے دینے والی ایک بکری عطاء کی گئی۔

④ تینوں افراد کا انجام:۔ جب تینوں افراد کو اُن کی مطلوبہ چیزیں مل گئیں تو اُس سے کچھ عرصہ بعد فرشتہ برص والے آدمی کے پاس گیا اور کہا کہ میں فقیر اور مسافر آدمی ہوں، سفر میں میرے وسائل ختم ہو گئے ہیں میری مدد کرو، میں اُس ذات کے نام پر تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے خوبصورت رنگت اور مال و متاع دیا ہے، تو مجھے ایک اونٹ دیدے جس کے ذریعے میں اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤں، اُس نے جواب دیا کہ مجھ پر بہت زیادہ ذمہ داریاں ہیں، فرشتے نے کہا کہ شاید تو پہلے برص والا تھا، لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے اور تو انتہائی فقیر تھا؟ اُس نے کہا کہ نہیں میں تو خاندانی طور پر مالدار ہوں اور مجھے اپنے آباؤ اجداد سے وافر مقدار میں مال ملا ہے، فرشتے نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ تجھے پہلے والی حالت پر پہنچا دے۔

یہی سوال فرشتے نے گنجے شخص سے بھی کیا اور اُس نے بھی وہی جواب دیا جو برص والے نے دیا تھا۔

پھر فرشتہ اندھے شخص کے پاس آیا اور اُس سے بھی یہی سوال کیا کہ میں فقیر اور مسافر آدمی ہوں، سفر میں میرے وسائل ختم ہو گئے ہیں میری مدد کرو، میں اُس ذات کے نام پر تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے تیری بینائی واپس کی ہے کہ ایک بکری دیدے تا کہ میں منزلِ مقصود تک پہنچ سکوں، اندھے نے کہا کہ واقعی میں اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے میری بینائی واپس کی، جتنا دل چاہے مال لے لو اور جتنا دل چاہے چھوڑ دو۔ فرشتے نے کہا کہ اپنا مال اپنے پاس رکھو، تمہارا امتحان مقصود تھا، اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوا اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہوا۔

الشق الثانی ..... **عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ ﷺ عرضت علیّ الامم، ..... فقیل لی انظر الی الافق الآخر فاذا سواد عظیم فقیل لی ھذہ امتك ومعھم سبعون الفا یدخلون الجنة بغیر حساب ولا عذاب ثم نھض فدخل منزلہ فخاض الناس فی اولئك الذین یدخلون الجنة بغیر حساب ولاعذاب فقال بعضھم فلعلھم الذین صحبوا رسول اللّٰہ ﷺ وقال بعضھم فلعلھم الذین ولدوا فی الاسلام فلم یشرکوا باللّٰہ شیئا وذکروا اشیاء فخرج علیھم رسول اللّٰہ ﷺ فقال ماالذی تخوضون فیہ؟ فاخبرہ فقال ھم الذین لا یرقون ولایسترقون ولایتطیرون وعلی ربھم یتوکلون فقام عکاشة بن محصن فقال ادع اللّٰہ ان یجعلنی منھم فقال انت منھم ثم قام رجل آخر فقال ادع اللّٰہ ان یجعلنی منھم فقال سبقك بھا عکاشة۔** (حدیث:۷۴)

حدیث کا ترجمہ کریں، خط کشیدہ الفاظ کی تشریح کریں، **سبقك بھا عکاشة** کا کیا مطلب ہے؟ کیا دوسرے کیلئے دعا نہیں ہو سکتی تھی۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں ① حدیث کا ترجمہ ② الفاظِ مخطوطہ کی تشریح ③ **سبقك بھا عکاشة** کا مطلب

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھ پر اُمتیں پیش کی

گئیں اور مجھے کہا گیا کہ آپ آسمان کے آخری کنارے کی طرف نظر اُٹھائیں، پس میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی جماعت موجود ہے اور مجھے کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے، اور اُن کے ساتھ ستر ہزار افراد ہیں جو بلاحساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور اپنے حجرے میں تشریف لے گئے، پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُن لوگوں کے متعلق بحث کرنے لگے جو بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوں گے، پس بعض نے کہا کہ شاید وہ لوگ ہوں گے جن کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا اور بعض نے کہا کہ شاید وہ لوگ ہوں گے جن کی پیدائش حالتِ اسلام میں ہوئی اور انہوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بھی نہیں ٹھہرایا (اِس طرح) انہوں نے مختلف چیزوں کا تذکرہ کیا، پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور پوچھا کہ تم کس چیز میں بحث کررہے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ دَم کرتے ہیں اور نہ دَم کرواتے ہیں اور نہ ہی شگون لیتے ہیں اور اپنے رب پر توکل وبھروسہ کرتے ہیں، پس حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا (اے اللہ کے رسول) دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اُن میں سے بنادے، پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو انہی میں سے ہے، پھر دوسرے صحابی کھڑے ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ مجھے بھی ان میں سے کردیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عکاشہ تجھ پر سبقت کرگیا۔

② الفاظِ مخطوطہ کی تشریح:۔ "لا یرقون ولا یسترقون" یعنی نہ وہ دَم کرتے ہیں اور نہ وہ دَم کرواتے ہیں، اس سے مراد جھاڑ پھونک اور تعویذ وغیرہ ہیں جو کلماتِ قرآنیہ، ادعیہ ماثورہ اور اسماءِ الٰہیہ کے بغیر ہو۔ شیخ عبدالحق دہلویؒ فرماتے ہیں کہ زیادہ صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اِس سے زمانۂ جاہلیت کے جھاڑ پھونک اور مشرکانہ منتر مراد ہیں جن کا کتاب وسنت کی تعلیمات سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور اس کی وجہ سے وہ شرک میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

"ولا یتطیرون" وہ بدشگونی نہیں لیتے۔ آپ ﷺ نیک فال کو پسند فرماتے تھے، زمانۂ جاہلیت میں یہ رسم تھی کہ جب کوئی کام کرنا ہوتا یا کسی سفر میں جانے کا ارادہ ہوتا تو کسی پرندے کو اُڑاتے اگر وہ دائیں سمت میں اڑتا تو اس کام کو مبارک سمجھ کر کرلیتے اور اگر وہ پرندہ بائیں سمت میں اُڑتا تو اُس کام کو منحوس سمجھ کر چھوڑ دیتے۔ (روضۃ الصالحین ۱:۲۵۳)

③ سبقك بها عكاشة کا مطلب:۔ اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ عکاشہ نے اپنے آپ کو بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل ہونے والوں میں شمار کروا کر تجھ پر سبقت کرلی۔

سوال ہوتا ہے کہ کیا اس دوسرے صحابی کیلئے یہی دعا نہیں ہوسکتی تھی؟

محدثین نے اس کے متعدد جوابات دیئے ہیں: ① ممکن ہے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ہی آدمی کے متعلق دعا کرنے کی اجازت دی گئی ہو۔ اسلئے دوسرے آدمی کے حق میں دعا کی گنجائش نہ رہی ہو۔ ② ممکن ہے وہ آدمی اپنی باطنی حیثیت اور حالت کے اعتبار سے اس مرتبے کا مستحق نہ ہو اس لئے آپ ﷺ نے اُس کے لئے دعا نہیں فرمائی۔ ③ دراصل وہ آدمی منافق تھا، آپ ﷺ کو اس بات کا علم تھا مگر بطورِ اخلاق ومروت آپ ﷺ نے ایک مجمل جواب دیا کہ تم نے تاخیر کردی اور عکاشہ تم پر سبقت کرگئے۔ ④ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ ﷺ کو بطورِ وحیِ خفی معلوم ہوگیا تھا اس لئے آپ ﷺ نے صرف اُن کے لئے دعا کی۔ سب سے بہتر آخری جواب ہے۔ (ایضاً)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ..... عن ابی عمرو جریر بن عبداللّٰہ قال کنا فی صدر النهار عند رسول اللّٰہ ﷺ فجاء ه قوم عراة مجتابی النمار او العباء متقلدی السیوف عامتهم من مضر بل کلهم من مضر فتمعر رسول اللّٰہ ﷺ لما رأی بهم من الفاقة فدخل ثم خرج فامر بلالا فاذن واقام فصلی ثم خطب ..... تصدق رجل من دینارہ من درهمه من ثوبه من صاع بره من صاع تمره۔ حتی قال ولوبشق تمرة فجاء رجل من الانصار بصرة کادت کفه تعجز عنها بل قد عجزت ثم تتابع الناس حتی رأیت کومین من طعام وثیاب حتی رأیت وجه رسول اللّٰہ ﷺ یتهلل کانه مذهبة۔ (حدیث:۱۷۱)

حدیث شریف کا ترجمہ کریں، مسجد میں چندے کا اعلان کرنا کس صورت میں جائز ہے؟ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں۔(۱) حدیث شریف کا ترجمہ (۲) مسجد میں چندے کے اعلان کی جائز صورت (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث شریف کا ترجمہ:۔ حضرت ابو عمرو جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم شروع دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ ایسے لوگ آئے جن کے جسم ننگے تھے، دھاری دار اُونٹ یعنی ٹاٹ کے کپڑے بدن پر لٹکائے ہوئے تھے، تلواروں کو گردنوں میں لٹکائے ہوئے تھے، اُن میں سے اکثر قبیلہ مضر سے تھے بلکہ وہ تمام کے تمام قبیلہ مضر سے تھے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فاقے کی وجہ سے اُن کی یہ حالت دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے، پھر باہر نکلے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے اذان دی اور اقامت کہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور پھر خطبہ دیا.....لوگوں نے اپنے دینار، درھم، گندم اور کھجوروں کے صاع صدقہ میں دیئے، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ کردو، پس ایک انصاری صحابی اتنی بڑی تھیلی لائے کہ اُن کا ہاتھ قریب تھا کہ اُس کو اٹھانے سے عاجز آجائے بلکہ عاجز آ گیا، پھر لوگ متواتر صدقہ لاتے رہے حتیٰ کہ میں نے غلہ اور کپڑوں کے دو ڈھیر دیکھے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو دیکھا جو خوشی سے چمک رہا تھا جیسا کہ سونا چمکتا ہے۔

② مسجد میں چندے کے اعلان کی جائز صورت:۔ مسجد میں بھیک مانگنا اور اپنی ذات کے لئے چندے کا اعلان کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے بلکہ بھیک دینا بھی مکروہ ہے البتہ کسی دینی کاز و کام کے لئے یا کسی مجبور و مستحق شخص کے ساتھ اعانت کی اپیل کرنا درست ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے کہ جہاد وغیرہ کے لئے چندہ کیا جاتا تھا اور اس حدیث میں مستحقین کے لئے تعاون کا اعلان کیا گیا۔ (قاموس الفقہ)

③ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "اَلنِّمَارُ" یہ جمع ہے اس کا مفرد نَمِرَةٌ ہے بمعنی دھاری دار چادر۔

"مُجْتَابِیْ" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر اِجْتِیَابًا (افتعال، اجوف) بمعنی پہننا۔ مجرد میں جَوْبًا بمعنی کاٹنا۔

"مُتَقَلِّدِیْ" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر تَقَلُّدًا (تفعل، صحیح) بمعنی قلادہ پہننا۔ مراد مطلق پہننا ہے۔

"اَلسُّیُوْفُ" یہ جمع ہے اس کا مفرد سَیْفٌ ہے بمعنی تلوار۔

"تَمَعَّرَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر تَمَعُّرًا (تفعل، صحیح) بمعنی غصے کی وجہ سے چہرے کا رنگ متغیر ہونا۔

الشق الثانی ..... وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ اَیْضًا عَنْ اُسَیْرِ بْنِ جَابِرٍ اَنَّ اَهْلَ الْكُوْفَةِ وَفَدُوْا عَلٰی عُمَرَ وَفِیْهِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ یَسْخَرُ بِاُوَیْسٍ فَقَالَ عُمَرُ هَلْ هَاهُنَا اَحَدٌ مِنَ الْقَرَنِیِّیْنَ؟ فَجَاءَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ عُمَرُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَالَ اِنَّ رَجُلًا یَاْتِیْكُمْ مِنَ الْیَمَنِ یُقَالُ لَهٗ اُوَیْسٌ لَا یَدَعُ بِالْیَمَنِ غَیْرَ اُمٍّ لَهٗ قَدْ كَانَ بِهٖ بَیَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ تَعَالٰی فَاَذْهَبَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّیْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِیَهٗ مِنْكُمْ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَكُمْ۔ (حدیث:۳۷۲)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، اویس کون ہیں؟ انہیں یہ مقام کس بنا پر ملا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے کیوں منتظر تھے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) حضرت اویس قرنیؒ کا تعارف و بلند مرتبہ کی وجہ (۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضرت اویسؒ کا انتظار کرنے کی وجہ۔

0313 6357913

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ كمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور مسلم کی روایت میں جو حضرت اُسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اہلِ کوفہ میں سے کچھ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اُن میں ایک ایسا آدمی بھی تھا جو حضرت اویسؓ کا مذاق اُڑاتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا یہاں پر قبیلہ قرن والوں میں سے بھی کوئی ہے؟ پس یہ شخص آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس یمن سے ایک آدمی آئے گا اُسے اویس کہا جاتا ہوگا، وہ یمن میں صرف اپنی والدہ کو چھوڑ کر آئے گا، اُس کو برص کی بیماری رہی ہوگی، پس اُس نے اللہ تعالیٰ سے

دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اُس کی بیماری دور کردی سوائے ایک درہم یا دینار کی جگہ کے (صرف درہم یا دینار کی بقدر برص کا نشان اُن کے جسم پر باقی ہوگا)۔ پس جو شخص بھی تم میں سے اُس سے ملے وہ اپنے لئے اُس سے مغفرت کی دعا کروائے۔

③ حضرت اویس قرنیؒ کا تعارف و بلند مرتبہ کی وجہ:۔ حضرت اویسؒ کا نام بعض نے اویس بن عامر اور بعض نے اویس بن جلیس ذکر کیا ہے۔ اُنکی کنیت ابوعمرو ہے، یمن کے قبیلہ قرن سے اِن کا تعلق تھا۔ عبداللہ بن مسلم کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آذربائیجان کے غزوہ سے واپسی پر راستہ میں اُنکی وفات واقع ہوئی۔ اور ایک قول کے مطابق جنگِ صفین میں اِنکی شہادت واقع ہوئی۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص نیک بندوں میں سے تھے اور اُن گمنام لوگوں میں سے تھے جن کی پرواہ نہیں کی جاتی، اگر آپ ﷺ نے اُن کے متعلق اطلاع نہ دی ہوتی تو کوئی بھی اُن کو نہ پہچانتا۔ وہ آپ ﷺ کی زندگی میں ایمان لے آئے تھے مگر والدہ کی خدمت کی وجہ سے ملاقات کا شرف حاصل نہ ہوا اور آپ ﷺ نے اُنکے خیر التابعین ہونے کی اطلاع دی۔ (دلیل الفالحین)

علماء نے لکھا ہے کہ حضرت اویس قرنیؒ کو یہ مستجاب الدعوات ہونے کا بلند مرتبہ والدہ کی بہت زیادہ خدمت کی وجہ سے ملا۔

④ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضرت اویسؒ کا انتظار کرنے کی وجہ:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت اویسؒ کا اس وجہ سے انتظار کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اے عمر! اگر تم اہلِ یمن میں سے قبیلہ قرن کے اویس بن عامر کو ملو تو اُس سے اپنے لئے مغفرت کی دعا کروانا کیونکہ وہ مستجاب الدعوات ہوگا۔

اِس سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غیر مغفور ہیں کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہرصورت انبیاء علیہم السلام کے بعد تابعین بلکہ پوری امت سے افضل ہیں۔ اس روایت سے مقصود صرف حضرت اویس قرنیؒ کے مستجاب الدعوات ہونے کی لوگوں کو خبر دینا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ..... وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ نَعُوْدُهٗ وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعَ كَيَّاتٍ فَقَالَ اِنَّ اَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ سَلَفُوْا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا وَاِنَّا اَصَبْنَا مَالًا لَانَجِدُ لَهٗ مَوْضِعًا اِلَّا التُّرَابَ وَلَوْلَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا اَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ ثُمَّ اَتَيْنَاهُ مَرَّةً اُخْرٰى وَهُوَ يَبْنِيْ حَائِطًا لَهٗ فَقَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ لَيُؤْجَرُ فِيْ كُلِّ شَيْئٍ يُنْفِقُهٗ اِلَّا فِيْ شَيْئٍ يَجْعَلُهٗ فِيْ هٰذَا التُّرَابِ۔ (حدیث:۵۸۷)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، واضح تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حاصل تین امور ہیں۔ (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت قیس بن ابی حازمؒ کہتے ہیں کہ ہم حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کیلئے اُنکے پاس حاضر ہوئے اور انہوں نے سات داغ لگوائے تھے، حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے وہ ساتھی جو گزر گئے اور چلے گئے دنیا نے اُنکے اجر کو کم نہیں کیا اور ہم نے اتنی دولت پائی ہے کہ جس کیلئے ہم سوائے مٹی کے کوئی جگہ نہیں پاتے اگر رسول اللہ ﷺ نے موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور موت کی دعا کرتا۔ پھر دوسری مرتبہ ہم حاضرِ خدمت ہوئے جب وہ اپنی دیوار تعمیر کر رہے تھے، انہوں نے فرمایا کہ بیشک مسلمان کو ہر چیز کا اجر ملتا ہے جس کو وہ خرچ کرتا ہے مگر اِس چیز کا جس کو وہ اس مٹی میں لگائے۔

③ حدیث کی تشریح:۔ ترجمہ سے تشریح واضح ہے کہ ہم صحابیِ رسول حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ انہوں نے پچھنے لگوائے تھے، اِس موقع پر انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ہم سے ہمارے سابقہ لوگ اچھے رہ گئے جو دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ دنیاوی مال ومتاع نے اُن کے مراتب میں کوئی کمی نہیں کی جو آخرت میں اُن کے لئے تیار کئے گئے ہیں، اس لئے کہ انہوں نے دنیا میں کسی ایسی چیز کی تمنا نہیں کی جو اُن کی آخرت کی نعمتوں میں کمی کا باعث بنے بلکہ انتقال کے وقت اُن کے اجر وثواب کامل ومکمل تھے جبکہ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم نے غنائم اور عطایا پائے اور اس حال میں جبکہ میں موت وحیات کی کشمکش میں ہوں میرے گھر کے ایک کونے میں چالیس ہزار درہم پڑے ہوئے ہیں

اور میرے پاس لوگوں سے اس مال کو بچانے کے لئے زمین میں دفن کرنے کے علاوہ کوئی حل بھی نہیں ہے، پھر فرمایا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے موت کی تمنا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اس دنیاوی مال ومتاع کی وجہ سے یا دین میں فتنہ کے خطرہ سے اپنی موت کی تمنا کرتا۔

حضرت قیسؒ کہتے ہیں کہ ہم جب دوبارہ حضرت خبابؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ اپنے گھر کی تعمیر میں مصروف تھے اس موقع پر انہوں نے فرمایا کہ مسلمان جو مال بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے خرچ کرتا ہے اُس کو ضرور اس کا اجر ملتا ہے سوائے تعمیر پر لگائے جانے والے مال کے، اس پر آدمی کو اجر نہیں ملتا۔ (یہاں تعمیر سے مراد ضرورت سے زائد تعمیر ہے)۔ (دلیل الفالحین)

الشق الثانی ..... عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ سِنَانِ الْخُدْرِیِّؓ اَنَّ نَاسًا مِنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَاَلُوْا فَاَعْطَاهُمْ حَتّٰی نَفِدَ مَا عِنْدَهٗ، فَقَالَ لَهُمْ حِیْنَ اَنْفَقَ كُلَّ شَیْئٍ بِیَدِهٖ: مَا یَكُنْ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهٗ عَنْكُمْ وَمَنْ یَسْتَعْفِفْ یُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ یَسْتَغْنِ یُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ یَتَصَبَّرْ یُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَاءً خَیْرًا وَاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ. (حدیث:۲۶)

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ حدیث کی مکمل تشریح اور قرآن وحدیث کی روشنی میں صبر کے فضائل تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) صبر کے فضائل۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ ابوسعید سعد بن مالک بن سنان خدریؓ سے روایت ہے کہ انصار کے بعض لوگوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا آپ ﷺ نے انکو دے دیا، پھر انہوں نے سوال کیا آپ ﷺ نے پھر ان کو دے دیا حتی کہ آپ ﷺ کے پاس جو کچھ تھا وہ سب ختم ہو گیا پھر جب آپ ﷺ نے ہاتھ میں موجود سب کچھ خرچ کر دیا تو ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جو کچھ ہوتا ہے میں اس کو ہرگز جمع نہیں رکھتا، اور جو شخص سوال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بچا لیتے ہیں اور جو شخص بے نیازی طلب کرتا ہے اللہ اس کو بے نیاز کر دیتے ہیں اور جو شخص صبر اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو صبر عطاء کرتے ہیں اور صبر سے زیادہ بہتر وسیع تر عطیہ کسی کو نہیں دیا گیا۔

③ و ④ حدیث کی تشریح وصبر کے فضائل:۔ حاصلِ حدیث یہ ہے کہ جب انصار نے بار بار سوال کیا اور آپ ﷺ نے ان کو بار بار عطیہ کیا تو مال ختم ہونے پر اور ان کو ضرورت سے زائد مال طلب سے روکنے اور قناعت پر آمادہ کرنے کے لیے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے پاس مزید مال ہوتا تو میں وہ بھی تمہیں عطیہ کر دیتا میں نے تم سے روک کر اور کس کو مال دینا ہے؟ میں تم سے ہرگز مال نہیں چھپاتا اور پھر فرمایا کہ جو آدمی پاکدامنی اختیار کرتا ہے اور نفس کو خواہشات کے پیچھے نہیں لگاتا اللہ تعالیٰ اسکو پاکدامنی نصیب کرتے ہیں اور خواہش پرستی سے اس کو بچاتے ہیں اور جو لوگوں کے پاس موجود مال سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو غنیٰ و بے نیازی کی دولت سے نوازتے ہیں اور جو حاجت وفقر میں بھی اصرار سے کام نہیں لیتا صبر کی کوشش کرتا ہے اسکو صبر بھی مل ہی جاتا ہے اور صبر کرنیوالا انسان ہمیشہ اطمینان وسکون میں رہتا ہے۔ دکھ درد، مصائب وآلام، شیطانی شرارتوں کے وقت پختگی سے احکام خداوندی پر جما رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے، صبر کرنیوالوں کیلئے خوشخبری ہے، صبر کرنیوالوں کو ان کے صبر کا پورا پورا اجر وبدلہ ملے گا۔

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ..... عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَثَلُ الْقَائِمِ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِیْهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلٰی سَفِیْنَةٍ فَصَارَ بَعْضُهُمْ اَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ اَسْفَلَهَا وَكَانَ الَّذِیْنَ فِیْ اَسْفَلِهَا اِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوْا عَلٰی مَنْ فَوْقَهُمْ، فَقَالُوْا: لَوْ اَنَّا خَرَقْنَا فِیْ نَصِیْبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا، فَاِنْ تَرَكُوْهُمْ وَمَا اَرَادُوْا هَلَكُوْا جَمِیْعًا وَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰی اَیْدِیْهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِیْعًا۔ (حدیث:۱۸۷)

حدیث مبارکہ پر اعراب لگائیں۔ دلنشین ترجمہ کریں۔ "القائم فی حدود اللّٰه والواقع فیها" کا مطلب لکھ کر مثال مذکور کی وضاحت اور اس کا مقصد تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) "القائم فی حدود اللّٰہ والواقع فیھا" کا مطلب (۴) مثال کی وضاحت ومقصد۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ في السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی حدود پر قائم رہنے اور ان میں واقع ہونے والوں کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے جنہوں نے کشتی پر سوار ہوتے ہوئے قرعہ اندازی کی، پس ان میں سے بعض کشتی کے اوپر والے حصے میں بیٹھ گئے اور بعض کشتی کے نیچے والے حصے میں بیٹھ گئے اور وہ لوگ جو نچلے حصے میں تھے جب ان کو پانی کی طلب ہوتی تو وہ اوپر والوں کے پاس آتے جاتے، انہوں نے کہا ہم اپنے نچلے حصے میں ہی سوراخ کرلیں اور اپنے اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں، پس اگر اوپر والوں نے نیچے والوں کو چھوڑ دیا اور ان کو روکنے کا ارادہ نہ کیا تو وہ سب ہلاک ہوجائیں گے اور اگر وہ ان کے ہاتھوں کو روک دیں گے تو وہ خود بھی نجات پائیں گے اور سب لوگ بھی نجات پاجائیں گے۔

③ "القائم فی حدود اللّٰہ والواقع فیھا" کا مطلب:۔ **القائم فی حدود اللّٰہ:** جو منع کی ہوئی چیزوں کا انکار کرنے والا، ان کے ازالہ کی کوشش کرنے والا، محارم سے دفاع کرنے والا، حد سے بڑھنے والے کی حرکت پر انکار کرنے والا اور اسکے ازالہ کیلئے کوشاں شخص ہو۔ **الواقع فیھا:** جو حدود میں واقع ہونے والا اور ان کا ارتکاب کرنے والا محارم سے نہ بچنے والا ہو۔ (دلیل الفالحین)

④ مثال کی وضاحت ومقصد:۔ مثال کا حاصل یہ ہے کہ جیسے کشتی میں سوار ہونے والے لوگ اوپر نیچے دو حصوں میں منقسم ہیں اوپر والے اور نیچے والے، اگر نیچے والے لوگ اوپر جانے کی مشقت سے بچنے اور راحت کے حصول کے لئے اور اوپر والوں کی تنگی سے بچنے کے لئے نچلے حصے میں سوراخ کریں اور اوپر والے ان کو منع نہ کریں اپنے کام سے کام رکھیں کہ ہمیں کیا پرواہ ہے تو سوراخ کے نتیجہ میں سب لوگ ہلاک ہوجائیں گے۔ اسی طرح اگر حدود سے بچنے والے اور ان کی پاسداری کرنے والے لوگ غلط کاموں کے مرتکبین کو برے کاموں سے منع نہیں کریں گے تو پھر عذاب کے نتیجے میں صرف برے لوگ ہی ہلاک نہ ہوں گے بلکہ سب لوگ ہلاک ہوجائیں گے۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ نیک لوگ محض اپنی نیکی میں ہی مگن نہ رہیں بلکہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر بھی کرتے رہیں یعنی برائی کے ازالہ کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

الشق الثانی ..... **عن جابرؓ قال: سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول: اذا دخل الرجل بیته فذکر اللّٰہ تعالیٰ عند دخوله وعند طعامه، قال الشیطٰن لأصحابه: لا مبیت لکم ولا عشاء، واذا دخل فلم یذکر اللّٰہ تعالٰی عند دخوله، قال الشیطٰن: ادرکتم المبیت، واذا لم یذکر اللّٰہ تعالٰی عند طعامه، قال: ادرکتم المبیت والعشاء۔** (حدیث:۷۳۰)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ مختصر تشریح کرکے اختتامِ طعام پر آپ ﷺ کی کم از کم تین دعائیں تحریر کریں۔ احادیث کی روشنی میں کھانے پینے سے متعلق آپ ﷺ کی تعلیمات پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) اختتامِ طعام کی دعائیں (۴) کھانے پینے سے متعلق آپ ﷺ کی تعلیمات۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور اس میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان اپنے کارندوں کو کہتا ہے کہ نہ تمہارے رات گزارنے کی جگہ ہے اور نہ رات کا کھانا ہے اور جب آدمی گھر میں داخل ہوتا ہے اور اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے کہ تم نے رات کا قیام پالیا اور جب کھانے کے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے کہ تم نے رات کا قیام اور شام کا کھانا دونوں پالیے۔

② حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ اگر گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر کیا جائے تو کھانا

باعثِ برکت ہوتا ہے اور شیطان اپنے کارندوں سے کہتا ہے کہ تم شام کے کھانے اور رات کے قیام سے محروم ہو اور داخلے کے وقت اور کھانے کے وقت اللہ کا نام نہ لیا جائے تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں شام کا کھانا بھی مل گیا اور رات کا قیام بھی مل گیا گویا شیطان اس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔

③ اختتام طعام کی دعائیں:۔ ① **الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین** ② **الحمد لله حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیه غیر مَکْفِیٍّ ولا مُوَدَّعٍ ولا مستغنًی عنه ربنا** ③ **الحمد لله الذی اطعمنی هذا ورزقنیه من غیر حول منی ولا قوة۔**

④ کھانے پینے سے متعلق آپ ﷺ کی تعلیمات:۔ آپ ﷺ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے اور سیدھے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھانا نوش فرماتے۔ آپ ﷺ ٹیک لگا کر کھانا نوش نہ فرماتے بلکہ دوزانو بیٹھتے یا بدن کے نچلے حصے کو زمین پر ٹیک کر دونوں زانو کھڑے کر کے بیٹھتے، یا اُکڑوں بیٹھتے۔ آپ ﷺ نے میز و کرسی پر کبھی کھانا نوش نہیں فرمایا بلکہ زمین پر دسترخوان بچھایا جاتا اور آپ کھانا تناول فرماتے۔ آپ ﷺ اکثر تین انگلیوں سے کھانا نوش فرماتے (شہادت کی انگلی، انگوٹھا، درمیانی انگلی)۔ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لیتے، پہلے بیچ کی انگلی چاٹتے، اس کے بعد شہادت والی اور پھر انگوٹھا۔ بہت گرم کھانا تناول نہ فرماتے بلکہ ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرتے اور گرم کھانے کے متعلق فرماتے کہ اللہ نے ہم کو آگ نہیں کھلائی اور کبھی فرماتے کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ کھانے کو سونگھتے نہیں تھے اور سونگھنے کو برا جانتے تھے۔ آپ ﷺ کھانا بیٹھ کر ہی نوش فرماتے مگر میوہ یا پھل وغیرہ کھڑے کھڑے بھی نوش فرما لیا کرتے تھے۔ کھانے کی چیز میں پورا ہاتھ انگلیوں کی جڑوں تک نہیں بھرتے تھے۔ آپ ﷺ پکا ہوا گوشت کبھی چھری سے کاٹ کر بھی نوش فرماتے۔ آپ ﷺ سالن کے نیچے کا حصہ پسند فرماتے اور اکثر اُس کو بعد میں پی جاتے۔ گھر میں گوشت لا کر دیتے تو ہدایت فرماتے کہ اس میں شوربہ رکھنا تاکہ پڑوسیوں کو دیا جا سکے۔ آپ ﷺ کھانا شروع کرتے وقت تین لقموں تک ہر لقمہ پر بسم اللہ پڑھ کر لقمہ لیتے۔ جو شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا شروع کرتا آپ ﷺ اس کا ہاتھ پکڑ لیتے اور بسم اللہ پڑھنے کی تاکید فرماتے اور اگر کوئی الٹے ہاتھ سے کھانا کھاتے دکھائی دیتا تو آپ ﷺ اسکے ہاتھ کو ایسا جھٹکتے کہ لقمہ گر جاتا اور پھر فرماتے کہ کھانا سیدھے ہاتھ سے کھاؤ۔ اگر ایک ہی قسم کا کھانا ہوتا تو اپنے سامنے سے تناول فرماتے اور اگر مختلف قسم کا کھانا ہوتا تو بلا تأمل دوسری جانب بھی ہاتھ بڑھا دیتے۔ کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے اور ہاتھوں میں جو تری ہوتی اُس کو اپنے ہاتھوں، چہرے اور سر مبارک پر مَل کر خشک کر لیا کرتے۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد "**الحمد لله الذی اطعمنا و سقانا و جعلنا من المسلمین**" پڑھتے اور اگر کسی کے ہاں مدعو ہوتے تو ان الفاظ میں دعا فرماتے "**اللهم بارك لهم فیما رزقتهم واغفرلهم وارحمهم**"۔

آپ ﷺ پانی چوس کر بغیر آواز کے نوش فرماتے، غٹ غٹ کر کے گھونٹوں کی آواز سے کبھی نہ پیتے، میٹھا پانی پینے کا بہت شوق تھا، ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خصوصی اُنس تھا اس لئے عادت تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جس برتن سے اور جس رُخ سے پانی پیتیں آپ ﷺ اُسی جگہ سے پانی نوش فرماتے۔ آپ ﷺ مشک یا ڈول کو بھی منہ لگا کر پانی پی لیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے احباب کو کوئی مشروب پلاتے تو خود سب سے آخر میں نوش فرماتے۔ آپ ﷺ عام استعمال گاہوں مثلاً نہروں، ندیوں یا تالابوں سے پانی منگوا کر نوش فرماتے تاکہ عام مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت حاصل فرمائیں۔ آپ ﷺ نے کانچ، مٹی، تانبے اور لکڑی کے برتن میں پانی نوش فرمایا۔ آپ ﷺ بیٹھ کر تین سانس میں اس طرح پانی نوش فرماتے کہ ہر بار برتن منہ سے لگاتے وقت بسم اللہ پڑھتے اور جب برتن منہ سے ہٹاتے تو **الحمد لله** پڑھتے اور آخر میں **الحمد لله** کے ساتھ **والشکر لله** بھی فرماتے۔ (نبوی لیل ونہار)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

0313 6357913 muhammadhassanraza@gmail.com

الشق الاوّل ..... **عن ابی ذرؓ عن النبی ﷺ، قال: ثلاثة لا یکلمهم الله یوم القیٰمة ولا ینظر الیهم ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم قال: فقرأها رسول الله ﷺ ثلث مرار، قال ابوذر: خابوا وخسروا، من هم یا رسول الله؟ قال: المسبل والمنان والمنفق سلعته بالحلف الکاذب۔** (حدیث:۷۹۴) حدیث کا ترجمہ کریں۔

مختصر تشریح کر کے نیا لباس پہننے پر آپ ﷺ کی کم از کم دو دعائیں تحریر کریں۔ لباس سے متعلق آپ ﷺ کی تعلیمات پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) نیا لباس پہننے کی

دعائیں (۴) لباس سے متعلق آپ ﷺ کی تعلیمات۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین لوگ ایسے ہیں کہ اللہ رب العزت قیامت کے دن نہ اُن سے کلام کریں گے اور نہ اُن کی طرف نظرِ شفقت فرمائیں گے اور نہ اُن کو پاک صاف فرمائیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ آپ ﷺ نے یہ ارشاد تین مرتبہ فرمایا۔ ابوذرؓ نے کہا کہ وہ لوگ رسوا ہوئے اور خسارے میں گئے، کون لوگ ہیں وہ اے اللہ کے رسول؟ آپ ﷺ نے فرمایا ٹخنوں سے نیچے چادر لٹکانے والا اور احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان بیچنے والا۔

② حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ یہ تین لوگ قیامت کے دن اللہ رب العزت کی خصوصی نظرِ کرم اور نظرِ شفقت سے محروم ہوں گے اور اللہ رب العزت ان سے پیار و محبت سے ہم کلامی بھی نہیں فرمائیں گے۔ وہ تین لوگ ٹخنوں سے نیچے چادر لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان بیچنے والا ہیں۔

③ نیا لباس پہننے کی دعائیں:۔ ① **الحمد لله الذی کسانی ما اُواری به عورتی واتجمّل به فی حیاتی۔**

② **اللهم لك الحمد انت کسوتنیه اسألك خیره وخیر ما صنع له واعوذبك من شره وشر ما صنع له۔**

④ لباس سے متعلق آپ ﷺ کی تعلیمات:۔ آپ ﷺ کو تمام لباسوں میں کُرتہ زیادہ پسند تھا، کُرتے کی آستین زیادہ تنگ رکھتے اور نہ زیادہ کشادہ بلکہ درمیانی آستین ہوتی جو ہاتھ کے گٹے تک رکھتے۔ آپ ﷺ کے سفر کا کُرتہ اقامت کے کُرتے سے دامن اور آستین میں کچھ چھوٹا ہوتا۔ آپ ﷺ کی قمیض کا گریبان سینے پر ہوتا، بسا اوقات آپ ﷺ کُرتے کا گریبان کھول لیا کرتے کہ سینہ مبارک صاف نظر آتا اور اِسی حالت میں نماز پڑھ لیتے۔ قمیض پہنتے وقت پہلے سیدھا ہاتھ سیدھی آستین میں پھر الٹا ہاتھ اُلٹی آستین میں ڈالتے۔ آپ ﷺ نے کبھی پاجامہ نہیں پہنا بلکہ ہمیشہ تہبند پہنتے اور تہبند ہمیشہ ناف سے نیچے باندھتے اور نصف پنڈلی سے اونچا رکھتے۔ آپ ﷺ کے تہبند کا اگلا حصہ پچھلے حصے سے کچھ نیچے ہوتا۔ آپ ﷺ جب نیا لباس پہنتے تو جمعہ کے دن پہنتے۔ آپ ﷺ کو سفید لباس محبوب تھا ہی مگر رنگین لباس میں سبز رنگ کا لباس طبیعت کو زیادہ پسند تھا۔ خالص گہرے سرخ رنگ کو ناپسند فرماتے تھے۔ جب نیا لباس پہنتے تو اوپر مذکور کوئی ایک دعا پڑھتے۔

آپ ﷺ عمامہ بھی باندھتے تھے۔ اگر عمامہ نہ ہوتا تو سر اور پیشانی پر ایک پٹی ہی باندھ لیتے اور آپ ﷺ کا عمامہ تقریباً سات گز لمبا ہوتا۔ آپ ﷺ جب بھی عمامہ پہنتے شملہ ضرور چھوڑتے۔ آپ ﷺ عمامہ کے نیچے ٹوپی ضرورت پہنتے اور آپ ﷺ سفید ٹوپی پہنتے۔ حالتِ اقامت میں آپ ﷺ سر سے چپٹی ہوئی ٹوپی پہنتے اور آپ ﷺ کی سفر کی ٹوپی اُٹھی ہوئی اور باڑ دار ہوتی تھی جس کو بسا اوقات نماز پڑھتے وقت اپنے سامنے رکھ لیا کرتے تھے۔ (نبوی لیل ونہار)

الشق الثانی ..... **عن انس قال مرّ النبی ﷺ بامرأة تبکی عند قبر فقال: اتقی الله واصبری، فقالت: الیك عنی فانك لم تصب بمصیبتی ولم تعرفه، فقیل لها انه النبی ﷺ فأتت باب النبی ﷺ فلم تجد عنده بوابین فقالت: لم اعرفك، فقال: انما الصبر عند الصدمة الأولی.** (حدیث:۳۱)

حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں۔ صبر کی اقسام اور قرآنی آیات کی روشنی میں اس کی اہمیت تحریر کریں۔ **الیك عنی فانك لم تصب بمصیبتی ولم تعرفه** کی نحوی ترکیب کریں اور اس میں مذکورہ الفاظ کی صرفی تحقیق کریں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ صبر کی اقسام و اہمیت ⑤ جملہ کی نحوی ترکیب والفاظ کی صرفی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے وہ ایک قبر کے پاس رو رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور صبر اختیار کرو، عورت بولی جاؤ اپنا کام کرو، آپ کو مجھ جیسی مصیبت کا سامنا نہیں ہوا، عورت نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا، اس سے کہا گیا کہ یہ تو نبی ﷺ تھے تو وہ آپ ﷺ کے مکان پر آئی وہاں

کوئی دربان موجود نہ تھا، آپ ﷺ سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبر تو پہلی چوٹ پر ہوتا ہے۔

② حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ کا ایک مرتبہ کسی قبر کے پاس گذر ہوا، وہاں پر موجود ایک عورت میت پر چیخ و پکار کر رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اپنے پروردگار سے ڈرو اور صبر سے کام لو، گویا آپ ﷺ نے خاموشی و صبر کی تلقین کی، عورت نے کہا اپنے کام سے کام رکھو آپ کو مصیبت و تکلیف پہنچی ہوتی تو آپ کو احساس ہوتا آپ کو کون سا مصیبت پہنچی ہے؟ درحقیقت اس عورت نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا اور آپ ﷺ نے بھی اسکے جواب اور رویے کو محسوس نہیں کیا۔ جب اس عورت کو بتلایا گیا کہ یہ تنبیہ کرنے والے آپ ﷺ تھے، تو اس عورت کو شرمندگی اور افسوس ہوا، وہ عورت معذرت کیلئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا جسکی وجہ سے شانِ اقدس میں کوتاہی و بے ادبی ہوئی، آپ ﷺ نے اسے صبر کی تلقین فرمائی اور فرمایا: صبر تو ابتداءِ مصیبت کے وقت کیا جاتا ہے یعنی درحقیقت صبر وہی ہوتا ہے جو تازہ صدمے اور غم کے وقت کیا جائے ورنہ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ اس صدمہ اور غم کا بوجھ قابلِ برداشت ہو جاتا ہے یا بالکل ہی بھول جاتا ہے لیکن جس صبر پر اجر کا وعدہ ہے وہ وہی صبر ہے جو ابتدائی صدمے کے وقت کیا جائے۔

③ صبر کی اقسام اور اس کی اہمیت:۔ قرآن و حدیث کی اصطلاح میں صبر کے تین شعبے ہیں: ① اپنے نفس کو حرام و ناجائز چیزوں سے روکنا ② نفس کو طاعات و عبادات کی پابندی پر مجبور کرنا ③ مصائب و آفات پر صبر کرنا۔ صبر کی اہمیت کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ (جو لوگ آزمائشوں پر ثواب کی نیت سے صبر کرتے ہیں ان کے لئے اجر و خوشخبری ہے) نیز فرمایا اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (صبر کرنے والوں کو ان کا اجر و ثواب بے اندازہ و بے حساب دیا جائے گا)۔ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (جس نے ظالم کے ظلم پر صبر کیا، انتقام نہیں لیا بلکہ معاف کر دیا تو یہ صبر و عفو شرعاً مطلوب ہے اور ایسا آدمی افضل الناس ہے)۔ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (اے مسلمانو! ہر قسم کے حوائج، مصائب و تکالیف دور کرنے میں صبر اور نماز سے کام لو کیوں کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔

② جملہ کی نحوی ترکیب والفاظ کی صرفی تحقیق:۔ **اليك** اسم فعل بمعنی امر یعنی اُبْعُدْ **عني** جار مجرور ملکر اسم فعل کے متعلق ہوا اسم فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ انشائیہ ہو کر معلل **فانك** میں **فا** تعلیلیہ **اِنَّ** حرف مشبہ بالفعل **ك** ضمیر اس کا اسم **لم تصب** فعل مجہول اس میں **انت** ضمیر مستتر اس کا نائب فاعل **با** حرف جارہ **مصيبتي** مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل مجہول کے، فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ **واؤ** حرف عطف **لم تعرفه** فعل اس میں **انت** ضمیر فاعل **ہٗ** ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر **انّ** کی خبر، **اِنَّ** اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر تعلیل، معلّل اپنی تعلیل سے ملکر جملہ تعلیلیہ ہوا۔

"**اليك**" اسم فعل ہے بمعنی امر حاضر یعنی اُبْعُدْ۔

"**لَمْ تُصَبْ**" صیغہ واحد مذکر حاضر فعل نفی جحد بلم مجہول از مصدر **الاصابة** (افعال) بمعنی پہنچانا۔

"**مصيبةٌ**" صیغہ واحد مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر **الاصابة** (افعال) بمعنی پہنچانا۔

"**لَم تعرف**" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث نفی جہد بلم معروف از مصدر **المعرفة** (ضرب) پہچاننا۔

0313 635 ... muhammadzakariyaqureshi@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل .....عن ابی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: قاربوا و سددوا و اعلموا أنه لن ينجو أحد منكم بعمله قالوا: و لا أنت يا رسول الله ﷺ؟ قال: لا أنا، الّا أن يتغمدنى الله برحمة منه و فضل. (حدیث:۸۶)

حدیث مبارک کا ترجمہ کریں۔ ''قاربوا وسددوا'' کا مفہوم لکھ کر واضح تشریح کریں۔ حدیث مذکور کے مطابق جب عمل سے مغفرت نہیں ہوگی تو پھر بندہ اعمال کا مکلّف کیوں ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے ① حدیث کا ترجمہ ② "قاربوا و سددوا" کا مفہوم و تشریح ③ حدیث سے ظاہر ہونے والے اشکال کا جواب۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام پر سیدھے رہو (میانہ روی اختیار کرو) اور مضبوطی اختیار کرو اور یاد رکھو کہ تم میں سے کوئی شخص بھی اپنے عمل کے ذریعے نجات نہیں پائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت و فضل سے ڈھانپ لیں گے۔

② "قاربوا وسددوا" کا مفہوم اور تشریح:۔ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اعمال کی بقدرِ وسعت و امکان اصلاح کرتے رہو اور ان میں میانہ روی اختیار کرو افراط و تفریط نہ کرو، حد سے تجاوز اور غلو نہ کرو، بلکہ معتدل راہ پر چلتے رہو، تب ان اعمال کی بدولت فلاح و کامیابی کی خوشخبری۔ مابعد والے جملہ سے مناسبت یہ ہے کہ یہ جملہ وہم کو دور کرنے کیلئے ہے۔ مابعد والے جملہ سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ جب اعمال کے ذریعہ نجات اور دخولِ جنت نہیں ہے تو پھر ان اعمال کا کیا فائدہ؟ تو سددوا الخ سے اس وہم کو دور کر دیا کہ جس قدر ممکن ہو اعمال کی اصلاح و درستگی کرتے رہو کیونکہ ظاہری طور پر قبولیت و نجات کا یہی سبب ہے۔

③ اشکال کا جواب:۔ اس اشکال کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں۔ ① اعمال جنت میں داخل ہونے کا ظاہری سبب ہیں جیسا کہ آیات کا مقتضیٰ ہے اور رحمتِ خداوندی جنت میں داخل ہونے کا حقیقی سبب ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے لہٰذا کوئی تعارض نہیں ہے۔ ② نفسِ دخولِ جنت تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوگا اور درجات کی بلندی اعمال کے ذریعہ ہوگی۔ ③ حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف عمل دخولِ جنت کا سبب نہیں کیونکہ صرف عمل کافی نہیں بلکہ عمل کا مقبول ہونا لازمی ہے اور بندوں کے اعمال کو قبول کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے، گویا دخولِ جنت کا سببِ ظاہری عمل ہے مگر سبب حقیقی رحمتِ خداوندی ہے جس کی وجہ سے عمل قبول ہو کر دخولِ جنت کا سبب بنتا ہے، ورنہ اعمال تو کافر بھی کرتے ہیں مگر قبول نہ ہونے کی وجہ سے دخولِ جنت نہیں ہے۔ ④ اعمال جنت میں داخل ہونے کا سبب ہیں مگر ان اعمال کی توفیق اللہ تعالیٰ کی رحمت و فضل سے ہوتی ہے گویا رحمتِ خداوندی ہی جنت میں داخل ہونے کا حقیقی سبب ہے۔

الشق الثانی.....عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ "يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُ بَطْنِهٖ فَيَدُوْرُ بِهَا كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ فِي الرَّحٰى فَيَجْتَمِعُ اِلَيْهِ اَهْلُ النَّارِ فَيَقُوْلُوْنَ يَا فُلَانُ! مَالَكَ؟ اَلَمْ تَكُ تَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ فَيَقُوْلُ بَلٰى، كُنْتُ اٰمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ وَاَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ۔ (حدیث:۱۹۸)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ و تشریح کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں، یؤتی کا نائب فاعل متعین کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی و صرفی تحقیق (۵) يُؤْتٰى کا نائب فاعل (۶) فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُ بَطْنِهٖ الخ کا مطلب۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اور اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل پڑیں گی وہ آنتوں کو لیکر یوں گھومے گا جیسے کہ گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے چنانچہ دوزخی اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے اے فلاں تیرا حال ایسا کیوں ہے، کیا تو نیک کاموں کا حکم نہیں دیا کرتا تھا اور برے کاموں سے روکتا نہیں تھا؟ وہ کہے گا ہاں میں نیک کاموں کی تلقین کرتا تھا لیکن خود نیک کام نہیں کرتا تھا اور برے کاموں سے روکتا تھا لیکن خود ان کا مرتکب ہوتا تھا۔

③ حدیث کی تشریح:۔ حدیث بالا میں اس شخص کی مذمت ہے جو دوسروں کو تو نیکی اور بھلائی کی ترغیب دے مگر خود عمل نہ کرے

دوسروں کو تو خدا سے ڈرائے مگر خود نہ ڈرے۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ بعض جنتی بعض دوزخیوں کو آگ میں دیکھ کر پوچھیں گے کہ تم جہنم میں کیونکر پہنچ گئے حالانکہ ہم تو بخدا انہی نیک اعمال کی بدولت جنت میں داخل ہوئے جو ہم نے تم سے سیکھے تھے؟ اہلِ دوزخ کہیں گے ہم زبان سے تو ضرور کہتے تھے مگر خود عمل نہیں کرتے تھے۔

④ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "تندلق" دال مہملہ کے ساتھ بمعنی کسی چیز کا اپنی جگہ سے نکلنا۔

"اقتاب" "قتب" کی جمع ہے بمعنی انتڑیاں۔ "الرحٰی" بمعنی چکی اس کی جمع ارحاء اور ارحیہ ہے۔

⑤ یُؤتٰی کا نائب فاعل:۔ یؤتی کا فاعل الرجل ہے جو کہ لفظاً مجرور اور محلاً مرفوع ہے۔

⑥ خط کشیدہ جملہ کا مطلب:۔ جب اس بے عمل داعی کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو عذاب کی شدت سے اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل پڑیں گی وہ آنتوں کو لیکر یوں گھومے گا جیسے کہ گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے یعنی تکلیف کی وجہ سے گھومنے کے نتیجہ میں اسکی اپنی آنتیں اسکے گرد لپیٹ جائیں گی۔

الشق الثانی .....عن عبد اللّٰہ بن المغفل ؓ قال: قال رجل للنبی ﷺ: یا رسول اللّٰہ! و اللّٰہ انّی لأحبك، فقال: انظر ما تقول؟ قال: و اللّٰہ انی لاحبك! ثلاث مرات، فقال رسول اللّٰہ ﷺ: ان کنت تحبنی فأعد للفقر تجفافا، فان الفقر أسرع الی من یحبنی من السیل الی منتهاه۔ (حدیث:۴۸۴)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث کی مکمل تشریح کر کے خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! قسم بخدا میں آپ سے محبت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ غور کرو تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! قسم بخدا میں آپ سے محبت کرتا ہوں، تین مرتبہ یہ جملہ کہا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو مجھ سے محبت کرتا ہے تو فقر کیلئے ڈھال (یا فقر کا ٹاٹ) تیار کرو، اسلئے کہ فقر وغربت مجھ سے محبت کرنے والے شخص کی طرف اس سیلاب سے جلدی وتیز آتا ہے جو سیلاب نیچے کی طرف جاتا ہے۔

② حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ کہتے ہیں ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! قسم بخدا میں آپ سے محبت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ غور کرو تم کیا کہہ رہے ہو؟ تم بہت بڑی بات کہہ رہے ہو سوچ سمجھ لو، اس صحابی نے تین مرتبہ عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! قسم بخدا میں آپ سے محبت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو واقعی مجھ سے محبت کرتا ہے اور اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو خود کو فقر کیلئے تیار کرو اور دنیا سے زہد اختیار کرو، اسلئے کہ مجھ سے محبت کرنے والے شخص کی طرف فقر وغربت اتنی تیزی کیساتھ آتے ہیں کہ سیلاب بھی اتنی جلدی وتیزی سے نیچے کی طرف نہیں جاتا۔

③ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ اُحِبُّ: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم از مصدر اِحبَابٌ (افعال۔ مضاعف) محبت کرنا

اَعِدَّ: صیغہ واحد مذکر حاضر امر حاضر معلوم از مصدر اعداد (افعال۔ مضاعف) بمعنی تیار کرنا۔

تِجْفَافًا: وہ کپڑا جس سے گھوڑے کو گندگی وغیرہ سے بچایا جائے۔

اَسْرَعُ: صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل از مصدر سُرْعَۃٌ، سِرْعًا، سَرَاعَۃً (سمع وکرم) بمعنی جلدی کرنا۔

اَلسَّیْلُ: یہ مفرد ہے اسکی جمع سُیُوْلٌ ہے بمعنی سیلاب۔ مصدر سَیْلًا سَیَلَانًا (ضرب۔ اجوف) بمعنی بہنا۔

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل .....عن ابی ذر و معاذ بن جبلؓ عن رسول اللّٰہ ﷺ قال اتّق اللّٰہ حیث کنت واتبع السیّئة الحسنة تمحها و خالق الناس بخلق حسن۔ (حدیث:۶۱)

حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں، اکثر احادیث کے مطابق گناہ مٹانے کیلئے توبہ کرنا ضروری ہے تو پھر اس حدیث میں **واتبع السیّئة الحسنة تمحها** کا کیا مطلب ہے؟ واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) تشریح (۳) **واتبع السیّئة الحسنة تمحها** کا مطلب۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوذر و معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے ڈرو جہاں بھی ہو، اور برائی کے بعد نیکی کرو تا کہ وہ اس برائی کو مٹا دے اور مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک و برتاؤ کرو۔

② حدیث کی تشریح:۔ حضرت ابوذر و معاذ بن جبلؓ سے مروی روایت کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے ڈرو جہاں بھی ہو، تقوی کے اس حکم میں تمام مامورات کی پابندی و تمام منہیات سے بچنا شامل ہے گویا یہ ارشاد شریعت کے تمام احکام کی بنیاد و اصل ہے۔

اور فرمایا کہ برائی کے بعد نیکی کرو تا کہ وہ اس برائی کو مٹا دے، یہی مفہوم آیت کریمہ "**انّ الحسنات یذهبن السیّاٰت**" کا ہے، اگرچہ یہاں عموم ہے کہ حسنات سے تمام نیک کام اور سیئات سے تمام بُرے کام مراد ہیں مگر دیگر آیات و احادیث کی وجہ سے علماء اس آیت و حدیث کو صغیرہ گناہوں کے ساتھ خاص کرتے ہیں، بلکہ علماءِ اصول نے کہا کہ یہ صغیرہ گناہوں کی معافی اس وقت ہے جب آدمی ان پر شرمندہ و نادم بھی ہو اور آئندہ نہ کرنے کا ارادہ بھی کرے۔

مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک و برتاؤ کرو، دوسری حدیث میں ارشاد ہے مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اور مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ اچھا سلوک کرے یعنی جو مخلوقِ خدا کے ساتھ جتنا زیادہ اچھا سلوک و برتاؤ کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُتنا ہی محبوب و پسندیدہ آدمی ہوگا اور مخلوقِ خدا میں انسان سب سے مقدم ہے۔

③ **واتبع السیّئة الحسنة تمحها** کا مطلب:۔ اس کا مفہوم ابھی گزرا ہے۔

الشق الثانی.....**عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه ﷺ المسلم اخو المسلم لا یخونه ولا یکذِبه ولا یخذُله، کلّ المسلم علی المسلم حرام عرضه وماله و دمه ، التقوی هٰهنا ، بحسب امرئ من الشر ان یحقر اخاه المسلم .**

حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں، احادیث کی روشنی میں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر کیا کیا حقوق ہیں؟۔ (حدیث:۲۳۴)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) مسلمان کے مسلمان پر حقوق۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس سے خیانت و دھوکہ کرے، نہ اس سے جھوٹ بولے، نہ اس کی مدد چھوڑے، ایک مسلمان کی تمام چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں: اسکی عزت، اس کا مال اور اس کا خون حرام ہے۔ تقوی یہاں ہے، آدمی کیلئے اتنی برائی ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔

② حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اسلامی اخوت و بھائی چارہ کے کچھ حقوق و ذمہ داریوں کا ذکر کیا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، لہٰذا ایک بھائی دوسرے بھائی سے خیانت و دھوکہ نہ کرے، اس سے جھوٹ نہ بولے، مشکل حالات میں اس کی مدد نہ چھوڑے، اسکے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرے، اور اپنے مسلمان بھائی کو کسی بھی حال میں حقیر نہ جانے۔

③ مسلمان کے مسلمان پر حقوق:۔ احادیث کی روشنی میں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر متعدد حقوق ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، نماز جنازہ ادا کرنا اور تدفین کرنا، دعوت قبول کرنا، چھینک کا جواب دینا، خیر خواہی چاہے تو خیر خواہی کرنا، مظلوم کی مدد کرنا، قسم اٹھانے والے کی قسم کو پورا کرنا، عیوب پر پردہ ڈالنا، جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنا، مشکل وقت میں حاجت روائی کرنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا یَحِلُّ لِامْرَاَةٍ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِه وَلَا تَاْذَنُ فِیْ بَیْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِه. وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَوْ کُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ یَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا .** (حدیث:۲۸۲، ۲۸۷)

دونوں حدیثوں پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔احادیث کی روشنی میں میاں بیوی کے باہمی حقوق کی اہمیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے ① احادیث پر اعراب ② احادیث کا ترجمہ ③ میاں بیوی کے باہمی حقوق کی اہمیت۔

جواب ..... ① احادیث پر اعراب:۔**کما مرّ فی السوال آنفًا۔**

② احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی عورت کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اسکی اجازت کے بغیر روزہ رکھے اور اسکی اجازت کے بغیر کسی کو اسکے گھر میں داخلہ کی اجازت دے۔اور انہی سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں کسی کو (اللہ کے علاوہ) سجدہ کا حکم دیتا تو میں عورت کو خاوند کیلئے سجدہ کا حکم دیتا۔

③ میاں بیوی کے باہمی حقوق کی اہمیت:۔ انسانوں کے باہمی حقوق وتعلقات میں ازدواجی تعلق کی جو خاص اہمیت ہے اور اس سے جو عظیم مصالح ومنافع وابستہ ہیں وہ کسی وضاحت کے محتاج نہیں نیز زندگی کا سکون وقلب کا اطمینان بڑی حد تک اسکی خوشگواری اور باہمی الفت واعتماد پر موقوف ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے متعلق جو ہدایات دی ہیں ان کا خاص مقصد یہی ہے کہ یہ تعلق فریقین کیلئے زیادہ سے زیادہ خوشگوار اور مسرت وراحت کا باعث ہو اور دل جڑے رہیں۔

عورت پر مرد کے حقوق کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی عورت پر سب سے بڑا حق اسکے شوہر کا ہے اور مرد پر سب سے بڑا حق اسکی والدہ کا ہے۔نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو اللہ کے علاوہ کیلئے سجدہ کا حکم دیتا تو میں عورت کو خاوند کیلئے سجدہ کا حکم دیتا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اسکی اجازت کے بغیر روزہ رکھے اور اسکی اجازت کے بغیر کسی کو اسکے گھر میں داخلہ کی اجازت دے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اس حال میں دنیا سے رخصت ہو کہ اس کا خاوند اس سے راضی وخوش ہو تو وہ عورت جنت میں جائے گی۔

مرد پر عورت کے حقوق کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی ایمان والا شوہر اپنی مؤمنہ بیوی سے نفرت نہیں کرتا، اگر اسکو بیوی کی کوئی عادت ناپسند ہوگی تو دوسری کوئی عادت پسند بھی ہوگی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کے متعلق میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو، نرمی ومدارات کا برتاؤ رکھو۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں میں زیادہ کامل الایمان وہ ہیں جن کے اخلاق بہتر ہیں اور تم میں اچھے اور خیر کے زیادہ حامل وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں زیادہ اچھے ہیں۔نیز فرمایا کہ تم میں زیادہ اچھا اور بھلا وہ ہے جو اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہو اور میں تم میں سے اپنی بیویوں کیلئے بہت اچھا ہوں۔

الشق الثانی .....**عن أبی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: انما مثل الجلیس الصالح و جلیس السوء کحامل المسك و نافخ الکیر، فحامل المسك اما أن یحذیك و اما أن تبتاع منه و اما أن تجد منه ریحا طیبة، و نافخ الکیر اما أن یحرق ثیابك و اما أن تجد منه ریحا منتنة.** (حدیث:۳۶۴)

حدیث کا ترجمہ کریں۔حدیث کی مکمل تشریح کر کے خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھے اور بُرے ہم نشین کی مثال کستوری والے اور آگ کی بھٹی دھونکنے وپھونکنے والے کی مثل ہے، پس کستوری والا یا تجھے عطیہ دے گا اور یا تو اس سے خرید لے گا اور یا تو اس سے پاکیزہ خوشبو پائے گا، اور بھٹی دھونکنے والا یا تیرے کپڑے جلائے گا یا تو اس سے بدبودار ہوا پائے گا۔

② حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرو اور بُرے لوگوں کی صحبت سے بچو، کیوں کہ اچھے لوگوں کی صحبت مفید ونافع ہے اور بُرے لوگوں کی صحبت ضرر ونقصان کا باعث ہے، اسی بات کو ایک مثال کے ذریعے سمجھایا کہ نیک آدمی کی مثال کستوری والے کی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح تمہیں فائدہ دے گا، یا تو از خود تمہیں کستوری دے گا یا تم اس سے خرید لو گے یا کم از کم اچھی خوشبو تو اس سے ضرور ہی حاصل کرو گے، اور بُرے آدمی کی مثال لوہار وآگ کی بھٹی والے کی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح

تمہیں نقصان ضرور دے گا، اولاً تو اس کا شعلہ تیرے کپڑوں کو جلا دے گا، وگرنہ کم از کم تجھے بدبودار ہوا کے جھونکے تو ضرور ہی ملیں گے۔ الغرض ہم نشین کی صحبت ضرور اپنا اثر دکھاتی ہے، لہٰذا اچھے ہم نشین بناؤ اور بُروں سے بچو۔

③ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ حَامِلٌ: یہ اَلْحَمْلُ (ضرب) سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی اٹھانا۔
نَافِخٌ: یہ اَلنَّفْخُ (نصر) سے واحد مذکر اسم فاعل کا صیغہ ہے، بمعنی پھونکنا۔
یُحْذِیْ: یہ اِحْذَاءٌ (افعال، ناقص) سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی مال غنیمت کا حصہ دینا۔
تَبْتَاعُ: یہ اِبْتَاعٌ (افتعال، اجوف) سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی خریدنا۔
مُنْتِنَةٌ: یہ اِنْتَانٌ (افعال، مضاعف) سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی بدبودار ہونا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....**عن ابی هريرة عن النبیّ ﷺ قال بينما ايوب عليه السلام يغتسل عريانا فخرّ عليه جراد من ذهب فجعل ايوب يحثی فی ثوبه، فناداه ربه عزوجل:يااايوب الم تكن اغنيتك؟قال بلٰی و عزّتك ولكن لاغنی بی عن بركاتك.** (حدیث:۵۷۰)

حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں، **جرادٌ من ذهب** کی حقیقت واضح کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) جراد کی حقیقت (۴) کلمات مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے عریاناً غسل کرنے کی حالت میں ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں تو حضرت ایوب علیہ السلام نے انکو کپڑے میں ڈالنا (سمیٹنا) شروع کر دیا، اللہ تعالیٰ نے انکو آواز دی کہ اے ایوب! کیا میں نے تجھے غنی نہیں کیا؟ تو ایوب علیہ السلام نے جواب دیا کہ اے پروردگار! آپکی عزت کی قسم کیوں نہیں؟ (آپ نے مجھے غنی کیا ہے) مگر میں آپ کی برکات سے غنی اور بے پرواہ نہیں ہوں۔

② حدیث کی تشریح:۔ حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت ایوب علیہ السلام عریاناً غسل کر رہے تھے کہ اس دوران ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں اور حضرت ایوب علیہ السلام نے انکو کپڑے میں سمیٹنا شروع کر دیا، غائب سے آواز آئی کہ اے ایوب! کیا میں نے تجھے غنی نہیں کیا؟ تو ایوب علیہ السلام نے جواب دیا کہ اے پروردگار! آپکی عزت کی قسم آپ نے مجھے غنی کیا ہے مگر میں پھر بھی آپ کے فضل وبرکات سے کون سیراب ہو سکتا ہے؟۔

باقی حضرت ایوب علیہ السلام الحالہ میدان میں ستر چھپا کر غسل کر رہے ہوں گے اور عریانا سے مراد یہ ہے کہ تہبند کے علاوہ کوئی کپڑا جسم پر نہ تھا۔ یا اگر کسی کپڑے وغیرہ سے پردہ نہیں کیا ہوگا تو اس طرف لوگوں کی آمد ورفت کا کوئی اندیشہ نہیں ہوگا کیونکہ پیغمبرؑ کی شان سے خلافِ شریعت وطبیعت کام بعید ہے۔ نیز ممکن ہے کہ انکی شریعت میں بغیر ستر غسل جائز ہو۔

③ جراد کی حقیقت:۔ غالب یہ ہے کہ یہ حقیقۃً جراد نہ تھی بلکہ جراد کی شکل میں بلا روح سونے کی کوئی چیز تھی۔ (حاشیہ)

④ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ خَرَّ: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از مصدر خَرًّا و خُرُوْرًا (نصر وضرب، مضاعف) بمعنی اوپر سے نیچے گرنا۔ اَغْنَيْتُكَ: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر اِغْنَاء (افعال، ناقص) بمعنی مالدار کرنا۔
يَحْثِيْ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر حَثْوًا و حَثًّى (ضرب، ناقص) بمعنی گرنا و گرانا۔

الشق الثانی.....**عن انس انّ رسول الله ﷺ كان اذا اكل طعاما لعق اصابعه الثلاث ، قال و قال : اذا سقطت لقمة احدكم فليمط عنها الاذى و ليأكلها ولا يدعها للشيطان ، و امر ان تسلت القصعة ، قال فانّكم لاتدرون فی ايّ طعامكم البركة .** (حدیث:۷۵۳)

حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا تناول فرمالیتے تو اپنی تین انگلیاں چاٹ لیتے تھے، راوی کہتے ہیں اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس سے گندگی (مٹی وغیرہ) صاف کر کے اس کو کھالے اور اس کو شیطان کیلئے نہ چھوڑے، اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پیالہ کو چاٹ لیا جائے اسلئے کہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے کس کھانے میں برکت ہے؟۔

② حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کھانے کے تین آداب نقل کئے ہیں ① جب کھانا تناول فرمالیتے تو اپنی تین انگلیاں چاٹ لیتے تھے۔ ② ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس سے گندگی (مٹی وغیرہ) صاف کر کے اس کو کھالے، اس کو شیطان کیلئے نہ چھوڑے، اس لقمہ کو چھوڑنے میں کھانے کی تحقیر اور اللہ تعالی کی نعمت کو ضائع کرنا ہے، یہ متکبرین کی عادت ہے اور اس کا باعث عموماً کبر ہوتا ہے جو کہ شیطانی عمل ہے۔ ③ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کھانے سے فراغت کے بعد سالن والے برتن کو انگلی سے چاٹ لیا جائے یعنی اچھی طرح سے اسکو صاف کیا جائے اسلئے کہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے کس کھانے میں برکت ہے؟ اور شاید جو ذرّات آخر میں برتن یا انگلیوں میں بچ رہے ہیں انہی میں برکت ہو، اسلئے انگلی و برتن کو اچھی طرح سے صاف کیا جائے۔

③ کلمات مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ **لَعِقَ**: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از مصدر **لَعْقًا، لَعْقَةً** (سمع) بمعنی انگلی سے چاٹنا۔

فَلْيُمِطْ : صیغہ واحد مذکر غائب فعل امر غائب معلوم از مصدر **اِمَاطَةً** (افعال۔اجوف) بمعنی ہٹانا و دور کرنا۔

تُسْلَتْ : صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع مجہول از مصدر **سَلْتًا** (نصر وضرب) بمعنی انگلی سے چاٹنا۔

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَرَّ فِیْ شَیْئٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا اَوْ اَسْوَاقِنَا وَ مَعَهٗ نَبْلٌ فَلْيَقْبِضْ عَلٰی نِصَالِهَا بِكَفِّهٖ اَنْ يُّصِيْبَ اَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهَا بِشَیْئٍ ۔(حدیث:۲۲۳)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ راہ چلنے کے آداب بیان کریں۔ خط کشیدہ جملہ کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث پر اعراب ② حدیث کا ترجمہ ③ راستہ میں چلنے کے آداب ④ جملۂ مخطوطہ کی ترکیب۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا**۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہماری مسجدوں یا بازاروں میں سے کسی میں تیر لے کر گذرے، تو اسے چاہئے کہ اس کی پیکار (اگلا تیز حصہ) کو روک لے یا اسکو اپنے ہاتھ میں پکڑ لے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اسکے ذریعہ کسی مسلمان کو تکلیف پہنچے۔

③ راستہ میں چلنے کے آداب:۔ تواضع و عاجزی کے ساتھ چلو۔ تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹا دو۔ کسی کو تکلیف نہ پہنچاؤ اور نہ ایسی ہیئت کے ساتھ چلو جس سے دوسرے کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ مسلم شریف کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ راستہ کے حقوق یہ ہیں کہ آنکھ نیچی رکھو، کسی کو ایذاء نہ دو، سلام کا جواب دو، اچھی بات کا حکم کرو اور بُری بات سے منع کرو۔

④ جملۂ مخطوطہ کی ترکیب:۔ اَنْ ناصبہ مصدریہ یُصِیْبَ فعل اَحَدًا موصوف مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ جار مجرور ملکر کائنا کے متعلق ہو کر صفت، موصوف وصفت ملکر مفعول بہ مِنْهَا جار مجرور ملکر متعلق ہوا یصیب فعل کے ب جارہ زائدہ شَیْئٍ لفظا مجرور محلا فاعل، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ما قبل والے فعل کا مفعول لہ ہوا۔

الشق الثانی.....عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اَوْ اَزِيْدُ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ مِثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا

وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً وَمَنْ لَقِیَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِیْئَةً لَا یُشْرِكُ بِیْ شَیْئًا لَقِیْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً ۔(حدیث:۴۱۳)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔حدیث کی تشریح کریں۔هَرْوَلَةً منصوب کیوں ہے؟ وجہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① حدیث پر اعراب ② حدیث کا ترجمہ ③ حدیث کی تشریح ④ هَرْوَلَةً کے نصب کی وجہ۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔کما مرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ جو ایک نیکی لائے گا اسے اس کی دس گنا ثواب ہوگا یا میں اس سے بھی زیادہ اجر عطا کروں گا اور جو برائی لائے گا تو اس کا بدلہ اسی کی مثل ہوگا یا میں اسے معاف کردوں گا اور جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوگا میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوں گا اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوگا میں ایک ذراع اس کے قریب ہوں گا جو میرے پاس چل کر آئے گا میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں اور جو مجھ سے تمام زمین کے برابر گناہ لے کر ملے گا بشرطیکہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتا ہو تو میں اس سے اسی کی مثل مغفرت کے ساتھ ملاقات کروں گا۔

③ حدیث کی تشریح:۔ حدیثِ قدسی کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کو اس کا اجر دس گنا بلکہ اگر اللہ تعالی چاہیں گے تو سات سو گنا تک ملے گا اور اگر انسان کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کو اس کی مثل ہی ایک گنا بدلہ ملے گا بلکہ اگر اللہ تعالی چاہیں گے تو اسکو بھی معاف کردیں گے۔اور جو شخص ایک بالشت باری تعالی کے قریب ہوگا باری تعالی ایک ہاتھ اس کے قریب ہوں گے اور جو باری تعالی سے ایک ہاتھ قریب ہوگا باری تعالی ایک ذراع اس کے قریب ہوں گے اور جو باری تعالی کے پاس چل کر آئے گا باری تعالی اس کے پاس دوڑ کر آتے ہیں اور جو باری تعالی سے تمام زمین کے برابر گناہ لے کر ملے گا بشرطیکہ وہ شرک نہ کرتا ہو تو باری تعالی اس سے اسی کی مثل مغفرت کے ساتھ ملیں گے۔اس حدیث میں بطورِ تمثیل اللہ تعالی کی رحمت وعطاء کی وسعت کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ بندہ کی کوشش وجستجو سے زیادہ اسکے ساتھ کرم ومہربانی کا معاملہ کرتا ہے۔

④ هَرْوَلَةً کے نصب کی وجہ:۔ اَتَیْتُ فعل کے فاعل سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل .....عن ابی سعید عبد الرحمنِ بن سمرة قال قال لِی رسولِ اللّٰهِ ﷺ یا عبد الرحمنِ بن سمرة لا تسألِ الإمارة فإنّك إن اعطِیتها عن غیر مسألة أُعِنت علیها وإن أُعطِیتها عن مسألة وُكِّلت إلیها وإذا حلفت علی یمِین فرأیت غیرها خیرا مِنها فائتِ الذِی هو خیر وكفِّر عن یمِینِك ۔(حدیث:۶۷۴)

ترجمہ کریں۔حکومتی منصب کا تقاضا کرنا کیسا ہے؟ حدیث کی روشنی میں تحریر کریں۔وإذا حلفت علی یمِین الخ کا مطلب تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① حدیث کا ترجمہ ② حکومتی منصب کا تقاضا کرنے کی وضاحت ③ جملہ کا مطلب۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! امارت وسرداری کا سوال نہ کرنا کیونکہ اگر تجھے سرداری تیرے مانگنے کے بغیر عطا کی گئی تو اس پر تیری مدد کی جائے گی اور اگر تیرے مانگنے سے تجھے سرداری دی گئی تو تو اس کے سپرد کردیا جائے گا اور جب تو کسی بات پر قسم اٹھائے پھر تو اس کے علاوہ میں اس سے بہتری دیکھے تو تو وہی عمل سرانجام دے جو بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر۔

② حکومتی منصب کا تقاضا کرنے کی وضاحت:۔ کسی سرکاری عہدہ اور منصب کو طلب کرنا خاص صورتوں میں جائز ہے جیسے یوسف علیہ السلام نے خزائنِ ارض کا انتظام اور ذمہ داری طلب فرمائی۔مگر اس میں یہ تفصیل ہے کہ جب کسی خاص عہدہ کے متعلق یہ معلوم ہو

کہ کوئی دوسرا آدمی اس کا اچھا انتظام نہیں کر سکے گا اور اپنے بارہ میں یہ اندازہ ہو کہ عہدہ کے کام کو اچھا انجام دے سکے گا اور کسی گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو تو عہدہ کا خود طلب کر لینا بھی جائز ہے بشرطیکہ حبِ جاہ و مال اس کا سبب نہ ہو بلکہ خلقِ خدا کی صحیح خدمت اور انصاف کے ساتھ ان کے حقوق پہنچانا مقصود ہو جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے صرف یہی مقصد تھا اور جہاں یہ صورت نہ ہو تو وہاں آپ ﷺ نے حکومت کا کوئی عہدہ خود طلب کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اگر تم نے خود سوال کر کے عہدِ امارت حاصل بھی کر لی تو اللہ تعالیٰ کی تائید نہیں ہوگی جس کے ذریعہ تم لغزشوں اور خطاؤں سے بچ سکو اور اگر بغیر درخواست اور طلب کے تمہیں کوئی عہدہ مل گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید و اعانت ہوگی جس کی وجہ سے تم اس عہدے کے پورے حقوق ادا کر سکو گے اور جس نے خود کسی عہدہ کی درخواست کی اس کو آپ ﷺ نے عہدہ نہیں دیا۔

اگر آج بھی کوئی شخص یہ محسوس کرے کہ حکومت کا کوئی عہدہ ایسا ہے جس کے فرائض کو کوئی دوسرا آدمی صحیح طور پر انجام دینے والا موجود نہیں اور میں صحیح انجام دے سکتا ہوں تو اس کیلئے جائز بلکہ واجب ہے کہ اس عہدہ کی خود درخواست کرے مگر اپنے جاہ و مال کیلئے نہیں بلکہ خدمتِ خلق کیلئے، جس کا تعلق قلبی نیت اور ارادہ سے ہے جو اللہ تعالیٰ پر خوب روشن ہے۔ حضرات خلفائے راشدین کا خلافت کی ذمہ داری اٹھالینا اسی وجہ سے تھا کہ وہ جانتے تھے کہ کوئی دوسرا اس وقت اس ذمہ داری کو صحیح انجام نہ دے سکے گا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جو اختلافات پیش آئے وہ سب اسی پر مبنی تھے کہ ان میں سے ہر ایک یہ خیال کرتا تھا کہ اس وقت فرائضِ خلافت کو میں اپنے مقابل سے زیادہ حکمت و قوت کے ساتھ پورا کر سکوں گا، جاہ و مال کی طلب کسی کا مقصد اصلی نہ تھا۔ (معارف القرآن ۵:۹۰)

③ جملہ کا مطلب:۔ کسی آدمی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کام نہیں کروں گا پھر اس نے اُس کام کے کرنے کو بہتر جانا یا اُس کام کے کرنے میں اُسے بہتری نظر آئی تو اُس حالف کو چاہئے کہ اپنی قسم میں حانث ہو جائے اور وہ کام کر لے، پھر اس قسم کا کفارہ ادا کر دے۔

الشق الثانی.....**عن ابی مسعود البدریؓ قال دعا رجل النبیّ ﷺ لطعام صنعه له خامِس خمسة فتبِعهم رجل فلمّا بلغ الباب قال النبی ﷺ اِن هٰذا تبعنا فاِن شِئت اَن تأذن له واِن شِئت رجع قال بل اٰذن له یا رسول اللّٰه۔** (حدیث:۷۳۹)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث سے مستفاد آداب تحریر کریں۔ **خامس خمسة** ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث سے مستفاد آداب ③ **خامس خمسة** کی ترکیب

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جو کھانا اس نے تیار کیا تھا اور آپ ﷺ پانچوں میں پانچویں آدمی تھے، (راوی کہتے ہیں) آپ ﷺ کے ساتھ ایک اور آدمی پیچھے چل پڑا جب آپ ﷺ دروازہ پر پہنچے تو آپ نے فرمایا یہ شخص بھی ہمارے پیچھے آ گیا ہے اگر تو چاہے تو اسے اجازت دیدے ورنہ یہ واپس لوٹ جائے، میزبان نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں اس کو اجازت دیتا ہوں۔

② حدیث سے مستفاد آداب:۔ اس حدیث سے متعدد آداب معلوم ہوئے: ① بن بُلائے شخص کو دعوت میں لیکر نہیں جانا چاہئے ② اگر کوئی ایسا شخص دعوت میں آ جائے تو میزبان سے اسکے کھانے کی اجازت لینی چاہئے ③ مہمانوں کی تکلیف و کسی قسم کے ضرر کا اندیشہ نہ ہو تو میزبان ایسے شخص کو بھی کھانے کی اجازت دیدے۔ (روضۃ الصالحین ۳:۲۶۲)

③ **خامس خمسة** کی ترکیب:۔ ① یہ جملہ منصوب ہے اور یہ ماقبل کی ضمیرِ مجرور سے حال ہے۔ ② یہ جملہ مرفوع ہے اور یہ **هُوَ** (مبتدا محذوف) کی خبر ہے، پھر یہ پورا جملہ ماقبل سے حال ہے۔ (حاشیۂ بخاری)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ یَذْکُرِ اللّٰهَ تَعَالٰی فِیْهِ کَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةً وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا یَذْکُرُ اللّٰهَ تَعَالٰی فِیْهِ کَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةً۔** (حدیث:۸۳۷)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ حدیث سے مستفاد ادب تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① حدیث پر اعراب ② حدیث کا ترجمہ ③ حدیث سے مستفاد ادب

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی جگہ بیٹھے اور وہاں اللہ کا ذکر نہ کرے تو وہ مجلس اللہ کی طرف سے اس کے لئے ندامت ہوگی اور جو شخص کہیں لیٹے اور وہاں اللہ کا ذکر نہ کرے تو وہ مجلس اللہ تعالی کی طرف سے اس کے لئے ندامت ہوگی۔

③ حدیث سے مستفاد ادب:۔ اس حدیث سے مجلس کا یہ ادب مستفاد ہوا کہ کوئی بھی مجلس ذکر اللہ (اور درودِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) سے خالی نہیں ہونی چاہئے، وگرنہ ذکر اللہ سے خالی یہ مجلس حسرت، وبال، ندامت وشرمندگی کا باعث ہوگی۔ اور ترمذی کی روایت کے مطابق یہ عمل اللہ تعالی کی ناراضی کا سبب ہے، اگر اللہ تعالی چاہیں گے تو معاف کردیں گے اور اگر چاہیں گے تو عذاب دیں گے۔

الشق الثانی.....عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اِمْرَأَتِیْ خَرَجَتْ حَاجَّةً وَاِنِّیْ اُكْتُتِبْتُ فِیْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا ؟ قَالَ اِنْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ اِمْرَأَتِكَ ۔ (حدیث:۹۹۰)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ حدیث سے مستفاد ادب تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① حدیث پر اعراب ② حدیث کا ترجمہ ③ حدیث سے مستفاد ادب

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی شخص غیر عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے اور نہ کوئی عورت محرم کے بغیر سفر کرے، ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میری بیوی حج کرنے جارہی ہے اور میرا نام فلاں فلاں لڑائی میں لکھا جاچکا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس چلا جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔

③ حدیث سے مستفاد ادب:۔ کسی بھی مرد کو کسی اجنبی عورت کے ساتھ علیحدگی وتنہائی اختیار نہیں کرنی چاہئے اور نہ سفر کرنا چاہئے، کیونکہ اس صورت میں شیطان مرد وعورت کے جذبات برانگیختہ کرتا ہے اور جنسی ہیجان کے غلبہ سے گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل.....عن كعب بن مالك قال.....فبينا انا امشِی بِسوقِ المدِينةِ اِذا نبطِی مِن نبطِ اهلِ الشامِ مِمن قدِم بِالطعامِ يبِيعه بِالمدِينةِ يقول من يدل على كعبِ بنِ مالِك فطفِق الناسُ يشِيرون له الیّ حتی جائنِی فدفع اِلیّ كِتابا مِن مِلكِ غسّان وكنتُ كاتبا فقرأته فاِذا فِيهِ امّا بعد فاِنه قد بلغنا انّ صاحِبك قد جفاك ولم يجعلك اللّٰه بِدارِ هوان ولا مضيعة فالحق بنا نواسِك ۔(حدیث:۲۱)

حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں۔ نبطی اور ملکِ غسان کی مراد واضح کریں۔ توبہ کی تعریف وقبولیت کی شرائط تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ نبطی اور ملکِ غسان کی مراد ④ توبہ کی تعریف وقبولیت کی شرائط۔

0313 6357913 maktabazakaria@gmail.com

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے.....میں ایک دن مدینہ کے بازار میں جارہا تھا کہ ایک نصرانی کسان جو ملک شام کا رہنے والا تھا اور اناج فروخت کرنے آیا تھا وہ میرے متعلق لوگوں سے معلوم کررہا تھا تو لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا کہ یہ کعب بن مالک ہیں وہ میرے پاس آیا اور غسان کے نصرانی بادشاہ کا ایک خط مجھے دیا، میں لکھنا جانتا تھا، پس میں نے وہ خط پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر بہت زیادتی کررہے ہیں حالانکہ اللہ نے تم کو ذلیل وگمنام نہیں بنایا ہے تم ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہارے ساتھ ہمدردی کریں گے۔

② حدیث کی تشریح:۔ یہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے مشہور واقعہ (غزوۂ تبوک میں عدم شرکت، مسلمانوں کی قطع کلامی اور توبہ کی قبولیت) کے متعلق

مروی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔اس کا حاصل یہ ہے کہ جب مسلمانوں نے آپ ﷺ کے حکم سے میرے ساتھ قطع تعلق کیا ہوا تھا اس دوران میں ایک مرتبہ مدینہ کے بازار میں جارہا تھا کہ ایک نصرانی کسان ملکِ شام کا باشندہ جو غلہ اناج فروخت کرنے کیلئے مدینہ آیا ہوا تھا وہ میرے متعلق لوگوں سے معلوم کرتے ہوئے میرے پاس آیا اور غسان کے نصرانی بادشاہ کا ایک خط میرے سپرد کیا، اس خط میں لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے رسول اور تمہارے ساتھی تم پر ظلم وزیادتی کررہے ہیں حالانکہ تم ذلیل وگمنام وبیکار پیدا نہیں کئے گئے ہو، تم کام کے آدمی ہو، تم ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہارے ساتھ ہمدردی اور اچھا برتاؤ کریں گے۔میں سمجھ گیا کہ یہ اللہ کی طرف سے مزید آزمائش ہے میں نے وہ خط تنور میں ڈال کر جلادیا۔

③ نبطی وملکِ غسّان کی مراد:۔ نبطی سے مراد ملکِ شام کا کسان اور غلہ اناج فروخت کرنے والا تاجر ہے۔

ملکِ غسان سے مراد جبلہ بن ایہم یا حارث بن ابی سمرہ ہے۔(دلیل الفالحین)

④ توبہ کی تعریف وقبولیت کی شرائط:۔ توبہ کا معنی لوٹنا ورجوع کرنا ہے۔درحقیقت گناہوں کو چھوڑنا اور آئندہ نہ کرنے کے عزم کے ساتھ بارگاہِ الٰہی کی طرف لوٹنا توبہ ہے۔

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں فرمایا کہ گناہوں پر اقدام کے تین درجے ہیں: ① کسی گناہ کا کبھی ارتکاب نہ ہو، یہ فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہے۔② گناہوں پر اقدام کرے اور پھر اُن پر اصرار بھی ہو، کبھی اُن پر ندامت اور اُنکے چھوڑنے کا خیال نہ آئے یہ درجہ شیاطین کا ہے ③ گناہ سرزد ہو اور فوراً اُس پر ندامت ہو اور آئندہ اُسکے ترک کا پختہ عزم ہو یہ بنی آدم کا مقام ہے۔پس معلوم ہوا کہ گناہ سرزد ہونے کے بعد توبہ نہ کرنا شیاطین کا خاصہ ہے اسلئے باجماعِ اُمت توبہ فرض ہے۔

توبہ کے تین ارکان ہیں، انہی کو قبولیت کی شرائط بھی کہا جاسکتا ہے: ① گناہ پر ندامت وشرمندگی ہو ② جس گناہ کا ارتکاب کیا ہے اُس کو فوراً چھوڑ دے اور آئندہ اُس سے باز رہنے کا پختہ عزم وارادہ کرے ③ جو گناہ سرزد ہوگئے اُن کی تلافی کی فکر کرے یعنی جتنا تدارک اُسکے قبضے میں ہے اُسکو پورا کرے مثلاً نماز، روزہ فوت ہوا ہے تو اُس کو قضاء کرے، فوت شدہ نمازوں اور روزوں کی صحیح تعداد یاد نہ ہو تو اندازہ لگا کر اُنکی قضاء کا پورا اہتمام کرے۔زکوٰۃ ادا نہیں کی تو گزشتہ زمانے کی زکوٰۃ یکمشت یا آہستہ آہستہ ادا کرے، کسی انسان کا حق لیا ہے تو اسکو واپس کرے، کسی کو تکلیف پہنچائی ہے تو اُس سے معافی طلب کرے۔(معارف القرآن ج۲ص۳۴۵)

اگر گناہ ومعصیت کا تعلق بندہ کی ذات وحقوق کے ساتھ ہو تو پھر چوتھی شرط یہ ہے کہ اسکی ادائیگی ومعافی تلافی وغیرہ کرے۔

الشق الثانی.....**عن انس قال انّکم لتعملون اعمالا ھی ادق فی اعینکم من الشعر کنّا نعدّھا علی عھد رسول اللّٰہ ﷺ من الموبقات۔ رواہ البخاری** (حدیث:۶۴۳)

حدیث کا ترجمہ کریں۔حدیث کی تشریح کریں۔**موبقات** کی مراد واضح کریں۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: فرمایا کہ تم ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے بھی زیادہ باریک ہیں لیکن ہم ان کاموں کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں موبقات میں شمار کرتے تھے۔

② و ③ حدیث کی تشریح و موبقات کی مراد:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ تم لوگ ایسے ایسے کام کرتے ہو اور ایسی ایسی چیزیں اختیار کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بہت معمولی اور بہت حقیر ہیں، زیادہ سے زیادہ تم ان کو مکروہات میں شمار کرتے ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ کام اور چیزیں بڑی نقصان دہ ہیں اور بڑی تباہی کی طرف لے جانے والی ہیں، چنانچہ رسول کریم ﷺ کے زمانے میں ہم لوگ اُنہیں ایسے کاموں میں شمار کرتے تھے جو اخروی انجام کے اعتبار سے ہلاکت میں ڈالنے والے ہیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل.....**عن ابی موسٰی الاشعریّ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من صلّی البردین دخل الجنۃ۔**

عن عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص قال قال رسو ل اللّٰہ ﷺ اربعون خصلۃ اعلاھا: منیحۃ العنز، ما من عمل یعمل بخصلۃ منھا رجاء ثوابھا و تصدیق موعدھا الّا ادخلہ اللّٰہ بھا الجنّۃ۔ (حدیث:۱۳۲،۱۳۸)

احادیث کا ترجمہ کریں۔**البردین** و**منیحۃ العنز** کی مراد تحریر کریں۔نیکی سے گناہِ کبیرہ معاف ہوتے ہیں یا نہیں؟ وضاحت کریں

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① احادیث کا ترجمہ ② البردین ومنیحة العنز کی مراد ③ نیکی سے گناہِ کبیرہ کی معافی کی وضاحت۔

جواب ..... ① احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دو ٹھنڈی نمازیں پڑھتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چالیس خصلتیں ہیں ان میں سے سب سے اعلیٰ خصلت دودھ والا جانور دینا ہے، جو شخص بھی ان خصلتوں میں سے کسی خصلت پر ثواب کی امید اور اسکے وعدہ کو سچا جانتے ہوئے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

② البردین ومنیحة العنز کی مراد:۔ **بردین:** یہ تثنیہ کا صیغہ ہے، حدیث میں اسکی وضاحت فجر وعصر کی نماز سے کی گئی ہے۔

منیحة العنز: ''منیحۃ'' کسی کو عطیہ کے طور پر دودھ والا جانور دینا۔ **العنز:** بکری و مادہ جانور۔

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی کو دودھ والا جانور دودھ کے استعمال کیلئے دینا کہ وہ اس کے دودھ کے ذریعہ اپنی ضرورت پوری کرتا رہے۔

③ نیکی سے گناہِ کبیرہ کی معافی کی وضاحت:۔ صغائر توبہ کے بغیر بھی معاف ہوجاتے ہیں، وضو، نماز وغیرہ اعمال صالحہ کے ذریعہ گناہوں کا کفارہ ہونا جو روایاتِ حدیث میں مذکور ہے اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں اور کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے اور صغیرہ کی یہ شرط ہے کہ آدمی ہمت اور کوشش کر کے کبیرہ گناہوں سے بچ گیا ہو، معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کبیرہ گناہوں میں مبتلا رہتے ہوئے وضو اور نماز ادا کرتا رہے تو محض وضو نماز یا دوسرے اعمال صالحہ سے اس کے صغیرہ گناہوں کا بھی کفارہ نہیں ہوگا اور کبیرہ تو اپنی جگہ میں ہیں، اسلئے کبیرہ گناہوں کا ایک بہت بڑا ضرر خود ان گناہوں کا وجود ہے جس پر قرآن وحدیث کی شدید وعیدیں آئی ہیں اور وہ بغیر سچی توبہ کے معاف نہیں ہوتے، اس کے علاوہ دوسری محرومی یہ بھی ہے کہ ان کی وجہ سے چھوٹے گناہ بھی معاف نہیں ہوں گے اور یہ شخص محشر میں کبائر وصغائر کے بوجھ میں لدا حاضر ہوگا اور کوئی اس وقت اس کا بوجھ ہلکا نہ کر سکے گا۔ (معارف القرآن)

الشق الثانی.....**عن ابی هريرة انّ رجلاً قال يا رسول الله! انّ لی قرابةً اَصِلُهم و يقطعونی و احسن اليهم و يسيئون اليّ و اَحلُمُ عنهم و يجهلون عليّ فقال لئن كنتَ كما قلتَ فكانّما تُسِفُّهم المَلَّ و لا يزال من الله معك ظهير عليهم ما دمتَ على ذلك ۔ رواه مسلم۔** (حدیث:۳۱۸)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ جملوں کی تشریح کریں۔ صلہ رحمی کے کیا فوائد ہیں؟ وضاحت سے لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② خط کشیدہ جملوں کی تشریح ③ صلہ رحمی کے فوائد۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے کچھ قرابت دار ایسے ہیں کہ میں ان کے ساتھ صلہ رحمی (اچھا و نیک سلوک) کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلقی (بُرا سلوک) کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں میں ان کے ساتھ حلم و بردباری اور درگزر کا رویہ اختیار کرتا ہوں اور وہ مجھ سے جہالت کے ساتھ پیش آتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ایسے ہی ہو جیسا کہ تم نے بیان کیا تو گویا تم گرم راکھ ان کے منہ میں ڈال رہے ہو اور اللہ کی مدد و نصرت ہمیشہ ان کے خلاف تمہارے شاملِ حال رہے گی (جو ان کی ایذا اور شر سے تمہاری محافظ ہوگی) جب تک تم اسی صفت پر قائم ہو۔ (توضیحات)

② خط کشیدہ جملوں کی تشریح:۔ **احلم عنهم ويجهلون عليّ:** میں ان کی طرف سے کی جانے والی زیادتیوں سے حلم و بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے درگزر و رفع دفع کی کوشش کرتا ہوں اور وہ جاہلانہ روش اختیار کرتے ہوئے مسلسل مجھے برا بھلا کہتے ہیں اور مجھ پر غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہیں۔

فكانّما تسفهم الملّ: تمہارے قرابت دار چونکہ تمہارے نیک سلوک کے قدردان نہیں ہیں اور تمہاری نیکی کا شکریہ ادا نہیں کرتے اسلئے تم ان کو جو کچھ دیتے ہو وہ ان کے حق میں حرام مال کا حکم رکھتا ہے اور تمہاری دی ہوئی چیزیں ان کے پیٹ میں آگ کی

طرح ہیں گویا آپ نے ان قرابت داروں کے اس گناہ کو گرم راکھ کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو ان چیزوں کو کھانے کی وجہ سے ان کو لاحق ہوتی ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ تم ان کے ساتھ احسان وسلوک کر کے ان کو خود ان کے نفس کے سامنے ذلیل ورسوا کرتے ہو جیسا کہ کوئی شخص اگر گرم راکھ منہ میں ڈالے اور اس کو پیٹ میں اتارے تو اس کا نفس اس کو لعنت وملامت کرتا ہے۔ بعض شارحین نے کہا کہ ان کے ساتھ تمہارا احسان گویا ان کے حق میں گرم راکھ ہے جو ان کو جلاتا اور ہلاک کرتا ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ تمہارا احسان ان کا منہ کالا کرتا ہے جیسا کہ گرم راکھ کسی چہرے کو جلا کر سیاہ کردے۔ (توضیحات)

③ صلہ رحمی کے فوائد:۔ چند احادیث کا خلاصہ ذکر کیا جارہا ہے جس سے صلہ رحمی کی اہمیت وفوائد اخذ کئے جاسکتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تم میں سے یہ پسند کرے کہ اسکے رزق میں فراخی ہو اور عمر لمبی ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو شخص یہ پسند کرے کہ اس کے مکانات روزِ قیامت بلند ہوں اور اس کو اونچے اونچے درجات ملیں تو وہ قطع رحمی کرنے والے سے صلہ رحمی کرے۔ نیز آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا میں تمہیں دنیا وآخرت کے بہترین اخلاق نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ضرور ارشاد فرمائیں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو تم پر ظلم کرے تم اس کو معاف کرو، جو تمہیں اپنی عطاء سے محروم رکھے تم اس کو عطاء کرو اور جو تم سے تعلقات توڑے تم اس سے صلہ رحمی کرو۔ نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو صلہ رحمی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ملائے گا۔

قطع رحمی کے متعلق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی شرعی عذر کے بغیر تین دن تک اپنے مسلمان بھائی سے قطع رحمی کرنا اور نہ بولنا جائز نہیں ہے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ جو قطع رحمی کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب باری تعالیٰ جن وانس کی پیدائش سے فارغ ہوئے تو صلہ رحمی کھڑی ہوئی اور اس نے کہا کہ یہ اس شخص کا مقام ہے جو آپ کی قطع رحمی سے پناہ چاہے تو فرمایا کہ ہاں کیا تو پسند نہیں کرتی کہ میں اس شخص سے انصاف کروں جو تجھے قائم رکھے گا اور اس شخص سے قطع تعلق کروں جو تجھ سے تعلق منقطع کردے گا؟ صلہ رحمی نے کہا: ہاں بالکل درست ہے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تیرا مقام ہے۔

ان تمام ارشاداتِ نبوی ﷺ سے صلہ رحمی کی اہمیت وفوائد اور قطع رحمی کی شناعت ونقصانات معلوم ہوگئے۔ باقی اچھے معاملہ والے کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا صلہ رحمی نہیں بلکہ یہ احسان کا بدلہ ہے۔ صلہ رحمی یہ ہے کہ دوسرے کی طرف سے بے التفاتی، بے نیازی اور قطع رحمی ہو اور تم پھر بھی اس کے ساتھ اچھا معاملہ اور اچھا برتاؤ کرتے رہو۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل .....عَنْ عثمان بن عفّان انّ النبیّ ﷺ قال لیس لابن آدم حقّ فی سوی هٰذه الخصال: بیت یسکنه و ثوب یواری عورتهٗ و جلف الخبز و الماء۔ رواه الترمذی (حدیث:۴۸۲)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ جلف الخبز کی مراد میں شارحین کے اقوال تحریر کریں۔ زھد سے متعلق کتاب میں موجود تین احادیث لکھیں۔

﴿خلاصہ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② جلف الخبز کی مراد ③ زہد سے متعلق تین احادیث۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابن آدم ان چیزوں کے علاوہ اور کسی چیز پر اپنا حق نہیں رکھتا: گھر کہ جس میں وہ رہائش اختیار کرے (ایسا گھر جو رہائشی ضروریات کے بقدر ہو کہ سردی گرمی سے محفوظ رکھ سکے)۔ کپڑا جس سے وہ اپنا ستر چھپا سکے۔ خشک روٹی (جس سے وہ اپنی بھوک دفع کرسکے)۔ پانی (جس سے وہ اپنی پیاس بجھا سکے)۔

② جلف الخبز کی مراد:۔ مصنفؒ نے یہاں شارحینؒ وغیرہ کے تین اقوال ذکر کئے ہیں: امام لغت نضر بن شمیلؒ نے اس کا ترجمہ سوکھی روٹی یعنی بغیر سالن خشک روٹی کیا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے مراد موٹی روٹی ہے۔ علامہ ہرویؒ نے فرمایا کہ اس سے مراد روٹی کا برتن یعنی بورے تھیلے وغیرہ ہیں۔

③ زہد سے متعلق تین احادیث:۔ اللھمّ لا عیش الّا عیش الاٰخرة (زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے)۔

اَلدُّنیا سجن المؤمن و جنّة الکافرِ (دنیا مؤمن کیلئے قیدخانہ اور کافر کیلئے جنت ہے)۔
لَا تتّخِذوا الضَّیعة فترغبوا فی الدنیا (جائیدادیں نہ بناؤ ورنہ آخرت میں تمہاری رغبت بڑھ جائے گی)۔

الشق الثانی .....عَنْ ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من سأل الناس تکثّرًا فانّما یسأل جمرًا فَلْیَسْتَقِلّ او لِیَسْتَکْثِرْ ۔ رواہ مسلم (حدیث:۵۳۲)

حدیث کا ترجمہ کریں۔تشریح کریں۔قناعت سے متعلق کتاب کی تین احادیث تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہے:① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ قناعت سے متعلق تین احادیث۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مال کی کثرت کیلئے لوگوں سے سوال کرتا ہے تو وہ آگ کے انگارہ کا سوال کرتا ہے خواہ کم طلب کرے یا زیادہ طلب کرے۔

② حدیث کی تشریح:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بلاضرورت محض اپنے مال میں اضافہ کرنے کیلئے لوگوں سے بھیک مانگتا ہے تو وہ مال جمع نہیں کررہا بلکہ آگ کے انگارے جمع کررہا ہے، اب اسکی مرضی ہے کہ کوئی حقیر و کمتر چیز طلب کرے یا قیمتی و اعلیٰ چیز طلب کرے، جس نوعیت کی چیز طلب کرے گا اسی اعتبار سے انگاروں میں اضافہ کرے گا۔

③ قناعت سے متعلق تین احادیث:۔ ①لا تزال المسئلة باحدکم حتّی یلقی اللّٰہ تعالٰی و لیس فی وجھه مُزْعَةُ لحمٍ (جو شخص تم میں سے برابر سوال کرتا رہے گا وہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو اسکے چہرہ پر گوشت کی بوٹی نہ ہوگی)

②لیس الغنٰی عن کثرۃ العرض ولٰکنّ الغِنی غنی النفس (غِنٰی مال واسباب کی کثرت کا نام نہیں، غنی تو نفس کے استغناء کا نام ہے)

③قد افلح من اسلم و رُزق کفافا وقنّعه اللّٰہ بما آتاہ (وہ شخص کامیاب ہوگیا جو اسلام لایا اور اُسے بقدرِ ضرورت رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اُسے جو کچھ دیا اس پر اُسے قناعت کی توفیق بھی عطاء کی)

﴿ریاض الصالحین﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل .....عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَوْ اَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِیًا مِنْ ذَھَبٍ اَحَبَّ اَن یَّکُوْنَ لَهٗ وَادِیَانِ وَ لَنْ یَّمْلَأَ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ۔ (حدیث:۲۳،۲۴)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ یَضْحَکُ اللّٰہُ (سبحانه و تعالٰی) اِلٰی رَجُلَیْنِ یَقْتُلُ اَحَدُھُمَا الْاٰخَرَ یَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُ ھٰذَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیُقْتَلُ ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی الْقَاتِلِ فَیُسْلِمُ فَیُسْتَشْھَدُ ۔

احادیث پر اعراب لگا کر بامحاورہ ترجمہ کریں۔ لَنْ یَّمْلَأَ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ اور یَضْحَکُ اللّٰہُ (سبحانه و تعالٰی) اِلٰی رَجُلَیْنِ کا مطلب واضح کریں۔وَادِیَان، لَنْ یَّمْلَأَ، یَتُوْبُ، یُسْلِمُ ، یُسْتَشْھَدُ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① احادیث پر اعراب ② احادیث کا ترجمہ ③ جملوں کا مطلب ④ وَادِیَان، لَنْ یَّمْلَأَ، یَتُوْبُ، یُسْلِمُ ، یُسْتَشْھَدُ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ① احادیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② احادیث کا ترجمہ:۔ (پہلی حدیث کا ترجمہ و پہلے جملہ کا مطلب کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثالث ۱۴۲۳ھ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ دو آدمیوں کو دیکھ کر ہنسیں گے، ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کرے گا، اسکے باوجود وہ دونوں جنت میں داخل ہونگے: ایک اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوگیا ، پھر اللہ تعالیٰ نے قاتل کو توفیق دی اور وہ اسلام لے آیا (پھر وہ بھی جہاد کرتا رہا) اور اللہ کے راستہ میں شہید ہوگیا۔

③ یَضْحَکُ اللّٰہُ (سبحانه و تعالٰی) اِلٰی رَجُلَیْنِ کا مطلب:۔ ضحک سے مراد راضی ہونا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمتِ

0313 6357913 maktabah

خاصہ کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوں گے اور ان سے راضی ہو کر ان کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

④ **وَادِیَان، لَنْ یَّمَلَّا، یَتُوْبُ، یُسْلِمُ، یُسْتَشْهَدُ** کی لغوی وصرفی تحقیق:۔

وَادِیَان: یہ وَادِیٌ کا تثنیہ ہے بمعنی وادی۔ پہاڑوں کے درمیان کشادگی جو پانی کی گزرگاہ ہو۔

لَنْ یَّمَلَّا: صیغہ واحد مذکر غائب بحث نفی تاکید بلن معلوم از مصدر **مَلًّا مَلَالَۃً** (فتح۔مہموز) بمعنی بھرنا۔

یَتُوْبُ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع معلوم از مصدر **تَوْبًا تَوْبَۃً** (نصر۔اجوف) متوجہ ہونا۔نادم وپشیمان ہونا۔

یُسْلِمُ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع معلوم از مصدر **اسلامًا** (افعال۔صحیح) مطیع ہونا۔ دین اسلام اختیار کرنا۔

یُسْتَشْهَدُ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع مجہول از مصدر **استشهادًا** (استفعال۔صحیح) بمعنی قتل وشہید کیا جانا۔

الشق الثانی.....**عَنْ عَائِشَۃَ ؓ انّ النبی ﷺ دخل علیها و عندها امرأۃ قال من هٰذه؟ قالت هٰذه فلانۃ تُذْکَرُ من صلاتها قال:مَہ، علیکم بما تطیقون، فواللّٰه لا یَمَلُّ اللّٰه حتّٰی تَمَلُّوْا وکان احبُّ الدین الیه ما داوم صاحبه علیه۔ متفق علیه** (حدیث:۱۴۲)

حدیث کا بامحاورہ ترجمہ کریں۔کیا شرعی نقطۂ نظر سے عبادات میں اعتدال محمود ہے یا نہیں؟۔آخری جملہ **فواللّٰه لا یَمَلُّ اللّٰه حتّٰی تَمَلُّوْا الخ** کا مطلب واضح کریں۔ **مَہ، تُطِیْقُوْنَ، لَایَمَلُّ، اَحَبُّ** کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① حدیث کا ترجمہ ② عبادات میں اعتدال محمود ہونے کی وضاحت ③**فواللّٰه لا یَمَلُّ اللّٰه حتّٰی تَمَلُّوْا الخ** کا مطلب ④**مَہ، تُطِیْقُوْنَ، لَایَمَلُّ، اَحَبُّ** کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے،اس حال میں کہ ان کے پاس ایک عورت موجود تھی، آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ جس کی نماز کے تذکرے وچرچے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ رُک جاؤ،تم پر وہ لازم ہے (خود پر وہ لازم کرو) جس کی تم طاقت رکھتے ہو،قسم بخدا! اللہ تعالیٰ کو اُکتاہٹ وتھکاوٹ نہیں ہوتی، البتہ تم تھک جاؤ گے۔اور آپ ﷺ کو وہ عمل زیادہ محبوب وپسند تھا جس عمل کا کرنے والا اس پر ہمیشگی اختیار کرے۔

② عبادات میں اعتدال محمود ہونے کی وضاحت:۔ سابقہ امتوں میں ایک طرف تو یہ نظر آئے گا کہ اپنی شریعت کے احکام کو چند ٹکوں کے بدلے فروخت کیا جاتا ہے رشوتیں لے کر آسمانی کتاب میں ترمیم کی جاتی ہے یا غلط فتوے دیئے جاتے ہیں اور طرح طرح کے حیلے بہانے کر کے شرعی احکام کو بدلا جاتا ہے عبادت سے پیچھا چھڑایا جاتا ہے اور دوسری طرف عبادت خانوں میں آپ کو ایسے لوگ بھی نظر آئیں گے جنہوں نے ترکِ دنیا کر کے رہبانیت اختیار کر لی وہ خدا کی دی ہوئی حلال نعمتوں سے بھی اپنے آپ کو محروم رکھتے اور سختیاں جھیلنے ہی کو عبادت وثواب سمجھتے ہیں۔

امت محمدیہ نے اس کے خلاف ایک طرف رہبانیت کو انسانیت پر ظلم قرار دیا اور دوسری طرف احکام خدا ورسول پر مرمٹنے کا جذبہ پیدا کیا اور قیصر وکسری کے تخت وتاج کے مالک بن کر دنیا کو یہ دکھلا دیا کہ دیانت وسیاست میں یا دین ودنیا میں بیر وضد نہیں ہے مذہب صرف مسجدوں یا خانقاہوں کے گوشوں کیلئے نہیں آیا بلکہ اس کی حکمرانی بازاروں اور دفتروں پر بھی ہے اور وزارتوں اور امارتوں پر بھی اس نے بادشاہی میں فقیری اور فقیری میں بادشاہی سکھلائی۔(معارف القرآن)

مشہور واقعہ ہے کہ تین صحابی ازواج مطہرات ؓ کی خدمت میں رسول اللہ ﷺ کی عبادت کا حال معلوم کرنے کیلئے حاضر ہوئے جب ان لوگوں کو آپ ﷺ کی عبادت کا حال معلوم ہوا تو اسے انہوں نے کم خیال کرتے ہوئے کہا کہ کہاں ہم اور کہاں رسول اللہ ﷺ؟ یعنی عبادت کے مقابلہ میں ہمیں سرکار دو عالم ﷺ کی ذات اقدس سے کیا نسبت؟ اسلئے کہ آپ ﷺ کو اتنی بھی عبادت کی حاجت نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ سراپا معصوم اور مغفور ہیں آپ ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہ بارگاہ الوہیت میں سے پہلے ہی بخش دیئے گئے ہیں۔چنانچہ ان تینوں نے حسب طبیعت ایک ایک چیز کو اپنے اوپر لازم کر لیا اور یہ خیال کیا کہ عبادت میں اتنی زیادتی عرفانِ حق کا باعث اور تقرب الی اللہ کا واحد ذریعہ ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس سے منع فرما دیا اسلئے کہ عبادت وہی معتبر اور

قابل تحسین ہوگی جو اللہ اور اللہ کے رسول کی قائم کردہ حدود کے اندر ہو اور جتنی عبادت کیلئے بندہ کو مکلّف کیا گیا ہے اتنی عبادت ہی تقرب الی اللہ کا باعث ہوگی، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے زیادہ ڈرتا ہوں، تقوی تم سے زیادہ اختیار کئے ہوئے ہوں، اللہ کا خوف میرے دل میں تم سے زیادہ ہے لیکن اس کے باوجود بھی میری عبادت اور میری ریاضت ان ہی حدود کے اندر ہے جو اللہ نے قائم کردی ہے، اسلئے میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور سونے کے وقت سوتا بھی ہوں اور بتقاضۂ فطرت عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ چنانچہ کمال انسانیت یہی ہے کہ بندہ علائق سے تعلق رکھے، عورتوں سے نکاح بھی کرے لیکن اس شان کے ساتھ کہ ایک طرف تو ان کے حقوق میں ذرہ برابر بھی کمی نہ ہو اور دوسری طرف حقوق اللہ میں بھی فرق نہ آئے اور نہ توکل کا دامن ہاتھ سے چھوٹے، اسی چیز کو رسول اللہ ﷺ نے پورے کمال کے ساتھ عملی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کردیا تاکہ امت بھی اسی طریقہ پر چلتی رہے اور پھر آخر میں آپ ﷺ نے صاف طور پر اعلان فرمادیا کہ یہ میرا طریقہ ہے اور یہی میری سنت ہے، اب جو آدمی میری سنت سے انحراف کرتا ہے وہ میری بتائی ہوئی حدود سے تجاوز کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ میری سنت اور میرے طریقہ سے بیزاری و بے رغبتی کررہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایسا آدمی میری جماعت سے خارج ہے اسے مجھ سے اور میری جماعت سے کوئی نسبت نہیں۔ اس ارشاد نے اس طرف بھی اشارہ کردیا کہ علائق دنیا سے بالکل منہ موڑ لینا اور رہبانیت کا طریق اختیار کرلینا جائز نہیں ہے اسلئے کہ اس سے نہ صرف یہ کہ انسانی زندگی کا شیرازہ بکھر جائے گا بلکہ حقوق اللہ کی ادائیگی میں بھی کوتاہی ہوگی اور عبادت کا جو اصلی حق ہے وہ ادا نہیں ہوگا۔ لہٰذا اولی یہی ہے کہ جو عبادت آنحضرت ﷺ سے منقول ہو اور جس طرح ثابت ہو اسی طرح ادا کرے اس میں اپنی طرف سے کمی زیادتی نہ کرے۔ (شرح مشکوٰۃ مترجم)

③ **فواللہ لا یَمَلُّ اللّٰہ حتّٰی تَمَلُّوْا الخ** کا مطلب:۔ اللہ تعالی کو تمہیں اجر وثواب وبدلہ دیتے ہوئے اُکتاہٹ وبیزاری نہیں ہوتی کہ وہ تمہیں تمہارے اعمال کا اجر وثواب اور بدلہ دینے سے تھک جائے، یا اُکتاجائے، یا بدلہ دینے سے عاجز آجائے، یا اسکے خزانے ختم ہوجائیں، البتہ تم ہی عمل پر دوام اختیار نہ کرسکو گے اور اُکتاہٹ کا شکار ہوکر عمل چھوڑ دو گے، لہٰذا وہی عمل کرو جس پر ہمیشگی کی طاقت ہو، کیونکہ پسندیدہ عمل وہی ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ وہ تھوڑا ہو۔

④ **مَہ، تُطِیْقُوْنَ، لَایَمَلُّ، اَحَبُّ** کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ **مَہ**: یہ اسم فعل بمعنی نہی حاضر (رُک جا) زجر وتوبیخ کیلئے ہے۔

تُطِیْقُوْنَ: صیغہ جمع مذکر حاضر بحث فعل مضارع معلوم از مصدر **اِطَاقَۃً** (افعال۔اجوف) بمعنی قادر ہونا۔ طاقت رکھنا۔

لَایَمَلُّ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل منفی مضارع معلوم از مصدر **مَلًّا مَلَالًا** (سمع۔مضاعف) بمعنی زچ ہونا۔ اُکتاجانا۔

اَحَبُّ: صیغہ واحد مذکر بحث اسم تفضیل از مصدر **حُبًّا** (ضرب۔مضاعف) بمعنی محبت کرنا۔ رغبت کرنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٤٣ھ

الشق الاوّل .....**عَنِ اَبِیْ عُمَارَۃَ الْبَرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَھَانَا عَنْ سَبْعٍ، اَمَرَنَا بِعِیَادَۃِ الْمَرِیْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَۃِ وَتَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ وَ اِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَ اِجَابَۃِ الدَّاعِیْ وَ اِفْشَاءِ السَّلَامِ وَنَھَانَا عَنْ خَوَاتِیْمِ اَوْتَخَتُّمٍ بِالذَّھَبِ اَوْ حَلْقَۃِ الذَّھَبِ وَعَنْ شُرْبٍ بِالْفِضَّۃِ وَ عَنِ الْمَیَاثِرِ الْحُمُرِ وَ عَنِ الْقَسِّیِّ وَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالدِّیْبَاجِ . وفی روایۃ وَ اِنْشَادِ الضَّالَّۃِ فِی السَّبْعِ الْاَوَلِ .** (حدیث:٢٣٩)

حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کریں۔ حدیث میں مذکور اوامر ونواہی کی تشریح کریں۔ **وفی روایۃ: و انشاد الضالّۃ فی السبع الاول** کا مطلب واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② مذکورہ اوامر ونواہی کی تشریح ③ **وفی روایۃ: و انشاد الضالّۃ فی السبع الاول** کا مطلب۔

جواب ..... ① **حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت ابوعمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات ہی چیزوں سے منع کیا: حکم دیا ہمیں مریض کی عیادت کا، جنازہ کے پیچھے جانے کا، چھینکنے والے کی چھینک کے جواب کا، قسم اٹھانے والے کی قسم پوری کرنے کا، مظلوم کی مدد کرنے کا، دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنے کا اور سلام پھیلانے کا، اور روکا ہمیں سونے کی انگوٹھی سے یا سونے کے حلقہ سے اور چاندی کے برتن میں پینے سے، سرخ ریشمی گدوں پر بیٹھنے سے، قسی کا کپڑا، ریشم، دیباج، استبرق کے پہننے سے۔ ایک روایت میں پہلی سات اشیاء میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنا شامل ہے۔

② **مذکورہ اوامر ونواہی کی تشریح:۔** اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے سات چیزوں کے کرنے کا حکم دیا اور سات چیزوں سے ہی منع فرمایا ہے اور دوسری حدیث میں ان اوامر کو حق المسلم سے تعبیر کیا گیا ہے کہ یہ اوامر ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان کے ذمہ حقوق لازمہ میں سے ہیں۔ ① مسلمان بھائی بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت یعنی بیمار پُرسی کی جائے، بیماری پر تسلی دی جائے، صحت یابی کی دعا کی جائے۔ ② مسلمان بھائی کا انتقال ہو جائے تو نمازِ جنازہ، تجہیز و تکفین میں شرکت کی جائے، احادیث میں نمازِ جنازہ میں شرکت پر ایک قیراط اور کفن دفن میں شرکت پر مزید ایک قیراط ثواب کا ذکر ہے۔ ③ چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دیا جائے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی چھینک کے جواب میں تم بھی چھینک مارو بلکہ مطلب یہ ہے کہ چھینکنے والے کو چاہیے کہ جب چھینک آئے تو "**الحمدللّٰہ**" کہے اور سننے والے کو چاہیے کہ اس کی چھینک کا جواب دے یعنی اس کے جواب میں "**یرحمك اللّٰہ**" کہے اور چھینکنے والے کو چاہیے کہ اس کے جواب میں پھر "**یھدیکم اللّٰہ ویصلح لکم بالکم**" کہے۔ ④ قسم کھانے والے کی قسم کو پورا کرنا یعنی اگر کوئی مسلمان بھائی کسی معاملہ پر قسم اٹھائے تو مسلمان کو چاہیے کہ اس کی قسم کو پورا کرنے میں اس کے ساتھ تعاون کریں یعنی اس کے ساتھ آسانی کا معاملہ کریں، اس کے ساتھ ایسا رویہ اختیار نہ کریں کہ جس کی وجہ سے تنگ ہو کر اسے قسم میں حانث ہونا پڑے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی قسم میں حانث ہو جائے تو کفارہ ادا کرنے میں اس کا تعاون کرو۔ ⑤ مظلوم کی مدد اور نصرت کی جائے، اسکے ظلم کے خاتمہ اور اسکی مشکل کو حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ ⑥ دعوت دینے والے کی دعوت قبول کی جائے، امیری غریبی کو نہ دیکھا جائے، حوصلہ افزائی کرتے ہوئے دعوت میں شرکت کی جائے۔ ⑦ سلام پھیلانے کا بھی حکم دیا گیا ہے، سلام کرنا سنت ہے اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے۔ سلام کرنے والے کیلئے نوّے اور جواب دینے والے کیلئے دس نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

آنحضرت e نے سات چیزوں سے منع بھی فرمایا: مرد کیلئے سونے کی انگوٹھی و زیور کے استعمال سے منع فرمایا۔ چاندی کے برتن استعمال کرنے سے منع فرمایا۔ سرخ ریشمی گدوں پر بیٹھنے سے، حریر، دیباج، استبرق اور قسی کا کپڑا استعمال کرنے سے بھی منع فرمایا۔

حریر، دیباج و استبرق میں فرق: حریر وہ کپڑا جو نرم ریشم سے بنایا گیا ہو۔ استبرق وہ کپڑا جو سخت موٹے ریشم سے بنا ہوا ہو اور دیباج وہ کپڑا جو پتلے ریشم سے بنا ہوا ہو۔

حریر عام ہے دیباج اور استبرق اس کی دو عمدہ قسمیں ہیں۔

قسی ایک کپڑے کا نام ہے جو ریشم اور کتان سے بُنا جاتا تھا اور یہ بھی ریشم کی کثرت کی وجہ سے مردوں کے لئے ممنوع اور منھی عنہ ہے اور قس مصر کے ایک علاقہ کا نام ہے یہ کپڑا ابتداءً چونکہ اسی علاقہ میں کثرت سے بنتا تھا اس وجہ سے اس کو قسی کہتے ہیں۔

چاندی کے برتن استعمال کرنے کی ممانعت عمومی ہے اور باقی سونا و ریشم والی چیزوں کی ممانعت صرف مردوں کیلئے ہے عورتوں کیلئے ان کا استعمال درست ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ **وفی روایۃ: و انشاد الضالّۃ فی السبع الاول کا مطلب:۔** آنحضرت ﷺ نے جن سات چیزوں کا حکم دیا ایک روایت کے مطابق ان سات اشیاء میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنا بھی شامل ہے، یعنی کسی کو کوئی گمشدہ گری پڑی چیز راستہ وغیرہ میں کہیں مل جائے تو اس کا اعلان و تشہیر کروائے، تاکہ وہ چیز مالک تک پہنچ جائے۔

الشق الثانی.....عن ابن عمرؓ انّ رسول اللّٰہ ﷺ قال: المسلم اخو المسلم لایَظْلِمُہ و لایَسْلِمُہ ، من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللّٰہ فی حاجتہ و من فرّج عن مسلم کُرْبَۃً فرج اللّٰہ عنہ بھا کربۃ من کُرَبِ یوم

القیامة و من ستر مسلما ستره اللّٰه یوم القیامة۔

عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه ﷺ المسلم اخو المسلم لا یخونه ولا یکذّبه ولا یخذُله، کلّ المسلم علی المسلم حرام عرضه وماله و دمه ، التقوی ههُنا ، بحسب امرئٍ من الشر ان یحقر اخاه المسلم ۔(حدیث:۲۳۳۴ ، ۲۳۵)

احادیث کا سلیس ترجمہ کریں۔احادیث کی تشریح کریں۔ لایسلمه، فرج، لایخذله، لایحقر کی صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① احادیث کا ترجمہ ②المسلم اخو المسلم لایَظْلِمُه و لایَسْلِمُه کی تشریح ③لایسلمه، فرج، لایخذله، لایحقر کی صرفی تحقیق۔

جواب ..... ① احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:مسلمان مسلمان کا بھائی ہے،نہ اس پر ظلم کرے،نہ اسکی مدد چھوڑ کر اسکو دشمن کے حوالہ کرے، جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں ہوتا ہے اللہ تعالی اسکی حاجات کو پورا کرتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان سے کوئی مصیبت دور کرتا ہے اللہ تعالی اسکی قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور کرتا ہے، جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالی قیامت کے دن اسکی پردہ پوشی کرے گا۔

(**نوٹ**: دوسری حدیث کا ترجمہ وتشریح کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۴۰ھ)۔

② المسلم اخو المسلم لایَظْلِمُه و لایَسْلِمُه کی تشریح:۔ ارشادِ نبوی کا حاصل یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، بھائی ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر ظلم نہ کرے، کوئی دوسرا اس پر ظلم کرے تو اسکی مدد کرے، اسکی مدد چھوڑ کر اسکو دشمن کے سپرد نہ کرے، اس کو کسی چیز کی حاجت وضرورت ہو تو اسکی حاجت وضرورت کو پورا کرے اسلئے کہ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت کو پورا کرتا ہے اللہ تعالی اسکی حاجات کو پورا کرتا ہے، اگر مسلمان بھائی کسی مصیبت ومشکل میں پھنس جائے تو اسکی مصیبت ومشکل کو حل کرنے کی کوشش کرے اسلئے کہ جو شخص کسی مسلمان سے کوئی مصیبت دور کرتا ہے تو اللہ تعالی اسکی قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور کرے گا، مسلمان بھائی کے کسی عیب پر مطلع ہو تو اسکے چرچے نہ کرتا پھرے، پردہ پوشی کرے اسلئے کہ جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالی قیامت کے دن ستّاری کا معاملہ کرتے ہوئے اسکی پردہ پوشی کرے گا۔

③ لایسلمه، فرج، لایخذله، لایحقر کی صرفی تحقیق:۔ فَرْجٌ: یہ باب ضرب کا مصدر ہے بمعنی کھولنا۔دور کرنا۔زائل کرنا۔

لَا یُسْلِمُ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث منفی مضارع معلوم از مصدر اِسْلَام (افعال۔صحیح) بمعنی سپرد کرنا۔

لَایَخْذُلُهٗ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث منفی مضارع معلوم از مصدر خَذْلًا (نصر۔صحیح) بمعنی مدد چھوڑنا۔

لَایَحْقِرُ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث منفی مضارع معلوم از مصدر حَقْرًا (ضرب۔صحیح) بمعنی چھوٹا وذلیل سمجھنا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل .....عن ابی هریرة انّ رجلاً قال یا رسول اللّٰه! انّ لی قرابةً اَصِلُهم و یقطعونی و احسن الیهم و یسیئون الیّ و اَحْلُمُ عنهم و یجهلون علیّ فقال لئن کنتَ کما قلتَ فکانّما تُسِفُّهم المَلَّ و لا یزال من اللّٰه معك ظهیر علیهم ما دمتَ علی ذٰلك ۔ رواه مسلم۔ (حدیث:۳۱۸)

حدیث کا ترجمہ کریں۔روایت بالا کو مدنظر رکھتے ہوئے دوسروں کی جانب سے دی جانے والی تکالیف پر صبر کرنے کی فضیلت بیان کریں۔ قرابة، تسفّ، ظهیر کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

0313 6357913 maktabazaidiyah@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① حدیث کا ترجمہ ② دوسروں کی جانب سے دی جانے والی تکالیف پر صبر کرنے کی فضیلت ③قرابة، تسفّ، ظهیر کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ کمامرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۴۲ھ۔

② دوسروں کی جانب سے دی جانے والی تکالیف پر صبر کرنے کی فضیلت:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ جو شخص قرابتداروں کے بُرے سلوک اور تکالیف پر صبر کرتا ہے، حلم وبردباری اور درگزر کا رویہ اختیار کرتا ہے، اللہ کی مدد ونصرت

ہمیشہ ان کے خلاف اسکے شاملِ حال رہتی ہے جو ان کی ایذاء اور شر سے اسکی حفاظت کرتی ہے۔

③ قرابة، تسف، ظهير کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ **قَرَابَةٌ:** اسم بمعنی رشتہ داری۔

تُسِفُّ: صیغہ واحد مذکر حاضر بحث فعل مضارع معلوم از مصدر **اِسْفَافًا** (افعال۔مضاعف) بمعنی پھانکنا۔

ظَهِيْرٌ: یہ صفت کا صیغہ ہے از مصدر **ظَهَارَةً** (نصر۔صحیح) بمعنی مددگار ہونا۔مضبوط پیٹھ والا ہونا۔

الشق الثاني.....عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ اَحَبَّكُمْ اِلَيَّ وَاَقْرَبَكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا وَاِنَّ اَبْغَضَكُمْ اِلَيَّ وَاَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ۔

مذکورہ حدیث پر حرکات لگا کر ترجمہ کریں۔مذکورہ حدیث کی تشریح اور **ثرثرہ** کے کچھ نقصانات تحریر کیجئے۔ **ثرثارون، متشدقون** اور **متفيهقون** کی لغوی تحقیق کیجئے۔(حدیث:۶۳۱)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں:① حدیث پر اعراب ② حدیث کا ترجمہ ③ حدیث کی تشریح وثرثرہ کے نقصانات ④ **ثرثارون، متشدقون** اور **متفيهقون** کی لغوی تحقیق۔

جواب.....① حدیث پر اعراب:۔ **كما مرّ في السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ نزدیک تمام امت میں سے وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہونگے اور میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض و مجھے انتہائی ناپسند اور روزِ محشر مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو بات کرتے ہوئے منہ بھر لیتے ہیں اور فخریہ گفتگو کرتے ہیں اور اپنی بڑائی ظاہر کرنے و برتری جتلانے کیلئے متکبرانہ انداز سے گفتگو کرتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ثرثارون ومتشدقون کا تو ہمیں علم ہے، **متفيهقون** کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تکبر کرنے والے۔

③ حدیث کی تشریح و**ثرثرہ** کے نقصانات:۔ حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ نزدیک تمام امت میں سے وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق اچھے ہونگے خواہ اپنا ہو یا بیگانہ ہو جس نے لوگوں سے اچھا معاملہ کیا اور ہر ایک سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آیا وہ شخص روزِ قیامت میرے سب سے زیادہ نزدیک ہوگا۔اور جو شخص لوگوں کے ساتھ غلط اخلاق سے پیش آیا، بلا سوچے سمجھے گفتگو کی بلا احتیاط منہ سے بات نکال ڈالی اور بات کرتے ہوئے بھی تکبر کیا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھا تو ایسا شخص میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض اور مجھے انتہائی ناپسند ہے اور روزِ محشر ایسا شخص مجھ سے سب سے زیادہ دور ہوگا۔

① ثرثرۃ کا سب سے پہلا نقصان یہ ہے کہ اس نے اپنا سب سے قیمتی سرمایہ وقت ضائع کیا۔② دوسرا نقصان یہ کہ لوگوں کی نظروں سے اس کا مقام و مرتبہ ختم ہوگیا اور اسے پاگل وفارغ سمجھا جاتا ہے۔③ دنیا تو گئی ہی تھی آخرت بھی برباد ہوئی کہ ایسا شخص آپ ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض وناپسند ہے اور جو آپ ﷺ کو ناپسند و مبغوض ہے وہ عنداللہ بھی مبغوض وناپسند ہے (**اعاذنا اللّٰه منه**)۔

④ مذکورہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ **ثرثارون: ثرثرة** سے ماخوذ ہے اس کا معنی کثرتِ کلام ہے، ثرثارون وہ لوگ جو تکلفاً کثرت سے واہی تباہی فضول بک بک کرنے والے ہیں۔

المتشدّقون: تشدق سے ماخوذ ہے بمعنی متکلف لوگوں سے ایسی کلام کرنا جو فصاحت و بلاغت سے مزین ہو اور لوگوں کے ساتھ ٹھٹھہ مذاق کرنا۔

المتفيهقون: فهق سے ماخوذ ہے بمعنی تکبر کرنا۔دوسروں پر اپنی برتری و بڑائی جتلانے کیلئے متکبرانہ کلام کرنا۔

﴿رياض الصالحين﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل.....عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوْعَكُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تُوْعَكُ

وَعُكًا شَدِيْدًا قَالَ : اَجَلْ ، اِنِّيْ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ ،قُلْتُ: ذٰلِكَ اَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ؟ قَالَ:اَجَلْ، ذٰلِكَ كَذٰلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهٗ اَذًى شَوْكَةٍ فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّاٰتِهٖ وَحُطَّتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ۔ (حدیث:۳۹،۳۸)

احادیث کا ترجمہ کریں،الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔دوسری حدیث کی تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:①

جواب ..... ① دوسری حدیث کا ترجمہ وتشریح۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اللہ تعالی جس شخص کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اس کو مصائب میں مبتلا رکھتے ہیں۔

اللہ تعالی جس شخص کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اس کو مصائب میں مبتلا کرتے ہیں، چنانچہ وہ تکالیف' مصائب' بیماری اور جان و مال کے نقصان میں اللہ تعالی کی طرف رجوع کرتا ہے، اسکے سامنے آہ وزاری' دعا والتجاء کرتا ہے، جس کی وجہ سے اسکے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں اور آخرت کے درجات بھی بلند ہوتے ہیں۔سب سے بڑھ کر یہ کہ اُسے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

بقیہ جواب کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول۱۴۲۸ھ۔

الشق الثانی.....وعن ابی موسٰی عبدِ اللّٰہ بنِ قیسِ الاشعریؓ عن النبیِّ ﷺ قال: انّ اللّٰہ تعالٰی یبسط یدہٗ باللیل لیتوب مسیئ النھار ویبسط یدہٗ بالنھار لیتوب مسیئ اللیل حتّٰی تطلعَ الشمسُ من مغربھا۔ وعن اَبِیْ عبدِ الرحمٰنِ عبدِ اللّٰہِ بنِ عمرَ بنِ الخطابؓ عن النبی ﷺ قال: اِنّ اللّٰہ عز وجلّ یَقْبَلُ توبۃَ العبدِ مَالَمْ یُغَرْغِرْ۔(حدیث:۱۶،۱۸)

مذکورہ احادیث کا ترجمہ لکھ کر احادیث کی تشریح کیجئے۔توبہ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے توبہ کی شرائط کی تفصیل بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① احادیث کا ترجمہ ② احادیث کی تشریح ③ توبہ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے توبہ کی شرائط کی تفصیل بیان کریں۔

جواب ..... ① احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک ہر رات اللہ تعالی اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن بھر گناہ کرنے والا رات کو توبہ کرلے اور دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات بھر گناہ کرنے والا توبہ کرلے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بندہ پر عالمِ نزع طاری ہونے تک اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ قبول کرتے رہتے ہیں۔

② احادیث کی تشریح:۔ پہلی حدیث کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں تاکہ دن ورات بھر گناہ کرنے والے اپنے گناہ سے توبہ کرتے ہوئے اپنے رب کی طرف لوٹ آئیں۔

اللہ تعالی کیسے ہاتھ پھیلاتے ہیں؟ یہ متشابہات میں سے ہے،بعض محدثین نے کہا کہ یہ مانگنے سے کنایہ ہے، یہ لوگوں کی عادت ہے کہ جب کسی سے کوئی چیز مانگتا ہے تو اسکے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے اسی طرح اللہ تعالی بھی ہاتھ پھیلاتے ہیں تاکہ بندے توبہ کرلیں۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہاں ہاتھ پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اپنی مغفرت اور رحمت کی آغوش میں لینا چاہتے ہیں۔

مغرب سے سورج نکلنے تک توبہ قبول ہوتی رہے گی، جب سورج مغرب سے نکلے گا تو اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا۔

معلوم ہوا کہ خواہ دن ہو یا رات ہو اللہ تعالی آدمی کی توبہ قبول کرتا رہتا ہے۔توبندے کو بھی ہر وقت اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتے رہنا چاہئے۔نیز اس حدیث سے باری تعالیٰ کے حلم و بردباری کا بھی علم ہوا کہ بندوں کے گناہ کے فوراً بعد سزا نہیں دیتے بلکہ اسکی توبہ کا انتظار کرتے ہیں کہ وہ کب توبہ کرے اور میں معاف کردوں۔

دوسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب تک بندہ کی روح حلق تک نہ پہنچ جائے اور اس کو اپنی موت کا یقین نہ ہوجائے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرتے ہوئے اسکو معاف کرتے رہتے ہیں۔

③ توبہ کا مفہوم وشرائط:۔ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۴۲ھ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل.....عن ابی المنذرِ اُبیّ بنِ کعبؓ قال: کانَ رجلٌ لَا اَعْلَمُ رجلًا اَبْعَدَ من المسجدِ منهُ وکانَ لَاتُخْطِئُهُ صَلَاۃٌ فقیل له او فقلتُ له: لو اشتریتَ حمارًا تَرْکَبُهُ فِی الظُّلْمَاءِ و فی الرَّمْضَاءِ ؟ فقال مَا یَسُرُّنِیْ انّ مَنْزِلِیْ اِلٰی جَنْبِ المسجدِ اِنِّیْ اُرید اَنْ یُکْتَبَ لی مَمْشَایَ اِلَی الْمَسْجِدِ و رُجُوْعِیْ اِذَا رَجَعْتُ الٰی اَھْلِی، فقالَ رسولُ اللّٰہِ ﷺ: قد جَمَعَ اللّٰہُ لَکَ ذٰلِکَ کُلَّہ ۔(حدیث:۱۳۷)

روایت کا مطلب خیز ترجمہ کیجیے۔خط کشیدہ جملوں کی وضاحت کیجیے۔الظلماء،الرمضاء،ممشای کا لغوی ومرادی معنی ذکر کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① روایت کا ترجمہ ② خط کشیدہ جملوں کی وضاحت ③ الظلماء، الرمضاء ، ممشای کا لغوی ومرادی معنی۔

جواب..... ① روایت کا ترجمہ:۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی کا گھر مسجد سے اتنا دور تھا کہ میرے علم میں کسی دوسرے انسان کا گھر اتنا دور نہیں تھا اور اس کی کوئی نماز مسجد سے خطا نہ ہوتی، چنانچہ اس سے کہا گیا یا میں نے اس کو کہا کہ تو ایک گدھا خرید لے کہ اندھیرے اور گرمی میں اس پر سوار ہو کر مسجد آیا کرے، اس نے کہا مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو، میں چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کی طرف چل کر جانا اور واپس گھر آنا میرے نامۂ اعمال میں لکھا جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے لئے اللہ نے ان تمام چیزوں کو جمع کر دیا ہے۔

② خط کشیدہ جملوں کی وضاحت:۔ کانَ رجلٌ لَا اَعْلَمُ رجلًا اَبْعَدَ من المسجدِ منهُ..... میرے علم کے مطابق مسجد سے سب سے زیادہ دور اسی کا گھر تھا کسی کا گھر اتنا دور نہیں تھا اور اسکی کوئی بھی نماز مسجد سے خطا نہ ہوتی تھی، یعنی ہر نماز کیلئے وہ مسجد میں ہی حاضر ہوتا تھا۔

قد جمع اللّٰہ لک ذٰلِک کلہ: اللہ تعالی نے تمام چیزوں کو تیرے لئے جمع کر دیا ہے۔یعنی تیری نیت بھی اچھی ہے اور ارادہ بھی صحیح ہے اسلئے تجھے تیری نیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب بھی کامل ہوگا۔

③ الظلماء،الرمضاء ، ممشای کا لغوی ومرادی معنی:۔ مَمْشَایَ : یہ مصدر میمی ہے بمعنی چلنا۔

اَلرَّمْضَاءُ : بمعنی گرمی کی تیزی۔دھوپ کی تیزی کی وجہ سے گرم زمین۔اس سے ظہر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں۔

اَلظَّلْمَاءُ : بمعنی تاریکی ورات کا پہلا حصہ۔اس سے رات والی نمازیں یعنی فجر،عشا اور مغرب کی نمازیں مراد ہیں۔

الشق الثانی.....عن ابی امامۃؓ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ :یا ابنَ آدمَ اِنَّکَ اَنْ تَبْذُلَ الفضلَ خیرٌ لکَ واَنْ تُمْسِکَهُ شرٌّ لَکَ ولا تُلَامُ علی کَفافٍ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ ----- وعن عُبیدِ اللّٰہِ بْنِ مِحْصَنِ الانصاریِّ الْخُطْمِیِّؓ قال: قال رسولُ اللّٰہِ ﷺ:مَنْ اصبح منکم آمِنًا فی سِرْبِهٖ مُعَافًی فِیْ جَسَدِهٖ عِنْدَهٗ قُوْتُ یَوْمِهٖ فَکَاَنَّما حِیْزَتْ له الدنیا بِحَذَافِیْرِھَا ۔(حدیث:۵۱۰،۵۱۱)

مذکورہ احادیث کا ترجمہ کیجیے۔خط کشیدہ کلمات کا مطلب بیان کیجئے۔لاتلام، سرب ، معافی ، حیزت ، حذافیر کی لغوی وصرفی تحقیق کیجیے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① احادیث کا ترجمہ ② خط کشیدہ کلمات کا مطلب ③ لاتلام، سرب ، معافی ، حیزت ، حذافیر کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب..... ① احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے آدم کے بیٹے! اگر تو زائد مال خرچ کرے گا تو تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو اس کو روکے گا تو تیرے لئے بری بات ہے اور بقدرِ ضرورت مال رکھنے پر تجھے ملامت نہیں کی جائے گی اور (خرچ کرنے میں) ان لوگوں سے ابتدا کر جو تیرے اہل وعیال ہیں۔

حضرت عبداللہ بن محصن انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو صبح کرے اس حال میں کہ اپنی جان کے لحاظ سے امن والا ہے، اسکے جسم میں صحت موجود ہے اور اسکے پاس ایک دن کی خوراک موجود ہے تو گویا کہ تمام کی تمام دنیا اس کو دے دی گئی ہے۔

② خط کشیدہ کلمات کا مطلب:۔ **لا تُلَامُ علٰی کَفافٍ:** بقدرِ ضرورت و بقدرِ کفایت مال رکھنے پر ملامت نہیں کی جائے گی، یعنی بقدرِ ضرورت مال رکھ سکتے ہیں مگر خرچ کرنا سب سے بہتر و اولیٰ ہے۔

اِبْدَأْ بِمَنْ تَعُوْل: ضرورت سے زائد مال خرچ کرنے میں ان لوگوں سے ابتدا کر جو تیرے رشتہ دار اور اہل و عیال ہیں۔ رشتہ داری کا تقاضا یہ ہے کہ خرچ کرنے میں ان سے ابتداء کی جائے۔

من اصبح مِنکم آمِنا فِی سِربه: وہ صبح کرے اس حال میں کہ اپنی جان کے لحاظ سے امن میں ہو، اس کو کسی دشمن کی طرف سے کسی نقصان و ضرر کا خدشہ نہ ہو۔ یا مطلب یہ ہے کہ اس کو برے ماحول سے بچنے اور اپنی لغزشوں پر خدا سے توبہ کرنے کی وجہ سے آفات و بلیات کا خوف نہ ہو۔

حِیْزَتْ له الدنیا بِحَذَافِیْرِها : آدمی کو امن اور صحت کے ساتھ روزی بھی عافیت والی میسر آجائے تو گویا کہ اس کو ساری دنیا ہی مل گئی اور اگر امن یا صحت نہ ہو تو پھر دنیا بھر کے خزانے بھی اس آدمی کیلئے بے کار ہیں کیونکہ یہ دولت نہ اس کو امن فراہم کر سکتی ہے اور نہ اس کو صحت سے ہمکنار کر سکتی ہے۔

③ لاتلام، سرب، حیزت، حذافیر کی لغوی و صرفی تحقیق:۔ **سِرْبٌ:** بمعنی نفس، راستہ، دل۔ **سَرَبٌ:** بمعنی بل و سوراخ۔ تہہ خانہ۔
لَا تُلَامُ: صیغہ واحد مذکر حاضر فعل منفی مضارع مجہول از مصدر **لَأْمًا** (فتح۔ مہموز) کمینگی کی طرف منسوب کرنا۔ ملامت کرنا۔
حِیْزَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی مجہول از مصدر **حَوْزًا حِیَازَۃً** (نصر۔ اجوف) بمعنی جمع کرنا۔
حَذَافِیْرُ: یہ جمع ہے اس کا مفرد **حِذْفَارٌ حُذْفُوْرٌ** ہے بمعنی جماعتِ کثیرہ۔ کسی چیز کا کامل و مکمل حصہ۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل .....وعن ابی سعید الخدریؓ قال: کان رسولُ اللّٰہ ﷺ اَشَدَّ حیاءً من العَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِها فَاِذَا رأی شیئًا یَکْرَھُہٗ عرفناہ فی وجھه۔ قالَ العلماءُ حقیقۃُ الحیاءِ خُلُقٌ یَبْعَثُ علٰی ترکِ القبیحِ و یَمْنَعُ مِنَ التقصیرِ فی حق ذِی الحقِّ و رَوَیْنَا عَنْ ابی القاسم الجنیدؒ قال: الحیاءُ رؤیۃُ الآلاءِ ای النِّعَمِ و رؤیۃُ التَّقصیرِ فَیَتَوَلَّدُ بینھما حالۃٌ تسمّٰی حیاءً۔ (حدیث:۶۸۴)

روایت کا ترجمہ لکھئے۔ روایت کا مفہوم و حاصل بیان کیجئے۔ امام نووی کے قول قال العلماء الخ کی وضاحت کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① روایت کا ترجمہ ② روایت کا مفہوم و حاصل ③ امام نووی کے قول کی وضاحت۔

جواب ..... ① روایت کا ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیا والے تھے جو شرم و حیا کے پیش نظر پردے میں رہتی ہے، جب آپ ﷺ کسی چیز کو ناپسند سمجھتے تو ہم اس کی ناگواری کے اثرات کو آپ کے چہرہ انور سے پہچان لیتے۔ علماء فرماتے ہیں کہ حقیقت میں حیا ایسے کردار و وصف کا نام ہے جو قبیح چیزوں کے چھوڑنے پر آمادہ کرے اور صاحبِ حق کو حق پہنچانے میں سرزد ہونے والی کمی و کوتاہی سے روکے۔ ہم نے ابوالقاسم جنیدؒ سے نقل کیا ہے کہ ایک طرف نعمتوں کو دیکھنا اور اسکے مقابل کوتاہیوں کو دیکھ لینا، پس ان دونوں کے درمیان پیدا ہونے والی حالت کو حیا کہتے ہیں۔

② روایت کا مفہوم و حاصل:۔ حاصلِ حدیث یہ ہے کہ آپ ﷺ شرم و حیا کا پیکر تھے۔ آپ ﷺ باکرہ و کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم و حیا والے تھے۔ عام عورت میں بھی شرم و حیا ہوتی ہے مگر ایک کنواری لڑکی میں عام عورت کی نسبت زیادہ حیا و شرم ہوتی ہے اور آپ ﷺ کنواری و باکرہ لڑکی سے بھی زیادہ شرم و حیا والے تھے۔

③ امام نوویؒ کے قول کی وضاحت:۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ علماء کے نزدیک حیا ایسے کردار وخوبی کا نام ہے جو انسان کو قبیح چیزوں کے چھوڑنے پر آمادہ کرے اور کسی بھی صاحبِ حق کو حق پہنچانے میں سرزد ہونے والی کمی وکوتاہی سے روکے۔ حضر تجنیدؒ سے منقول ہے کہ ایک طرف نعمتوں کو اور دوسری طرف کوتاہیوں کو دیکھا جائے ان دونوں کے درمیان جو حالت پیدا ہوتی ہے اس کو حیا کہتے ہیں۔

الشق الثاني.....عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ اَحَبَّكُمْ اِلَيَّ وَاَقْرَبَكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا وَاِنَّ اَبْغَضَكُمْ اِلَيَّ وَاَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ ۔

مذکورہ حدیث کا ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی تشریح کیجئے۔ زبان کی حفاظت کے متعلق کتاب میں سے پانچ احادیث کا مفہوم بیان کریں۔ (حدیث:۶۳۱)

جواب..... ① و ② حدیث کا ترجمہ وکلمات کی تشریح:۔ **كما مرّ في الشق الثاني من السوال الثالث۱۴۴۳ھ**

③ زبان کی حفاظت کے متعلق احادیث کا مفہوم:۔ حضرت ابودرداءؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت والے دن مؤمن بندے کے ترازو میں حسنِ اخلاق سے وزنی کوئی چیز نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ فحش گوئی اور بدزبانی کرنے والے کو ناپسند فرماتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کونسا عمل ایسا ہے جس سے بہت زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کا ڈر اور اچھے اخلاق، پھر پوچھا گیا کہ کون سی چیزیں انسان کو سب سے زیادہ جہنم میں لے جائیں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: منہ اور شرمگاہ۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی زبان کی حفاظت کرنی چاہئے، کیونکہ بدزبانی وفحش گوئی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی و ناپسندیدگی کا سبب بھی ہے اور کثرت سے جہنم میں لیجانے والے اعمال میں سے بھی ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جو شخص مجھے دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان واقع اعضاء کی ضمانت دے میں اسکو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

﴿جزى الله عنّا سيّدنا ومولٰنا محمدًا ما هو اهلهٗ﴾

مکتبہ زکریا ملتان ◎ پاکستان
0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو اپنے جملہ محسنین کی طرف خصوصاً محسنِ انسانیت سرورِ دوعالم **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے طفیل بندہ کو ایمان کی دولت اور علم کی روشنی حاصل ہوئی۔ نیز اپنے والدین مرحومین اور اپنے اساتذہ کرام دامت برکاتہم العالیہ خصوصاً حضرت اقدس مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی نوراللہ مرقدہ، خلیفہ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے فیضِ عالم اور بے پایاں شفقت کے نتیجہ میں بندہ اس قابل ہوا کہ شائقین علومِ نبویہ کی خدمت میں یہ حقیر سا ہدیہ پیش کر سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف سے محسنِ انسانیت **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ اور جملہ محسنین کو بہتر سے بہتر جزاء عطاء فرمائے۔ اور اس تالیف کو قبول فرما کر ان تمام حضرات کی ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

العبد محمد یٰسین شاکر

ضروری انتباہ

چونکہ اس سے قبل درجہ خاصہ سال اول بنین (درجہ ثالثہ) کا امتحان وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت نہیں ہوتا تھا اس لیے اس درجے کے سوالیہ پرچے بھی موجود نہیں ہیں، البتہ طلبہ کی سہولت کے پیش نظر درجہ ثالثہ کی جو کتب درس نظامی شعبہ بنات کے نصاب میں شامل ہیں ان کتب کا حل درجات بنات کے پرچہ جات سے کاپی کر کے طبع کرا دیا گیا ہے۔

درجہ ثالثہ کے پہلے پرچے کے تحت آخری دس پاروں (ماسوائے عمّ) کی تفسیر کے ساتھ ریاض الصالحین بھی شامل نصاب ہے اور اس سے قبل یہ دونوں ایک ہی پرچے کے عنوان سے موجود نہ تھیں، لہٰذا اولاً تفسیر اور پھر حدیث کے عنوان سے مکمل تین تین سوال پہلے پرچے میں شامل کر دیے گئے ہیں۔

0313 6357913 maktabazakariyam...@gmail.com

دوسرے پرچے کے تحت مختصر القدوری اور تیسرے پرچے کے تحت اصول الشاشی کا حل بھی بنات کے نصاب سے لے کر پیش کر دیا گیا ہے۔ آخری تین پرچے (کافیہ، شرح تہذیب، نفحۃ العرب و معلم الانشاء) بنات کے نصاب میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے ان کے سوالیہ پرچے میسر نہیں ہو سکے۔ البتہ ان تین پرچوں کے ۱۴۴۵ھ کے سوالات کتاب کے آخر میں شامل کر دیے گئے ہیں۔ والسلام

الورقة الثانية: فی الفقه

﴿الورقة الثانية : فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل.....اَلْاِقَالَةُ جَائِزَةٌ فِی الْبَیْعِ لِلْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِیْ بِمِثْلِ الثَّمَنِ الْاَوَّلِ فَاِنْ شُرِطَ اَکْثَرَمِنْهُ اَوْاَقَلَّ مِنْهُ فَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَیُرَدُّ بِمِثْلِ الثَّمَنِ الْاَوَّلِ وَهِیَ فَسْخٌ فِیْ حَقِّ الْمُتَعَاقِدَیْنِ وَبَیْعٌ جَدِیْدٌ فِیْ حَقِّ غَیْرِهِمَا فِیْ قَوْلِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَهَلَاكُ الثَّمَنِ لَایَمْنَعُ صِحَّةَ الْاِقَالَةِ وَهَلَاكُ الْمَبِیْعِ یَمْنَعُ صِحَّتَهَا۔

عبارت کا ترجمہ ومسئلہ کی وضاحت کریں نیز اقالہ اگر غیر متعاقدین کیلئے بیع جدید ہے تو اس کا کیا فائدہ ہوگا۔ اقالہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کریں، کیا اقالہ شروطِ فاسدہ سے فاسد ہوتا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں ممتحن پانچ امور کا طالب ہے (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مسئلہ کی وضاحت (۳) اقالہ کا غیر متعاقدین کیلئے بیع جدید ہونے کا فائدہ (۴) اقالہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف (۵) شروطِ فاسدہ کی وجہ سے اقالہ کا حکم۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اقالہ جائز ہے بیع میں بائع اور مشتری کیلئے ثمنِ اول کی مثل کے ساتھ، پس اگر اس سے زیادہ یا کم کی شرط لگادی تو شرط باطل ہے اور مبیع واپس کی جائے گی ثمنِ اول کی مثل کے ساتھ، اور یہ اقالہ فسخ ہے متعاقدین کے حق میں اور بیع جدید ہے انکے غیر کے حق میں امام صاحب کے نزدیک اور ثمن کی ہلاکت اقالہ کی صحت سے مانع نہیں اور مبیع کی ہلاکت اقالہ کی صحت سے مانع ہے۔

② مسئلہ کی وضاحت:۔ اس عبارت میں اقالہ کے متعلق مسئلہ ذکر کیا جارہا ہے۔ اقالہ بیع کے ثابت ہونے کے بعد زائل وفسخ کرنے کو کہتے ہیں تو فرمایا کہ بائع ومشتری دونوں کیلئے اقالہ کرنا درست ہے بشرطیکہ ثمن اول کی مثل پر اقالہ ہو یعنی پہلے جتنے ثمن میں چیز فروخت ہوئی ہے اب بھی اتنے ہی ثمن میں واپس ہو، اگر کمی یا زیادتی ثمن کی شرط لگادی گئی تو پھر یہ شرط باطل ہوگی اور اقالہ بہر صورت ثمنِ اول کی مثل کے ساتھ ہی ہوگا اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ اقالہ متعاقدین کیلئے فسخ ہے یعنی وہ پہلی بیع کو ہی ختم کررہے ہیں اور انکے غیر کے حق میں یہ اقالہ بیع جدید سمجھا جائے گا، نہ کہ عقدِ اوّل کا فسخ۔ گویا اقالہ کی صورت میں شفیع کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔

اگر عقدِ بیع کے بعد بائع کے پاس ثمن ہلاک ہوجائیں اور متعاقدین کا اقالہ کا ارادہ ہو تو اقالہ صحیح ہے۔ البتہ اگر مشتری کے پاس مبیع ہلاک ہوگئی تو پھر اقالہ درست نہیں ہے کیونکہ اقالہ کا محل ہی باقی نہیں رہا۔

③ اقالہ کا غیرِ متعاقدین کیلئے بیع جدید ہونے کا فائدہ:۔ غیرِ متعاقدین کیلئے بیعِ جدید ہونے کا فائدہ یہ ہے کہ اگر وہ زمین وغیرہ ہے تو ان کو حقِ شفعہ حاصل ہوگا۔

④ اقالہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:۔ اقالہ کا لغوی معنیٰ توڑنا، فسخ کرنا اور زائل کرنا اور اصطلاحی معنیٰ بیع کو توڑنا وفسخ کرنا ہے۔

⑤ شروطِ فاسدہ کی وجہ سے اقالہ کا حکم:۔ اگر اقالہ کے اندر کوئی شرطِ فاسد لگادی گئی تو اِس صورت میں شرط باطل ہوگی، اقالہ بہر صورت ثمنِ اوّل پر لازم ہوگا۔

الشق الثانی.....اَلشَّرِکَةُ عَلٰی قِسْمَیْنِ شِرْکَةُ اَمْلَاكٍ وَشِرْکَةُ عُقُوْدٍ فَشِرْکَةُ الْاَمْلَاكِ اَلْعَیْنُ یَرِثُهَا رَجُلَانِ اَوْ یَشْتَرِیَانِهَا فَلَایَجُوْزُ لِاَحَدِهِمَا اَنْ یَتَصَرَّفَ فِیْ نَصِیْبِ الْاٰخَرِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَکُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِیْ نَصِیْبِ صَاحِبِهٖ کَالْاَجْنَبِیِّ۔

اعراب لگا کر ترجمہ کریں، کیا شرکۃ املاک میں ایک شریک دوسرے کے حصہ میں تصرف کرسکتا ہے؟ شرکۃِ عقود کی اقسام مع تعریف ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) شرکتِ املاک میں تصرف کی وضاحت (۴) شرکتِ عقود کی اقسام مع تعریفات۔

0213 6357913, maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ شرکت دو قسم پر ہے، شرکتِ املاک اور شرکتِ عقود۔ پس شرکتِ املاک وہ عین ہے جس کے دو آدمی وارث ہوں یا جسے دو آدمی خریدیں پس اُن دونوں میں سے کسی ایک کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ دوسرے کے حصہ میں اُس کی اجازت کے بغیر تصرف کرے اور ہر ایک اُن میں سے اپنے ساتھی کے حصے میں اجنبی کی مثل ہے۔

③ شرکتِ املاک میں تصرف کی وضاحت:۔ شرکتِ املاک میں ایک شریک دوسرے کے حصہ میں تصرف نہیں کرسکتا۔ اور ہر ایک دوسرے کے حصہ میں بمنزلِ اجنبی کے ہوتا ہے۔

④ شرکتِ عقود کی اقسام مع تعریفات:۔ (شرکت کی اولاً دو قسمیں ہیں: شرکتِ املاک وعقود۔ شرکتِ عقود یہ ہے کہ دو یا زائد افراد وراثت، خریداری، ہبہ، صدقہ وغیرہ کے ذریعے کسی چیز کے مالک ہوجائیں) شرکتِ عقود کی چار اقسام ہیں: ① شرکتِ مفاوضہ: کہ دو شخص آپس میں مال تصرف اور دَین ونفع میں مساوات کی شرط پر ایک دوسرے کے شریک بن جائیں۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا وکیل بھی ہوتا ہے اور کفیل بھی ② شرکتِ عنان: کہ دو شخص آپس میں شرکت کرلیں۔ خواہ مال اور نفع میں برابری ہو یا کمی بیشی، ہر طرح جائز ہے اس میں ہر ایک دوسرے کا محض وکیل ہوتا ہے، نہ کہ کفیل ③ شرکتِ صنائع: کہ دو متفرق پیشہ والے لوگ اس طرح شرکت کریں کہ دونوں ہر ممکن کام قبول کرینگے اور نفع میں برابر کے شریک ہوں گے۔ لہٰذا اگر کسی کے پاس کوئی کام آئے گا تو دوسرا بھی اس کے ساتھ وہ کام کرے گا اور حاصل شدہ مزدوری دونوں میں تقسیم ہوگی اور اگر کسی نے کوئی کام اکیلا بھی کیا تب بھی اجرت دونوں میں تقسیم ہوگی ④ شرکتِ وجوہ: کہ دو شخصوں کے پاس کوئی مال نہیں ہے اور وہ اس بات میں شرکت کرتے ہیں کہ دونوں اپنی پہچان اور اعتماد کی بنیاد پر مال ادھار اٹھا کر فروخت کریں گے جو کچھ نفع حاصل ہوگا اس کو فیصد کے اعتبار سے تقسیم کریں گے، اس میں ہر ایک دوسرے کا وکیل ہوتا ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل .....**وَلَایَجُوْزُ بَیْعُ ذِرَاعٍ مِنْ ثَوْبٍ وَلَابَیْعُ جُزْعٍ مِنْ سَقْفٍ وَضَرْبَةِ الْقَانِصِ وَلَابَیْعُ الْمُزَابَنَةِ وَهُوَ بَیْعُ التَّمْرِ عَلَی النَّخْلِ بِخَرْصِهٖ تَمْرًا وَلَایَجُوْزُ الْبَیْعُ بِالْقَاءِ الْحَجَرِ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَلَایَجُوْزُ بَیْعُ ثَوْبٍ مِنْ ثَوْبَیْنِ۔**

اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ مسائل کی تشریح کریں، بیع کی مذکورہ اقسام کی تعریفات کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حلچار امور ہیں ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ مسائل کی تشریح ④ بیع کی اقسامِ مذکورہ کی تعریف۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور جائز نہیں ہے بڑے کپڑے میں سے ایک گز کی بیع، اور نہ کڑی کے بیع چھت میں سے اور نہ جال پھینکنے کی بیع اور نہ بیع مزابنہ اور بیع مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر لگی ہوئی کھجور کی بیع کٹی ہوئی کھجور کے بدلہ میں اندازہ کے ساتھ کرنا اور نہ پتھر پھینکنے کی بیع جائز ہے اور نہ بیع منابذہ جائز ہے اور نہ بلاتعیین دو کپڑوں میں سے ایک کپڑے کی بیع جائز ہے۔

③ مسائل کی تشریح:۔ اس عبارت میں بیع فاسد کی چند صورتوں کا ذکر ہے کہ بائع کہتا ہے کہ اس بڑے کپڑے میں سے ایک گز کپڑا بیچتا ہوں جبکہ وہ کپڑا ایسا ہو کہ اس میں سے ایک گز کاٹنا نقصان دیتا ہو۔ یا اس چھت میں جو کڑیاں لگی ہیں وہ فروخت کرتا ہوں یا کہتا ہے کہ دریا میں جال پھینکتا ہوں جتنی مچھلیاں آگئیں پچاس روپے میں تمہاری، خواہ ایک آئے یا دس آئیں اسی طرح بیع مزابنہ، یہ تمام بیوع ناجائز ہیں۔

بیع بالقاء الحجر کی مختلف صورتیں ذکر کی گئی ہیں مثلاً مشتری نے کہا کہ یہ چیز میں نے تیرے سے دس درہم میں خریدی اور فوراً اس پر کوئی پتھر رکھ دیا کہ بیع لازم ہوگئی خواہ بائع راضی ہو یا نہ ہو، اسی طرح نیچے مختلف اشیاء پڑی ہیں مشتری بائع کو دس درہم دیکر ایک پتھر ان اشیاء پر پھینکتا ہے جس چیز پر پتھر پڑے اس میں بیع لازم ہوگئی خواہ وہ دو درہم کی ہو یا بیس درہم کی اسی کا دوسرا نام بیع المنابذہ اور بیع الحصاۃ ہے۔ بیع ملامسہ کہ کسی چیز کے بارے میں عقدِ بیع ہوا ابھی دوسرے کی رضامندی ظاہر نہیں ہوئی کہ اسکو چھو لیا جسکے نتیجہ میں بغیر

رضا کے بھی بیع لازم ہوگئی، یہ تمام بیوع زمانۂ جاہلیت میں ہوتی تھیں جن کو ناجائز قرار دیدیا گیا۔اسی طرح دو کپڑے ہیں ایک قیمتی اور ایک ہلکا تو بلاتعیین ان میں سے ایک کی بیع جائز نہیں ہے کیونکہ یہ محلِ نزاع ہے،الّا یہ کہ ایک کی تعیین ہوجائے۔

② بیع کی اقسام مذکورہ کی تعریفات:۔ابھی تشریح کے ضمن میں بیع کی مذکورہ اقسام کی تعریف کی بھی وضاحت ہوگئی۔

الشق الثانی ..... **اَلسَّلَمُ جَائِزٌ فِی الْمَکِیْلَاتِ وَالْمَوْزُوْنَاتِ وَالْمَعْدُوْدَاتِ الَّتِیْ لَاتَتَفَاوَتُ کَالْجَوْزِ وَالْبَیْضِ وَالْمَذْرُوْعَاتِ وَلَا یَجُوْزُ السَّلَمُ فِی الْحَیْوَانِ وَلَا فِیْ اَطْرَافِهٖ وَلَا فِیْ الْجُلُوْدِ عَدَدًا وَلَا فِیْ الْحَطَبِ حُزْمًا وَلَا فِی الرُّطَبِ جُزَرًا۔**(ص۷۵۔امدادیہ) عبارت پراعراب لگا کرترجمہ کریں، مذکورہ عبارت کی تشریح کریں، بیع سلم کی تعریف کرکے ان کی شرائط کو بیان کریں۔صاحبینؒ کا جن شرائط میں امام اعظمؒ سے اختلاف ہے انہیں وضاحت کے ساتھ ذکر کریں،تحریر کردہ اصطلاحات کی وضاحت کریں **مسلم الیه، مسلم فیه، راس المال، رب السلم۔**

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ چھ امور ہیں (۱) عبارت پراعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) بیع سلم کی تعریف وشرائط (۵) صاحبینؒ کی شرائط مختلفہ (۶) اصطلاحات کی وضاحت۔

جواب ..... ① عبارت پراعراب:۔**کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ بیع سلم کیلی وزنی اور ایسی عددی چیزوں میں جائز ہے جن میں تفاوت نہیں ہوتا جیسے اخروٹ وانڈے اور پیمائش کی جانے والی چیزوں میں بھی جائز ہے اور بیع سلم جانور میں اور اس کے اطراف میں جائز نہیں ہے اور نہ کھال میں عدد کے اعتبار سے اور نہ لکڑیوں میں گٹھوں کے اعتبار سے اور نہ سبز چارہ میں بوجھ کے اعتبار سے۔

③ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں بیع سلم کے جواز وعدمِ جواز والی اشیاء کو بیان کررہے ہیں۔صاحبِ قدوریؒ فرماتے ہیں کہ تمام کیلی یعنی کیل کے ذریعہ فروخت ہونے والی اشیاء میں اور وزنی یعنی وزن وتول کے ذریعہ فروخت ہونے والی اشیاء میں بیع سلم جائز ہے مثلاً گندم، چاول، کھجور وغیرہ۔اسی طرح وہ عددی اشیاء یعنی جو گنتی کے اعتبار سے فروخت ہوتی ہیں اور ان میں باہم فرق وتفاوت بھی نہیں ہوتا مثلاً انڈے اور اخروٹ وغیرہ،ان میں بھی بیع سلم جائز ہے۔

جانور اور اس کے اطراف یعنی سری پائے اور کھال وغیرہ میں بیع سلم جائز نہیں ہے کیونکہ یہ اشیاء اگرچہ عددی ہیں مگر ان میں باہم تفاوت زیادہ ہوتا ہے جو نزاع وجھگڑے کا باعث بن سکتا ہے اسلئے ان میں بیع سلم جائز نہیں ہے اسی طرح لکڑی میں گٹھوں کے اعتبار سے اور سبزہ وچارہ وغیرہ میں بوجھ کے اعتبار سے بیع سلم جائز نہیں ہے۔

④ بیع سلم کی تعریف وشرائط:۔ **بیع الآجل بالعاجل** کہ نقد کے بدلہ میں ادھار یعنی ثمن نقد ادا کرنا اور مبیع کچھ عرصہ کے بعد وصول کرنا اور سلم لغت میں وہ بیع ہے جس میں ثمن فوری ادا کیا جائے۔بیع سلم کے صحیح ہونے کی امام ابوحنیفہؒ نے سات شرائط ذکر کی ہیں جب وہ شرائط پائی جائیں گی اس وقت بیع سلم صحیح ہوگی۔① جنس معلوم ہو مثلاً چاول، گندم، چنے ② نوع معلوم ہو مثلاً نہری ہیں یا بارانی ③ صفت معلوم ہو مثلاً نئے، پرانے، موٹے، باریک، عمدہ وغیر عمدہ ④ مقدار معلوم ہو مثلاً ایک من، دو من ⑤ مدت معلوم ہو مثلاً چار ماہ بعد، چھ ماہ بعد ⑥ رأس المال کی مقدار معلوم ہو اگر وہ عقد مقدار سے متعلق ہو مثلاً پانچ من چاول کے بدلہ میں ⑦ مبیع سپرد کرنے کی جگہ معلوم ہو کہ ملتان میں مشتری کے گھر پہنچائی جائے گی یا بہاولپور میں بائع سے وصول کی جائے گی۔

⑤ صاحبینؒ کی شرائطِ مختلفہ:۔ امام اعظمؒ کے نزدیک سلم کی صحت کی چھٹی شرط مقدارِ رأس المال کی معرفت اور ساتویں شرط ''سپرد کرنے کی جگہ'' کا ذکر ہے صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ جب رأس المال کی طرف محض اشارہ ہوجائے تو اس کی مقدار کی معرفت ضروری نہیں اسی طرح جائے تسلیم کا ذکر بھی ضروری نہیں، بلکہ عقد کی جگہ پر ہی مسلم فیہ سپرد کی جائے گی۔

⑥ اصطلاحات کی وضاحت:۔ **مسلم الیه** (بائع) جس کو رأس المال (ثمن) سپرد کیا جائے۔**مسلم فیه** مبیع کو **رأس المال** ثمن کو اور **رب السلم** صاحبِ مال یعنی مشتری کو کہتے ہیں۔مثلاً زید نے بکر کو ایک ہزار روپیہ دیا کہ میں تین ماہ بعد دو من چاول وصول کروں گا،اس میں بکر مسلم الیہ، زید رب السلم، ہزار روپیہ رأس المال اور چاول مسلم فیہ ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل.....**ویجوز البیع بثمن حال و مؤجل اذا کان الاجل معلوما۔ ومن اطلق الثمن فی البیع کان علی غالب نقدالبلد فان کانت النقود مختلفة فالبیع فاسد اِلّاان یبین اَحدَھا۔ ویجوز بیع الطعام والحبوب کلھا مکایلة ومجازفة وبأناء بعینه لایعرف مقداره اوبوزن حجر بعینه لایعرف مقداره ۔**

عبارت بالا کا ترجمہ کریں،عبارت میں مذکورہ مسائل کی عام فہم تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دوامر مطلوب ہیں(۱)عبارت کا ترجمہ(۲)مسائل کی تشریح۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔اور بیع جائز ہے نقد اور ادھار ثمن کے ساتھ جبکہ مدت معلوم و معین ہو،اور جس شخص نے مطلق چھوڑ دیا ثمن کو بیع میں تو محمول ہونگے ثمن شہر میں زیادہ رائج سکہ پر پس اگر مختلف سکے رائج ہوں تو بیع فاسد ہوگی،الّا یہ کہ بیان کردے کسی ایک کو،اور جائز ہے ہر قسم کے اناج اور غلہ کی بیع پیمانہ سے کیل کر کے اور اٹکل (اندازہ) سے اور ایسے متعین برتن اور پتھر سے جن کی مقدار معلوم نہیں ہے۔

② مسائل کی تشریح:۔① نقد ثمن اور ادھار ثمن کے ساتھ بیع جائز ہے جبکہ ادھار کی مدت متعین ہو کہ ہفتہ یا مہینہ کے بعد ثمن دیدوں گا② کسی نے بیع کی اور ثمن کو مطلق چھوڑ دیا۔مثلاً یہ چیز دس کی ہے روپیہ درہم دینار متعین نہیں کیا تو پھر شہر میں جو سب سے زیادہ کرنسی چلتی ہوگی مثلاً روپیہ تو اس پر ثمن محمول ہوں گے یعنی یہ چیز دس روپیہ کی ہے۔اور اگر مختلف سکے چلتے ہیں اور مالیت بھی مختلف ہے اور کوئی زیادہ رائج بھی نہیں یعنی سب برابر چلتے ہیں تو اس صورت میں کسی ایک کو متعین کر دیا تو بیع درست ہے وگرنہ بیع فاسد ہوگی③ اناج اور غلہ کی بیع پیمانہ سے اور اندازہ سے اور کسی پتھر کے وزن کے برابر یا کسی برتن کی مقدار کے برابر جنکی مقدار معلوم نہیں ہے ہر طرح سے بیع جائز اور درست ہے۔

الشق الثانی.....اشربہ محرمہ(**خمر، عصیر، نقیع التمر، نقیع الزبیب**) کی تعریف لکھیں۔

(ولاباس بالانتباذ فی الدباء والحنتم والمزفت والنقیر واذا تخلّلت الخمر حلت، سواء صارت بنفسها خلا اوبشیئ طرح فیها ولایکره تخلیلها)۔

عبارت کا مطلب بیان کریں۔**دباء، حنتم، مزفت، نقیر** کے معنی بیان کریں۔خط کشیدہ عبارت کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں①اشربہ محرمہ کی تعریف②عبارت کا مطلب③الفاظ کا معنی④عبارت کی ترکیب۔

جواب..... ① اشربہ محرمہ کی تعریف:۔**خمر**:انگور کا کچا پانی جب وہ گاڑھا ہو کر جھاگ پھینکنے لگے،جوش مار کر ابلنے لگے اور نشہ آور ہو جائے۔**عصیر**:انگور کا پانی اتنا پکایا جائے کہ دو تہائی سے کم جل جائے اور نشہ آور ہو جائے۔**نقیع التمر**: پختہ و تر کھجور کا کچا پانی جب جوش مار کر گاڑھا (نشہ آور) ہو جائے۔**نقیع الزبیب**:خشک انگور (کشمش) کو پانی میں بھگویا جائے یہاں تک کہ جوش مار کر گاڑھا (نشہ آور) ہو جائے۔اوّل کی حرمت قطعی اور بقیہ کی حرمت اجتہادی ہے۔

② عبارت کا مطلب:۔اس عبارت میں مصنفؒ نبیذ کے متعلق کچھ احکامات بیان کر رہے ہیں کہ کدّو کے برتن،سبز ٹھلیا،رال کے روغن والی ٹھلیا اور کُھدی ہوئی لکڑی کے برتن میں نبیذ بنانا درست ہے اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

اس کے بعد سرکہ کے متعلق فرمایا کہ جب شراب کا سرکہ بن جائے،خواہ خود بخود یا کوئی چیز ڈالنے کے نتیجہ میں تو وہ شراب سرکہ ہونے کی وجہ سے حلال ہے اس میں حرمت باقی نہیں رہی اور شراب کو سرکہ بنانے میں کوئی کراہت بھی نہیں ہے۔

③ الفاظ کا معنی:۔"**الدّباء**" کدّو کا برتن،بعض اوقات کدو کو خشک کر کے اس میں سے گودا نکال کر برتن بنا لیتے تھے اور بسا اوقات گودا نکال کر پھر اسے خشک کرتے تھے۔

"**حَنْتَم**" اس کی تشریح میں متعدد اقوال ہیں سب سے صحیح اور قوی قول کے مطابق سبز رنگ کے مٹکے کو کہتے ہیں۔

"**المزفّت**" وہ برتن جس پر زفت (تارکول کی مثل کوئی چیز ہوتی ہے) مل کر اس کے مسامات کو بند کیا گیا ہو۔

"النقیر" وہ برتن جو کھجور کی جڑ کو کھود کر بنایا گیا ہو۔ بعض حضرات کے نزدیک وہ برتن جو مطلقاً لکڑی یا درخت کی جڑ کو کھود کر بناتے ہیں۔

④ عبارت کی ترکیب:۔ واؤ استینافیہ لانفی جنس بأسَ اس کا اسم با حرف جار الانتباذ مصدر اس میں ضمیر مستتر اس کا فاعل فی حرف جار الدباء معطوف علیہ واؤ حرف عطف الحنتم معطوف واؤ حرف عطف المزفت معطوف واؤ حرف عطف النقیر معطوف، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر مجرور ہوا جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا مصدر کے، مصدر اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر مجرور، جار مجرور ملکر کائن محذوف کے متعلق ہو کر شبہ جملہ ہو کر لا کی خبر، لانفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو گیا۔

﴿الورقة الثانية : فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل .....اذا تمت الحوالة بَرِئَ المحیل من الدیون ولم یرجع المحتال له علی المحیل الّا ان یتوی حقه۔

حوالہ کی اصطلاحی تعریف لکھیں محتال محتال علیہ اور محیل کسے کہتے ہیں نیز عبارت کا ترجمہ کر کے توی کی صورتیں لکھیں۔ (ص:۱۱۳)

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں چار امور کا حل مطلوب ہے (۱) حوالہ کی اصطلاحی تعریف (۲) محتال محتال علیہ، محیل کی تعریف (۳) عبارت کا ترجمہ (۴) توی کی صورتوں کی وضاحت۔

جواب ..... ① حوالہ کی اصطلاحی تعریف:۔ محیل کے ذمہ سے محتال علیہ کے ذمہ کی طرف دَین منتقل کرنا حوالہ ہے۔

② محتال محتال علیہ، محیل کی تعریف:۔ محتال: وہ شخص جس کا دوسرے کے ذمہ دَین (قرض) ہے۔

محتال علیہ: وہ تیسرا شخص جو نہ دائن ہے اور نہ مدیون، بلکہ جس نے حوالہ کو قبول کیا ہے۔

محیل: وہ شخص جس کے ذمہ محتال کا دَین ہے مثلاً زید نے بکر سے ہزار روپیہ دَین وصول کرنا ہے، خالد نے یہ ہزار اپنے ذمہ لے لیا تو زید محتال، بکر محیل اور خالد محتال علیہ ہے۔

③ عبارت کا ترجمہ:۔ جب مکمل ہو جائے حوالہ تو بری ہو جائے گا محیل قرضوں سے اور نہیں رجوع کر سکتا محتال لہ محیل پر، مگر یہ کہ تلف ہوا اس کا حق۔

④ توی کی صورتوں کی وضاحت:۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک توی کی دو صورتیں ہیں: ① محتال علیہ حوالہ کا انکار کرے اور قسم بھی کھالے اور محتال کے پاس کوئی بینہ نہ ہو ② محتال علیہ مفلس ہو کر مر جائے۔ صاحبینؒ کے نزدیک توی کی ایک صورت اور بھی ہے کہ قاضی محتال علیہ کو اس کی زندگی میں ہی مفلس قرار دیدے تو ان تمام صورتوں میں محتال لہ محیل پر رجوع کر سکتا ہے، اسکے علاوہ کسی اور صورت میں نہیں۔

الشق الثانی .....اَلشُّفْعَةُ وَاجِبَةٌ لِلْخَلِيْطِ فِيْ نَفْسِ الْمَبِيْعِ ثُمَّ لِلْخَلِيْطِ فِيْ حَقِّ الْمَبِيْعِ كَالشُّرْبِ وَالطَّرِيْقِ ثُمَّ لِلْجَارِ وَلَيْسَ لِلشَّرِيْكِ فِي الطَّرِيْقِ وَالشُّرْبِ وَالْجَارِ شُفْعَةٌ مَعَ الْخَلِيْطِ، فَاِنْ سَلَّمَ الْخَلِيْطُ فَالشُّفْعَةُ لِلشَّرِيْكِ فِي الطَّرِيْقِ، فَاِنْ سَلَّمَ اَخَذَهَا الْجَارُ وَالشُّفْعَةُ تَجِبُ بِعَقْدِ الْبَيْعِ وَتَسْتَقِرُّ بِالْاِشْهَادِ وَتُمْلَكُ بِالْاَخْذِ اِذَا سَلَّمَهَا الْمُشْتَرِيْ اَوْ حَكَمَ بِهَا الْحَاكِمُ۔

ترجمہ و مطلب واضح کریں، شفعہ کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کریں، شفعہ کن چیزوں میں واجب ہوتا ہے؟ وضاحت سے لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال کا حل چار امور ہیں ① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کا مطلب ③ شفعہ کا معنی ④ شفعہ والی اشیاء۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ شفعہ ثابت ہے نفسِ مبیع میں شریک کیلئے۔ پھر حق مبیع مثلاً پانی اور راستہ کے حق میں شریک کیلئے پھر پڑوسی کیلئے اور نہیں ہے شفعہ پانی اور راستہ کے حق میں شریک اور پڑوسی کیلئے نفسِ مبیع میں شریک کے ہوتے ہوئے پس اگر شریک فی نفس المبیع سپرد کر دے (شفعہ کا طالب نہ ہو) تو پھر شفعہ شریک فی الطریق کیلئے ہے پس اگر سپرد کر دے وہ بھی تو لے سکتا ہے اسے پڑوسی۔ اور شفعہ ثابت ہوتا ہے عقدِ بیع کے ساتھ اور پختہ ہوتا ہے گواہ بنانے سے اور مملوک ہو جاتا ہے لے لینے کے ساتھ جب کہ سپرد کرے اس کو مشتری یا فیصلہ کر دے اس کا حاکم (قاضی)۔

② عبارت کا مطلب:۔ اس عبارت میں اقسام شفیع اور ترتیب شفعہ کا ذکر ہے تو فرمایا کہ سب سے پہلے شفعہ نفسِ مبیع میں شریک

کیلئے ثابت ہوتا ہے اگر وہ شفعہ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا پھر حقِ مبیع یعنی پانی اور راستہ وغیرہ میں جو شریک ہو وہ شفعہ کرسکتا ہے بشرطیکہ وہ راستہ نافذ نہ ہو۔ اگر اس کا بھی شفعہ کا ارادہ نہیں ہے تو پشت کی جانب جو اس زمین کا پڑوسی ہے وہ شفعہ کرسکتا ہے اوّل کے شفعہ کرنے کی صورت میں دوسرے دونوں کو شفعہ کا حق نہیں۔ اگر وہ شفعہ نہ کرے تو دوسرے کے شفعہ کرنے کی صورت میں تیسرے کو شفعہ کا حق نہیں اگر وہ بھی شفعہ نہ کرے تو پھر تیسرے کو شفعہ کا حق حاصل ہے۔ بس یہی تین شفیع ہیں اس کے بعد طریقہ کارِ شفعہ کو بیان کیا کہ اولاً جونہی شفیع کو بیع کی خبر ملے وہ شفعہ طلب کرے اسے طلبِ مواثبہ کہتے ہیں پھر بائع اور مشتری میں سے جس کے قبضہ میں بھی زمین ہو اس پر گواہ قائم کرے کہ یہ مکان فلاں نے بیچا یا فلاں نے خریدا ہے میں اس کا شفیع ہوں تم اس پر گواہ ہو جاؤ اسے طلب اشہاد کہتے ہیں اس کے بعد قاضی کی عدالت میں جا کر کہے گا کہ فلاں زمین فروخت ہوئی ہے میں اس کا شفیع ہوں وہ زمین مجھے دلوائی جائے اسے طلب خصومت اور طلب تملّک کہتے ہیں اب وہ مشتری کے سپرد کرنے سے یا قاضی کے حکم سے ثمن ادا کر کے زمین کا مالک ہو جائے گا۔

③ شفعہ کا لغوی و اصطلاحی معنی:۔ شفعہ لغت میں جفت کرنا اور ملانا اور اصطلاح میں مشتری پر زبردستی کرتے ہوئے اسکی رضاء کے بغیر اس کے مال کے عوض اس کی زمین کا مالک بننا ہے۔

④ شفعہ والی اشیاء:۔ شفعہ ہر اُس زمین میں واجب ہے جو مالِ مملوک کا عوض ہو خواہ وہ زمین قابلِ تقسیم ہو جیسے زمین یا بڑا مکان اور خواہ وہ قابلِ تقسیم نہ ہو جیسے حمام و پن چکی وغیرہ۔ بالفاظِ دیگر غیر منقولہ اشیاء میں شفعہ جائز ہے، منقولی اشیاء میں شفعہ جائز نہیں ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ..... **ولاتصح المرابحة والتولية حتى يكون العوض مماله مثل ويجوز ان يضيف الى راس المال اجرة القصار والصباغ والطرازو الفتل واجرة حمل الطعام ويقول قام علیّ بكذا ولايقول اشتريته بكذا.**

بیع مساومہ، مرابحہ وتولیہ کی تعریف کریں، عبارت کا مطلب وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔ (ص ۷۲۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں دو امر حل طلب ہیں۔ (۱) بیع مساومہ، مرابحہ وتولیہ کی تعریف (۲) عبارت کا مطلب۔

جواب ..... ① بیع مساومہ، مرابحہ وتولیہ کی تعریف:۔ بیع مرابحہ: وہ بیع جو ثمنِ اوّل پر زیادتی کے ساتھ ہو۔

بیع مساومہ: وہ بیع جس میں ثمنِ اوّل کو قطع نظر کرتے ہوئے عاقدین جس قیمت پر متفق ہو جائیں۔

بیع تولیہ: وہ بیع جو صرف ثمنِ اوّل کیساتھ ہو، اس پر زیادتی نہ ہو مثلاً پچاس روپے کی چیز پچاس میں بیچنا تولیہ اور ساٹھ میں بیچنا مرابحہ ہے۔

② عبارت کا مطلب:۔ اوّلاً یہ بات بتلائی کہ بیع مرابحہ وتولیہ صرف ان اشیاء میں ہو سکتی ہے جنکا عوض (ثمن) مثلی ہو، کیونکہ اگر اس کا عوض مثلی نہ ہو تو پھر اندازہ لگانا مشکل ہوگا کہ یہ چیز ثمنِ اول پر فروخت ہو رہی ہے یا کمی زیادتی پر۔ اسکے بعد یہ مسئلہ بیان کیا کہ بائع مبیع کے اصل ثمن کے ساتھ دھوبی رنگریز وغیرہ کا خرچہ بھی شامل کرسکتا ہے مثلاً کپڑا پچاس روپے کا خریدا دس روپے میں رنگ کروایا تو اب وہ یہ کپڑا بیع تولیہ کے طور پر ساٹھ کا اور مرابحہ کے طور پر ستر کا بیچ سکتا ہے۔ البتہ قول میں احتیاط کرے گا یعنی یہ نہیں کہے گا کہ میں نے ساٹھ کا خریدا ہے۔ اسلئے کہ یہ جھوٹ ہے کیونکہ اس نے پچاس کا خریدا ہے البتہ اسطرح کہے گا کہ مجھے یہ کپڑا ساٹھ میں پڑا ہے میں اتنے میں بیچتا ہوں۔

الشق الثانی ..... **مضاربت، حوالة، كفالة، مساقاة، صرف، اجاره** میں سے ہر ایک کی تعریف کریں۔

جواب ..... اصطلاحات کی تعریف:۔ مضاربت: لغوی معنی زمین پر چلنا اور سفر کرنا۔ اصطلاحی معنی **عقد على الشركة فى الربح بمال من احد الشريكين وعمل من الآخر** (شریکین کا نفع میں شرکت پر عقد کرنا کہ مال ایک کا اور عمل دوسرے کا ہوگا)۔

حوالہ: **تحويل الدّين من ذمة الاصيل الى ذمة المحتال عليه على سبيل التوثق به** (اصل مقروض کے ذمہ سے محتال علیہ کے ذمہ کی طرف ضمانت کے طور پر قرض منتقل کرنا)۔

کفالہ: **هى ضم الذمة الى الذمة فى المطالبة** (اصیل جس چیز کا ذمہ دار ہے اس کی ذمہ داری کے ساتھ مطالبہ میں کفیل کا اپنی ذمہ داری کو ملانا)۔

مساقات: مساقات ومزارعت ایک ہی چیز ہے فرق صرف اتنا ہے کہ مزارعت کا معاملہ زمین وکھیتی کے متعلق ہوتا ہے اور

مساقات کا معاملہ درختوں کے متعلق ہوتا ہے، اس اعتبار سے مساقات کی یہ تعریف ہوئی کہ درختوں کا کوئی باغ کسی کے حوالہ کرنا کہ تم اس کی حفاظت و دیکھ بھال کرو اور اس کو پانی سے سیراب کرتے رہو پھر جو پھل آئے گا اس میں ہم شریک ہوں گے۔

صرف: **هو البيع اذا كان كل واحدٍ من عوضيه من جنس الاثمان** (بیع کے دونوں عوض ثمن کی جنس یعنی سونا وچاندی ہوں) یعنی سونے کو سونے کے عوض، چاندی کو چاندی کے عوض اور دونوں کو ایک دوسرے کے عوض بیچنا۔

اجارہ: یہ لغۃً **اجرة** کا اسم ہے یہ اس مزدوری کو کہتے ہیں جس کا استحقاق عملِ خیر پر ہو۔ اصطلاحی معنی **عقد يرد على المنافع بعوض** (ایسا عقد جو منافع پر بعوض واقع ہو یعنی اجارہ منافع فروخت کرنا ہے)۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ..... **قال ابو حنيفةؒ المزارعة بالثلث والربع باطلة وقالا جائزة وهي عندهما على اربعة اوجه اذا كانت الارض والبذر لواحد والعمل والبقر لواحد جازت المزارعة وان كانت الارض لواحد والعمل والبذر والبقر لاخر جازت المزارعة وان كانت الارض والبذر والبقر لواحد والعمل لواحد جازت وان كانت الارض والبقر لواحد والبذر والعمل لواحد فهي باطلة ولاتصح المزارعة الا على مدة معلومة وان يكون الخارج بينهما مشاعا۔** مزارعت کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کیجئے، عبارت کی مکمل تشریح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) مزارعت کا لغوی واصطلاحی معنی (۲) عبارت کی تشریح۔

جواب ..... ① مزارعت کا لغوی واصطلاحی معنی:۔ لغوی اعتبار سے یہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے جو زَرْعٌ بمعنی اُگانا سے مشتق ہے تو مزارعت کا معنی دو آدمیوں کا باہمی عقدِ زراعت کرنا ہے۔ اصطلاحی اعتبار سے **هي عقد على الزرع ببعض الخارج** (زمین کی بعض پیداوار پر دو آدمیوں کا باہمی عقدِ زراعت کرنا) ہے یعنی مالکِ زمین و مزارع کا بعض پیداوار پر باہمی عقد کرنا مزارعت کہلاتا ہے۔

② عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں مزارعت کے جواز کے متعلق مسئلہ ذکر کیا گیا ہے۔ صاحبِ قدوریؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک زمین کی تہائی یا چوتھائی پیداوار پر زمین کاشت و بٹائی کیلئے دینا باطل یعنی فاسد ہے (امام مالکؒ و امام شافعیؒ کا بھی یہی مسلک ہے) انکی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے مخابرہ سے منع کیا ہے اور مخابرہ سے مراد مزارعت ہی ہے۔

صاحبینؒ، امام احمدؒ اور جمہورؒ کے نزدیک مزارعت جائز ہے اور احناف کے نزدیک فتویٰ بھی اسی پر ہے۔

نقلی دلیل: آپ ﷺ نے اہلِ خیبر کے ساتھ زمین کی کاشت اور باغ کے پھلوں میں نصف پیداوار پر معاملہ کیا تھا، پس معلوم ہوا کہ مزارعت جائز ہے۔

عقلی دلیل: عقدِ مزارعت مالک و مزارع کے درمیان مال و عمل کے اعتبار سے ایک عقدِ شرکت ہے اور جس طرح دفعِ ضرورت کی وجہ سے عقدِ مضاربت جائز ہے اسی طرح دفعِ ضرورت کی وجہ سے مزارعت بھی جائز ہے۔

اس اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد صاحبِ قدوریؒ نے مزارعت کی چار اقسام ذکر کی ہیں ① زمین و بیج ایک کا ہو اور کام و بیل دوسرے کا ہو ② زمین ایک کی ہو، بیج بیل و کام دوسرے کا ہو ③ زمین بیج و بیل ایک کا ہو اور صرف کام دوسرے کا ہو۔ یہ تین صورتیں جائز ہیں ④ زمین و بیل ایک کا ہو اور بیج و کام دوسرے کا ہو۔ یہ صورت ظاہر الروایۃ کے مطابق باطل ہے۔

جبکہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ صورت بھی جائز ہے۔ (تکمیل الضروری ج ۲ ص ۲۴۱)

0313 6357913 maktabatulakabir@gmail.com

الشق الثانی ..... **الهبة تصح بالايجاب والقبول وتتم بالقبض فان قبض الموهوب له في المجلس بغير اذن الواهب جاز وان قبض بعد الافتراق لم تصح۔**

عبارت کی تشریح کریں، ہبہ میں رجوع جائز ہے یا نہیں، رقمطراز کے متعلق فقہاء کا اختلاف بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) عبارت کی تشریح (۲) ہبہ میں رجوع کا حکم (۳) رقمطراز میں فقہاء کا اختلاف۔

جواب ..... ① عبارت کی تشریح:۔ اولاً ہبہ کے ارکان کا ذکر ہے کہ ہبہ ایجاب و قبول سے صحیح ہوتا ہے اور جب موہوب لہٗ موہوبہ چیز

پر قبضہ کرلے تو ہبہ مکمل ہوجاتا ہے اسکے بعد ہبہ کا ایک مسئلہ بیان کیا کہ اگر واہب نے کوئی چیز ہبہ کی اور موہوب لہ نے واہب کی اجازت کے بغیر ہی مجلسِ عقد میں موہوبہ چیز پر قبضہ کرلیا تو ہبہ مکمل ہوجائیگا اور یہ قبضہ کرنا صحیح ہوگا اور اگر مجلس برخواست ہوگئی واہب نے موہوبہ چیز موہوب لہ کے سپرد نہیں کی تو اب واہب کے جانے کے بعد موہوب لہٗ کا موہوبہ چیز پر قبضہ کرنا صحیح نہ ہوگا اور یہ ہبہ تام نہ ہوگا۔

② ہبہ میں رجوع کا حکم:۔ عندالاحناف ہبہ سے رجوع کرنا جائز ہے اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر باپ نے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کی ہے تو صرف وہی اس کے اندر رجوع کرسکتا ہے۔اس کے علاوہ کوئی شخص اپنے ہبہ سے رجوع نہیں کرسکتا۔

③ رقبیٰ میں فقہاء کا اختلاف:۔ امام ابوحنیفہؒ، امام محمدؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ رقبیٰ ناجائز ہے کیونکہ اس میں جانبین میں سے ہر ایک دوسرے کی موت کا منتظر رہتا ہے کہ کس وقت وہ مرے اور میں زمین کا مالک بن جاؤں، جبکہ امام ابویوسفؒ، امام شافعیؒ و امام احمدؒ کے نزدیک رقبیٰ جائز ہے۔

﴿الورقة الثانية : فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل .....**و التعزير اكثره تسعة و ثلاثون سوطا و اقلّه ثلاث جلدات، وقال ابو يوسف يبلغ بالتعزير خمسة و سبعين جلدة. (باب حد القذف)**

عبارت کا ترجمہ کریں۔امام ابویوسفؒ کے قول کی دلیل ذکر کریں۔حد وتعزیر میں فرق واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں:① عبارت کا ترجمہ ② امام ابویوسفؒ کے قول کی دلیل ③ حد وتعزیر میں فرق

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ تعزیر کی زیادہ سے زیادہ مقدار انتالیس کوڑے ہیں اور کم سے کم مقدار تین کوڑے ہیں، امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ تعزیر میں پچھتر (۷۵) کوڑے لگاسکتے ہیں۔

② امام ابویوسفؒ کے قول کی دلیل:۔ امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ آزاد آدمی کی حد اسّی (۸۰) کوڑے ہیں اور تعزیر میں اس حد تک نہیں پہنچیں گے، پس تعزیر میں اس حد سے پانچ کوڑے نیچے رہتے ہوئے ایک سے لیکر پچھتر (۷۵) تک کوڑے لگاسکتے ہیں۔

③ حد وتعزیر میں فرق:۔ حد: وہ سزا جو نصوص میں جرم وگناہ کی تعیین کے ساتھ مقرر کی گئی ہو، مثلاً زانی محصن کی حد اسکو رجم کرنا ہے، زانی غیر محصن آزاد کی حد سو کوڑے ہیں، حد قذف وشرابی آزاد کی سزا اسّی کوڑے ہیں، چور کی حد یہ ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے۔

تعزیر: وہ سزا جو نصوص میں جرم وگناہ کی تعیین کے ساتھ مقرر نہ کی گئی ہو، بلکہ قاضی کی صوابدید پر چھوڑا گیا ہو کہ وہ جرم کی نوعیت دیکھ کر جرم کے مناسب سزا دے۔مثلاً کسی نے کسی مسلمان کو کافر فاسق یا خبیث کہا تو قاضی تعزیراً اسکو کچھ سزا دے سکتا ہے۔

تعزیر کے متعلق علماء نے لکھا ہے کہ اتنی زیادہ سزا نہ دی جائے کہ نصوص میں مذکور سزاؤں کو تجاوز کرجائے، چنانچہ اس سوال کی عبارت میں اُس آخری مقدار کو ذکر کیا گیا ہے۔

الشق الثانی .....ہبہ کی تعریف کریں اور بتائیں کہ ہبہ کا کیا طریقہ ہے اور وہ کس طرح مکمل ہوتا ہے۔

وَلَاتَجُوْزُ الْهِبَةُ فِيْمَا يُقْسَمُ اِلَّا مُحَوَّزَةً مَقْسُوْمَةً وَهِبَةُ الْمُشَاعِ فِيْمَا لَايُقْسَمُ جَائِزَةٌ وَمَنْ وَهَبَ شِقْصًا مُشَاعًا فَالْهِبَةُ فَاسِدَةٌ فَاِنْ قَسَّمَهُ وَسَلَّمَهُ جَازَ ، وَلَوْوَهَبَ دَقِيْقًا فِيْ حِنْطَةٍ اَوْدُهْنًا فِيْ سِمْسَمٍ فَالْهِبَةُ فَاسِدَةٌ فَاِنْ طَحَنَ وَسَلَّمَ لَمْ يَجُزْ. وَاِذَا كَانَتِ الْعَيْنُ فِيْ يَدِالْمَوْهُوْبِ لَهٗ مَلَكَهَا بِالْهِبَةِ وَاِنْ لَمْ يُجَدِّدْ فِيْهَا قَبْضًا.

عبارت پر اعراب لگا کر مطلب واضح کریں۔**محوزہ، مقسومہ، مشاع** کی تشریح کریں۔(ص ۱۱۸۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں (۱) ہبہ کی تعریف (۲) ہبہ کا طریقہ (۳) عبارت پر اعراب (۴) عبارت کا مطلب (۵) **محوزة، مقسومة، مشاع** کی تشریح۔

جواب ..... ① ہبہ کی تعریف:۔ لغوی معنیٰ دینا اور اصطلاح میں **تمليك العين بلاعوض** (کسی کو بغیر عوض کسی عین کا مالک بنانا)۔

② ہبہ کا طریقہ:۔ ہبہ بھی چونکہ ایک عقد ہی ہے اس وجہ سے یہ ایجاب وقبول سے منعقد ہوتا ہے یعنی ایک جانب سے ایجاب ہو دوسری

جانب سے قبول ہو یہی ہبہ کا طریقہ ہے اور یہ قبضہ سے مکمل ہوتا ہے یعنی جب موہوب لہ موہوبہ چیز پر قبضہ کرلے تو ہبہ مکمل ہوجاتا ہے۔

③ عبارت کا مطلب:۔ **ولا تجوز الهبة الخ** جو اشیاء قابلِ تقسیم ہوں یعنی تقسیم کے بعد بھی ان کی مکمل منفعت باقی رہتی ہو ایسی اشیاء کا ہبہ اسوقت درست ہوگا جب واہب اسے تقسیم بھی کردے اور اسے اپنے حقوق واستعمال وغیرہ سے فارغ بھی کردے۔

وہ اشیاء جو قابلِ تقسیم نہ ہوں یعنی تقسیم کے بعد انکی مکمل منفعت یا بعض منفعت فوت ہوجائے تو ان کو مشترک طور پر بھی ہبہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی چیز کا کچھ حصہ ہبہ کیا تو یہ ہبہ اس وقت درست ہوگا جب واہب وہ چیز تقسیم کرکے موھوب لہ کے سپرد کردے اور اگر اس نے یہ چیز تقسیم کرکے سپرد نہ کی تو پھر یہ ہبہ فاسد ہوگا۔

ولو وهب دقيقا الخ کسی شخص نے آٹا ہبہ کیا گیہوں میں یا تیل ہبہ کیا تلوں میں تو یہ ہبہ فاسد ہے۔ اگرچہ بعد میں گیہوں سے آٹا اور تلوں سے تیل نکال کر سپرد کردے تب بھی یہ ہبہ درست نہیں۔ اس لیے کہ بوقتِ ہبہ آٹا اور تیل معدوم ہے۔

واذا كانت العين الخ اگر ہبہ کی ہوئی چیز پہلے سے ہی موہوب لہ کے قبضہ میں ہو تو وہ اسی طرح اسکا مالک ہوجائیگا نیا قبضہ ضروری نہیں۔

④ عبارت پر اعراب:۔ **كمامرّ في السوال آنفا۔**

⑤ **محوزة، مقسومة، مشاع** کی تشریح:۔ **مقسومه** کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز قابلِ تقسیم ہو وہ تقسیم کردی جائے۔ **محوزة** کا مطلب یہ ہے کہ واھب کی ملک یا اس کے حقوق سے علیحدہ کردی جائے **مشاعا** کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز مشترک ہو۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ..... **والقاصد في اليمين والمكره والناسي سواء ومن فعل المحلوف عليه مكرها او ناسيا فهو سواء**

-

یمین غموس، منعقدہ اور لغو کی تعریف کرکے بتائیں کہ ان میں کس کس کے اندر کفارہ واجب ہوتا ہے۔ نیز کفارے کی تفصیل بھی تحریر کریں۔ عبارت کا مطلب تحریر کریں۔ **اللّٰه افعل كذا** میں حرفِ قسم نہیں ہے پھر بھی اسے قسم کیوں شمار کیا گیا ہے؟، **علیّ نذرٌ او نذر اللّٰهِ فهو يمينٌ** کا کیا مطلب ہے اور اس عبارت کی ترکیب بھی کریں۔ (ص۱۹۹۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں ① یمین غموس، منعقدہ ولغو کی تعریف ② وجوبِ کفارہ والی قسم ③ کفارہ کی تفصیل ④ عبارت کا مطلب ⑤ **اللّٰه افعل كذا** قسم کیوں ہے ⑥ **علیّ نذرٌ او نذر اللّٰهِ فهو يمينٌ** کا مطلب وترکیب۔

جواب ..... ① یمین غموس، منعقدہ، لغو کی تعریف:۔ یمینِ غموس: کسی امرِ ماضی پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہوئے قسم کھانا مثلاً زید کو معلوم ہے کہ بکر نہیں آیا مگر وہ جان بوجھ کر کہتا ہے کہ اللہ کی قسم بکر آیا ہے۔ یمینِ لغو: کسی امرِ ماضی پر اپنے گمان میں سچی قسم کھانا حالانکہ وہ جھوٹا ہو مثلاً زید نے رات کو بکر کے آنے کا انتظار کیا مگر بکر نہ آیا تو زید سو گیا اس کے بعد بکر آیا مگر زید کو اس کا علم نہ ہوا چنانچہ زید سے صبح کسی نے بکر کے بارے میں معلوم کیا تو زید نے کہا اللہ کی قسم بکر نہیں آیا حالانکہ وہ آیا ہوا ہے۔

یمینِ منعقدہ: کسی امرِ مستقبل کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھانا، مثلاً اللہ کی قسم میں ضرور تجھے ماروں گا۔

② وجوبِ کفارہ والی قسم:۔ یمین منعقدہ میں کفارہ واجب ہے۔ جبکہ یمینِ غموس میں اختلاف ہے، احناف، مالکیہ وحنابلہ کے نزدیک صرف توبہ واستغفار ہے جبکہ امام شافعیؒ کے نزدیک یمینِ غموس میں کفارہ واستغفار دونوں لازم ہیں اور یمینِ لغو میں غالب اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کا مواخذہ نہیں کریں گے۔

0313 6357913 maktabazakariyya@gmail.com

③ کفارہ کی تفصیل:۔ قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے اگر کسی پر بھی قادر نہ ہو تو تین روزے مسلسل رکھنا، **كما قال اللّٰه تعالٰى: فكفارته اطعام عشرة مساكين من اوسط ما تطعمون اهليكم اوكسوتهم او تحرير رقبة، فمن لم يجد فصيام ثلثة ايام ذلك كفارة ايمانكم.**

④ عبارت کا مطلب:۔ اس عبارت میں یمین کے متعلق مسئلہ بیان فرمارہے ہیں کہ کوئی شخص جان بوجھ کر قسم کھاتا ہے یا کسی کے مجبور کرنے سے (زبردستی) یا بھول کر قسم کھاتا ہے تو یہ سب برابر ہیں انکی قسم منعقد ہوجائے گی وہ شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے بھول

کرقسم کھائی ہے یا مجھے قسم پر مجبور کیا گیا تھا۔

اسی طرح کسی نے قسم کھائی پھر بھول کر یا کسی کے مجبور کرنے پر اس نے قسم توڑ ڈالی تو یہ دونوں بھی حانث ہوں گے یہ دونوں یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے بھول کر یہ قسم توڑی ہے یا ہمیں قسم کے توڑنے پر مجبور کیا گیا تھا لہٰذا ہم پر کفارہ نہیں، ایسا نہیں ہے۔

⑤ **اللّٰہ افعل کذا** قسم کیوں ہے:۔ مذکورہ جملہ میں اگرچہ بظاہر حرفِ قسم نہیں ہے مگر یہاں حرفِ قسم مضمر ہے اصل عبارت ہے **واللّٰہ افعل کذا**۔

⑥ **علیّ نذرٌ او نذر اللّٰہِ فھو یمینٌ** کا مطلب وترکیب:۔ **عَلَیّ** جار مجرور ملکر ثابت مقدر کے متعلق ہوکر خبر مقدم **نذرٌ** معطوف علیہ **او** حرف عطف **نـذْرُ اللّٰـہ** مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف معطوف علیہ ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر مبتداء متضمن معنی شرط، **فا** جزائیہ **ھویمین** مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے مطلق نذر مانی اور یہ کہا کہ مجھ پر نذر ہے یا مجھ پر اللہ کی نذر ہے اور یہ تفصیل نہیں کی مثلاً میرا غلام آزاد یا میری بیوی کو طلاق تو یہ قسم سمجھی جائیگی۔ اگر اس کے خلاف کیا تو قسم کا کفارہ واجب ہوجائے گا۔

الشق الثانی.....**القتل علی خمسة اوجه عمدوشبه عمد وخطاء و ماأجری مجری الخطاء والقتل بسبب.**

قتل کی اقسامِ خمسہ میں سے ہر ایک کی تعریف اور حکم بیان کریں۔ (ص ۱۷۶۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) قتل کی اقسام خمسہ کی تعریف (۲) اقسامِ قتل کا حکم۔

جواب..... ① و ② قتل کی اقسام خمسہ کی تعریف اور ان کا حکم:۔ قتلِ عمد: کسی شخص کو آلۂ قتل سے یا کسی ایسی نوکدار چیز سے قصداً قتل کرنا جو تفریقِ اجزاء میں آلۂ قتل کی مثل ہو (جس سے عام طور پر قتل واقع ہوتا ہو) مثلاً تلوار، چھری، کلاشنکوف، پستول، نوکدار پتھر وغیرہ۔ ''حکم'' اس کا موجب گناہ اور قصاص ہے اِلّا یہ کہ ورثاء معاف کردیں اور اس میں کفارہ نہیں ہے۔

قتل شبہ عمد: کسی کو ایسی چیز سے قصداً قتل کرنا جو نہ آلۂ قتل ہو اور نہ تفریقِ اعضا میں اس کی مثل ہو مثلاً بڑا پتھر، لاٹھی۔

''حکم'' اس کا موجب گناہ ہے اور اس پر کفارہ و دیت ہے قصاص نہیں ہے۔

قتلِ خطاء: اس کی دو قسمیں ہیں (۱) خطاء فی القصد یہ ہے کہ کسی شخص کو شکار سمجھ کر تیر مار دیا (۲) خطاء فی الفعل یہ ہے کہ کسی شکار کو تیر مارا مگر وہ آدمی کو لگ گیا۔

''حکم'' اس کی سزا کفارہ اور عاقلہ پر دیت ہے، اس قتل میں گناہ نہیں ہے۔

قتلِ جاری مجریٰ خطا: یہ ہے کہ کوئی پہلوان شخص سو رہا تھا اس نے کروٹ لی تو کوئی کمزور شخص یا کوئی بچہ اسکے نیچے آکر مرگیا۔

''حکم'' اس میں بھی کفارہ اور عاقلہ پر دیت ہے البتہ گناہ نہیں ہے۔

قتل بسبب: کہ کسی نے حاکم کی اجازت کے بغیر غیر کی مِلک (زمین) میں کنواں کھودا یا پتھر رکھ دیا اور کوئی شخص کنویں میں گرکر یا پتھر سے ٹکرا کر مرگیا۔

''حکم'' اس میں بھی فقط عاقلہ پر دیت ہے اور کفارہ واجب نہیں ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل.....**وَتَنْفَسِخُ الْاِجَارَةُ بِالْاَعْذَارِ کَمَنْ اِسْتَاجَرَ دُکَانًا فِی السُّوْقِ لِیَتَّجِرَ فِیْهِ فَذَهَبَ مَالُهٗ وَکَمَنْ آجَرَ دَارًا اَوْ دُکَانًا ثُمَّ اَفْلَسَ فَلَزِمَتْهُ دُیُوْنٌ لَایَقْدِرُ عَلٰی قَضَائِهَا اِلَّا مِنْ ثَمَنِ مَاآجَرَ فَسَخَ الْقَاضِی الْعَقْدَ وَبَاعَهَا فِی الدَّیْنِ.**

عبارت کا آسان ترجمہ کریں، عبارت کی بے غبار شرح کریں، اعراب لگائیں، **لِیَتَّجِرَ** کونسا صیغہ ہے کس باب سے ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کی تشریح (۳) عبارت پر اعراب (۴) **لیتجر** صیغہ کی وضاحت۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اور فسخ ہوجاتا ہے اجارہ عذروں کی وجہ سے مثلاً وہ شخص جس نے اجرت پر بازار میں دکان لی تاکہ

تجارت کرے اس میں پس اس کا مال جاتا رہا اور مثلاً وہ شخص جس نے گھر یا دکان کرایہ پر دیا پھر مفلس ہوگیا پس اس کو اتنا قرض لازم ہوگیا کہ وہ اسکی ادائیگی پر قادر نہیں مگر اس چیز کے ثمن سے جسکو اجارہ پر دیا ہے اس نے تو فسخ کردیگا قاضی عقد کو اور بیچ دے گا اس کو دَین میں۔

② عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں مصنفؒ نے اجارہ کا ایک حکم بیان کیا ہے وہ یہ کہ بوقتِ عذر اور مجبوری اجارہ فسخ ہوسکتا ہے عام ازیں کہ عذر آجر کی جانب سے ہو یا مستاجر کی جانب سے، مستاجر کی جانب سے عذر ہو مثلاً کسی نے اجارہ پر دکان لی کاروبار کیلئے ابھی کام شروع نہیں کیا تھا کہ مال ضائع ہوگیا تو اجارہ فسخ ہوجائے گا' آجر کی جانب سے عذر کی مثال کہ ایک شخص نے مکان یا دکان اجارہ پر دی پھر خود مفلس ہوگیا اور اسکے ذمہ اتنا قرض ہوگیا کہ اب وہ ادا پر قادر ہی نہیں رہا۔ ادائیگی کی صورت صرف اس دکان یا گھر کے ثمن ہیں کہ جن کو اس نے اجارہ پر دیا تو قاضی اجارہ کو فسخ کردے گا اور اس مکان یا دوکان کو بیچ کر قرض ادا کرے گا۔

③ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفًا۔

④ لیتجر صیغہ کی وضاحت:۔ صیغہ واحد مذکر غائب بحث مضارع معروف از مصدر اِتّجَار (افتعال) بمعنی تجارت کرنا۔

الشق الثانی ..... وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَایَاکُلَ لَحْمًا فَاَکَلَ السَّمَکَ لَمْ یَحْنَثْ وَلَوْ حَلَفَ اَنْ لَایَشْرَبَ مِنْ دَجْلَةَ فَشَرِبَ مِنْهَا بِاِنَاءٍ لَمْ یَحْنَثْ حَتّٰی یَکْرَعَ مِنْهَا کَرْعًا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَایَشْرَبَ مِنْ مَاءِ دَجْلَةَ فَشَرِبَ مِنْهَا بِاِنَاءٍ حَنِثَ۔

عبارت کا ترجمہ ومسائل کی وضاحت کریں، عبارت پر اعراب لگائیں، لم یحنث ، لایشرب کس باب سے ہیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حاصل چار امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مسائل کی وضاحت (۳) عبارت پر اعراب (۴) لم یحنث، لایشرب کا باب۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اور جس شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ گوشت نہ کھائے گا، پس اس نے مچھلی کھالی تو وہ حانث نہ ہوگا، اور اگر قسم اٹھائی کہ دجلہ سے نہیں پیئے گا پھر پیا اس سے برتن کے ساتھ تو حانث نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ پیئے اس سے منہ ڈال کر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک، اور جس شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ دجلہ کا پانی نہیں پیئے گا پس پیا اس سے برتن کیساتھ تو حانث ہوجائیگا۔

② مسائل کی وضاحت:۔ اس عبارت میں حلف کے چند مسائل کو ذکر کیا جارہا ہے تو پہلا مسئلہ یہ بیان کیا کہ کسی نے قسم اٹھائی کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا پھر اس نے مچھلی کا گوشت کھایا تو وہ حانث نہ ہوگا، کیونکہ عرف میں مچھلی کو گوشت شمار نہیں کیا جاتا۔

دوسرا مسئلہ کہ کسی نے قسم اٹھائی کہ دجلہ سے نہیں پیئے گا پھر اس نے کسی برتن کے ذریعہ وہاں سے پانی پیا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ حانث نہ ہوگا، کیونکہ اس سے عُرفاً دجلہ میں منہ ڈال کر پینا مراد ہے لہٰذا اگر منہ ڈال کر دجلہ سے پیئے گا تو حانث ہوگا وگرنہ نہیں۔

تیسرا مسئلہ یہ کہ کسی نے یہ قسم کھائی کہ میں دجلہ کا پانی نہیں پیوں گا پھر اس سے کسی برتن سے پانی پیا یا منہ ڈال کر، بہرصورت حانث ہوجائے گا، کیونکہ دونوں صورتوں میں پانی پینا متحقق ہورہا ہے۔

③ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

④ لم یحنث، لایشرب کا باب:۔ یہ دونوں صیغے باب سمع سے ہیں۔

﴿الورقة الثانية : فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

0313 6357913 mubashirbazmi@yahoo.com

الشق الاوّل ..... وَمَنِ امْتَنَعَ مِنَ الْجِزْیَةِ اَوْقَتَلَ مُسْلِمًا اَوْسَبَّ النَّبِیَّ ﷺ اَوْزَنٰی بِمُسْلِمَةٍ لَمْ یَنْتَقِضْ عَهْدُهٗ وَلَایَنْتَقِضُ الْعَهْدُ اِلَّا بِاَنْ یَلْحَقَ بِدَارِ الْحَرْبِ اَوْیَغْلِبُوْا عَلٰی مَوْضِعٍ فَیُحَارِبُوْنَنَا۔

عبارت پر اعراب لگائیں، عبارت کا ترجمہ کریں، مسائل کی وضاحت کریں، اور عہد ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے سے کیا مراد ہے؟ اس کی بھی وضاحت کریں، ولاینتقض العهد سے آخر تک عبارت کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں پانچ امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مسائل کی وضاحت

(۴) عہد ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کی مراد (۵) ولاینتقض العهد الخ کی ترکیب۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ في السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور جو شخص باز رہے جزیہ سے یا قتل کردے کسی مسلمان کو یا برا کہے نبی کریم ﷺ کو یا زنا کرے کسی مسلمان عورت سے تو نہ ٹوٹے گا اس کا عہد۔ اور نہیں ٹوٹتا عہد مگر یہ کہ چلا جائے وہ دارالحرب میں یا غلبہ پالیں وہ کسی جگہ پر پھر ہم سے لڑنے کو تیار ہو جائیں۔

③ مسائل کی وضاحت:۔ اس عبارت میں ذمی کے متعلق مسائل کا ذکر ہے تو فرمایا کہ اگر کوئی ذمی شخص جزیہ دینے سے انکار کردے یا کسی مسلمان کو قتل کردے یا آنحضرت ﷺ کو برا کہے یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو ان تمام صورتوں میں عہد نہیں ٹوٹے گا بلکہ وہ ذمی ہی رہے گا اس پر ذمی والے احکام ہی جاری ہونگے۔ اس کو حربی کافر نہیں سمجھا جائیگا۔ البتہ اگر وہ دارالاسلام چھوڑ کر دارالحرب میں چلا گیا یا کسی علاقہ پر غلبہ پاکے ذمیوں نے مسلمانوں سے لڑنے کیلئے صف بندی کرلی تو اس صورت میں ذمی کا عہد ٹوٹ جائے گا یہ معاہدہ ختم ہوجائے گا اب اس پر حربی کافر والے احکامات جاری ہونگے۔

④ عہد ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کی مراد:۔ مراد یہ ہے کہ اس پر ذمی والے احکام جاری ہونگے یا نہیں اگر عہد ٹوٹ جائیگا تو ذمی والے احکام جاری نہ ہونگے بلکہ کافر حربی والے احکام جاری ہونگے، اور عہد نہ ٹوٹنے کی صورت میں ذمی والے احکام ہی جاری ہونگے۔

⑤ **ولاینتقض العهد** الخ کی ترکیب:۔ **لاینتقض** فعل **العهد** اس کا فاعل **الّا** حرف استثناء **لغوب** حرف جار **ان** ناصبہ مصدریہ **یلحق** فعل وفاعل ب جارہ **دار** مضاف **الحرب** مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ **او** عاطفہ **یغلبوا** فعل و فاعل **علی** حرف جار **موضع** مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ **فاعاطفہ یحاربون** فعل وفاعل **نا** ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر معطوف ہوا **یلحق** کا، **یلحق** اپنے معطوف سے ملکر مصدر کی تاویل میں ہوکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا **لاینتقض** کے، **لاینتقض** فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی ..... **ومن جمع بین حروعبد اوشاة ذکیة ومیتة بطل البیع فیهما ومن جمع بین عبدومدبر اوبین عبده وعبد غیره صح البیع فی العبد بحصته من الثمن ونهی رسول الله ﷺ عن النجش وعن السوم علی سوم غیره وعن تلقّی الجلب وعن بیع الحاضر للبادی والبیع عنداذان الجمعة وکل ذلك یکره ولایفسدبه البیع۔**

عبارت کا واضح ترجمہ کریں، عبارت کی تشریح وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کی تشریح۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ جس شخص نے جمع کیا (بیع میں) آزاد اور غلام کو یا ذبح شدہ اور مردار بکری کو تو باطل ہوجائے گی بیع دونوں میں، اور جس نے جمع کیا غلام اور مدبر کو یا اپنے غلام اور اپنے غیر کے غلام کو تو صحیح ہوجائے گی بیع غلام میں ثمن میں سے اس کے حصہ کے بدلہ میں، اور منع فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیع میں نجش سے اور غیر کے بھاؤ پر بھاؤ لگانے سے اور تلقی جلب سے اور شہری کے دیہاتی کیلئے بیع کرنے سے اور اذانِ جمعہ کے وقت بیع کرنے سے اور یہ تمام کی تمام بیع مکروہ ہیں، اور نہیں فاسد ہوتی اس سے بیع۔

② عبارت کی تشریح:۔ کسی آدمی نے ایک ہی عقد میں آزاد آدمی اور غلام کو یا ایک ہی عقد میں ذبح شدہ بکری اور مردار بکری کو بیچ دیا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دونوں میں بیع باطل ہوجائے گی، اس لئے کہ اس نے غلام کی بیع میں حُر کی اور مذبوحہ کی بیع میں مُردار کی بیع کی شرط لگادی جو عقد کے تقاضا کے خلاف ہے اس وجہ سے بیع باطل ہے۔

اور اگر غلام اور مدبر کو یا اپنے غلام اور غیر کے غلام کو ایک ہی عقد میں بیچ دیا تو پہلی صورت میں غلام میں اور دوسری صورت میں اپنے غلام میں انکے ثمن کے حصہ کے اعتبار سے بیع درست ہوجائیگی اور مدبر میں اور غیر کے غلام میں درست نہ ہوگی۔

اسی طرح کوئی چیز خریدنے کا ارادہ نہیں ہے صرف مشتری کو دھوکہ دینے کیلئے زیادہ بھاؤ لگانا، یا کسی نے بھاؤ لگایا اور بائع ومشتری

اس پر راضی ہوگئے پھر جان بوجھ کر اس سے زیادہ بھاؤ لگانا یہ مکروہ ہے، اسی طرح تلقی جلب یعنی شہر سے باہر ہی اناج غلہ وغیرہ والے قافلوں سے سستا غلہ دھوکہ دہی سے خریدنا یا کوئی دیہاتی بیچنے آیا شہری نے کہا جلدی نہ کرنا میں زیادہ ریٹ سے بعد میں فروخت کروادوں گا ذرا ٹھہر جاؤ یا اذانِ جمعہ کے وقت کوئی بیع کرنا یہ تمام بیوع فاسد نہیں ہیں صرف مکروہ ہیں، حتی الامکان احتراز کرنا چاہیے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱٤۳٦ھ

الشق الاوّل .....وَالْاُجَرَاءُ عَلٰی ضَرْبَیْنِ: اَجِیْرٌ مُشْتَرَکٌ وَاَجِیْرٌ خَاصٌ فَالْمُشْتَرَکُ مَنْ لَایَسْتَحِقُّ الْاُجْرَةَ حَتّٰی یَعْمَلَ کَالصَّبَّاغِ وَالْقَصَّارِ وَالْمَتَاعُ اَمَانَةٌ فِیْ یَدِهٖ اِنْ هَلَکَ لَمْ یَضْمَنْ شَیْئًا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَ قَالَا یَضْمَنُهٗ وَمَا تَلَفَ بِعَمَلِهٖ کَتَخْرِیْقِ الثَّوْبِ مِنْ دَقِّهٖ وَرَلَقِ الْحَمَّالِ وَانْقِطَاعِ الْحَبْلِ الَّذِیْ یَشُدُّ بِهِ الْمَکَارِیْ اَلْحَمْلَ وَغَرْقِ السَّفِیْنَةِ مِنْ مَدِّهَا مَضْمُوْنٌ۔ (ص۹۲۔امدادیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں، عبارت مذکورہ کی روشنی میں اجیرِ مشترک اور اجیرِ خاص میں سے ہر ایک کی تعریف اور حکم وضاحت سے تحریر کریں۔ منافع اور اجرت کے معلوم ہونے کی کیا صورتیں ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس عبارت میں تین امور حل طلب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) اجیرِ مشترک اور اجیرِ خاص کی تعریف وحکم (۳) منافع اور اجرت معلوم ہونے کی صورتیں۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اجیر دو قسم پر ہے، اجیرِ مشترک اور اجیرِ خاص، پس اجیرِ مشترک وہ ہے جو نہیں مستحق ہوتا اجرت کا یہاں تک کہ کام کردے جیسے رنگریز اور دھوبی۔ اور سامان اس کے پاس امانت ہوتا ہے اگر وہ ہلاک ہوجائے تو وہ نہیں ضامن ہوتا کسی چیز کا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ وہ سامان کا ضامن ہوگا اور جو چیز اُس کے عمل کے ذریعے سے تلف ہوگی جیسے کپڑے کا اُس کے کوٹنے سے پھٹ جانا یا مزدور کا پھسل جانا یا اُس رسّی کا ٹوٹ جانا جس سے جانور کو کرایہ پر دینے والا سامان باندھتا ہے اور ملاح کے کشتی کھینچنے سے کشتی کا غرق ہوجانا (ان تمام صورتوں میں) اجیر ضامن ہوگا۔

② اجیرِ مشترک واجیرِ خاص کی تعریف وحکم:۔ اجیرِ مشترک: وہ شخص جو بلا تخصیص ہر کسی کا کام کرتا ہو اور بعد العمل ہی اجرت کا مستحق ہوتا ہو جیسے دھوبی رنگریز کہ انکے پاس جو آجائے اس کا کام کردیتے ہیں اور بعد العمل اجرت وصول کرتے ہیں۔

اگر اجیرِ مشترک کے عمل سے کوئی چیز ضائع ہوجائے مثلاً دھوبی نے اپنی لکڑی سے کپڑا کوٹا اور وہ پھٹ گیا یا مزدور کوئی سامان لے کر جارہا تھا بغیر کسی بھیڑ اور دھکے کے پھسل کر گر پڑا یا جس رسّی سے سامان باندھا ہوا تھا وہ ٹوٹ گئی یا ملاح نے معمول سے ہٹ کر کشتی کھینچی اور وہ ڈوب گئی تو ان تمام صورتوں میں سامان کے ضائع ہونے سے احناف کے نزدیک اجیرِ مشترک پر تاوان لازم ہوگا۔ امام زفرؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک کوئی تعاون نہیں ہے۔

اجیرِ خاص: وہ شخص جو ایک وقت میں صرف ایک ہی آدمی کا کام کرتا ہو اور یہ محض اپنا نفس سپرد کردینے سے ہی اجرت کا مستحق ہوجائے گا خواہ مستاجر نے اس مدت میں اس سے کام لیا ہو یا نہ لیا ہو جیسے کسی آدمی کو خدمت یا بکریاں چرانے کیلئے ایک ماہ تک اجیر رکھا، تو اس ایک ماہ میں اس سے کام لیا گیا ہو یا نہ لیا گیا ہو وہ اجرت کا مستحق ہوگا۔ اور اس کے پاس جو چیز بلا تعدی ہلاک ہوجائے وہ اس کا ضامن نہ ہوگا اور یہ مدتِ معینہ پر اجرت کا مستحق ہوگا خواہ اس سے کام لیا گیا ہو یا نہ لیا گیا ہو۔

③ منافع اور اجرت معلوم ہونے کی صورتیں:۔ منافع تین طریقے سے معلوم ہوسکتے ہیں ① مدت کی تعیین کے ذریعے مثلاً مکان رہائش کے طور پر ایک خاص مدت کے لئے کرائے پر لیا اسی طرح زمین ایک متعین مدت تک کاشت کیلئے کرایہ پر لی، مدت خواہ کم ہو یا زیادہ ہو بہرصورت جو بھی متعین ہوجائے اجارہ صحیح ہوجائے گا ② عمل اور تسمیہ کے ذریعے یعنی جس کام کے لئے کسی کو اجرت پر رکھا گیا ہے اُس کو بیان کردیا تو منافع معلوم ہوجائیں گے مثلاً کسی شخص کو کپڑا رنگنے یا سینے کے لئے اُجرت پر رکھا یا جانور کو وزن اٹھانے کے لئے یا سواری کرنے کے لئے کرایہ پر لیا، البتہ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ کپڑا کس قسم کا ہے یعنی سوتی، اونی یا ریشمی وغیرہ اور کون سا رنگ کیا جائے گا اور کس قسم کی سلائی کی جائے گی۔ وزن اٹھانے میں بوجھ کا وزن، مقام کی تعیین اور سواری

کرنے میں مقدارِ مسافت واضح کرنا ضروری ہے تاکہ بعد میں نزاع پیدا نہ ہو ③ تعیین اور اشارہ کے ذریعے یعنی سامان جس مقام پر پہنچانا ہے اگر اُس سامان کی تعیین اور اُس جگہ کی طرف اشارہ کر دیا جائے تو اجیر کو اُس چیز اور اُس مقام کا معائنہ کرنے کے بعد منفعت کا علم ہو جائے گا اور یہ عقد صحیح ہو جائے گا۔ (التکمیل الضروری ج ۲ ص ۹۷)

الشق الثانی .....موات کی تعریف کر کے عادی و مملوک فی الاسلام کا مطلب و حکم لکھیں۔ **(ومن حجّر ارضا ولم یعمر ها ثلث سنین اخذها الامام و دفعها الی غیره۔ ومن کان له نهر فی ارض غیره فلیس له حریم عند ابیحنیفة الّاان یکون له البینة علی ذٰلك وعند هما له مسناة النهر یمشی علیها ویلقی علیها طینه)**

دونوں عبارتوں کا مطلب واضح کریں، امام اعظمؒ و صاحبینؒ کے مسلک کا فرق بیان کریں، خط کشیدہ جملہ کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور کا جواب مطلوب ہے (۱) موات کی تعریف (۲) عادی و مملوک فی الاسلام کا مطلب و حکم (۳) عبارت کا مطلب (۴) امام اعظمؒ و صاحبینؒ کے مسلک میں فرق (۵) جملہ کی ترکیب۔

جواب ..... ① موات کی تعریف:۔ وہ غیر مملوک زمین جو آبادی سے دور ہو اور پانی کے غلبہ یا انقطاع کی وجہ سے اسے کاشت کرنا دشوار ہو۔

② عادی و مملوک فی الاسلام کا مطلب و حکم:۔ **عادی:** وہ زمین جو ہمیشہ سے بنجر ہو اس کا کوئی بھی مالک نہ ہو۔

مملوك فی الاسلام: وہ زمین جو دورِ اسلام میں مقبوض ہو مگر اس کے مالک کا علم نہ ہو۔

حکم: اگر یہ دونوں قسم کی زمین آبادی سے اتنی دور ہے کہ اگر آبادی کے کنارے پر کھڑے ہو کر آواز لگائیں تو اس تک نہ پہنچے تو یہ زمین موات ہے، جو شخص بھی امامِ وقت یعنی حاکم سے اجازت لیکر اسے آباد کریگا بالاتفاق وہی اسکا مالک ہوگا اور اگر امام کی اجازت کے بغیر آباد کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک وہ اس زمین کا مالک نہ ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک بلا اجازت آباد کرنے سے بھی مالک ہو جائیگا۔

③ عبارت کا مطلب:۔ کسی شخص نے ارضِ موات پر پتھر لگا کر اسے اپنی تحویل میں لے لیا مگر تین برس گزرنے کے باوجود بھی اسے آباد نہیں کیا تو حاکم کو چاہیے کہ وہ زمین اس سے لیکر کسی اور کے سپرد کر دے تاکہ وہ اسے آباد کر کے اس سے نفع حاصل کرے۔

کسی شخص کی زمین میں دوسرے شخص کی نہر گزر رہی ہے تو اس زمین کے اندر نہر والے کیلئے امام اعظمؒ کے نزدیک کوئی حریم نہ ہوگا۔ البتہ اگر اس کے پاس کوئی بینہ وغیرہ حریم کے بارے میں موجود ہے تو پھر نہر والے کیلئے حریم ہوگا، اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ نہر والے کیلئے اس زمین میں پٹڑی ہوگی جس پر چل کر وہ نہر کی صفائی کر سکے اور اس سے مٹی وغیرہ نکال کر وہاں پھینک سکے۔

④ امام اعظمؒ و صاحبینؒ کے مسلک میں فرق:۔ مذکورہ عبارت کے مطلب سے مسلک میں فرق بھی واضح ہو گیا کہ امام اعظمؒ کے نزدیک بلا بینہ کوئی حریم نہ ہوگا، اور صاحبینؒ کے نزدیک بقدرِ ضرورت حریم ہوگا جس پر چل سکے اور مٹی نکال کر پھینک سکے۔

⑤ جملہ کی ترکیب:۔ **یمشی** فعل اس میں ھُوَ ضمیر اس کا فاعل **علٰی** جارھا ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، **یمشی** فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ **واؤ** عاطفہ **یُلْقِی** فعل ھُوَ ضمیر اس کا فاعل **علیها** جار مجرور ملکر متعلق **طینَهٗ** مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہو کر **مُسَنَّاۃٌ** کی صفت بنتا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل .....**وَمَنْ شُرِطَ لَهُ الْخِيَارُ فَلَهُ اَنْ يَفْسَخَ فِيْ مُدَّةِ الْخِيَارِ وَلَهُ اَنْ يُجِيْزَهُ فَاِنْ اَجَازَهُ بِغَيْرِ حَضْرَةِ صَاحِبِهٖ جَازَ وَاِنْ فَسَخَ لَمْ يَجُزْ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ الْاٰخَرُ حَاضِرًا ، وَاِذَا مَاتَ مَنْ لَّهُ الْخِيَارُ بَطَلَ خِيَارُهٗ وَلَمْ يَنْتَقِلْ اِلٰى وَرَثَتِهٖ وَمَنْ بَاعَ عَبْدًا عَلٰى اَنَّهٗ خَبَّازٌ اَوْ كَاتِبٌ فَوَجَدَهٗ بِخِلَافِ ذٰلِكَ فَالْمُشْتَرِيْ بِالْخِيَارِ اِنْ شَاءَ اَخَذَهٗ بِجَمِيْعِ الثَّمَنِ وَاِنْ شَاءَ تَرَكَهٗ .** (ص ۶۷۔ امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، عبارت کی تشریح کریں، خیارِ شرط کی مدت میں امام صاحبؒ اور صاحبینؒ کے اختلاف کو مدلل بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔(۱)عبارت پر اعراب(۲)عبارت کا ترجمہ(۳)عبارت کی تشریح(۴)خیارِ شرط کی مدت میں اختلاف مع الدلائل۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔**کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ بیع میں خیارِ شرط بائع اور مشتری دونوں کیلئے جائز ہے اور جس شخص کیلئے خیارِ شرط ہے اس کو اختیار ہے کہ مدت خیار میں بیع فسخ کردے اور اس کو اختیار ہے کہ بیع کی اجازت دے پس اگر اس نے اپنے ساتھی کی غیر موجودگی میں بیع کی اجازت دیدی تو جائز ہے اور اگر فسخ کیا تو جائز نہیں، مگر یہ کہ دوسرا موجود ہو اور اگر مر گیا وہ شخص جس کیلئے خیارِ شرط تھا تو خیار باطل ہو جائے گا اور اسکے ورثاء کی طرف منتقل نہیں ہوگا۔ اور جس شخص نے کوئی غلام اس شرط پر خریدا کہ وہ نان بائی (روٹی پکانے والا) ہے پس اس نے اُس شرط کے خلاف پایا تو مشتری کو خیار حاصل ہوگا اگر چاہے تو اُس غلام کو پورے ثمن سے خرید لے اور اگر چاہے تو بیع کو ترک کردے۔

③ عبارت کی تشریح:۔ بائع و مشتری دونوں کے لئے خیارِ شرط رکھنا جائز ہے اور دونوں میں سے جس کیلئے بھی خیار ہو اس کیلئے مدتِ خیار میں بیع کو جائز رکھنا اور فسخ کرنا دونوں جائز ہیں، اگر اس نے مدتِ خیار میں بیع کو جائز رکھا اور مجلس میں اسکا ساتھی موجود نہ تھا تب بھی یہ بیع جائز ہو جائے گی اور اگر اس نے خیار کو استعمال کرتے ہوئے ساتھی کی غیر موجودگی میں بیع فسخ کردی تو یہ بیع فسخ نہ ہوگی بلکہ فسخ کے لئے مجلس میں اس کے ساتھی کا موجود ہونا ضروری ہے، خیارِ شرط والا متعاقد مر گیا تو خیار خود بخود ہی ختم ہو جائیگا، یہ خیار ورثاء کی طرف منتقل نہ ہوگا اسی طرح مدتِ مقررہ کے گزرنے سے بھی عقد مکمل ہو جائے گا۔

اگر کسی شخص نے کوئی غلام اس شرط پر خریدا کہ وہ روٹی پکانے والا ہے یا لکھنے والا ہے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اُس کے اندر اُن میں سے کوئی بھی ہنر موجود نہیں ہے تو مشتری کو اختیار ہے کہ وصف کے نہ پائے جانے کے باوجود اگر چاہے تو پوری قیمت ادا کر کے غلام خرید لے اور اگر چاہے تو بیع کو ہی ختم کردے۔

④ خیارِ شرط کی مدت میں اختلاف مع الدلائل:۔ خیارِ شرط بائع و مشتری دونوں کیلئے جائز ہے البتہ مدتِ خیار میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہؒ، امام زفرؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک مدتِ خیار زیادہ سے زیادہ تین دن ہے، اس سے زائد جائز نہیں۔

صاحبینؒ نے فرمایا ہے کہ شرعاً خیار کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے بلکہ جو مدت بھی ذکر کردے جائز ہے بشرطیکہ معلوم ہو۔

خیار کے ثبوت کی دلیل حضرت حبان بن منقذ بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ وہ کمزور آدمی تھے، ان کے سر میں چوٹ لگنے سے ان کا دماغ بھی کمزور ہو گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو خرید و فروخت کرے تو کہہ دیا کر کہ کوئی دھوکہ نہیں میرے لئے تین دن کا اختیار ہے یعنی تین دن تک میرے لئے غور و فکر کا موقع ہے، اگر مناسب ہوا تو عقد کو جائز کردوں گا ورنہ تو فسخ کردوں گا۔ اس روایت سے خیارِ شرط اور مدتِ خیار دونوں کا ثبوت ہوتا ہے۔

صاحبینؒ کی پہلی دلیل: حدیثِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ماہ تک خیار کو جائز رکھا ہے، معلوم ہوا کہ مدتِ خیار تین دن سے زائد بھی ہو سکتی ہے۔ دوسری دلیل: خیارِ شرط معاملہ میں غور و فکر کے لئے مشروع کیا گیا ہے اور غور و فکر کے لئے کبھی تین دن سے زائد بھی ضرورت پیش آتی ہے لہٰذا اس میں مدتِ قلیل و کثیر دونوں برابر ہیں، اس کی مثال ادھار ثمن ہیں کہ جیسے ان میں باہمی رضامندی سے قلیل و کثیر مدت جائز ہے اسی طرح خیارِ شرط میں بھی جائز ہے۔

امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ خیار کی شرط مقتضاءِ عقد کے خلاف ہے کیونکہ عقد لزومِ بیع کا تقاضا کرتا ہے اور خیارِ شرط عدمِ لزومِ بیع کا مقتضی ہے اور مقتضاءِ عقد کے خلاف شرط لگانا عقد کو فاسد کرتا ہے پس قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ خیارِ شرط جائز نہ ہو مگر ہم نے حدیثِ حبان بن منقذ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے خلافِ قیاس اس کو جائز قرار دیا اور ضابطہ ہے کہ جو چیز خلافِ قیاس ثابت ہو وہ اپنے مورد پر منحصر ہوتی ہے اور نص سے صرف تین دن کا خیار ثابت ہے اس لئے صرف تین دن تک خیارِ شرط جائز ہوگا، زائد نہیں۔

الشق الثانی.....**العاریة جائزة ..... وللمعیر ان یرجع فی العاریة متی شاء والعاریة امانة فی ید المستعیر ان هلك من غیر تعدلم یضمن المستعیر ولیس للمستعیر ان یوجر ما استعاره فان آجره فهلك**

ضمن وله ان یعیره اذاکان المستعار مما لا یختلف باختلاف المستعمل وعاریة الدراهم والدنانیر والمکیل والموزون قرض۔

عاریہ کالغوی اوراصطلاحی معنی بیان کریں، مذکورہ عبارت کاترجمہ واضح کرکے تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کاحل تین امور ہیں (۱) عاریہ کالغوی واصطلاحی معنی (۲) عبارت کاترجمہ (۳) عبارت کی تشریح۔

جواب ..... ① عاریہ کالغوی واصطلاحی معنی:۔ لغوی معنی: عاریہ عریۃ سے مشتق ہے بمعنی عطیہ یا یہ عار کی طرف منسوب ہے کیونکہ عاریت پر کوئی چیز لینا باعثِ عار ہے یا یہ تعاور سے مشتق ہے تداول کے معنٰی میں ہے یعنی کسی چیز کو باری باری لینا، ہاتھ ہاتھ لینا۔ اصطلاحی معنی: تملیک المنافع بلاعوض یعنی کسی کو منافع کا بلاعوض مالک بنانا۔

② عبارت کاترجمہ:۔ عاریۃ جائز ہے اور معیر کے لئے جائز ہے کہ جب چاہے عاریت سے رجوع کرلے اور عاریت مستعیر کے قبضہ میں امانت رہے گی اگر ہلاک ہوجائے بغیر زیادتی کے تو مستعیر اس کا ضامن نہ ہوگا اور مستعیر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جس چیز کو اس نے عاریت پر لیا ہے اس کو اجرت پر دے پس اگر اس نے اس کو اجرت پر دیا اور وہ چیز ہلاک ہوگئی تو ضامن ہوگا اور مستعیر کو یہ حق ہے کہ اس شئ کو عاریت پر دے جبکہ شئ مستعار ایسی چیزوں میں سے ہو جو استعمال کرنے والوں کے اختلاف سے بدلتی نہ ہو اور دراہم، دنانیر، کیلی اور وزنی چیزوں کو عاریت پر دینا قرض ہے۔

③ عبارت کی تشریح:۔ عاریت جائز ہے اور معیر (عاریۃً چیز دینے والا) کو اس بات کا حق ہے کہ جب چاہے عاریت پر دی گئی چیز واپس لے لے خواہ عاریت مطلق ہو یا مؤقت۔

"**والعاریة امانة الخ**" عاریت کے حکم میں اختلاف ہے صاحبِ قدوریؒ فرماتے ہیں کہ عاریت مستعیر کے قبضہ میں امانت کے حکم میں ہے اگر یہ چیز مستعیر کی زیادتی کے بغیر ہلاک ہوتی ہے تو عندالاحناف ضمان لازم نہیں ہوگی۔ امام شافعیؒ کے نزدیک ضمان لازم ہوگی اور اگر مستعیر کی زیادتی سے ہلاک ہوتی ہے تو ایسی صورت میں بالاتفاق ضمان لازم ہوگی۔

"**ولیس للمستعیر**" مستعیر کے لئے شریعت کی جانب سے اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ جو چیز عاریت پر لی ہے اس کو کرایہ پر دے اب اگر اس نے کرایہ پر دے دیا اور وہ ہلاک ہوگئی تو اس پر ضمان لازم ہوگی۔

"**وله ان یعیر**" اگر مستعمل کے بدلنے سے شئ مستعار میں کوئی تبدیلی نہیں آتی تو مستعیر کے لئے کسی غیر کو شئ مستعار عاریت پر دینا جائز ہے یہ امام صاحبؒ کے نزدیک ہے امام شافعیؒ کے نزدیک جائز نہیں۔

"**وعاریة الدراهم**" صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے دراہم ودنانیر کیلی اور وزنی اشیاء عاریت پر لی تو یہ عاریت قرض کے حکم میں ہوگی کیونکہ اعارہ میں عین کی نہیں بلکہ منافع کی تملیک ہوتی ہے اور ان اشیاء میں عاریت کا قرض کے حکم میں ہونا اسی وقت ہے جبکہ اعارہ مطلق ہو لیکن اگر اعارہ کی جہت متعین کردی گئی مثلاً دراہم وغیرہ اس خیال سے عاریت پر لیا کہ اس سے ترازو ٹھیک کرے تو اس صورت میں عاریت قرضہ کے حکم میں نہیں ہے۔

﴿الورقة الثانیة : فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....**الودیعة امانة فی ید المودع اذا هلکت فی یده لم یضمنها وللمودع ان یحفظها بنفسه وبمن فی عیاله فان حفظها بغیرهم او اودعها ضمن الا ان یقع فی داره حریق فیسلمها الی جاره او یکون فی سفینة وهو یخاف الغرق فیلقیها الی سفینة اخری**

ودیعت کی تعریف کریں نیز ودیعت اور امانت کے درمیان فرق واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) ودیعت کی تعریف (۲) ودیعت اور امانت کے درمیان فرق۔

جواب ..... ① ودیعت کی تعریف:۔ کسی چیز کو ایسے شخص کے پاس حفاظت کے لئے رکھنا جو قابلِ تصرف ہو باوجود یہ کہ وہ چیز

مالک ہی کی ملکیت کے حکم میں رہے۔

② ودیعت اور امانت کے درمیان فرق:۔ ودیعت بالقصد حفاظت کیلئے دی جاتی ہے، امانت وہ چیز ہے جو کسی کے پاس بلاقصد کے آجائے مثلاً ہوا کسی کا کپڑا اڑا کر کسی دوسرے کے گھر میں ڈال دے اور ودیعت میں یہ ہے کہ اگر وہ چیز مالک کے پاس اتفاق سے پہنچ جائے تو مودّع ضمان سے بری ہوجائے گا اور امانت میں یہ ہے کہ امانت دار جب تک امانت صاحب مال کے حوالہ نہ کردے وہ بری نہیں ہوگا۔

الشق الثانی.....**ووکیل البائع اذا باع وهو الشفیع فلا شفعة له ووکیل المشتری اذا ابتاع وهو الشفیع فله الشفعة ومن باع بشرط الخیار فلاشفعة للشفیع فان اسقط البائع الخیار وجبت الشفعة وان اشتری بشرط الخیار وجبت الشفعة.**

مذکورہ مسائل کی صورت واضح کرکے دل نشین تشریح کریں۔

ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① کیا زنا میں تین آدمیوں کی گواہی کافی ہے؟ (نہیں)

② کیا مرد کے لئے ریشم کا پہننا حلال نہیں ہے؟ (ہاں)

③ کیا ہدیہ میں غلام کا قول قبول کیا جائے گا؟ (نہیں)

④ کیا یمین کی چار قسمیں ہیں؟ (نہیں)

⑤ کیا کدو میں نبیذ بنانا جائز ہے؟ (ہاں)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) مذکورہ مسائل کی صورت مع التشریح (۲) معروضی سوالات کا جواب۔

جواب..... ① مذکورہ مسائل کی صورت مع التشریح:۔ ① اگر بائع کے وکیل نے ایک مکان فروخت کیا اور اس وکیل کو حق شفعہ بھی حاصل ہے تو اس وکیل کے لئے حق شفعہ باقی نہیں رہے گا بلکہ باطل ہوجائے گا اس کی صورت یہ ہے کہ ایک مکان تین آدمیوں کے درمیان مشترک ہے ایک نے دوسرے کو اپنا حصہ بیچنے کا وکیل بنا دیا وکیل نے اس حصہ کو بیچ دیا تو اصل مبیع میں حق شفعہ نہ وکیل کیلئے ہوگا نہ مؤکل کیلئے بلکہ شریکِ ثالث کیلئے ہوگا ② اگر کوئی شفیع بائع کی جانب سے درک یعنی مبیع کے حقوق کا ذمہ دار ہو تو اس کیلئے حق شفع نہیں ہوگا یہ مسئلہ عندالاحناف ہے ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک حقِ شفعہ ثابت ہوگا ③ اگر مشتری کے وکیل نے کوئی مکان خریدا اور یہ وکیل خود بھی شفیع ہے تو اس کا حق شفعہ باقی رہے گا اس کی صورت یہ ہے کہ ایک مکان میں تین آدمی شریک ہیں ان میں سے ایک نے دوسرے شریک کو تیسرے شریک کے حصہ کی خریداری کا وکیل بنا دیا تو اس صورت میں وکیل کیلئے حق شفعہ ہوگا ④ اگر کوئی شخص خیارِ شرط کے ساتھ مکان فروخت کرے تو شفیع کیلئے حقِ شفعہ ثابت نہیں ہوگا البتہ اگر بائع خیار شرط کو ساقط کردے تو شفیع کیلئے حقِ شفعہ ثابت ہوگا ⑤ اگر مشتری نے کوئی مکان خیار شرط کے ساتھ خریدا تو شفیع کیلئے حقِ شفعہ ثابت ہوگا مثلاً زید نے بکر سے ایک مکان خیارِ شرط کے ساتھ خریدا کہ مجھے پسند آیا تو ٹھیک ہے وگرنہ تین دن میں واپس کردوں گا تو اس صورت میں شفیع کو حقِ شفعہ ملے گا۔

② معروضی سوالات کا جواب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....**نهٰی رسول الله ﷺ عن النجش وعن السوم علی سوم غیره وعن تلقی الجلب وعن بیع الحاضر للبادی والبیع عند اذان الجمعة وکل ذلك یکره ولایفسد به البیع، ومن ملك مملوکین صغیرین احدهما ذورحم محرم من الآخر لم یفرق بینهما وکذلك اذا کان احدهما کبیرا والآخر صغیرا فان فرق بینهما کره ذلك وجاز البیع وان کانا کبیرین فلا بأس بالتفریق بینهما.**

عبارت مذکورہ کا سلیس ترجمہ کیجئے اور اس میں مذکورہ مسائل کی بے غبار تشریح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو باتیں مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مسائل مذکورہ کی تشریح۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ حضور ﷺ نے نجش سے منع فرمایا اور دوسرے کے دام پر دام لگانے سے اور تلقی جلب اور شہری کے دیہاتی کا مال فروخت کرنے سے اور اذانِ جمعہ کے وقت بیع کرنے سے اور یہ سب بیوع مکروہ ہیں اور کراہت کی وجہ سے بیع فاسد نہیں ہوگی اور جو شخص ایسے دو نابالغ مملوک کا مالک ہو کہ ان دونوں میں سے ایک دوسرے کا ذی رحم محرم ہو تو ان میں تفریق نہ

کرے اور اسی طرح اگر ان میں سے ایک بالغ ہو اور دوسرا نابالغ ہو تو اگر ان دونوں میں تفریق کر دی تو یہ مکروہ ہے اور بیع جائز ہے اور اگر دونوں بڑے ہوں تو ان دونوں میں تفریق کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

② مسائل مذکورہ کی تشریح:۔ "النجش" اس کی صورت یہ ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان کسی چیز کی خریداری کے متعلق گفتگو چل رہی تھی اور مبیع کی مناسب قیمت طے ہو چکی، تیسرے شخص نے آکر مشتری کو قیمت کے اضافہ پر ابھارنے کے لئے مبیع کی قیمت بڑھا دی جبکہ اس کا خریدنے کا ارادہ نہیں ہے یہ بیع مکروہ ہے۔

"السوم علی سوم غیرہ" اگر دو آدمی کسی چیز کے بارے میں گفتگو کر رہے ہوں اور مبیع کی قیمت بائع اور مشتری کے اتفاق سے طے ہو چکی ہو تیسرا شخص آکر کہتا ہے کہ میں اس سے کم قیمت میں دونگا اسی طرح دوسرا آدمی آکر کہتا ہے کہ میں اس سے زائد دام ادا کرتا ہوں تو یہ بیع مکروہ ہے۔

"تلقی الجلب" اس کی دو صورتیں ہیں ① شہر کے بعض تاجروں کو غلہ کے قافلہ کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے شہر سے باہر نکل کر قافلہ والوں سے غلہ سستا خرید لیا تا کہ حسبِ منشاء فروخت کریں جبکہ شہر میں قحط ہے اور غلہ بہت گراں ہے ② قافلہ والوں سے غلہ سستا خرید لیا اور شہر کے نرخ سے واقف نہیں کرایا اور قافلہ والوں کو شہر کا نرخ معلوم نہیں تھا، یہ دونوں صورتیں مکروہ ہیں پہلی صورت میں تو اس وجہ سے کہ شہر والوں کو نقصان پہنچے گا اور دوسری صورت میں اسلئے کہ اہل قافلہ سے بھاؤ چھپا کر ان کو دھوکہ دیا گیا۔

"بیع الحاضر للبادی" ایک دیہات کا آدمی اپنا غلہ فروخت کرنے کے لئے شہر میں آیا تو ایک شہری نے اس سے ملاقات کی اور کہا کہ تم اہل شہر کے معاملات سے واقف نہیں ہو اور میں واقف ہوں اس لئے تم اپنا غلہ مجھے دے دو میں اسے گراں قیمت میں فروخت کرونگا پس یہ شہری اس دیہاتی تاجر کا وکیل بن کر زائد قیمت میں غلہ فروخت کرتا ہے تو یہ بیع مکروہ ہے کیونکہ اس صورت میں شہر والوں کا نقصان ہے بایں طور کہ شاید دیہاتی اپنا مال کم قیمت میں فروخت کرتا۔

"والبیع عند اذان الجمعة" جمعہ کے دن اذان اوّل کے بعد خرید و فروخت مکروہ ہے ان تمام صورتوں میں بیع مکروہ تو ہوگی لیکن فاسد نہیں ہوگی۔

"ومن ملك الخ" اگر کوئی شخص ایسے دو نابالغ بچوں کا مالک ہو گیا کہ ان میں سے ایک دوسرے کا ذی رحم محرم ہے یا ان میں سے ایک بالغ اور دوسرا نابالغ ہے تو ان دونوں کے درمیان تفریق مکروہ ہے یہ بیع جائز ہے البتہ تفریق کی وجہ سے گناہگار ہوگا اور کراہت بھی اسی وجہ سے ہے اور اگر دونوں مملوک بالغ ہوں تو ان دونوں کے درمیان تفریق کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

الشق الثانی.....**واذاقضی للشفیع بالدار ولم یکن راٰھا فله خیار الرؤیة فان وجدبها عیبافله ان یردها به وان کان المشتری شرط البرأة منه، واذا ابتاع بثمن مؤجل فالشفیع بالخیار ان شاء أخذها بثمن حال وان شاء صبرحتی ینقضی الأجل ثم یاخذها واذا اقتسم الشرکآء العقار فلا شفعة لجارهم بالقسمة، واذا اشتری دارا فسلم الشفیع الشفعة ثم ردها المشتری بخیار رؤیة او بشرط او بعیب بقضاء قاض فلا شفعة للشفیع ان ردها بغیر قضاء قاض او تقایلا فللشفیع الشفعة.**

عبارت میں مذکورہ مسائل کی تشریح وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔

جواب.....عبارت میں مذکورہ مسائل کی تشریح:۔ ① شفیع مشتری کے حکم میں ہے اس لئے شفیع کو مشتری کی طرح خیار رؤیت حاصل ہوگا، اگر مشتری نے عیب سے بری ہونے کی شرط لگا دی لیکن عیب پایا گیا تو شفیع کو خیار عیب حاصل ہوگا کیونکہ مشتری کو خیارِ عیب کے ساقط کرنے کا حق حاصل نہیں ہے ② اگر مشتری نے کوئی مکان ادھار میں خریدا تو شفیع کو دو طرح کا اختیار حاصل ہے ایک یہ کہ فوراً قیمت دیکر مکان حاصل کر لے البتہ اس شفیع کے لئے ادھار کی گنجائش نہیں ہے یہ احناف کا مسلک ہے۔ امام زفرؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ کے نزدیک شفیع کو ادھار کا اختیار حاصل ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ مدت کے گزرنے کا انتظار کرے، جب مدت گزر جائے پھر شفعہ کرے ③ اگر چند شرکاء نے جائیداد آپس میں تقسیم کر لی تو تقسیم کی وجہ سے ان کے پڑوسیوں کو حقِ شفعہ نہیں ملے گا ④ ایک مکان

فروخت ہوا کسی نے اس مکان کو خرید لیا، شفیع اپنے حقِ شفعہ سے دستبردار ہو گیا اس کے بعد خریدار نے قاضی کے فیصلہ کی وجہ سے خیارِ رؤیت یا خیارِ شرط یا خیارِ عیب کی بنیاد پر مکان کو واپس کر دیا تو اس صورت میں بھی فسخ بیع کی وجہ سے شفیع کو حقِ شفعہ نہیں ملے گا لیکن اگر خیارِ عیب کی وجہ سے قاضی کے فیصلہ کے بغیر یا اقالہ کے ذریعے واپس کر دیا تو اس صورت میں عندالاحناف شفیع کیلئے حقِ شفعہ حاصل ہوگا مگر امام زفرؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ کے نزدیک اس صورت میں حقِ شفعہ حاصل نہیں ہوگا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....**فان اطلع المشترى على خيانة فى المرابحة فهو بالخيار عند ابى حنيفةؒ ان شاء أخذه بجميع الثمن وان شاء رده وان اطلع على خيانة فى التولية أسقطها من الثمن وقال أبويوسفؒ يحط فيهما وقال محمدؒ لايحط فيهما لكن يخير فيهما.**

مرابحہ وتولیہ کی تعریف کریں، عبارت کی جامع تشریح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) مرابحہ اور تولیہ کی تعریف (۲) عبارت کی تشریح۔

جواب..... ① مرابحہ اور تولیہ کی تعریف:۔ مرابحہ: **نقل ماملكه بالعقد الأول مع زيادة ربح**۔ یعنی مرابحہ فقہ اسلامی میں اس بیع کو کہا جاتا ہے جس میں مشتری خرید شدہ شے کو اسی ثمن کے عوض آگے بیچ دے جس پر اس نے خریدی ہے لیکن کچھ اضافہ کے ساتھ یہی اضافہ ربح ہے۔

تولیہ: **نقل ماملكه بالعقد الأول بالثمن الأول من غير زيادة ربح**۔ یعنی تولیہ اس بیع کو کہتے ہیں جس میں مشتری مبیع کو بغیر کسی زیادتی اور نفع کے اسی ثمن پر آگے بیچے جس پر اس نے خریدی۔

② عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں مصنفؒ نے ایک مسئلہ ذکر فرمایا ہے جو مرابحہ اور تولیہ میں بائع کی جانب سے دھوکہ دہی سے تعلق رکھتا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر زید نے بکر کو ایک کتاب مرابحۃً یہ کہہ کر بیچی کہ میں نے یہ کتاب احمد سے سو روپیہ میں خریدی ہے اور اب میں تمہیں یہ کتاب دس روپیہ نفع کے ساتھ ایک سو دس روپیہ میں مرابحۃً بیچتا ہوں، بکر نے قبول کر لیا اور بیع تام ہو گئی لیکن اسے بعد میں پتہ چلا کہ زید نے جھوٹ بولا ہے، اس نے احمد سے کتاب ایک سو روپیہ میں نہیں بلکہ اسّی روپیہ میں خریدی تھی، یہ صورت مرابحہ میں خیانت کے صادر ہونے کی ہے۔

دوسری صورت جو تولیہ میں خیانت کی ہے یہ ہے کہ زید نے بکر کو کتاب ایک سو روپیہ میں یہ کہہ کر بیچی کہ میں نے احمد سے اسے ایک سو روپیہ میں خریدا ہے اور اب میں تمہیں تولیۃً ایک سو ہی میں بیچتا ہوں، بکر نے قبول کر لیا تاہم بعد میں اسے معلوم ہوا کہ زید نے دھوکہ دیا ہے کیونکہ اس نے احمد سے یہ کتاب ایک سو میں نہیں بلکہ اسّی روپیہ میں خریدی ہے اب ان دونوں صورتوں میں فقہی اعتبار سے کیا حکم لگایا جائے گا؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ اگر مشتری کو بائع کی جانب سے دھوکہ دہی کا علم بیعِ مرابحہ میں ہوا ہے تو اسے اختیار ہے چاہے تو اسی ثمن کے عوض مبیع لے لے جو بائع نے بیان کئے ہیں اور چاہے تو چھوڑ دے اور اگر یہ خیانت بیعِ تولیہ میں کی گئی تو پھر مشتری از خود بقدرِ خیانت ثمن میں سے پیسے کم کر کے بائع کو دے اور بیع لازم ہوگی۔ گزشتہ مثال کے تناظر میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پہلی صورت میں بکر کو اختیار ہے وہ چاہے تو زید سے کتاب پورے ایک سو دس روپیہ میں لے جیسا کہ زید نے ثمن مقرر کیا اور چاہے تو بیع کو چھوڑ دے اور دوسری صورت میں بکر از خود ثمن میں سے بقدرِ خیانت رقم کم کر دیگا اور زید کو ایک سو کی بجائے فقط اسّی روپیہ دے گا۔

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں مشتری بقدرِ خیانت پیسے کم کر کے بائع کو دے اور بیع لازم ہوگی خیار ثابت نہیں ہوگا۔

امام محمدؒ کی رائے یہ ہے کہ بہر صورت مشتری کے لئے خیار ثابت ہوگا وہ چاہے تو بیان کردہ ثمن کو قبول کرے اور بائع کو ادا کرے اور چاہے تو بیع چھوڑ دے لیکن اسے یہ اختیار حاصل نہیں کہ از خود ذکر کردہ ثمن میں کمی کر دے۔

امام محمدؒ کی دلیل: کا خلاصہ یہ ہے کہ بیع کا مرابحہ یا تولیہ ہونا یہ اصل نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک طرح کا وصفِ مرغوب فیہ ہے، اصل

بات یہ ہے کہ ثمن مذکور اور معلوم ہے یا نہیں؟ یہاں دونوں صورتوں میں ثمن معلوم اور مذکور ہے جہاں تک بات وصفِ مرغوب فیہ کی ہے تو اس کے فوت ہوجانے کی صورت میں یہ اختیار تو مشتری کے لئے ثابت ہوتا ہے کہ وہ چاہے تو بیع کو باقی رکھے اور چاہے تو بیع فسخ کردے لیکن یہ اختیار اسے حاصل نہیں ہوتا کہ از خود ثمن میں کمی کردے، لہٰذا اس مسئلہ میں بھی دونوں صورتوں میں مشتری کے لئے خیار ثابت ہوگا لیکن اسے ثمن میں کمی کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

امام ابو یوسفؒ کی دلیل: عقدِ مرابحہ اور عقدِ تولیہ میں اصل بات اس کا مرابحہ اور تولیہ ہونا ہے یہی وجہ ہے کہ عقدِ مرابحہ اور تولیہ کا انعقاد مرابحہ اور تولیہ کے لفظ سے ہوجاتا ہے ثمن اصل نہیں ہے ہاں البتہ ثمن کا معلوم ہونا ضروری ہے اور وہ دونوں صورتوں میں معلوم ہے جب یہاں اعتبار مرابحہ اور تولیہ کا ہے تو عقدِ ثانی یعنی مرابحہ اور تولیہ کا ثمن کے حق میں عقدِ اوّل پر مبنی ہونا ضروری ہے اور مقدارِ خیانت چونکہ عقدِ اوّل میں ثابت نہیں اسلئے اسے عقدِ ثانی میں بھی ثابت کرنا ممکن نہیں لہٰذا اسے ثمن میں سے کم کردیا جائیگا۔

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل: اگر تو خیانت کا ظہور مرابحہ میں ہوا ہو تو مشتری کیلئے خیار ثابت ہے کیونکہ خیانت کا ظہور مرابحہ کو مرابحہ سے نہیں نکالتا بلکہ مرابحہ مرابحہ ہی رہتا ہے، ہاں نفع کے تناسب میں ضرور فرق آجاتا ہے، اس صورت میں مشتری کیلئے خیار ثابت ہوگا کیونکہ اس کی رضامندی فوت ہوجائے گی جبکہ خیانت کا تولیہ میں واقع ہونا ناقابلِ تحمل ہے کیونکہ اگر اس خیانت کو باقی رکھا جائے تو تولیہ تولیہ نہیں رہے گا مرابحہ ہوجائے گا، اسلئے تولیہ میں قدرِ خیانت کا ساقط کرنا ضروری ہے۔ راجح قول امام اعظمؒ کا ہے۔

الشق الثانی.....**وفی کل سن خمس من الابل والأسنان والأضراس کلها سواء ومن ضرب عضوًا فأذهب منفعته ففیه دیة کاملة کما لو قطعه کالید اذا شلت والعین اذا ذهب ضوؤها والشجاج عشرة، الحارصة والدامعة والدامیة.....**

عبارت کا تعلق کس باب سے ہے؟ عبارت کی اس طرح تشریح کیجئے کہ **الحارصة، الدامعة ، الدامیة** کا تعارف بھی ہوجائے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا باب (۲) عبارت کی تشریح (۳) مذکورہ الفاظ کا تعارف۔

جواب ..... ① عبارت کا باب:۔ عبارت کا تعلق مختصر القدوری میں کتاب الدیات سے ہے اس کتاب میں ان مختلف صورتوں کا بیان ہے جن میں جانی یا مجرم پر دیت لازم ہوتی ہے پہلے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے وہ مسائل ذکر فرمائے جن میں جانی کی جنایت کے نتیجے میں مجنی علیہ کی جان چلی جائے، پھر ان صورتوں کا ذکر ہے جن میں جانی کی جنایت کے نتیجہ میں مجنی علیہ کا کوئی عضو ضائع ہوجائے، سوال میں ذکر کردہ عبارت کا تعلق قسم ثانی سے ہے۔

② عبارت کی تشریح:۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ہر دانت میں پانچ اونٹ دیت لازم ہے یعنی اگر کوئی شخص دوسرے کا دانت توڑ ڈالے تو توڑنے والے پر پانچ اونٹ کا جرمانہ عائد کیا جائیگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح ارشاد فرمایا، دانت اور داڑھیں اس حکم میں برابر ہیں کیونکہ حدیث مطلق ہے لہٰذا حدیث کے اطلاق کے پیشِ نظر دانت اور داڑھ دونوں میں پانچ پانچ اونٹ کی دیت لازم ہوگی۔

اگر کوئی شخص دوسرے کے کسی عضو کو اس طرح ضرب لگائے کہ اس مضروب عضو کا فائدہ باقی نہ رہے تو اگرچہ ظاہری اعتبار سے وہ مضروب عضو باقی ہو، جسم سے جدا نہ ہوا ہو لیکن تب بھی پوری دیت لازم ہوگی اور یہ ایسا ہوگا جیسے ضارب نے وہ عضو کاٹ دیا ہو مثلاً زید اگر بکر کے ہاتھوں پر اس طرح ضرب لگائے کہ بکر کے ہاتھ شل ہوجائیں اور کام کرنا چھوڑ دیں تو یہ ایسا ہی ہے جیسے زید نے بکر کے ہاتھ کاٹ ڈالے ہوں کیونکہ عضو کی اہمیت اس کی افادیت کے پیشِ نظر ہے جب اس کی افادیت ہی باقی نہ رہی تو اس عضو کی ظاہری بقاء کا کیا فائدہ؟ اور چونکہ ہاتھوں کے کاٹ ڈالنے کی صورت میں پوری دیت واجب ہوتی ہے لہٰذا مذکورہ صورت میں بھی پوری دیت لازم ہوگی ایک اور مثال جو مصنفؒ نے ذکر فرمائی یہ ہے کہ زید بکر کی آنکھوں پر اس طرح ضرب لگائے کہ بینائی جاتی رہے اب ظاہری اعتبار سے اگرچہ آنکھیں اپنی جگہ موجود ہیں لیکن چونکہ ان کی افادیت باقی نہیں رہی لہٰذا یہ بھی ایسے ہوگیا کہ جیسے زید نے اس کی آنکھیں اُکھاڑ ڈالی ہوں اس صورت میں بھی پوری دیت کا اعتبار کیا جائے گا۔

③ مذکورہ الفاظ کا تعارف:۔ **الحارصة**: وہ زخم جو جلد پر خراش ڈال دے، اس زخم کی وجہ سے جلد پر رگڑ لگ جاتی ہے اور کچھ نہیں ہوتا۔

الدامعة: وہ زخم جس کے نتیجہ میں خون بہے بغیر فقط ظاہر ہوجائے بعض فقہاء نے **الدامعة** سے وہ زخم مراد لیا ہے جس سے آنسوؤں کے مشابہ پانی زخم سے نکل پڑے، خون نہ نکلے۔ **الدامية:** اس سے مراد ایسا زخم ہے جس سے خون بہہ جائے۔

﴿الورقة الثانية : فی الفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل.....**ولایجوز بیع السمک فی الماء قبل ان یصطاده ولابیع الطائر فی الهواء ولایجوز بیع الحمل فی البطن ولاالنتاج ولاالصوف علی ظهر الغنم ولابیع اللبن فی الضرع ولایجوز بیع ذراع من ثوب ولابیع جذع من سقف وضربة القانص ولابیع المزابنة.**

درج بالا عبارت کا ترجمہ کریں، عبارت میں مذکورہ مسائل کی دلنشین تشریح کریں۔ معروضی سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① اگر آسمان میں بادل نہ ہو تو کیا عید الفطر کے چاند کے بارے میں دو مردوں کی گواہی معتبر ہوگی؟ (نہیں)

② کیا مذی میں غسل واجب ہے؟ (نہیں) ③ کیا عورت بغیر محرم یا شوہر کے حج کرسکتی ہے؟ (نہیں)

④ کیا قتل شبہ عمد میں قصاص واجب ہے؟ (نہیں) ⑤ کیا خلع سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے؟ (ہاں)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مسائل کی تشریح (۳) معروضی سوالات کا جواب۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ نہیں ہے جائز مچھلی کی بیع پانی میں اس کو شکار کرنے سے پہلے، اور نہ پرندہ کی بیع فضاء میں اور نہ حمل کی بیع پیٹ میں اور نہ حمل کے حمل کی بیع اور نہ اون کی بیع بھیڑ کی پیٹھ پر اور نہ دودھ کی بیع تھن میں اور جائز نہیں ہے ایک گز کی بیع بڑے کپڑے میں سے اور نہ کڑی کی بیع چھت میں سے اور نہ جال پھینکنے کی بیع اور نہ بیع مزابنہ۔

② مسائل کی تشریح:۔ اس عبارت میں بیع فاسد کی چند صورتوں کا ذکر ہے کہ بائع کہتا ہے کہ پانی میں وہ مچھلی ہے میں وہ بیچتا ہوں حالانکہ اس نے ابھی تک اسے شکار نہیں کیا، اسی طرح کہتا ہے کہ وہ سامنے فضاء میں جو پرندہ جارہا ہے وہ میں فروخت کرتا ہوں تو یہ دونوں بیع جائز نہیں اسلئے کہ یہ اس کے سپرد کرنے پر قادر نہیں اسی طرح کہتا ہے کہ اس بکری کے پیٹ میں جو بچہ ہے میں اسکی بیع کرتا ہوں یا اس حمل والے بچہ کے پیٹ میں جو دوسرا بچہ ہوگا میں اس کی بیع کرتا ہوں یہ بیع باطل ہے یا بھیڑ کی پیٹھ پر جو اُون ہے یا بکری کے تھن میں جو دودھ ہے میں اس کی بیع کرتا ہوں یہ بیع بھی جائز نہیں ہے اور اسی طرح کہتا ہے کہ اس بڑے کپڑے میں سے ایک گز کپڑا بیچتا ہوں جبکہ وہ کپڑا ایسا ہو کہ اس میں سے ایک گز کاٹنا نقصان دیتا ہو، یا اس چھت میں جو کڑیاں لگی ہیں وہ فروخت کرتا ہوں یا کہتا ہے کہ دریا میں جال پھینکتا ہوں جتنی مچھلیاں آگئیں پچاس روپے میں تمہاری، خواہ ایک آئے یا دس آئیں، اسی طرح بیع مزابنہ یہ تمام کی بیوع ناجائز ہیں۔

③ معروضی سوالات کا جواب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

الشق الثانی..... **وَلَا يَجُوْزُ الْبَيْعُ اِلَى الْحَصَادِ وَالدِّيَاسِ وَالْقِطَافِ وَقُدُوْمِ الْحَاجِّ فَاِنْ تَرَاضَيَا بِاِسْقَاطِ الْاَجَلِ قَبْلَ اَنْ يَّاْخُذَ النَّاسُ فِی الْحَصَادِ وَالدِّيَاسِ وَ قَبْلَ قُدُوْمِ الْحَاجِّ جَازَ الْبَيْعُ وَاِذَا قَبَضَ الْمُشْتَرِی الْمَبِيْعَ فِی الْبَيْعِ الْفَاسِدِ بِاَمْرِ الْبَائِعِ وَفِی الْعَقْدِ عِوَضَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَالٌ مَلَكَ الْمَبِيْعَ وَلَزِمَتْهُ قِيْمَتُهٗ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْمُتَعَاقِدَيْنِ فَسْخُهٗ فَاِنْ بَاعَهُ الْمُشْتَرِیْ نَفَذَ بَيْعُهٗ .**

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، اس میں مذکورہ مسائل کو واضح کریں۔

0313 6357913 maktabatulmadinah.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مسائل کی وضاحت۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور کھیتی کاٹنے، کاشت کرنے اور پھل و میوہ توڑنے اور حاجیوں کے آنے کے وقت تک بیع کرنا جائز نہیں ہے پھر اگر متعاقدین لوگوں کے کھیتی کاٹنے یا کاشت کرنے کی ابتداء سے پہلے یا حاجیوں کے آنے سے پہلے ان مدتوں کو ساقط کرنے پر راضی ہوگئے تو یہ بیع جائز ہے اور جب بیع فاسد میں مشتری نے بائع کے حکم سے مبیع پر قبضہ کرلیا اور عقد میں دونوں عوض مال ہیں تو مشتری پر قیمت لازم ہوجائیگی

اور متعاقدین میں سے ہر ایک کو بیع فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا، پس اگر مشتری نے اس مبیع کو فروخت کردیا تو اس کی بیع نافذ ہوگی۔

③ مسائل کی وضاحت:۔ عبارت میں مذکورہ مدتِ ادائیگی ثمن کی تمام صورتوں میں بیع فاسد ہے اس لئے کہ ان میں اگرچہ مدت بیان کی گئی ہے مگر اس میں تقدیم وتاخیر ممکن ہے اس لئے بیع فاسد ہے۔ اگر کسی نے مذکورہ مدتوں پر بیع کی جو کہ درست نہ تھی مگر متعاقدین مذکورہ مدت کی آمد سے قبل اس مدت کو ختم کرنے پر راضی ہوگئے تو حنفیہ کے نزدیک یہ بیع درست ہوجائے گی۔

اگر مشتری نے بیع فاسد کی صورت میں بائع کی اجازت سے مبیع پر قبضہ کرلیا اور بیع میں دونوں عوض یعنی ثمن ومبیع مال ہیں تو مشتری مبیع کا مالک ہوجائیگا اور مبیع کی قیمت مشتری کے ذمہ لازم ہوجائے گی، ثمن لازم نہ ہوں گے۔ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک مشتری مبیع کا مالک نہ ہوگا۔ بیع فاسد میں مبیع کے فاسد ہونے کی وجہ سے متعاقدین میں سے ہر ایک کو بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا خواہ مبیع پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ..... **ولایصح الرھن الّا بدین مضمون وھو مضمون بالاقل من قیمتہ ومن الدین فاذا ھلك الرھن فی یدالمرتھن وقیمتہ والدین سواء صارالمرتھن مستوفیا لدینہ حکما وان کانت قیمۃ الرھن اکثر من الدین فالفضل امانۃ وان کانت قیمۃ الرھن اقل من ذلك سقط من الدین بقدرھا ورجع المرتھن بالفضل ۔**

عبارت کا ترجمہ کریں، عبارت میں مذکورہ مسئلہ کی وضاحت مثال کے ذریعہ کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مسئلہ کی وضاحت بالمثال۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اور صحیح نہیں رہن مگر دین مضمون کے ساتھ اور وہ مضمون ہوگا اپنی قیمت اور دَین میں سے اقل کے عوض میں، پس جب ہلاک ہوجائے شئی مرہون راہن کے پاس اور اس کی قیمت اور دَین برابر ہو تو ہوجائے گا مرتہن وصول کرنیوالا اپنے حق کو حکمی طور پر اور اگر مرہون کی قیمت زائد ہو دَین سے تو زیادتی امانت ہے اور اگر مرہون کی قیمت کم ہو دَین سے تو ساقط ہوجائے گا دَین اس کے بقدر اور رجوع کرے گا مرتہن باقی دَین کے ساتھ۔

② مسئلہ کی وضاحت بالمثال:۔ اولاً یہ بات بتلائی کہ دین مضمون کے ساتھ ہی آدمی کوئی چیز رہن رکھ سکتا ہے اس کے بغیر نہیں، تو اب مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ راہن نے مرتہن کے پاس کوئی چیز رہن رکھی وہ چیز مرتہن کے پاس اس کی تعدّی کے بغیر ہلاک ہوگئی تو مرہونہ چیز کی قیمت اور دَین میں سے جو کم ہوگا مرتہن پر اس کا ضمان لازم ہوجائے گا۔ اگلی عبارت میں اسی کی وضاحت ہے مثلاً زید نے عمرو کو ہزار روپیہ کی سائیکل بیچی اس کے بدلہ میں گھڑی رہن رکھ لی جسکی قیمت ہزار روپیہ ہے تو یہ گھڑی زید سے گم ہوگئی تو اب زید اسکا ضامن ہوگا تو گویا زید نے حکماً اپنا ہزار روپیہ وصول کرلیا۔ اور اگر گھڑی بارہ سو روپے کی تھی تو اب زائد قیمت (بارہ سو) اور دَین (ہزار روپیہ) میں سے کم کا ضامن ہوگا گویا اب بھی اس نے حکماً اپنا ہزار روپیہ وصول کرلیا اور جو دو سو روپیہ زائد قیمت تھی وہ اسکے پاس امانت تھی اور امانت کی ضمان لازم نہیں ہوتی۔ اور اگر گھڑی کی قیمت آٹھ سو تھی اور وہ زید کے پاس گم ہوگئی تو اب گویا کہ زید نے حکماً آٹھ سو روپیہ وصول کرلیا تو جو زائد (دو سو روپیہ) دَین ہے اس کے ساتھ وہ عمرو پر رجوع کریگا کہ میرا بقیہ دَین ادا کر۔

الشق الثانی ..... **وَلَا تَجُوْزُ الْھِبَۃُ فیما یقسم إلا محوزۃ مقسومۃ** (ص ۱۱۸۔ امدادیہ)

ان الفاظ کو ذکر کریں جن سے ہبہ درست ہوتا ہے، عمریٰ اور رقبیٰ کی تعریف اور حکم تحریر کریں اور یہ بتائیں کہ صدقہ کا کیا حکم ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل تین امور ہیں ① وہ الفاظ جن سے ہبہ درست ہے ② عمریٰ ورقبیٰ کی تعریف وحکم ③ صدقہ کا حکم۔

جواب ..... ① وہ الفاظ جن سے ہبہ درست ہے:۔ مندرجہ ذیل الفاظ سے ہبہ درست ہے۔ **وَھَبْتُ** (میں نے ہبہ کیا)، **نَحَلْتُ** (میں نے دیدیا)، **اَعْطَیْتُ** (میں نے بخش دیا)، **اَطْعَمْتُكَ ھٰذَا الطَّعَامَ** (میں نے یہ کھانا تمہیں کھلایا یا دیا)، **جَعَلْتُ ھٰذَا الثوبَ لَكَ** (میں نے یہ کپڑا تیرے لئے مخصوص کردیا)، **اَعْمَرْتُكَ ھٰذَا الشیءَ** (میں نے یہ چیز عمر بھر کیلئے تجھے دی)، **حَمَلْتُكَ عَلٰی ھٰذِہ الدابۃ** (میں نے تجھے اس سواری پر سوار کردیا جبکہ سوار کرانے سے ہبہ کی نیت کی ہو)۔

② عمریٰ ورقبیٰ کی تعریف وحکم:۔ عمریٰ کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے اپنا مکان فلاں شخص کو زندگی بھر رہنے کیلئے

دیدیا ہے اور جب وہ مرجائیگا تو اسکو واپس لے لوں گا چنانچہ بولا جاتا ہے "اعمرتہ الدار عمری" ۔ ہبہ کا یہ طریقہ درست ہے البتہ واپسی کی شرط باطل ہے۔ یہ مکان پوری مدت معمرلہ یعنی موہوب لہٗ کیلئے ہوگا اور اسکے بعد اسکے ورثاء کو مل جائے گا۔ امام احمدؒ اور امام شافعیؒ کا قول جدید یہی ہے مگر امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا قول قدیم یہ ہے کہ معمرلہٗ کے انتقال کے بعد معمر اس کو واپس لے لے گا۔

رقبیٰ یہ ہے کہ مالک کہے **داری لك رُقبی** اگر میں تم سے پہلے مرجاؤں تو یہ گھر تیرا ہے اور اگر تم مجھ سے پہلے مرجاؤ تو یہ گھر میرا ہے۔ حضرات طرفینؒ کے نزدیک ہبہ کی یہ شکل جائز نہیں ہے کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی موت کا منتظر ہے۔ امام ابو یوسفؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک ہبہ کی یہ صورت جائز ہے۔ اختلاف کی بنیاد رقبیٰ کی تفسیر ہے۔ حضرات طرفین کے نزدیک **داری لك رقبی** کا مفہوم یہ ہے کہ اگر میں تم سے پہلے مرجاؤں تو یہ تیرا ہے لہٰذا ہبہ کو موہوب لہٗ کی موت پر معلق کرنا ہوا اسلئے یہ باطل ہے اور قبضہ کے بعد عاریت کے حکم میں ہوگا لہٰذا مالک کو اختیار ہے جب چاہے فروخت کردے اگرچہ اس کے قبضہ میں نہیں ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک معنی یہ ہے کہ میرا مکان تیرے لئے ہبہ ہے کیونکہ یہ جملہ **دار لك** تملیک فی الحال کو بتاتا ہے اور رقبیٰ یعنی واہب کی موت کے انتظار کی شرط فاسد ہے البتہ دونوں مسلکوں میں صحیح مسلک حضرات طرفین کا ہے جیسا کہ مضمرات میں ہے اور صاحب غایۃ البیان کے نزدیک اصح مذہب حضرت امام ابو یوسفؒ کا ہے کیونکہ ہبہ شرط فاسد سے باطل نہیں ہوتا ہے۔

③ صدقہ کا حکم:۔ صدقہ مثل ہبہ کے ہے جب تک مصدق لہٗ صدقہ پر قبضہ نہ کرلے اس وقت تک صدقہ صحیح نہیں ہوتا ہے کیونکہ صدقہ بھی ہبہ کی طرح احسان اور تبرع ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱٤۳۸ھ

الشق الاوّل ..... **وَمَنْ حَلَفَ عَلٰى مَعْصِيَةٍ مِثْلَ اَنْ لَا يُصَلِّيَ اَوْ لَايُكَلِّمَ اَبَاهُ اَوْلَيَقْتُلَنَّ فُلَانًا فَيَنْبَغِيْ اَنْ يَحْنَثَ نَفْسَهٗ وَيُكَفِّرَعَنْ يَمِيْنِهٖ وَمَنْ حَرَّمَ عَلٰى نَفْسِهٖ شَيْئًا مِمَّا لَمْ يَمْلِكْهُ لَمْ يَصِرْ مُحَرَّمًا وَعَلَيْهِ اِنِ اسْتَبَاحَهٗ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ فَاِنْ قَالَ كُلُّ حَلَالٍ عَلَيَّ حَرَامٌ فَهُوَعَلَى الطَّعَامِ** ۔ (ص۲۰۰۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں، قسم کن الفاظ سے منعقد ہوتی ہے اور کن سے نہیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔(۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) قسم منعقد ہونے والے الفاظ۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ في السوال آنفا**۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ جس شخص نے گناہ پر قسم کھائی مثلاً یہ کہا کہ وہ نماز نہیں پڑھے گا یا اپنے والد سے بات چیت نہیں کرے گا یا فلاں کو ضرور قتل کرے گا تو مناسب یہ ہے کہ وہ حانث ہوجائے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے اور جس شخص نے اپنی ذات پر ایسی چیز کو حرام کیا جس کا وہ مالک نہیں ہے تو وہ چیز اُس پر حرام نہیں ہوگی پھر اگر وہ اُس چیز کو مباح سمجھے گا تو اُس پر کفارۂ یمین لازم ہوگا۔ پس اگر کسی شخص نے کہا **كُل حلال علي حرامٌ** (ہر حلال چیز میرے اوپر حرام ہے) تو اُس کی یہ قسم کھانے پینے کی چیزوں پر محمول ہوگی۔

③ عبارت کی تشریح:۔ ترجمہ سے تشریح واضح ہوچکی ہے۔

④ قسم منعقد ہونے والے الفاظ:۔ لفظ "اللہ" کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے اسماء مثلاً رحمٰن ورحیم کے ساتھ، صفاتِ ذاتیہ مثلاً اللہ تعالیٰ کی عزت، جلال، کبریائی کی قسم کھانے سے قسم منعقد ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم، غضب وغصہ کی قسم اور غیر اللہ کے نام مثلاً رسول، نبی، کعبہ وقرآن کی قسم منعقد نہیں ہوتی اور قسم حروفِ قسمیہ سے بھی منعقد ہوجاتی ہے جیسے **باللہ، تاللہ** وغیرہ۔

اسی طرح میں قسم کھاتا ہوں یا میں حلف اٹھاتا ہوں یا میں اللہ کا حلف اٹھاتا ہوں یا میں گواہ کرتا ہوں یا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں یا میں اللہ تعالیٰ کے عہد کی یا میثاق کی قسم اٹھاتا ہوں یا میرے ذمہ نذر ہے یا میرے ذمہ اللہ تعالیٰ کی نذر ہے۔ ان تمام الفاظ سے قسم منعقد ہوجاتی ہے۔ اگر میں نے یہ کام کیا تو میں یہودی نصرانی یا مجوسی یا کافر ومشرک ہوں، یہ بھی قسم ہے۔ اگر میں نے یہ کام کیا تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو یا اللہ تعالیٰ کا غصہ وناراضگی ہو، یہ قسم نہیں ہے، اسی طرح اگر میں نے یہ کام کیا تو میں زانی ہوں، شرابی ہوں، سود کھانے والا ہوں یہ بھی قسم نہیں ہے۔

الشق الثانی .....وَالْاُجَرَاءُ عَلٰی ضَرْبَیْنِ: اَجِیْرٌ مُشْتَرَکٌ وَاَجِیْرٌ خَاص..... و لا یجوز اجارة المشاع عند ابی حنیفةؒ و قالا اجارة المشاع جائزة ۔ (کتاب الاجارہ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔اجیرِ مشترک واجیرِ خاص کی تعریف وحکم بیان کیجئے،مشاع چیز کے اجارہ پر لین دین کا حکم واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① عبارت کا ترجمہ ② اجیرِ مشترک واجیرِ خاص کی تعریف وحکم ③ مشاع چیز کے اجارہ پر لین دین کا حکم۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔اجراء(اجیر) کی دو قسمیں ہیں:اجیرِ مشترک واجیرِ خاص.....امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مشاع ومشترک چیز کا اجارہ جائز نہیں ہے اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ مشاع چیز کا اجارہ جائز ہے۔

② اجیرِ مشترک واجیرِ خاص کی تعریف وحکم:۔کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۶ھ۔

③ مشاع چیز کے اجارہ پر لین دین کا حکم:۔امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مشاع ومشترک چیز کو اجارہ پر دینا جائز نہیں ہے،اسکی وجہ یہ ہے کہ اجارہ میں مستأجر کو مکمل اختیار وکنٹرول حاصل ہونا ضروری ہے تاکہ وہ اس چیز سے مطلوبہ نفع حاصل کرسکے اور یہاں چیز کی ملکیت مشترک ہونے کی وجہ سے ایک شریک کیلئے مکمل سپرد کرنا ممکن نہیں ہے،پس مشترک چیز کا اجارہ صحیح نہیں ہے۔

صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ مشاع چیز کا اجارہ جائز ہے،اسلئے کہ اجارہ کا مدار منفعت پر ہے اور مشاع چیز میں منفعت موجود ہے یہی وجہ ہے کہ اگر مشترک مکان اجارہ پر دیا اور مستأجر نے اس میں رہائش کرلی تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بھی اجرتِ مثل لازم ہے،اگر اس مشاع چیز میں منفعت نہ ہوتی تو یہ اجارہ منعقد ہی نہ ہوتا۔اور مشترک غیر مقسوم چیز کو سپرد کرنا بھی ممکن ہے کہ تخلیہ کردے یا باری مقرر کرلے،یہ ایسے ہی ہے کہ اپنے شریک یا دو افراد کو چیز اجارہ پر دے،پس ثابت ہوا کہ مشاع چیز کا اجارہ جائز ہے۔

امام صاحبؒ کی طرف سے جواب یہ ہے کہ مشترک غیر مقسوم چیز میں محض تخلیہ کے ذریعہ انتفاع کیلئے تسلیم نہیں ہوتا۔(اشرف الہدایہ)

﴿الورقة الثانیة فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ..... وَالْاَعْوَاضُ الْمُشَارُ اِلَیْهَا لَایَحْتَاجُ اِلٰی مَعْرِفَةِ مِقْدَارِهَا فِیْ جَوَازِ الْبَیْعِ وَالْاَثْمَانُ الْمُطْلَقَةُ لَاتَصِحُّ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ مَعْرُوْفَةَ الْقَدْرِ وَیَجُوْزُ الْبَیْعُ بِثَمَنٍ حَالٍ وَمُؤَجَّلٍ اِذَا کَانَ الْاَجَلُ مَعْلُوْمًا وَمَنْ اَطْلَقَ الثَّمَنَ فِی الْبَیْعِ کَانَ عَلٰی غَالِبِ نَقْدِ الْبَلَدِ فَاِنْ کَانَتِ النُّقُوْدُ مُخْتَلِفَةً فَالْبَیْعُ فَاسِدٌ اِلَّا اَنْ یُبَیِّنَ اَحَدَهُمَا۔

عبارت پر اعراب لگا کر تشریح کریں،بیع کی لغوی واصطلاحی تعریف کریں،بیع فاسد وباطل میں کیا فرق ہے؟(ص ۶۵۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں(۱)عبارت پر اعراب(۲)عبارت کی تشریح(۳)بیع کی لغوی واصطلاحی تعریف(۴)بیع فاسد وباطل میں فرق۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کی تشریح:۔اس عبارت میں متعدد مسائل کا ذکر ہے:① اعواض(مبیع وثمن) کی طرف اگر بیع میں اشارہ کیا گیا تو پھر دونوں کی مقدار اور وصف کا معلوم ہونا ضروری نہیں ہے کیونکہ اشارہ شناخت کیلئے کافی ہے ایسی صورت میں بائع اور مشتری کے درمیان اختلاف کا اندیشہ نہیں ہے۔② اگر ثمن کی طرف اشارہ نہیں کیا گیا تو مطلق ثمن کی صورت میں بیع صحیح نہیں ہے جب تک کہ اُن کی مقدار اور وصف کو بیان نہ کیا جائے مثلاً ثمن کی تعداد کتنی ہوگی اور کس قسم کے ثمن ہونگے کیونکہ اگر ثمن کی مقدار میں ابہام ہو یا وصف میں ابہام ہو تو نزاع کا باعث بن سکتا ہے۔③ نقد ثمن اور ادھار ثمن دونوں صورتوں میں بیع جائز ہے البتہ ادھار کی صورت میں مدت کا معلوم ہونا ضروری ہے وگرنہ اس جہالت کے نزاع کا باعث ہونے کی وجہ سے بیع فاسد ہوگی۔④ اگر کسی شہر میں مختلف قسم کی کرنسی اور سکّے رائج ہوں مگر مالیت میں سب برابر ہوں تو ایسی صورت میں اگر ثمن کو مطلق ذکر کیا گیا یعنی اُسکی مقدار کو تو ذکر کیا گیا مگر وصف کو ذکر نہیں کیا گیا تب بھی بیع درست ہوجائیگی اور اگر اُنکی مالیت مختلف ہو تو اس صورت میں نزاع کا باعث ہونے کی وجہ سے بیع فاسد ہوگی البتہ اگر مختلف کرنسی وسکّوں میں سے کسی خاص قسم کو متعین کردیا گیا تو پھر بیع صحیح ہوجائیگی۔

الغرض جہاں جہالت ہو اور نزاع کا باعث ہو وہاں بیع جائز نہیں ہے اور جہاں جہالت ہو مگر نزاع کا باعث نہ ہو وہاں بیع جائز ہے۔

③ بیع کی لغوی واصطلاحی تعریف:۔ یہ لفظ اضداد میں سے ہے۔ لغوی معنی: **مبادلة المال بالمال** ہے خواہ بیچنا ہو یا لینا ہو۔

اصطلاحی معنی: **مبادلة المال بالمال بالتراضي بطريق التجارة** کو بیع کہتے ہیں۔

④ بیع فاسد و باطل میں فرق:۔ بیع فاسد وہ بیع ہے جو اپنی اصل کے اعتبار سے تو جائز ہو البتہ وصف کے اعتبار سے ناجائز ہو مثلاً ایسی چیز فروخت کرنا جسکے سپرد کرنے پر قادر نہ ہو جیسے بھاگا ہوا غلام اور بیع باطل جو اپنی اصل کے اعتبار سے ہی جائز نہ ہو جیسے معدوم یا مردار چیز کی بیع۔ نیز بیع فاسد میں ملکیت کے ثبوت کیلئے قبضہ ضروری ہے اور بیع باطل علی الاطلاق غیر مفید ہے خواہ قبضہ سے پہلے ہو یا بعد میں ہو۔

الشق الثانی ..... **وَكُلُّ شِرْكَةٍ فَاسِدَةٍ فَالرِّبْحُ فِيْهَا عَلٰى قَدْرِ رَأْسِ الْمَالِ وَيَبْطُلُ شَرْطُ التَّفَاضُلِ وَاِذَا مَاتَ اَحَدُ الشَّرِيْكَيْنِ اَوْ اِرْتَدَّ وَلَحِقَ بِدَارِ الْحَرْبِ بَطَلَتِ الشِّرْكَةُ وَلَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنَ الشَّرِيْكَيْنِ اَنْ يُؤَدِّيَ زَكَاةَ مَالِ الْاٰخَرِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَاِنْ اَذِنَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهٖ اَنْ يُؤَدِّيَ زَكَاتَهُ فَاَدّٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فَالثَّانِيْ ضَامِنٌ سَوَاءٌ عَلِمَ بِاَدَاءِ الْاَوَّلِ اَوْ لَمْ يَعْلَمْ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَقَالَا: اِنْ لَمْ يَعْلَمْ لَمْ يَضْمَنْ۔** (ص۱۰۳۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، مسئلہ مذکورہ میں ائمہ کا اختلاف وضاحت کے ساتھ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مسئلہ مذکورہ میں اختلافِ ائمہ کی وضاحت۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كمامرّ في السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور ہر شرکتِ فاسدہ میں نفع رأس المال کے اعتبار سے تقسیم ہوگا اور کمی زیادتی کی شرط باطل ہوگی اور اگر شریکین میں سے کوئی ایک مرجائے یا مرتد ہو کر دارالحرب میں چلا جائے تو شرکت باطل ہو جائے گی۔ اور شریکین میں سے کسی ایک کیلئے دوسرے کے مال کی زکوٰۃ اُس کی اجازت کے بغیر دینا جائز نہیں ہے۔ پس اگر ہر ایک نے اُن میں سے اپنے ساتھی کو اپنی زکوٰۃ کی ادائیگی کی اجازت دی اور ہر ایک نے اُن میں سے زکوٰۃ ادا کر دی تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دوسرا ادا کرنے والا ضامن ہوگا خواہ اُسے پہلے کی ادائیگی کا علم ہو یا نہ ہو اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ اگر اُسے پہلے کی ادائیگی کا علم نہیں ہے تو پھر وہ ضامن نہیں ہے۔

③ مسئلہ مذکورہ میں اختلافِ ائمہ کی وضاحت:۔ اگر شریکین میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کو زکوٰۃ ادا کرنے کی اجازت دی ہے تو اِس صورت میں ایک کا دوسرے کی طرف سے زکوٰۃ ادا کرنا ٹھیک ہے البتہ اگر دونوں نے زکوٰۃ ادا کر دی تو اِس صورت میں امام صاحب اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے۔ امام صاحبؒ کے نزدیک جس شخص نے بعد میں زکوٰۃ ادا کی ہے وہ دوسرے کیلئے زکوٰۃ کی بقدر مال کا ضامن ہوگا خواہ اُسے اپنے ساتھی کے زکوٰۃ ادا کرنے کا علم ہو یا نہ ہو، جبکہ صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ اگر دوسرے شریک کو پہلے شریک کے زکوٰۃ ادا کرنے کا علم نہ ہو تو اِس صورت میں وہ شخص ضامن نہ ہوگا البتہ اگر اُسے معلوم تھا اُسکے باوجود اُس نے زکوٰۃ ادا کر دی تو اِس صورت میں وہ ضامن ہوگا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ..... **اِذَا غَابَ الرَّجُلُ فَلَمْ يُعْرَفْ لَهٗ مَوْضِعٌ وَلَا يُعْلَمُ اَحَيٌّ هُوَ اَمْ مَيِّتٌ؟ نَصَبَ الْقَاضِيْ مَنْ يَحْفَظُ مَالَهٗ وَ يَقُوْمُ عَلَيْهِ وَيَسْتَوْفِيْ حُقُوْقَهٗ وَيُنْفِقُ عَلٰى زَوْجَتِهٖ وَاَوْلَادِهِ الصِّغَارِ مِنْ مَالِهٖ وَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ امْرَأَتِهٖ فَاِذَا تَمَّ لَهٗ مِائَةٌ وَعِشْرُوْنَ سَنَةً مِنْ يَوْمِ وُلِدَ حَكَمْنَا بِمَوْتِهٖ وَاعْتَدَّتْ اِمْرَأَتُهٗ وَقُسِّمَ مَالُهٗ بَيْنَ وَرَثَتِهِ الْمَوْجُوْدِيْنَ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ۔** (ص۱۲۹۔امدادیہ) عبارت پر اعراب لگا کر تشریح کریں، مفقود کی تعریف کریں، مفقود کی موت کا حکم لگانے کیلئے ایک سو بیس سال کا انتظار ضروری ہے یا اس سے کم بھی ممکن ہے اور اس کی کیا صورت ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی تشریح (۳) مفقود کی تعریف (۴) مفقود کی موت کیلئے مدت کی وضاحت۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كمامرّ في السوال آنفا۔**

② عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں مفقود کی تعریف اور اس کا حکم بیان کیا گیا ہے تو فرمایا کہ مفقود وہ شخص ہے جس کے بارے میں بالکل کچھ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں ہے؟ حتیٰ کہ یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے۔

اس کے بعد مفقود کا حکم بیان کہ ایسے شخص کے متعلق قاضی کی ذمہ داری ہے کہ اُس کے مال کی حفاظت ونگرانی اور لوگوں سے اُسکے حقوق کی وصولی اور اُسکے ذاتی امور کی نگہداشت کے لئے کسی شخص کو مقرر کرے چنانچہ وہ شخص اُس کے مال کی حفاظت بھی کریگا، اُسکے مال کی نگرانی ودیکھ بھال بھی کرے گا، اُسکے حقوق کی وصولی بھی کرے گا اور اُس کی بیوی اور نابالغ اولاد پر خرچ بھی کرے گا۔

البتہ قاضی مفقود اور اُس کی بیوی کے درمیان تفریق کا فیصلہ جاری نہیں کرے گا، پس جب مفقود کی عمر ایک سو بیس سال ہو جائے تو پھر قاضی اُس کی موت کا حکم جاری کرے گا اور اُس کے بعد اُس کی عورت عدت گزارے گی اور پھر وراثت کے قانون کے مطابق اُس کا مال ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔

③ مفقود کی تعریف:۔ اوپر تشریح کے ضمن میں تعریف معلوم ہوگئی کہ وہ غائب شخص جس کا بالکل کوئی ٹھکانہ معلوم نہ ہو حتیٰ کہ اُس کی موت وحیات کا بھی علم نہ ہو۔

④ مفقود کی موت کیلئے مدت کی وضاحت:۔ مفقود کے انتقال کے متعلق معتبر مدت میں علماء کا اختلاف ہے۔

امام مالکؒ کے نزدیک ایک قول میں امام شافعیؒ اور ایک روایت کے مطابق امام احمدؒ کے نزدیک جب کوئی شخص چار سال تک لاپتہ رہے تو قاضی مفقود اور اُس کی بیوی کے درمیان تفریق کردے اور عورت عدتِ وفات گزارنے کے بعد جس سے چاہے نکاح کرلے۔

امام ابوحنیفہؒ سے امام حسنؒ کی روایت کے مطابق ایک سو بیس سال مدت ہے اور ظاہر الروایہ کے مطابق جب بستی کے تمام ہم عصر لوگ مرجائیں تو پھر مفقود کی موت کا حکم لگا دیا جائے کیونکہ آدمی اپنے ہم عصروں کے بعد کم ہی زندہ رہتا ہے۔ اور احکام شرعیہ کی بنیاد غالب واکثر پر ہے اس لئے ہم عصر کی موت کی صورت میں اُس کی موت کا اعلان بھی کردیا جائے گا۔

امام ابو یوسفؒ سے سو سال کی مدت منقول ہے، بعض فقہاء سے نوے سال منقول ہے کیونکہ عموماً آج کل اس سے زیادہ مدت تک آدمی زندہ نہیں رہتا۔ شرح وقایہ اور کنز میں ایسا ہی ہے اور اِسی پر فتویٰ ہے۔

مذہبِ مختار یہ ہے کہ اس مسئلہ کو امام کی رائے کے حوالے کردیا جائے کیونکہ علاقوں اور طبیعتوں کے اختلاف سے اس میں اختلاف ہوتا ہے۔ بعض متأخرین حنفیہ نے وقت کی نزاکت اور فتنوں پر نظر رکھتے ہوئے امام مالکؒ کے مسلک پر فتویٰ دیا ہے۔ (التکمیل الضروری ۲:۲۳۰)

الشق الثانی ..... اِذَا اشْتَرَكَ جَمَاعَةٌ فِیْ سَرِقَةٍ فَاَصَابَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ قُطِعَ وَاِنْ اَصَابَهٗ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ لَمْ يُقْطَعْ وَلَا يُقْطَعُ فِيْمَا يُوْجَدُ تَافِهًا مُبَاحًا فِیْ دَارِالْاِسْلَامِ كَالْخَشَبِ وَالْحَشِيْشِ وَالْقَصَبِ وَالسَّمَكِ وَالصَّيْدِ وَلَا فِيْمَا يُسْرِعُ اِلَيْهِ الْفَسَادُ كَالْفَوَاكِهِ الرَّطْبَةِ وَاللَّبَنِ وَاللَّحْمِ وَالْبِطِّيْخِ وَالْفَاكِهَةِ عَلَى الشَّجَرِ وَالزَّرْعِ الَّذِیْ لَمْ يُحْصَدْ وَلَاقَطْعَ فِی الْاَشْرِبَةِ الْمُطْرِبَةِ وَلَا فِی الطُّنْبُوْرِ وَلَا فِیْ سَرِقَةِ الْمُصْحَفِ۔

اعراب لگا کر تشریح کریں، سارق اور قاطع الطریق میں کیا فرق ہے؟ دونوں کا حکم لکھیں، کس قدر مالیت کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی تشریح (۳) سارق اور قاطع الطریق میں فرق وحکم (۴) سرقہ کی مقدارِ حد۔ (ص ۱۹۱۔ امدادیہ)

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ كمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں سرقہ یعنی چوری کے متعلق مختلف مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

① اگر کسی گروہ نے مل کر کسی کا مال چوری کیا تو اِس صورت میں اگر مال اِس قدر زیادہ ہے کہ اُس کو پورے گروہ پر تقسیم کیا جائے اور ہر ایک چور کو دس درہم کی مقدار مال مل جائے تو اِس صورت میں تمام لوگوں کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔ لیکن اگر چوری کئے ہوئے مال کی مقدار اس سے کم ہے یعنی ہر ایک کو دس درہم مال نہیں پہنچتا تو اِس صورت میں اُن کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

② جو چیزیں معمولی حیثیت رکھتی ہوں اور عموماً دارالاسلام میں وہ مباح سمجھی جاتی ہوں یعنی ہر شخص کے لئے اسکو لینا جائز ہے تو

ایسی چیزوں کو چوری کرنے کی صورت میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جیسے لکڑی، نرکل، مچھلی وغیرہ۔اسی طرح جو چیزیں جلد خراب ہوجاتی ہیں اُن چیزوں کے چوری کرنے پر بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جیسے تازہ فروٹ، دودھ، گوشت وغیرہ۔اسی طرح کسی نے اگر نشہ آور شراب چوری کرلی یا باجا وغیرہ چوری کرلیا یا مصحف وغیرہ چوری کرلیا تو اِن چیزوں کے چور پر بھی حد جاری نہیں کی جائے گی۔

③ سارق اور قاطع الطریق میں فرق وحکم:۔ سارق (چور) وہ شخص کہلاتا ہے جو کسی کا مالِ محفوظ پوشیدہ طور پر اٹھائے اور اُسکی حفاظت میں کوئی شبہ نہ ہو جبکہ قاطع الطریق (ڈاکو) وہ طاقتور شخص ہے جو آنکھوں کے سامنے مال چھینے اور راستہ روکنے پر قادر ہو۔

سارق نے اگر دس درہم مالیت کی بقدر مال چوری کیا تو اُس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

قاطع الطریق کے حکم میں تفصیل ہے ① اگر ڈاکو ڈکیتی کے ارادہ سے نکلے، ابھی تک نہ مال چھینا اور نہ کسی کو قتل کیا اُس سے پہلے ہی گرفتار کرلئے گئے تو اُن کو توبہ کرنے تک قید کردیا جائے گا۔ ② اگر ڈاکو ڈکیتی کیلئے نکلے اور کسی مسلمان یا ذمی کا اتنا مال لے لیا کہ اگر اُس کو سب شرکاء پر تقسیم کیا جائے تو سب کو دس دراہم یا اُس سے زائد مل سکے تو اس صورت میں ہر ایک کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت (دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں) سے کاٹے جائینگے۔ ③ اگر ڈاکوؤں نے واردات کے دوران دوسرے شخص کو قتل کردیا کوئی مال وغیرہ حاصل نہیں کیا تو امام اُن کو بطورِ حد قتل کرے گا یعنی اُن کو مقتول کے اولیاء کی معافی کے باوجود معاف نہیں کیا جائیگا۔ ④ اگر ڈاکوؤں نے واردات کے دوران دوسرے شخص کو قتل کردیا اور مال بھی لے گئے تو اِس صورت میں امام کو متعدد اختیارات ہیں۔خواہ ہاتھ پاؤں کاٹنے کے بعد قتل کردے یا شروع سے ہی سولی پر چڑھادے یا صرف قتل کردے یا صرف سولی پر چڑھادے۔(التکمیل الضروری ج۲ص۴۱۴)

④ سرقہ کی مقدارِ حد:۔ احناف کے نزدیک سرقہ کی مقدار دس درہم ہے خواہ وہ ایک ہی شخص کا مال ہو یا مشترک مال ہو۔امام شافعیؒ کے نزدیک سرقہ کی مقدار رُبع دینار ہے اور امام مالکؒ وامام احمدؒ کے نزدیک سرقہ کی مقدار تین درہم ہے اگر چور نے مذکورہ مالیت کی بقدر مال چوری کیا تو اُس کا ہاتھ کاٹا جائے گا وگرنہ اُس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ..... وَاِذَا اخْتَلَفَ الشَّفِيْعُ وَالْمُشْتَرِيْ فِي الثَّمَنِ، فَالْقَوْلُ قَوْلُ الْمُشْتَرِيْ، فَاِنْ اَقَامَا الْبَيِّنَةَ فَالْبَيِّنَةُ بَيِّنَةُ الشَّفِيْعِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٍ رحمهما الله، وَقَالَ اَبُوْيُوْسُفَ : اَلْبَيِّنَةُ بَيِّنَةُ الْمُشْتَرِيْ، وَاِذَا ادَّعَى الْمُشْتَرِيْ ثَمَنًا اَكْثَرَ وَادَّعَى الْبَائِعُ اَقَلَّ مِنْهُ وَلَمْ يَقْبِضِ الثَّمَنَ اَخَذَهَا الشَّفِيْعُ بِمَا قَالَ الْبَائِعُ وَكَانَ ذٰلِكَ حَطًّا عَنِ الْمُشْتَرِيْ وَاِنْ كَانَ قَبَضَ الثَّمَنَ اَخَذَهَا بِمَا قَالَ الْمُشْتَرِيْ وَلَمْ يَلْتَفِتْ اِلٰى قَوْلِ الْبَائِعِ.

اعراب لگاکر ترجمہ کریں۔مسائل کی تشریح اور مسئلہ اختلافیہ میں ائمہ کا مدلل اختلاف تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مسائل کی تشریح واختلاف۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ في السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور جب شفیع اور مشتری کا ثمن میں اختلاف ہوجائے تو مشتری کا قول معتبر ہوگا پس اگر وہ دونوں گواہ قائم کردیں تو طرفینؒ کے نزدیک شفیع کے گواہ معتبر ہوں گے اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ مشتری کے گواہ معتبر ہوں گے۔اور جب مشتری نے زیادہ ثمن کا دعویٰ کیا اور بائع نے کم ثمن کا دعویٰ کیا اور ابھی بائع نے ثمن پر قبضہ نہیں کیا تھا تو شفیع اُس زمین کو اُس قیمت پر لے لے جو بائع نے بیان کی ہے اور یہ مشتری کے ذمہ سے ثمن کم کرنے کے حکم میں ہوگا۔اور اگر بائع نے قیمت پر قبضہ کرلیا تو شفیع اُس مکان کو مشتری کے بیان کے مطابق لے لے اور بائع کے بیان کی طرف متوجہ نہ ہو۔

③ مسائل کی تشریح واختلاف:۔ اگر شفیع اور مشتری کے درمیان کسی چیز کے ثمن (قیمت) کی کمی بیشی میں اختلاف ہوجائے مثلاً شفیع کہتا ہے کہ تم نے یہ مکان ہزار روپے میں خریدا ہے اور مشتری کہتا ہے کہ مَیں نے یہ مکان بارہ سو میں خریدا ہے یعنی مشتری شفیع کے قول کا منکر ہے تو اس صورت میں مشتری کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔بشرطیکہ شفیع اپنی بات پر بینہ قائم نہ کرسکے۔

اگر مذکورہ صورت میں شفیع اور مشتری دونوں نے اپنے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کردیئے تو اس صورت میں طرفینؒ کے نزدیک شفیع

کے گواہ معتبر ہوں گے جبکہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مشتری کے گواہ معتبر ہوں گے۔امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک دونوں کے گواہ غیر معتبر ہوں گے اور صرف مشتری کا قول ہی معتبر ہوگا اور ایک روایت کے مطابق قرعہ اندازی ہونی چاہیے۔امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جس کے گواہ زیادہ عادل ہوں گے اُن گواہوں کے مطابق فیصلہ ہوگا ورنہ قسم کے ذریعے فیصلہ کیا جائیگا۔

اگر مشتری اور بائع میں قیمت کے متعلق اختلاف ہوا، مشتری زیادہ قیمت کا دعویدار ہے اور بائع کم قیمت کا دعویدار ہے تو اِس صورت میں بائع نے قیمت وصول کی ہوگی یا نہیں، اگر بائع نے قیمت وصول نہیں کی تو اِس صورت میں شفیع کے حق میں بائع کا قول معتبر ہوگا لہٰذا شفیع کو چاہیے کہ بائع نے جو قیمت بیان کی ہے وہ قیمت ادا کر کے مکان لے لے اور جو قیمت کم ہوئی ہے وہ مشتری کے ذمہ سے کم کرنے کے حکم میں ہے۔اور اگر بائع قیمت وصول کر چکا ہے اُس کے بعد بائع اور مشتری میں اختلاف ہوا تو اِس صورت میں شفیع مشتری کے بیان کے مطابق قیمت ادا کر کے مکان لے لے اِس صورت میں قیمت وصول کرنے کی وجہ سے بائع کی حیثیت ایک اجنبی کی طرح ہے اور اس صورت میں اختلاف صرف شفیع اور مشتری کے درمیان ہے اس لئے بائع کے قول کی طرف بالکل توجہ نہیں کی جائے گی اور وہ غیر معتبر ہوگا۔جبکہ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک دونوں صورتوں میں مشتری کا قول ہی معتبر ہے۔

الشق الثانی ..... **وَيَكْرَهُ الْاِحْتِكَارُ فِيْ اَقْوَاتِ الْاٰدَمِيِّيْنَ وَ الْبَهَائِمِ..... وَلَا يَنْبَغِيْ لِلسُّلْطَانِ اَنْ يُّسَعِّرَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْرَهُ بَيْعُ السَّلَاحِ فِيْ اَيَّامِ الْفِتْنَةِ وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ الْعَصِيْرِ مِمَّنْ يَعْلَمُ اَنَّهٗ يَتَّخِذُهٗ خَمْرًا۔**

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔مسائل کی تشریح کریں۔معروضی سوالات میں صحیح وغلط کی نشاندہی کریں:

① امانات میں رہن رکھنا جائز نہیں ہے (صحیح) ② کفالہ کو کسی شرط کے ساتھ معلق کرنا جائز نہیں ہے (غلط)

③ خیارِ شرط صرف مشتری کیلئے جائز ہے (غلط) ④ ثمن کے خرچ ہونے کے بعد اقالہ جائز نہیں (غلط)

⑤ ہبہ ایجاب وقبول کے ساتھ تام ہو جاتا ہے (غلط) ⑥ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک لڑکا پندرہ برس میں بالغ ہو جاتا ہے (غلط)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ مسائل کی تشریح ④ معروضی سوالات کا جواب۔ **(كتاب الحضر والاباحة)**

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ آدمیوں اور چوپاؤں کی غذا کو روکنا اور ذخیرہ کرنا مکروہ ہے..... بادشاہ کیلئے مناسب نہیں ہے کہ لوگوں کیلئے بھاؤ مقرر کرے اور فتنہ کے ایام میں اسلحہ بیچنا مکروہ ہے اور انگور کا رس اس شخص کو بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے جس کے متعلق معلوم ہو کہ وہ اسکو شراب بنائے گا۔

③ مسائل کی تشریح:۔ آدمیوں اور چوپاؤں کی غذا کو بازار سے خرید کر ذخیرہ کرنا اور ضرورت کے باوجود لوگوں کو نہ بیچنا کہ مہنگی ہونے پر بیچوں گا یہ مکروہ ہے، دلیل آپ ﷺ کا ارشاد ہے: **عن ابی امامة قال نهی رسول الله ﷺ ان يحتكر الطعام۔**

بادشاہ کیلئے مناسب نہیں ہے کہ ہمیشہ کیلئے لوگوں کی کھانے پینے کی چیز کا بھاؤ مقرر کرے کیونکہ اس میں بائع کا نقصان ہے، یہ قدرت کا نظام ہے کہ اشیاء کی قیمتیں کم زیادہ کرتے رہتے ہیں۔

فتنہ کے ایام میں باغی یا حربی کو اسلحہ بیچنا مکروہ ہے کیونکہ وہ یہ ہتھیار مسلمانوں کے خلاف ہی استعمال کرے گا، گویا یہ اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی مارنا ہے۔ انگور کا رس ایسے شخص کو بیچنا جس کے متعلق معلوم ہو کہ وہ اسکو شراب بنائے گا، اس بیع میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ گناہ میں معاونت کی وجہ سے نہ بیچنا بہتر ہے۔

④ معروضی سوالات کا جواب:۔ **كمامرّ فی السوال آنفا۔**

﴿الورقة الثانية فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ..... **وَاِذَا اَوْجَبَ اَحَدُ الْمُتَعَاقِدَيْنِ الْبَيْعَ فَالْآخَرُ بِالْخِيَارِ اِنْ شَاءَ قَبِلَ فِی الْمَجْلِسِ وَ اِنْ**

شَاءَ رَدَّهٗ فَاَیُّهُمَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ قَبْلَ الْقَبُوْلِ بَطَلَ الْاِیْجَابُ فَاِذَا حَصَلَ الْاِیْجَابُ وَ الْقَبُوْلُ لَزِمَ الْبَیْعُ وَلَا خِیَارَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ بیع کی لغوی واصطلاحی تعریف اور قرآن مجید سے اسکی مشروعیت کی دلیل ذکر کریں۔ عبارت کی تشریح کر کے بتلائیں کہ کیا "وَلَا خِیَارَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا" سے تمام خیارات کی نفی مقصود ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ بیع کی لغوی و اصطلاحی تعریف اور مشروعیت ④ عبارت کی تشریح اور خیارِ منفی کی وضاحت۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مر فی السوال آنفًا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ جب متعاقدین میں سے کسی ایک نے ایجاب کیا تو دوسرے کو اختیار ہے اگر چاہے تو مجلس میں قبول کر لے اور اگر چاہے تو رد کر دے، پس ان دونوں میں سے کوئی ایک قبول سے پہلے مجلس سے اٹھ گیا تو ایجاب باطل ہو جائے گا۔ پس جب ایجاب وقبول دونوں حاصل ہو جائیں تو بیع لازم ہو جائے گی اور ان دونوں میں سے کسی کو بھی خیار حاصل نہیں ہوگا۔

③ بیع کی تعریف ومشروعیت:۔ بیع کا لغوی معنیٰ **مبادلة الشیئ بالشیئ** (شیئ کا شیئ سے تبادلہ کرنا) ہے، خواہ وہ مال ہو یا نہ ہو۔ اصطلاح میں بیع **مبادلة المال بالمال بالتراضی بطریق التجارة** (باہمی رضامندی سے تجارت کے طور پر مال کا مال سے تبادلہ کرنا) کو کہتے ہیں۔ بیع کی مشروعیت کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (اور اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے)۔

④ عبارت کی تشریح وخیارِ منفی کی وضاحت:۔ عبارت کا حاصل یہ ہے کہ جب متعاقدین میں سے کسی ایک نے ایجاب کیا تو دوسرے کو مجلس میں اختیار ہے کہ ایجاب کو قبول کرے یا رد کر دے، یعنی دوسرے شخص کو بیع قبول اور رد کرنے کے دونوں اختیار حاصل ہیں۔ اگر ایجاب کے بعد ابھی تک قبول نہیں ہوا تھا کہ متعاقدین میں سے کوئی ایک مجلس سے اٹھ کر چلا گیا تو ایجاب ختم ہو جائے گا یعنی اب کسی دوسری مجلس میں قبول نہیں ہو سکتا۔ اگر ایجاب والی مجلس میں ہی قبول بھی ہو گیا تو بیع مکمل ہو جائے گی اور لازم بھی ہو جائے گی۔ اب متعاقدین میں کسی کو خیارِ مجلس حاصل نہ ہوگا کہ وہ بیع ختم کر دے البتہ خیارِ عیب اور خیار رؤیت حاصل ہوگا یعنی اگر مبیع میں کوئی عیب ظاہر ہوا یا خریدار نے مبیع کو دیکھا نہیں تھا اور دیکھنے پر اُسے پسند نہیں آئی تو ان دونوں صورتوں میں مشتری کو رد کا خیار حاصل ہوگا۔ گویا عبارت میں صرف خیارِ مجلس کی نفی کی گئی ہے، نہ کہ ہر قسم کے خیار کی۔

الشق الثانی .....اَلرَّهْنُ یَنْعَقِدُ بِالْاِیْجَابِ وَالْقَبُوْلِ وَیَتِمُّ بِالْقَبْضِ فَاِذَا قَبَضَ الْمُرْتَهِنُ الرَّهْنَ مُحَوَّزًا مُفَرَّغًا مُمَیَّزًا تَمَّ الْعَقْدُ فِیْهِ وَمَالَمْ یَقْبِضْهُ فَالرَّاهِنُ بِالْخِیَارِ اِنْ شَاءَ سَلَّمَهٗ وَاِنْ شَاءَ رَجَعَ عَنِ الرَّهْنِ فَاِذَا سَلَّمَهٗ اِلَیْهِ فَقَبَضَهٗ دَخَلَ فِیْ ضَمَانِهٖ وَلَا یَصِحُّ الرَّهْنُ اِلَّا بِدَیْنٍ مَضْمُوْنٍ وَهُوَ مَضْمُوْنٌ بِالْاَقَلِّ مِنْ قِیْمَتِهٖ وَمِنَ الدَّیْنِ۔

رہن کی تعریف کریں، عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ اور واضح تشریح کریں، خط کشیدہ قیود کا مطلب وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں (۱) رہن کی تعریف (۲) عبارت پر اعراب (۳) عبارت کا ترجمہ (۴) عبارت کی تشریح (۵) خط کشیدہ قیود کا مطلب۔

جواب ..... ① رہن کی تعریف:۔ رہن لغت میں کسی چیز کے روک لینے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں مالی چیز کو کسی حق کے عوض میں روک لینا تا کہ وہ حق وصول ہو سکے اور رہن کا قعد بھی کیا ہو یعنی ایجاب وقبول کیا ہو۔

② عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفًا۔**

③ عبارت کا ترجمہ:۔ رہن ایجاب وقبول سے منعقد ہو جاتا ہے اور قبضہ سے مکمل ہو جاتا ہے پس جب مرتہن نے رہن پر قبضہ کر لیا اس حال میں کہ وہ تقسیم شدہ ہو، فارغ کردہ ہو، تمیز کردہ ہو تو اب اُس میں عقد مکمل ہو گیا اور جب تک مرتہن رہن پر قبضہ نہ کر لے تو راہن کو اختیار ہے اگر چاہے تو اُس مرہون کو مرتہن کے سپرد کرے اور اگر چاہے تو رہن سے رجوع کر لے، پس جب راہن نے رہن

کو مرتہن کے سپرد کردیا اور مرتہن نے اُس پر قبضہ کرلیا تو اب رہن مرتہن کی ضمان میں داخل ہوگیا، اور رَہن صحیح نہیں ہوگا مگر دَینِ مضمون کے عوض اور رہن اپنی قیمت اور دَین میں سے کم کے عوض میں مضمون ہوتا ہے۔

④ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں رہن کے انعقاد کی صورت کو بیان فرمارہے ہیں کہ رہن ایجاب وقبول سے منعقد ہوتا ہے مثلاً راہن نے کہا کہ میں نے یہ چیز دَین کے بدلہ میں تیرے پاس رہن رکھی اور مرتہن نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو رہن منعقد ہوگیا، اس کے بعد جب راہن نے وہ چیز مرتہن کے حوالہ کردی اس حال میں کہ وہ چیز علیحدہ تھی، اور راہن کے حق کے ساتھ مشغول بھی نہ تھی اور مقسوم تھی مشاع نہ تھی اور مرتہن نے اس پر قبضہ کرلیا تو عقدِ رہن مکمل ہوگیا، اور چیز مرتہن کی ضمان میں داخل ہوگئی، اور جس وقت تک مرتہن نے مرہونہ چیز پر قبضہ نہیں کیا اس وقت تک راہن کو اختیار بھی ہوگا چاہے رہن سپرد کردے اور چاہے رہن سے رجوع کرے، مگر بعد القبض راہن کو اختیار نہ ہوگا بلکہ وہ چیز مرتہن کی ضمان میں داخل ہوجائے گی۔

اور رہن کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ مرہونہ چیز دَینِ مضمون کے عوض میں ہو اور مرہونہ چیز کی ہلاکت کی صورت میں مرہونہ چیز کی قیمت اور دَین میں سے جس کی مالیت کم ہوگی اُسی کے اعتبار سے مرہونہ چیز کی ضمان لازم ہوگی۔

⑤ خط کشیدہ قیود کا مطلب:۔ "میزا" کا مطلب یہ ہے کہ مرہونہ چیز غیر مرہون کے ساتھ متصل نہ ہو پیدائشی طور پر۔

"محوزا" کا مطلب یہ ہے کہ مرہونہ چیز مقسوم ہو مشاع (مشترک) نہ ہو یعنی جتنی رہن رکھی جارہی ہے ساری سپرد کردی جائے یہ رہن مشترک سے احتراز ہے۔

"مُفَرَّغًا" کا مطلب یہ ہے کہ راہن کے حق کے ساتھ مشغول نہ ہو۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....**و من باع بشرط الخیار فلا شفعة للشفیع فان اسقط البائع الخیار وجبت الشفعة وان اشتریٰ بشرط الخیار وجبت الشفعة و من ابتاع دارا شراء فاسدا فلا شفعة فیها و لکل واحد من المتعاقدین الفسخ فان سقط الفسخ وجبت الشفعة۔**

ترجمہ کریں۔مذکورہ مسائل کی دلیل کے ساتھ وضاحت کریں۔کیا ہبہ بالعوض میں شفعہ ثابت ہوتا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے ① عبارت کا ترجمہ ② مسائل کی وضاحت بالدلیل ③ ہبہ بشرط العوض میں ثبوتِ شفعہ کا حکم۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ کسی شخص نے خیارِ شرط کے ساتھ مکان وغیرہ فروخت کیا تو شفیع کے لیے حق شفعہ نہیں ہے، پس اگر بائع نے خیارِ شرط ساقط کردیا تو شفعہ ثابت ہوجائے گا۔اور اگر کسی شخص نے خیارِ شرط کے ساتھ مکان وغیرہ خریدا تو حق شفعہ ثابت ہوگا۔اور جس شخص نے کوئی مکان بیع فاسد کے ساتھ خریدا تو اس میں بھی شفعہ ثابت نہ ہوگا اور متعاقدین میں سے ہر ایک کو فسخ کا حق حاصل ہوگا پس اگر فسخ کا حق ساقط ہوجائے تو شفعہ ثابت ہوجائے گا۔

② مسائل کی وضاحت بالدلیل:۔ اس عبارت میں پہلا مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی شخص نے اپنی کوئی زمین یا مکان وغیرہ خیار شرط کے ساتھ فروخت کردیا تو شفیع کو حقِ شفعہ حاصل نہیں ہوگا اور اگر بائع نے اپنا خیارِ شرط ساقط کردیا تو پھر شفیع کو حق شفعہ حاصل ہوگا۔دلیل یہ ہے کہ جب تک بائع کو خیارِ شرط حاصل ہے اس وقت تک وہ جائیداد اس کی ملک سے خارج نہیں ہوئی، جب جائیداد اس کی ملک سے خارج نہیں ہوئی تو شفعہ کا حق بھی ثابت نہیں ہوگا۔البتہ جب بائع نے خیارِ شرط ختم کرکے بیع مکمل کردی تو مبیع اس کی ملک سے نکل گئی لہٰذا اب شفیع کو حق شفعہ حاصل ہوگا۔اسی طرح اگر مشتری نے اپنے لیے خیارِ شرط رکھا تو پھر بھی شفعہ کا حق ثابت ہوگا، اس لیے کہ بائع کے پاس اختیار نہ ہونے کی وجہ سے مبیع اس کی ملک سے نکل گئی ہے اور اس کی طرف سے بیع مکمل ہے۔

دوسرا مسئلہ: کسی نے بیع فاسد کے ذریعے مکان وغیرہ خریدا تو بیع کے فاسد ہونے کی وجہ سے متعاقدین کو چاہیے کہ بیع کو ختم کر دیں اور متعاقدین میں سے ہر ایک کو بیع فسخ کرنے کا حق حاصل ہے، لہٰذا جب تک یہ فسخ کا حق حاصل ہے اس وقت تک بیع مکمل نہ

ہونے اور مبیع کے بائع کی ملک سے نہ نکلنے کی وجہ سے شفیع کو حقِ شفعہ حاصل نہ ہوگا۔ البتہ اگر متعاقدین نے فسخ کا حق ساقط کر دیا اور بیع فاسد کو بحال ہی رکھا اور بیع توڑنے کا امکان ختم ہو گیا تو بیع کے ثابت ہونے کی وجہ سے شفیع کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا، کیوں کہ اب یقینی طور پر مبیع بائع کی ملک سے نکل چکی ہے۔

③ ہبہ بشرط العوض میں ثبوتِ شفعہ کا حکم:۔ محض ہبہ کی صورت میں شفیع کے لیے حقِ شفعہ ثابت نہیں ہوتا، البتہ اگر بائع نے ہبہ میں عوض کی شرط لگا دی تو حقِ شفعہ ثابت ہو جائے گا کیوں کہ عوض کی شرط لگانے کی وجہ سے ہبہ بیع کے حکم میں ہو گیا جیسا کہ بیع میں عوض نہ ہونے کی شرط لگانے سے بیع ہبہ کے حکم میں ہو جاتی ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل .....درج ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① اگر قاتل مقتول کے اولیاء کے ساتھ مال پر صلح کر لے تو کیا قاتل سے پھر بھی قصاص لیا جائے گا؟ (نہیں)
② کیا یہ درست ہے کہ کسی کا ہاتھ کاٹنے سے پوری دیت کا نصف واجب ہوتا ہے۔ (ہاں)
③ کیا مستامن کے مقابلے میں مسلمان سے قصاص لیا جائے گا؟ (نہیں)
④ کیا قتل کی شرعاً چار قسمیں ہیں؟ (نہیں)
⑤ کیا قتل خطا میں دیت عاقلہ پر واجب ہوتی ہے؟ (ہاں)
⑥ کیا یوم نحر سے مراد عید الاضحیٰ کا پہلا دن ہوتا ہے؟ (ہاں)
⑦ کیا جماء اس جانور کو کہتے ہیں جس کی دم کٹی ہوئی ہو؟ (نہیں)
⑧ کیا اہل سواد کیلئے طلوعِ فجر سے پہلے قربانی کرنا جائز ہے؟ (نہیں)
⑨ کیا شبہ عمد میں قصاص اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں؟ (نہیں)
⑩ کیا قربانی کے وجوب کے لیے آدمی کا آزاد ہونا بھی شرط ہے؟ (ہاں)
⑪ کیا عاقلہ پر دیت کی ادائیگی پانچ سال میں ضروری ہوتی ہے؟ (نہیں)

جواب ..... کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی .....درج ذیل سوالات کا جواب ہاں یا نہیں میں دیں۔

① کیا اسلحہ جیسی چیز سے کیا جانے والا قتل شبہ عمد کہلاتا ہے؟ (نہیں)
② کیا قتل خطا فی القصد اور خطا فی الفعل کا ایک ہی حکم ہے؟ (ہاں)
③ کیا ذمی کو قتل کرنے پر مسلمان سے قصاص لیا جائے گا؟ (ہاں)
④ کیا مرتد کو قتل کرنے سے بھی قصاص واجب ہوتا ہے؟ (نہیں)
⑤ کیا قتل کی تمام اقسام میں دیت واجب ہوتی ہے؟ (نہیں)
⑥ کیا حد رجم کیلئے زانی کا محصن ہونا بھی ضروری ہے؟ (ہاں)
⑦ اگر کسی شخص کو بڑا پتھر مار کر قتل کیا جائے تو کیا یہ صاحبین کے نزدیک قتل عمد ہے؟ (ہاں)
⑧ کیا اپنے بیٹے کو قتل کرنے کی وجہ سے باپ کو قتل کیا جائے گا؟ (نہیں)
⑨ جو شخص اہلِ دیوان میں سے نہ ہو تو کیا اس کے عاقلہ اس کا قبیلہ ہوگا؟ (ہاں)
⑩ کیا صلح کی وجہ سے لازم ہونے والے مال کی ادائیگی بھی عاقلہ کے ذمہ ہوگی؟ (نہیں)
⑪ اگر زنا کا اقرار کرنے والا اجراءِ حد سے پہلے رجوع کر لے تو رجوع معتبر ہوگا؟ (ہاں)

جواب .....کما مرّ فی السوال آنفًا۔

03[illegible]6357913 maktabazakaria@gmail.com

﴿الورقة الثانية : فی الفقه﴾
﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....**ومن باع صبرة طعام كل قفيز بدرهم جاز البيع فی قفيز واحد عند ابی حنيفة وبطل فی الباقی الا ان يسمی جملة قفزانها وقال ابويوسف ومحمد يصح فی الوجهين، ومن باع قطيع غنم كل شاة بدرهم فا لبيع فاسد فی جميعها وكذلك من باع ثوبا مذارعة كل ذراع بدرهم ولم يسم جملة الذراعان .**

بیع کا لغوی اور شرعی معنی ذکر کریں، مذکورہ مسائل کی بے غبار تشریح کریں۔ دوسرے مسئلہ میں بیع کے فاسد ہونے کی وجہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) بیع کا لغوی واصطلاحی معنی (۲) مسائل کی تشریح (۳) دوسرے مسئلہ میں بیع کے فاسد ہونے کی وجہ۔

جواب..... ① بیع کا لغوی واصطلاحی معنی:۔ لغوی معنی: **مبادلة الشيئ بالشيئ** ہے خواہ وہ مال ہو یا نہ ہو۔

اصطلاحی معنی: **مبادلة المال بالمال بالتراضی بطريق التجارة** کو بیع کہتے ہیں۔

② مسائل کی تشریح:۔ کسی شخص نے غلہ کا ایک ڈھیر فروخت کیا کہ ہر ایک قفیز ایک درہم میں ہے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیع صرف ایک قفیز میں جائز ہوگی باقی مقدار میں باطل ہوگی البتہ اسی مجلس عقد میں اس ڈھیری کے تمام قفیزوں کی مقدار کو بیان کر دیا جائے تو پورے ڈھیر کی بیع جائز ہوگی اس لئے کہ جب کل کی اضافت ایسی چیز کی جانب کی جائے جس کا منتہی معلوم نہ ہو تو اس کا اطلاق ادنیٰ پر کیا جائے گا اور ادنیٰ کی مقدار ایک عدد ہے اور صاحبین رحمہما اللہ نے کہا کہ دونوں صورتوں میں بیع درست ہے خواہ تمام قفیزوں کی مقدار بیان کی گئی ہو یا بیان نہ کی گئی ہو۔

"**ومن باع قطيع غنم الخ**" اس عبارت میں دو مسئلے بیان کئے گئے ہیں ① کسی شخص نے بکریوں کا ریوڑ فروخت کیا کہ ہر ایک بکری ایک درہم کے عوض ہے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تمام بکریوں کی بیع فاسد ہے ② کسی نے گزوں کے حساب سے کپڑا فروخت کیا کہ ایک گز ایک درہم کے عوض ہے اور تمام گز بیان نہیں کئے تو بھی بیع فاسد ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں بیع جائز ہے۔ البتہ اگر بوقتِ عقد کل ریوڑ اور کپڑے کے کل تھان کی مقدار واضح کر دی جائے تو بیع بالاتفاق جائز ہو جائیگی۔

③ دوسرے مسئلہ میں بیع کے فاسد ہونے کی وجہ:۔ دوسرے مسئلہ میں کسی ایک بکری میں بھی بیع جائز نہیں ہے، کیونکہ بکریوں میں فرق وتفاوت ہوتا ہے بکریاں دُبلی وموٹی ہوتی ہیں، اگر ایک بکری میں بیع جائز ہو تو مشتری موٹی بکری لینا چاہے گا اور بائع کمزور بکری دینے کی کوشش کرے گا، جس سے نزاع کا خطرہ واندیشہ ہے لہٰذا بیع فاسد ہے۔

الشق الثانی.....**اذا اطلع المشتری علی عيب فی المبيع فهو بالخيار ان شاء اخذ بجميع الثمن وان شاء رده وليس له ان يمسكه وياخذ النقصان واذا حدث عند المشتری عيب ثم اطلع علی عيب كان عند البائع فله ان يرجع بنقصان العيب ولا يرد المبيع الا ان يرضی البائع ان ياخذه بعيبه .**

عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں، مشتری بائع سے نقصان کا معاوضہ لیکر معیوب مبیع اپنے پاس رکھ سکتا ہے؟ خیارِ رؤیت، خیارِ شرط اور خیارِ عیب کی مثالوں سے وضاحت کریں۔ تاجروں کے عرف میں عیب کسے کہتے ہیں؟ اور ایسے پانچ عیوب ذکر کریں جو غلام و جاریہ کے حق میں عیب شمار ہوتے ہیں۔

0313 6357913 maktabazakariyamult

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل پانچ امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کی تشریح (۳) نقصان کا معاوضہ لینے کی صورت میں مبیع کا حکم (۴) خیارِ رؤیت، خیارِ شرط وخیارِ عیب کی مثالوں سے وضاحت (۵) عیب کی تعریف اور غلام وجاریہ کے عیوب۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ جب مطلع ہو مشتری مبیع میں عیب پر تو اسے خیار ہے اگر چاہے تو لے اسے پورے ثمن کے ساتھ اور اگر چاہے تو اسے رد کر دے۔ اور مشتری کیلئے مبیع کو روکنا اور نقصان لینا جائز نہیں ہے، اور جب مشتری کے پاس عیب پیدا ہو گیا اور پھر وہ ایسے عیب پر مطلع ہوا جو بائع کے پاس تھا تو اس کے لئے عیب کے نقصان کے ساتھ رجوع کرنا جائز ہے، اور مبیع رد کرنا

جائز نہیں ہے، مگر یہ کہ بائع اس کو عیب کے باوجود لینے پر راضی ہو جائے۔

② عبارت کی تشریح:۔ بیع کے وقت مشتری کو عیب کا علم نہ ہوا، قبضہ کرنے کے بعد مشتری مبیع کے اندر کسی عیب پر مطلع ہوا تو مشتری کو اختیار ہے اگر چاہے تو اس مبیع کو پورے ثمن کے عوض خریدے اور اگر چاہے تو مبیع کو واپس کر دے البتہ مشتری کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ عیب دار مبیع کو روک کر بائع سے ثمن کی وہ مقدار وصول کرے جو عیب کی بنیاد پر کم ہوگئی ہے۔

ایک شخص نے ایک عیب دار چیز خریدی خریدار کو خریدتے وقت اس عیب کا علم نہیں تھا اب خریدار کے قبضہ میں رہ کر مبیع کے اندر ایک اور عیب پیدا ہو گیا اس کے بعد وہ عیب سامنے آیا جو مبیع میں بائع کے قبضہ میں رہ کر پیدا ہوا تھا تو اس صورت میں مشتری سامان کو واپس کرنے کا اختیار نہیں رکھتا البتہ اس کو اتنا اختیار ہے کہ مبیع میں موجود عیب سابق کی وجہ سے ثمن میں جو نقصان لاحق ہوا ہے اس کو بائع سے وصول کرے لیکن اگر بائع اس عیب دار مبیع کو لینے پر از خود راضی ہے تو یہ اس کا اپنا اختیار ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

③ نقصان کا معاوضہ لینے کی صورت میں مبیع کا حکم:۔ مشتری نے مبیع کے اندر عیب پایا تو مشتری نقصان کا معاوضہ لیکر مبیع اپنے پاس نہیں رکھ سکتا، بلکہ چاہے تو پورے ثمن دے کر مبیع رکھ لے۔ چاہے تو پوری مبیع واپس کر دے۔

④ خیارِ رؤیت، خیارِ شرط و خیارِ عیب کی مثالوں سے وضاحت:۔ خیارِ رؤیت: وہ خیار ہے جو مشتری کو مبیع دیکھنے کے بعد حاصل ہو جیسے زید نے سائیکل بیچا اور بکر نے بلا دیکھے خرید لیا بعد میں اس نے اسے دیکھا تو کسی وجہ سے اسے پسند نہ آیا تو اسے خیار ہے کہ مبیع واپس کر دے۔

خیارِ شرط: وہ خیار ہے جو بائع یا مشتری کو شرط لگانے کی وجہ سے حاصل ہو مثلاً زید نے بکر سے گھڑی خرید لی اور شرط لگا دی کہ مجھے خیار حاصل ہوگا اگر میرے گھر والوں کو پسند آ گئی تو ٹھیک ہے وگرنہ کل تک میں تمہیں واپس کر دوں گا۔ مجھے واپسی کا خیار ہے۔

خیارِ عیب: وہ خیار ہے جو مشتری کو عیب کی وجہ سے حاصل ہو مثلاً زید نے خالد سے ایک غلام (بکر) خریدا، جب بعد میں اسے گھر لے آیا تو کچھ ایام کے بعد وہ بھاگ گیا، تو یہ بھاگنا عیب ہے، لہٰذا زید کو خیارِ عیب حاصل ہے کہ اسکی وجہ سے غلام واپس کر دے۔

⑤ تاجروں کے عرف میں عیب کی تعریف:۔ عیب ہر وہ چیز ہے جس سے شیٔ کی اصل فطرت سلیمہ خالی ہو اور اس کی وجہ سے وہ شیٔ ناقص شمار ہو اور تاجروں کے عُرف میں عیب ہر وہ نقص ہے جس کی وجہ سے مبیع کی قیمت کم ہو جائے۔

غلام کا بھگوڑا اور چور ہونا عیب ہے۔ جاریہ کے منہ یا بغل سے بدبو آنا، اس کا زانیہ یا حرامیہ ہونا عیب ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل .....**و ان استاجرها ليركبها فأردف معه رجلا آخر فعطبت ضمن نصف قيمتها ان كانت الدابّة تطيقها ولا يعتبر بالثقلو ان استاجرها ليحمل عليها مقدارا من الحنطة فحمل عليها أكثر منه فعطبت ضمن ما زاد من الثقل و ان كبح الدابة بلجامها أو ضربها فعطبت ضمن عند أبي حنيفة و قال أبو يوسف و محمد: لا يضمن .** عبارت کا ترجمہ اور تشریح کر کے اختلافی مسئلہ میں ائمہ کا مدلل اختلاف ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے ① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کی تشریح و اختلاف۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اگر کسی شخص نے جانور کرایہ پر لیا تا کہ اس پر سوار ہو پھر اس نے اپنے ساتھ دوسرے شخص کو پیچھے بٹھا لیا اور وہ جانور ہلاک ہو گیا تو مستاجر اس کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا بشرطیکہ جانور اسکی طاقت رکھتا ہو، اور اس میں وزن کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔ اگر کسی شخص نے جانور کرایہ پر لیا تا کہ اس پر گندم (کی ایک مخصوص مقدار) لاد دے، پس اس نے اس مقدار سے زیادہ گندم لاد دی اور وہ جانور ہلاک ہو گیا تو مستاجر زائد مقدار بوجھ کا ضامن ہوگا۔ اور اگر جانور کی لگام کو سختی سے کھینچا یا اس کو مارا اور وہ مر گیا تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مستاجر ضامن ہوگا اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا کہ وہ ضامن نہ ہوگا۔

② عبارت کی تشریح و اختلاف کی وضاحت:۔ کسی شخص نے اپنی سواری کیلئے جانور کرایہ پر لیا پھر خلافِ عقد اس نے اپنے ساتھ دوسرے شخص کو پیچھے بٹھا لیا جس کے نتیجہ میں وہ جانور ہلاک ہو گیا تو مستاجر اس کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا بشرطیکہ جانور اسکی طاقت رکھتا ہو، اور اس میں وزن کا اعتبار نہ کیا جائے گا، خواہ وزن کم ہو یا زیادہ ہو، کیونکہ بسا اوقات کم وزن والا انسان گھوڑ سواری نہ جاننے

کی وجہ سے جانور کیلئے زیادہ اذیت کا باعث ہوتا ہے۔ مذکورہ صورت میں اگر جانور میں دوسرے فرد کو اُٹھانے کی طاقت ہی نہ ہو اور وہ جانور ہلاک ہوگیا تو مستاجر اس کی کُل قیمت کا ضامن ہوگا۔

اگر کسی شخص نے کوئی جانور کرایہ پر لیا اور مالک سے کہا کہ میں اس پر مثلاً دس من گندم لادوں گا، مگر اس نے دس کی جگہ بارہ من گندم لاد دی اور اس کے نتیجے میں وہ جانور ہلاک ہوگیا تو مستاجر پر اسی زائد حصے (چھٹے حصے) کی ضمان لازم ہوگی بشرطیکہ اس جانور میں اس زائد بوجھ اٹھانے کی طاقت بھی ہو، اور اگر اس میں اس بوجھ کو اٹھانے کی طاقت ہی نہ تھی اور مستاجر نے پھر بھی وہ بوجھ اس پر لاد دیا تو ہلاک ہونے کی صورت میں پوری قیمت کا ضامن ہوگا۔

تیسرا مسئلہ یہ ذکر کیا ہے کہ مستاجر نے جانور کرایہ پر لیا اور پھر چلاتے وقت اسکی لگام کو زور سے کھینچا، یا جانور کو مارا پیٹا اور وہ ہلاک ہوگیا تو امام صاحبؒ کے ہاں اس پر ضمان لازم ہوگی اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ اس پر ضمان نہیں ہوگی۔ امام صاحبؒ کی دلیل یہ ہے کہ مستاجر کو لگام کھینچنے اور مارنے کی اجازت تھی مگر اس میں احتیاط بھی لازم تھی، جانور کے ہلاک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے احتیاط سے کام نہیں لیا اسلئے اس پر ضمان لازم ہے۔ صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ لگام کو کھینچے بغیر تو جانور کو کھڑا ہی نہیں کیا جاسکتا اور یہ اس کا ذاتی حق ہے اسلئے اگر لگام کھینچنے یا مارنے سے ہلاک ہوگیا تو تعدی نہیں ہے لہٰذا مستاجر پر ضمان لازم نہ ہوگی۔ (الثمیری)

الشق الثانی ..... **وَاِذَا دَفَعَ الْوَكِيْلُ بِالشِّرَاءِ الثَّمَنَ مِنْ مَالِهٖ وَقَبَضَ الْمَبِيْعَ فَلَهٗ اَنْ يَرْجِعَ بِهٖ عَلَى الْمُوَكِّلِ فَاِنْ هَلَكَ الْمَبِيْعُ فِيْ يَدِهٖ قَبْلَ حَبْسِهٖ هَلَكَ مِنْ مَالِ الْمُوَكِّلِ وَلَمْ يَسْقُطِ الثَّمَنُ وَلَهٗ اَنْ يَحْبِسَ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَ الثَّمَنَ فَاِنْ حَبَسَهٗ فَهَلَكَ فِيْ يَدِهٖ كَانَ مَضْمُوْنًا ضَمَانَ الرَّهْنِ عِنْدَ اَبِيْ يُوْسُفَ وَضَمَانَ الْبَيْعِ عِنْدَ مُحَمَّدٍ.**

عبارت پر اعراب لگائیں، مذکورہ مسائل کی وضاحت کریں اور اختلاف کو بھی واضح کریں، وکالہ کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں نیز یہ بتائیں کہ وکالت کن چیزوں میں درست نہیں۔ ضمانِ رہن وضمانِ بیع سے کیا مراد ہے؟ واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) مسائل کی وضاحت (۳) وکالہ کا لغوی اور اصطلاحی معنی (۴) وکالت کن چیزوں میں درست نہیں (۵) ضمانِ رہن وضمانِ بیع کی مراد۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كمامرّ في السوال آنفا۔**

② مسائل کی وضاحت:۔ اگر کسی شخص کو سامان کی خریداری کا وکیل بنایا گیا اور وکیل نے اپنے پاس سے سامان کے ثمن ادا کردیئے یا وکیل نے ادھار پر سامان لے لیا کہ مؤکل سے پیسے وصول کر کے ادائیگی کردے گا تو اس صورت میں احناف کے نزدیک وکیل رقم کی وصولی کے لئے مبیع کو روک سکتا ہے جبکہ امام زفرؒ فرماتے ہیں کہ وکیل کو مبیع روکنے کا اختیار نہیں ہے۔

وکیل نے مبیع خریدنے کے بعد اُسے اپنے پاس روکا نہیں تھا ویسے ہی اُس کے پاس وہ ہلاک ہوگئی تو یہ ہلاکت مؤکل کے مال سے سمجھی جائے گی اور اُس پر ثمن کی ادائیگی لازم ہوگی کیونکہ وکیل کا قبضہ گویا مؤکل کا قبضہ ہے۔

احنافؒ کے نزدیک جب وکیل کو مبیع روکنے کا اختیار حاصل تھا اور وکیل نے ثمن کی وصولی کے لئے اُس مبیع کو اپنے پاس روکا اور پھر وہ مبیع وکیل کے قبضہ میں ہلاک ہوگئی تو طرفینؒ کے نزدیک وکیل ضمانِ مبیع کے حکم کے مطابق ضامن ہوگا اور مبیع مضمون ہوگی یعنی مؤکل کی ذمہ سے ثمن ساقط ہوجائینگے کیونکہ اس مسئلہ میں وکیل بائع کی طرح ہے، تو جب وکیل نے ثمن کی وصولی کیلئے مبیع کو روکا اور وہ ہلاک ہوگئی تو جیسے بائع کے روکنے کی صورت میں ثمن ساقط ہوجاتے ہیں اسی طرح وکیل کے روکنے سے بھی ثمن ساقط ہوجائینگے۔

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ ضمانِ رہن کے حکم کے مطابق وکیل ضامن ہوگا اور مبیع مضمون ہوگی اور رہن کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ ہلاک ہوجائے اور ثمن قیمت سے زائد ہو تو وکیل زائد مقدار مؤکل سے وصول کرتا ہے۔

③ وکالہ کا لغوی اور اصطلاحی معنی:۔ وکالہ کا لغوی معنی حفاظت ہے اور اصطلاح میں **هو اقامة الانسان غيره مقام نفسه في تصرف معلوم** (آدمی کا کسی دوسرے شخص کو کسی خاص تصرف کے لئے اپنے قائم مقام بنانا)۔

④ وکالت کن چیزوں میں درست نہیں:۔ ہر وہ معاملہ جو آدمی خود انجام دے سکتا ہے اس کے لئے وکیل بھی بنا سکتا ہے گویا حقوق

العباد میں کلی طور پر اثبات ومخاصمت کے لئے وکیل بنانا جائز ہے اور حقوق کی وصولی کے لئے بھی وکیل بنانا جائز ہے البتہ حدود وقصاص کے حصول میں وکالت درست نہیں ہے۔ اسی طرح وہ تمام معاملات جو آدمی خود نہیں کرسکتا اس کیلئے وکیل بھی نہیں بنا سکتا۔

⑤ ضمانِ رہن وضمانِ بیع کی مراد:۔ ضمانِ رہن کا مطلب یہ ہے کہ اگر مرتہن کے پاس مرہونہ چیز ہلاک ہوجائے تو دیکھا جائے گا کہ مرہونہ چیز کی قیمت کتنی تھی اور راہن کے ذمہ قرض کتنا تھا، قرض کی بقدر قیمت ساقط ہوجائے گی اور زائد قیمت کی امانت ہونے کی وجہ سے ضمان لازم نہ ہوگی۔ (گویا ضمانِ رہن امانت ہونے کی وجہ سے لازم نہیں ہوتی)۔

ضمانِ بیع کا مطلب یہ ہے کہ اگر بائع کے پاس مبیع ہلاک ہوجائے تو مشتری کے ذمہ سے ثمن ساقط ہوجائیں گے، خواہ مبیع کی قیمت ثمن سے کم ہو یا زیادہ ہو۔ (انوار القدوری ص ۲۵۶ ج ۲)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل .....معروضی سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں:

① کیا شبہ عمد میں قاتل سے قصاص لینا جائز ہے؟ (نہیں)
② کیا درہم ودینار سے دیت ادا کرنے میں احناف کا اختلاف ہے؟ (نہیں)
③ کیا مسلمان وذمی کی دیت برابر ہے؟ (ہاں)
④ کیا قتلِ خطاء میں کفارہ قاتل کے عاقلہ پر ہوتا ہے؟ (نہیں)
⑤ بنتِ مخاض اونٹ کا وہ بچہ جو دوسرے سال میں ہو؟ (ہاں)

جواب .....معروضی سوالات کا جواب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

الشق الثانی .....معروضی سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں:

① کیا حلتِ صید کیلئے کلبِ معلم کا شکار کو زخمی کرنا ضروری ہے؟ (ہاں)
② کیا مجوسی کا کیا ہوا شکار کھانا حلال ہے؟ (نہیں)
③ کیا غیر ماکول اللحم جانوروں کا شکار کرنا جائز ہے؟ (ہاں)
④ کیا تارک التسمیہ عمداً کا ذبیحہ حلال ہے؟ (نہیں)
⑤ کلبِ معلم شکار میں سے کچھ کھالے تب بھی شکار حلال ہوگا؟ (نہیں)
⑥ کیا ازروئے قرآن اہلِ کتاب کا ذبیحہ حرام ہے؟ (نہیں)

جواب .....معروضی سوالات کا جواب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفاً۔**

﴿الورقة الثانية : فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل .....**واذا قبض المشتری المبیع فی البیع الفاسد بامر البائع و فی العقد عوضان کل واحد منهما مال ملك المبیع و لزمته قیمته و لکل واحد من المتعاقدین فسخه فان باعه المشتری نفذ بیعه۔**

عبارت کا ترجمہ کریں۔ عبارت میں مذکور بیع فاسد کا حکم وضاحت سے تحریر کریں۔ (باب البیع الفاسد)

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کا ترجمہ ② مذکورہ بیع فاسد کا حکم۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ جب بیع فاسد میں مشتری نے بائع کے حکم سے مبیع پر قبضہ کرلیا جبکہ عقد میں دو عوض ہیں اور ان میں سے ہر ایک مال ہے تو مشتری مبیع کا مالک ہوگا اور اس پر مبیع کی قیمت لازم ہوگی اور متعاقدین میں سے ہر ایک کو بیع فسخ کرنے کا حق ہوگا۔ اگر مشتری نے وہ مبیع فروخت کردی تو اسکی یہ بیع نافذ ہوگی۔

② مذکورہ بیع فاسد کا حکم:۔ سوال میں مذکورہ صورت میں مشتری مبیع کا مالک ہوجائے گا کیونکہ بیع فاسد میں تین شرائط پائی جائیں تو

مشتری مبیع کا مالک ہوجاتا ہے: ① مشتری نے مبیع پر قبضہ کرلیا ہو ② قبضہ بائع کی رضامندی سے ہو ③ مبیع وثمن دونوں مال ہوں ۔پس یہاں بھی مشتری مبیع کا مالک ہوجائے گا اور مشتری پر مبیع کی بازاری قیمت لازم ہوگی ثمن لازم نہ ہوں گے۔البتہ بیع کے فاسد ہونے کی وجہ سے قبضہ سے پہلے اور قبضہ کے بعد متعاقدین میں سے ہرایک کو بیع فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔(الثمیر ی)

الشق الثانی .....**و اذا تعدّی المودع فی الودیعة بِاَنْ کانت دابة فرکبها او ثوبا فلبسه او عبدا فاستخدمه او اودعها عند غیره ثم ازال التعدی و ردّها الٰی یده زال الضمان فان طلبها صاحبها فجحده ایاها ضمنها فان عاد الی الاعتراف لم یبرأ من الضمان ۔ (کتاب الودیعة)**

عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں۔ودیعت ہلاک ہوجائے تو مودَع پر ضمان ہوگا یا نہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کی تشریح ③ ودیعت ہلاک ہوجائے تو مودَع پر ضمان کا حکم۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ جب مودَع نے ودیعت میں تعدّی کی بایں طور کہ وہ جانور تھا اس نے اس پر سواری کرلی یا وہ کپڑا تھا اس نے اسکو پہن لیا یا وہ غلام تھا پس اس نے اس سے خدمت لی یا مودَع نے وہ ودیعت کسی دوسرے شخص کے پاس ودیعت رکھ دی پھر مودَع نے وہ تعدّی ختم کردی اور وہ ودیعت واپس اپنے پاس لوٹالی تو (تلف کی صورت میں) ضمان زائل وختم ہوگئی، پس اگر مالک نے ودیعت طلب کی اور مودَع نے ودیعت کا انکار کردیا تو (تلف کی صورت میں) مودَع ضامن ہوگا، پس اگر اس نے اعتراف واقرار بھی کرلیا تو وہ ضمان سے بری نہ ہوگا۔

② عبارت کی تشریح:۔ مودَع نے ودیعت میں کوئی تعدّی وزیادتی کی مثلا ودیعت کوئی جانور تھا اس نے اس پر سواری کرلی یا ودیعت کوئی کپڑا تھا مودَع نے اسکو پہن لیا یا ودیعت کوئی غلام تھا مودَع نے اس سے خدمت لی یا مودَع نے وہ ودیعت آگے کسی دوسرے شخص کے پاس ودیعت رکھ دی پھر مذکورہ تمام صورتوں میں مودَع نے وہ تعدّی ختم کردی اور آگے ودیعت رکھنے کی صورت میں وہ ودیعت واپس اپنے پاس لوٹالی پھر یہ ودیعت ہلاک وتلف ہوگئی تو مودَع پر ضمان لازم نہ ہوگی۔اسلئے کہ مودَع نے ودیعت میں جو تعدی وزیادتی کی تھی وہ اسکی ہلاکت سے پہلے ہی ختم کردی ہے اور مالِ ودیعت صحیح سالم اسکے پاس واپس آگیا ہے لہٰذا اب ہلاکت کی صورت میں مودَع پر ضمان لازم نہ ہوگی۔ اگر مالک نے ودیعت طلب کی اور مودَع نے ودیعت کا انکار کردیا کہ میرے پاستمہاری کوئی چیز ودیعت نہیں ہے پھر یہ ودیعت ہلاک وتلف ہوگئی تو مودَع پر ضمان لازم ہوگی۔خواہ مودَع نے انکار کے بعد اعتراف واقرار بھی کرلیا کہ آپ کی امانت میرے پاس ہے تب بھی وہ ضمان سے بری نہ ہوگا۔اسلئے کہ ودیعت کے مطالبہ کے بعد انکار کی وجہ سے امین کی امانت ہی ختم ہوگئی ہے، اب جب تک مالک دوبارہ امین نہیں بنائے گا تو وہ امین نہ ہوگا، اور یہاں مالک نے دوبارہ امین نہیں بنایا، لہٰذا تلف کی صورت میں ضمان لازم ہوگی۔

③ ودیعت ہلاک ہوجائے تو مودَع پر ضمان کا حکم:۔ ودیعت مودَع کے پاس امانت ہوتی ہے اور امانت تعدی کے بغیر ہلاک ہوجائے تو تاوان وضمان لازم نہیں ہوتی، ابنِ ماجہ کی حدیث میں ہے **من اودع ودیعة فلا ضمان علیه** (کسی نے کوئی چیز ودیعت رکھی تو مودَع پر ضمان لازم نہیں ہے)۔

0313 6357913 Maktabahabdullah@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل .....**واذا فسدت المزارعة فالخارج لصاحب البذر فان کان البذر من قبل رب الارض فللعامل اجر مثله ، لایُزاد علی مقدار ما شرط له من الخارج ۔ وقال محمد لهٗ اجر مثله بالغًا ما بلغ۔ وان کان البذر من قبل العامل فلصاحب الارض اجر مثلها ۔(کتاب المزارعة)**

عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں۔مزارعت، مساقات ورہن کی لغوی واصطلاحی تعریف کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کی تشریح ③ مزارعت،

مساقات ورہن کی لغوی واصطلاحی تعریف۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ جب مزارعت فاسد ہوجائے تو پیداوار بیج والے کی ہوگی، پس اگر بیج زمین والے کا ہوتو عامل کیلئے اُجرتِ مثل ہوگی جونہیں زائد ہوگی اس مقدار سے جو پیداوار میں سے عامل کیلئے مقرر کی گئی ہے۔امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ عامل کیلئے اُجرتِ مثل ہوگی خواہ وہ جس مقدار کو بھی پہنچ جائے۔اوراگر بیج عامل کا ہوتو زمین والے کیلئے اُجرتِ مثل ہوگی۔

② عبارت کی تشریح:۔ کسی وجہ سے مزارعت فاسد ہوجائے تو زمین کی پیداوار بیج والے کی ہوگی، پس اگر بیج زمین والے کا ہوتو عامل کیلئے کام کی اُجرتِ مثل ہوگی اوراگر بیج عامل کا ہوتو زمین والے کیلئے زمین کی اُجرتِ مثل ہوگی۔البتہ صاحبینؒ کے نزدیک یہ اُجرتِ مثل اس مقدار سے زائد نہیں ہونی چاہئے جو پیداوار میں سے عامل یا مالک کیلئے مقرر کی گئی ہے۔امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ عامل ومالک کیلئے اُجرتِ مثل ہوگی خواہ وہ جس مقدار کو بھی پہنچ جائے،یعنی مشروطہ مقدار سے زائد بھی اُجرتِ مثل لازم ہوسکتی ہے۔

③ مزارعت،مساقات ورہن کی لغوی واصطلاحی تعریف:۔ رہن: لغوی معنی کسی چیز کو روک لینا۔اصطلاح میں کسی ایسی مالی چیز کو کسی حق یعنی دَین کی وجہ سے روک لینا کہ اُس چیز کے ذریعے وہ بعض یا مکمل حق وصول کرلینا ممکن ہو۔

مزارعت ومساقات: کمامرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۴ھ۔

الشق الثانی .....**ومن اعطی صیرفیا درهما فقال اعطنی بنصفه فلوسا وبنصفه نصفا الّا حبّة فسد البیع فی الجمیع عند ابی حنیفةؒ و قالا یجوز البیع فی الفلوس وبطل فیما بقی۔ ولو قال اعطنی نصف درهم فلوسا ونصفا الّا حبّة جاز البیع ۔ (باب الصرف)**

عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں۔عبارت میں مذکور دونوں مسئلوں کی صورت اوران میں فرق واضح کریں۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ کسی نے صراف کوایک درہم دیا اور کہا آدھے درہم کے فلوس دواور آدھے درہم کا ایک رتی کم درہم دوتو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ مکمل بیع ہی باطل ہوگی اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ فلوس میں بیع جائز ہے اور بقیہ میں بیع باطل ہے۔اوراگر کہا آدھا درہم فلوس دواورایک رتی کم آدھا درہم دوتو یہ بیع جائز ہوگی۔

② عبارت میں مذکور مسئلوں کی صورت اوران میں فرق:۔ پہلے مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ کسی نے صرّاف کوایک درہم دیا اور درہم تقسیم کرتے ہوئے کہا کہ اس درہم میں سے آدھے درہم کے عوض فلوس دواور بقیہ آدھا درہم ہی دیدو مگر اس میں ایک رتی کم ہو۔

دوسرے مسئلہ میں اصل درہم تقسیم نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ اس پورے درہم کے عوض آدھا درہم فلوس اور رتی کم آدھا درہم دیدو۔

ان صورتوں سے ان میں فرق واضح ہوگیا کہ پہلی صورت میں باقاعدہ درہم کی تقسیم کے ساتھ معاملہ ہے اور دوسری صورت میں تقسیم کے بغیر پورے درہم کے عوض فلوس اور رتی کم نصف درہم طلب کیا گیا ہے۔

پہلی صورت میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نصف درہم کے مقابلے میں جوایک رتی کم نصف درہم ہے اسکی بیع فاسد ہے، پس نصف درہم کے مقابلے میں جوفلوس ہے اسکی بیع بھی فاسد ہوجائے گی۔وجہ یہ ہے کہ یہاں آدھے درہم کا مقابلہ آدھے درہم سے ہے اوراس میں ایک رتی کم ہے تو ربوا ہوگیا اسلئے اس آدھے درہم کی بیع فاسد ہوگئی اور چونکہ فساد قوی ہے اور شروع سے ہے اسلئے یہ سرایت کرکے درہم کے بدلے فلوس کی جو بیع تھی وہ بھی فاسد ہوجائے گی کیونکہ پوری بیع ایک ہی ہے جس کو صفقہ واحدہ کہتے ہیں۔

اس کی مثال بیع فاسد میں آزاد وغلام کی بیع ہے کہ کسی نے آزاد اور غلام دونوں کوایک ساتھ مثلاً ایک ہزار میں بیچا تو آزاد کی بیع فاسد ہے اوراس کی وجہ سے غلام کی بیع بھی فاسد ہوجائے گی، کیونکہ دونوں کا عقد ایک ہی ہے۔

صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں اندرونی طور پر دو بیع ہیں: ایک بیع میں آدھے درہم کا مقابلہ فلوس کے ساتھ ہے اور دوسری بیع میں آدھے درہم کا مقابلہ ایک رتی کم نصف درہم کے ساتھ ہے۔اسلئے جس آدھے درہم کا مقابلہ فلوس کے ساتھ ہے وہ بیع جائز ہوگی کیونکہ اس میں کوئی ربوا نہیں ہے۔اور جس آدھے درہم کا مقابلہ ایک رتی کم نصف درہم کے ساتھ ہے وہ بیع فاسد ہوگی کیونکہ اس میں دونوں طرف چاندی ہے اور آدھے درہم کے مقابلے میں پورا آدھا درہم نہیں ہے بلکہ ایک رتی کم ہے اسلئے سود ہوگیا پس یہ دوسری بیع

فاسد ہوگی۔اور ایک کا فساد دوسری بیع میں سرایت نہیں کرے گا اور حتی الامکان بیع جائز ہونے کی صورت نکالی جائے گی۔

دوسری صورت میں سب کے نزدیک بیع جائز ہے اسلئے کہ اس میں درہم کا مقابلہ رتی کم آدھے درہم اور آدھے درہم کے فلوس کے ساتھ ہے، اسلئے رتی کم آدھا درہم رتی کم آدھے درہم کے مقابلے پر ہوگا اور جو باقی آدھا درہم اور رتی ہوا وہ فلوس کے مقابلے پر ہوگا۔ گویا اس صورت میں رتی کم نصف درہم کے مقابلہ میں رتی کم نصف درہم ہی ہے، اسلئے اس میں کمی بیشی نہ ہونے کی وجہ سے سود لازم نہیں ہوا اور سب کے نزدیک بیع جائز ہوگئی۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل .....وَلَا يُجْبِرُ الْقَاضِيْ النَّاسَ عَلٰى قَاسِمٍ وَاحِدٍ وَ لَايَتْرُكُ الْقُسَّامَ يَشْتَرِكُوْنَ ۔ وَاَجْرُ الْقِسْمَةِ عَلٰى عَدَدِ رُؤُوْسِهِمْ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَؒ وَقَالَا عَلٰى قَدْرِ الْاَنْصِبَاءِ۔(كتاب القسمة)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔امام ابوحنیفہ وصاحبین رحمہم اللہ کا اختلاف تفصیل سے ذکر کریں۔

معروضی سوالات میں صحیح وغلط کی نشاندہی کریں:

① شراب کی بیع فاسد ہے (صحیح) ② شراب کا سرکہ بنانا مکروہ ہے (غلط)

③ بیع سلم میں مسلم فیہ پر مجلس میں قبضہ واجب ہے (غلط) ④ خنزیر کی بیع باطل ہے (صحیح)

⑤ مالِ مضاربت کا نقصان پہلے رأس المال سے پورا کیا جائے گا (غلط)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ ائمہ کے اختلاف کی تفصیل ④ معروضی سوالات میں صحیح وغلط کی نشاندہی۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ كما مرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ قاضی لوگوں کو ایک قاسم پر مجبور نہ کرے اور قاسموں کو شرکت میں کام کرنے کیلئے نہ چھوڑے۔قسمت کی اجرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حصہ داروں کی تعداد کے اعتبار سے ہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک حصوں کے اعتبار سے ہوگی۔

③ ائمہ کے اختلاف کی تفصیل:۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تقسیم کی اجرت حصہ داروں کی تعداد کے اعتبار سے ہوگی یعنی جتنے لوگ حصہ دار ہیں قاسم کی اجرت ان سب پر برابر تقسیم ہوگی، خواہ کسی کا حصہ کم ہو یا زیادہ ہو، اسلئے کہ قاسم نے ہر ایک کا حساب کرنا ہے اور اس کا حصہ دوسروں سے جُدا کرنا ہے اور اس کام میں سب کیلئے برابر محنت کرنی پڑے گی۔صاحبینؒ کے نزدیک تقسیم کی اجرت حصوں کے اعتبار سے ہوگی یعنی جس کا حصہ زیادہ ہوگا وہ تقسیم کی اجرت بھی زیادہ ادا کرے گا اور جس کا حصہ کم ہوگا وہ تقسیم کی اجرت بھی کم ادا کرے گا، اسلئے کہ جس کو جتنا حصہ ملے گا قاسم کو اُسی کے اعتبار سے محنت کرنی پڑے گی۔(التمیر ی ۴:۲۰۵)

④ معروضی سوالات کا جواب:۔ كمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثانية : فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل .....خيار الشرط جائز فی البيع للبائع والمشترى ولهما الخيار ثلاثة ايام فما دونها ولايجوز اكثر من ذلك عند ابی حنيفةؒ وقال ابو يوسف و محمد يجوز اذا سمى مدة معلومة وخيار البائع يمنع خروج المبيع من ملكه فان قبضه المشترى فهلك بيده فی مدة الخيار ضمنه بالقيمة وخيار المشترى لايمنع خروج المبيع من ملك البائع الّاانّ المشترى لا يملكه عند ابی حنيفةؒ وقال ابويوسف ومحمد يملكه فان هلك بيده هلك بالثمن وكذلك ان دخله عيب۔(ص۶۷)

عبارت کا ترجمہ وتشریح کرتے ہوئے قیمت وثمن میں فرق واضح کریں، خیارِ شرط کی تعریف کریں نیز بائع ومشتری کیلئے مدتِ خیار بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور کا حل مطلوب ہے ① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کی تشریح ③ قیمت وثمن میں فرق

④ خیارِ شرط کی تعریف ⑤ مدتِ خیار کی مقدار۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ خیارِ شرط جائز ہے بیع میں بائع ومشتری دونوں کے لئے، اور اُن دونوں کے لئے تین دن یا اس سے کم کا خیار ہوگا اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تین دن سے زائد خیار جائز نہیں ہے اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ یہ زائد خیار بھی جائز ہے جبکہ مدتِ معلومہ کو ذکر کردیا جائے اور بائع کا خیار منع کرتا ہے مبیع کو اس کی ملک سے نکلنے سے پس اگر قبضہ کرلیا اس پر مشتری نے پس ہلاک ہوگئی وہ اس کے قبضہ میں مدتِ خیار میں تو وہ قیمت کا ضامن ہوگا اور مشتری کا خیار نہیں منع کرتا مبیع کو بائع کی ملک سے نکلنے سے مگر یہ کہ نہیں مالک ہوتا مشتری اس کا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ مالک ہوجائے گا اس کا مشتری پس اگر ہلاک ہوگئی وہ اسکے قبضہ میں تو ہلاک ہوگی ثمن کے ساتھ اور اسی طرح اگر داخل ہوگیا اس میں عیب۔

② عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں خیارِ شرط کے مسئلہ کو ذکر کیا جارہا ہے، تو فرمایا کہ اگر بائع ومشتری نے کسی چیز کی خرید وفروخت کی اور بائع نے اپنے لئے خیارِ شرط رکھا تو ایسی صورت میں مبیع بائع کی ملک سے نہیں نکلے گی، لہٰذا اگر اس چیز پر مشتری قبضہ کر کے لے گیا اور وہ مبیع مشتری کے پاس مدتِ خیار میں ہلاک ہوگئی تو مشتری قیمت کا ضامن ہوگا، کیونکہ وہ چیز بائع کی ملک سے نکلی ہی نہیں ہے اور اگر مشتری نے اپنے لئے خیارِ شرط رکھا تو اس صورت میں مبیع بائع کی ملک سے نکل جائیگی لہٰذا اب اگر مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہوگئی یا اس کو عیب لگ گیا تو وہ ثمن کا ضامن ہوگا کیونکہ مبیع بائع کی ملک سے نکل گئی ہے۔ اب اس صورت میں اختلاف ہے کہ جب مبیع بائع کی ملک سے نکل گئی اور مشتری کیلئے خیار شرط ہے تو اس صورت میں وہ مبیع مشتری کی ملک میں داخل ہوگی یا نہیں تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ وہ مبیع مشتری کی ملک میں داخل نہ ہوگی وگرنہ بدل مبدل منہ کا ایک ہی شخص (مشتری) کے پاس جمع ہونا لازم آتا ہے جو درست نہیں ہے اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں مبیع مشتری کی ملک میں داخل ہوجائے گی وگرنہ زوالِ ملک لاالی مالک لازم آئے گا جس کی کوئی نظیر نہیں ہے تو امام صاحب کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ خروج ملک لاالی مالک کی متعدد نظیریں موجود ہیں مثلاً متولی کعبہ نے خدمتِ کعبہ کیلئے غلام خریدا تو وہ مالک کی ملک سے نکل جاتا ہے مگر کسی کی ملک میں داخل نہیں ہوتا۔ اسی طرح ترکہ مستغرق بالدَین ہو تو وہ میت کی ملک سے نکل جاتا ہے مگر ورثاء اور قرض خواہوں کی ملک میں داخل نہیں ہوتا۔

③ قیمت وثمن میں فرق:۔ قیمت کسی چیز کی وہ مالیت جو بازار میں ہو اور ثمن وہ مالیت جو بائع ومشتری آپس کی رضامندی سے طے کرلیں مثلاً زید نے بکر کو ایک سائیکل ہزار روپے کا بیچا جبکہ بازار میں اس کی مالیت بارہ سو روپے ہے تو ہزار روپیہ ثمن اور بارہ سو روپیہ قیمت ہے۔

④ خیارِ شرط کی تعریف:۔ وہ خیار جو بائع یا مشتری کو محض شرط لگانے کی وجہ سے حاصل ہو اور بلا شرط حاصل نہ ہو۔

⑤ مدتِ خیار کی مقدار:۔ تین دن یا اس سے کم مدتِ خیار بالاتفاق جائز ہے تین دن سے زائد صاحبینؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک جائز جبکہ امام ابوحنیفہؒ، زفرؒ اور شافعیؒ کے نزدیک جائز نہیں۔ اور مدت بیان کیے بغیر (مدت مجہول) کے ساتھ خیار بالاتفاق ناجائز ہے۔

الشق الثانی ..... وَ اِذَا مَلَكَ الْعِقَارَ بِعِوَضٍ هُوَ مَالٌ وَجَبَتْ فِيْهِ الشُّفْعَةُ وَ لَا شُفْعَةَ فِي الدَّارِ الَّتِيْ يَتَزَوَّجُ الرَّجُلُ عَلَيْهَا اَوْ يُخَالِعُ الْمَرْاَةُ بِهَا اَوْ يَسْتَاْجِرُ بِهَا دَارًا اَوْ يُصَالِحُ بِهَا عَنْ دَمِ عَمَدٍ اَوْ يُعْتِقُ عَلَيْهَا عَبْدًا اَوْ يُصَالِحُ عَنْهَا بِاِنْكَارٍ اَوْ سُكُوْتٍ ، فَاِنْ صَالَحَ عَنْهَا بِاِقْرَارٍ وَجَبَتْ فِيْهَا الشُّفْعَةُ۔ (كتاب الشفعة)

عبارت پر اعراب لگا کر ایسی واضح تشریح کریں کہ عبارت میں مذکور حقِ شفعہ نہ ہونے کی تمام صورتیں واضح ہوجائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال کا حل دو امور ہیں: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کی تشریح وحقِ شفعہ کی صورتوں کی وضاحت۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ كما مرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کی تشریح وحقِ شفعہ کی صورتوں کی وضاحت:۔ اس عبارت میں حقِ شفعہ حاصل ہونے یا نہ ہونے کی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی مال کے عوض کسی زمین یا مکان وغیرہ کا مالک ہوا تو اس زمین ومکان میں شفیع کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ اگر کسی شوہر نے کوئی مکان وپلاٹ اپنی بیوی کو مہر میں ادا کیا ہے یا عورت نے اپنے شوہر سے طلاق لینے کیلئے بدلِ خلع میں کوئی مکان وپلاٹ ادا کیا ہے یا کسی مکان کے عوض کوئی دوسرا مکان اجارہ وکرایہ پر لیا گیا ہے یا وہ مکان قتلِ عمد میں صلح کے طور پر دیا

گیا ہے یا اس مکان کے عوض و بدلہ میں غلام کو آزاد کیا گیا ہے یا وہ مکان کسی جھگڑے و مقدمہ میں مدعیٰ علیہ نے صلح کے طور پر ادا کیا ہے بشرطیکہ وہ صلح انکار یا سکوت کی صورت میں کی گئی ہو تو ان تمام صورتوں میں شفیع کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ البتہ اگر وہ صلح اقرار کی صورت میں ہو یعنی مدعیٰ علیہ نے دعوی تسلیم کرتے ہوئے اس مکان پر صلح کی تو پھر شفیع کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل .....وَاِذَا وَهَبَ اِثْنَانِ مِنْ وَاحِدٍ دَارًا جَازَ۔ وَاِذَا وَهَبَ وَاحِدٌ مِنْ اِثْنَيْنِ لَمْ تَصِحَّ عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَؒ وَقَالَا رحمهما الله تعالیٰ: تَصِحُّ وَاِذَا وَهَبَ لِاَجْنَبِیٍّ هِبَةً فَلَهُ الرُّجُوْعُ فِيْهَا اِلَّا اَنْ يُعَوِّضَهٗ عَنْهَا اَوْ يَزِيْدَ زِيَادَةً مُتَّصِلَةً اَوْ يَمُوْتَ اَحَدُ الْمُتَعَاقِدَيْنِ اَوْ يَخْرُجَ الْهِبَةُ مِنْ مِلْكِ الْمَوْهُوْبِ لَهٗ وَاِنْ وَهَبَ هِبَةً لِذِیْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْهُ فَلَا رُجُوْعَ فِيْهَا وَكَذٰلِكَ مَا وَهَبَهٗ اَحَدُ الزَّوْجَيْنِ لِلْاٰخَرِ۔

اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ مسائل کی تشریح اور مسئلہ اختلافیہ میں ائمہ کا مدلل اختلاف تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مسائل کی تشریح۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اگر دو آدمی ایک مکان کسی ایک شخص کو ہبہ کر دیں تو یہ جائز ہے اور اگر ایک آدمی کوئی مکان دو آدمیوں کو ہبہ کرے تو یہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ یہ جائز ہے۔ اگر کسی نے ایک اجنبی کو کوئی چیز ہبہ کر دی تو اس کو واپس لے لینا جائز ہے مگر یہ کہ موہوب لہٗ اس کا معاوضہ دیدے یا اس میں ایسی زیادتی کر دے جو متصل ہو یا متعاقدین میں سے کوئی مر جائے یا ہبہ موہوب لہٗ کی مِلک سے خارج ہو جائے اور اگر کسی نے اپنے ذی رحم محرم کو کوئی چیز ہبہ کی تو اس میں رجوع نہیں ہے۔ اسی طرح وہ چیز جس کو زوجین میں سے ایک دوسرے کو ہبہ کر دے۔

③ مسائل کی تشریح:۔ اگر دو آدمیوں نے ملکر ایک گھر کسی ایک شخص کو ہبہ کر دیا تو بالاتفاق یہ جائز ہے کیونکہ موہوب لہٗ کو پورا گھر حوالے کر دیا گیا اور اُس نے مکمل طور پر قبضہ کر لیا اور اس میں کوئی اشتراک نہیں ہے۔

مذکورہ صورت کے برعکس ایک شخص نے اپنا گھر دو آدمیوں کو ہبہ کر دیا تو اِس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ و امام زفرؒ کے نزدیک یہ ہبہ صحیح نہیں ہے جبکہ صاحبینؒ اور ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک یہ ہبہ درست ہے کیونکہ تملیک متحد اور عقد ایک ہی ہے لہٰذا شیوع و اشتراک نہیں رہا جیسا کہ ایک چیز کو دو شخصوں کے پاس رہن رکھنا صحیح ہے۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ واہب نے ہر ایک کو نصف نصف گھر ہبہ کیا ہے اور نصف غیر معین و غیر مقسوم ہے۔ لہٰذا محتمل القسمۃ میں شیوع پایا گیا جو کہ ہبہ کے جواز کے لئے مانع ہے ۔بخلاف رہن کے کہ اُس میں تمام چیز ہر ایک کے دَین کے عوض محبوس ہوگی اس لئے وہ رہن صحیح ہے۔

اگر کسی شخص نے کسی اجنبی کو کوئی چیز ہبہ کی تو اُس کے لئے واپس لینا جائز ہے البتہ حنفیہ کے نزدیک چند اشیاء ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک چیز پائی گئی تو پھر ہبہ میں رجوع جائز نہیں ہے۔

① زیادتِ متصلہ: یعنی موہوب لہ نے ہبہ میں ایسی زیادتی کر دی جو اس سے علیحدہ نہیں ہو سکتی مثلاً کپڑا تھا، اس نے اس پر کڑھائی کروالی۔ ② موت: یعنی واہب و موہوب لہٗ میں سے کسی ایک کی موت واقع ہوگئی۔ ③ عوض: یعنی موہوب لہ نے ہبہ کے عوض میں کوئی چیز دیدی۔ ④ خروج عن الملک: یعنی وہ چیز موہوب لہ کی ملک سے بھی نکل گئی مثلاً اس نے آگے کسی اور کو ہبہ کر دی یا فروخت کر دی۔ ⑤ زوجیت: یعنی واہب اور موہوب لہ کی آپس میں شادی ہوگئی تو پھر بھی رجوع جائز نہیں ہے۔ ⑥ قرابت: یعنی واہب اور موہوب لہ میں کوئی اور رشتہ داری و قرابت کا تعلق قائم ہو گیا۔ ⑦ ہلاکت: یعنی وہ موہوبہ چیز ہلاک ہوگئی تو پھر بھی اس میں رجوع جائز نہیں ہے۔ دَمْعٌ خَرَقَهٗ کے سات حروف سے ان کی طرف بالترتیب اشارہ ہے۔ (تحفۃ الاُمعی ج۴ ص۲۲۲)

الشق الثانی .....اللقيط حرّ و نفقته من بيت المال، فان التقطه رجل لم يكن لغيره ان يأخذه من يده، فان ادّعى مدع انّه ابنه فالقول قوله مع يمينه، و ان ادعاه اثنان و وصف احدهما علامة فی جسده فهو

اولی به، و اذا وُجد فی مصر من امصار المسلمین او فی قریة من قراهم فادّعی ذمیٌّ انّه ابنه ثبت نسبه منه و کان مسلما، و ان وُجد فی قریة من قری اهل الذمة او فی بیعة او کنیسة کان ذمیّا۔ (کتاب اللقیط)

عبارت کی روشنی میں لقیط کسے کہتے ہیں؟ لقیط کا کیا حکم ہے اور اس کا خرچہ کس کے ذمہ ہوگا؟ اگر ایک یا دو آدمی دعوی کریں کہ لقیط اس کا بیٹا ہے تو کیا حکم ہے؟ اگر ذمی دعوی کرے کہ لقیط اس کا بیٹا ہے تو اس کے نسب و اسلام کے بارے میں کیا تفصیل ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① لقیط کی تعریف، حکم وخرچہ کی ذمہ داری ② لقیط کے متعلق ایک یا دو آدمیوں کا بیٹا ہونے کے دعوی کا حکم ③ لقیط کے متعلق ذمی کا بیٹا ہونے کا دعوی اور اس کے نسب و اسلام کا حکم۔

جواب ..... ① لقیط کی تعریف، حکم وخرچہ کی ذمہ داری:۔ لغوی معنی: گری ہوئی یا پھینکی ہوئی چیز یعنی ایسا بچہ جس کو کسی نے اُٹھایا ہو اور اس کا وارث معلوم نہ ہو۔ اصطلاحی معنی: ایسا بچہ جس کو لوگوں نے پرورش سے بچنے کیلئے یا زنا کی تہمت سے بچنے کیلئے پھینک دیا ہو۔

راستہ وغیرہ سے ایسے لاوارث بچہ کو اُٹھالینا مستحب ہے لیکن اگر بچہ کے ہلاک ہونے کا قوی اندیشہ ہو تو اُٹھالینا واجب ہے۔

بنی آدم اصل میں آزاد ہے اسلئے یہ بچہ تمام احکام میں آزاد ہی سمجھا جائے گا۔ اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو اس کا خرچہ بیت المال کے ذمہ ہے اور اسکے انتقال کے بعد اسکی میراث بھی بیت المال میں جمع ہوگی اور اسکی جنایت کا تاوان بھی بیت المال کے ذمہ ہی ہوگا۔

② لقیط کے متعلق ایک یا دو آدمیوں کا بیٹا ہونے کے دعوی کا حکم:۔ لقیط کے متعلق ایک آدمی نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو اس سے قسم لیکر اسکے حق میں فیصلہ کیا جائے گا یعنی اس کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔

اگر لقیط کے متعلق دو آدمیوں نے دعوی کیا یعنی ہر ایک یہ کہتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے تو ان سے اس کی جسمانی علامت ونشانی پوچھی جائے گی، ان میں سے جو بھی اسکے جسم پر موجود علامت ونشانی بتلائے گا اُسی کا قول معتبر ہوگا۔

③ لقیط کے متعلق ذمی کا بیٹا ہونے کا دعوی اور اس کے نسب و اسلام کا حکم:۔ لقیط کے متعلق کسی ذمی نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو اگر یہ بچہ کسی مسلم علاقہ سے ملا ہے تو بچہ کا نسب اِس ذمی سے ثابت ہوجائے گا مگر یہ بچہ مسلمان شمار ہوگا، اسلئے کہ ذمی کے دعوی میں دو باتیں ہیں: ① ذمی سے نسب کا ثبوت، یہ دعوی بچہ کیلئے نفع بخش ومفید ہے اسلئے یہ دعوی ثابت ہوجائے گا ② بچہ کے مذہب سے اسلام کے خاتمہ کا دعوی، یہ دعوی بچہ کیلئے مضر ونقصان دہ ہونے کی وجہ سے ثابت نہ ہوگا اور بچہ مسلمان ہی ہوگا۔

اگر یہ لقیط بچہ ذمیوں کے کسی علاقہ میں پایا گیا یا کسی مندر وکلیسہ میں پایا گیا اور کسی ذمی نے نسب کا دعوی کردیا تو اس لقیط کا نسب اس ذمی سے ثابت ہوجائے گا اور ذمی علاقہ میں پائے جانے کی وجہ سے مذہبا بھی یہ بچہ ذمی ہی ہوگا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل .....**وَمَنْ ضَرَبَ عُضْوًا فَاَذْهَبَ مَنْفَعَتَهٗ فَفِيْهِ دِيَةٌ كَامِلَةٌ كَمَا لَوْقَطَعَهٗ كَالْيَدِ اِذَا شَلَّتْ وَالْعَيْنِ اِذَا ذَهَبَ ضَوْؤُهَا، وَالشِّجَاجُ عَشَرَةٌ: اَلْحَارِصَةُ وَالدَّامِعَةُ وَالدَّامِيَةُ وَالْبَاضِعَةُ وَالْمُتَلَاحِمَةُ وَالسِّمْحَاقُ وَالْمُوْضِحَةُ وَالْهَاشِمَةُ وَالْمُنَقِّلَةُ وَالْاٰمَّةُ، فَفِي الْمُوْضِحَةِ الْقِصَاصُ اِنْ كَانَتْ عَمَدًا۔** (ص۱۸۰۔ امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، دیت کے لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں، **والشجاج عشرة الخ** ہر ایک کی وضاحت کرکے حکم بتائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) دیت کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ (۴) **والشجاج عشرة الخ** کی وضاحت وحکم۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ جس شخص نے کسی کے عضو پر مارا پس اُس کی منفعت ختم ہوگئی تو اُس پر پوری دیت لازم ہوگی جیسا کہ اگر وہ اُسکو کاٹ دیتا مثلاً ہاتھ جب شل ہوجائے اور آنکھ کی جب بینائی چلی جائے۔ اور زخم دس ہیں **حارصہ، دامعہ، دامیہ، باضعہ، متلاحمہ، سمحاق، موضحہ، ھاشمہ، منقلہ، اٰمۃ** (انکی وضاحت مابعد میں آرہی ہے)۔ پس **موضحہ** کے اندر قصاص ہے بشرطیکہ عمداً ہو۔

③ دیت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:۔ دیت کا لغوی معنیٰ خون بہا وادائیگی ہے اور اصطلاح میں وہ مال جو کسی نفس یا عضو کا بدل ہو۔

④ والشجاج عشرة الخ کی وضاحت وحکم:۔ (شجاج: وہ زخم جو چہرہ وسر پر ہو) موضحه (وہ زخم جس میں ہڈی کھل جائے) اگر عمداً و جان بوجھ کر ہو تو اس میں قصاص ہے وگرنہ نہیں، اس کے علاوہ شجاج کی کسی بھی قسم میں قصاص نہیں ہے اور موضحه اگر خطاءً ہو تو اس میں دیت کا نصفِ عشر (پانچ اونٹ) ہے، هاشمه (وہ زخم جو ہڈی توڑ دے) اس میں دیت کا عشر (دس اونٹ) ہے، منقله (وہ زخم جو ہڈی کو اپنی جگہ سے سرکا دے) اس میں عشر اور نصفِ عشر (پندرہ اونٹ) ہے، اٰمه (وہ زخم جو دماغ کی کھال تک پہنچ جائے) جائفه (وہ زخم جو پیٹ وسر میں ہو) ان دونوں میں دیت کا ثلث (۳۳ اونٹ) ہے اور جو زخم موضحه سے کم ہے اس میں ایک عادل آدمی کا فیصلہ معتبر ہے۔ حارصه (وہ زخم جو جلد پر خراش ڈال دے، اس زخم کی وجہ سے جلد پر رگڑ لگ جاتی ہے اور کچھ نہیں ہوتا) دامعة (وہ زخم جسکے نتیجہ میں خون بہے بغیر فقط ظاہر ہو جائے بعض فقہاء نے کہا وہ زخم جس سے آنسوؤں کے مشابہہ پانی زخم سے نکل پڑے، خون نہ نکلے) دامیه (وہ زخم جس سے خون بہہ جائے) باضعه (وہ زخم جس میں کھال کٹ جائے) متلاحمه (وہ زخم جس میں گوشت کٹ جائے) سمحاق (وہ زخم جو اس باریک جھلی تک پہنچ جائے جو گوشت اور سر کی ہڈی کے درمیان ہے) (التکمیل الضروری)

الشق الثانی.....وَ الْحِرْزُ عَلٰی ضَرْبَیْنِ: حِرْزٌ لِمَعْنًی فِیْهِ کَالْبُیُوْتِ وَ الدُّوْرِ وَ حِرْزٌ بِالْحَافِظِ ۔ فَمَنْ سَرَقَ عَیْنًا مِنَ الْحِرْزِ اَوْ غَیْرِ حِرْزٍ وَ صَاحِبُهٗ عِنْدَهٗ یَحْفِظُهٗ وَجَبَ عَلَیْهِ الْقَطْعُ وَ لَاقَطْعَ عَلٰی مَنْ سَرَقَ مِنْ حَمَامٍ اَوْ مِنْ بَیْتٍ اُذِنَ لِلنَّاسِ فِیْ دُخُوْلِهٖ وَ مَنْ سَرَقَ مِنَ الْمَسْجِدِ مَتَاعًا وَ صَاحِبُهٗ عِنْدَهٗ قُطِعَ۔ (کتاب السرقۃ)

عبارت پر اعراب لگائیں۔ حرز کسے کہتے ہیں؟ اسکی کتنی اقسام ہیں؟ ہر ایک کی تعریف ذکر کریں۔ واذا نقب اللص البیت فدخل فاخذ المال و ناوله آخر خارج البیت فلا قطع علیهما کی تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت پر اعراب ② حرز کی تعریف واقسام ③ واذا نقب اللص البیت الخ کی تشریح۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② حرز کی تعریف واقسام:۔ حرز کا لغوی معنیٰ محفوظ مقام ہے اور اصطلاح میں وہ مقام جہاں عموماً وعادۃً مال کی حفاظت کی جائے۔

حرز کی دو اقسام ہیں: ① حرز معنوی یعنی وہ مکان ہی حفاظت کیلئے ہو جیسے گھر کوٹھی وغیرہ میں سامان وغیرہ کو حفاظت میں رکھا جائے۔ ② وہ جگہ تو حفاظت کیلئے نہ ہو مگر نگہبان وچوکیدار وغیرہ کے ذریعہ کھلی جگہ پر سامان کی حفاظت کی جائے۔

③ واذا نقب اللص البیت الخ کی تشریح:۔ ایک چور گھر میں نقب لگا کر اندر داخل ہوا، اس نے اندر سے سامان اُٹھا کر گھر سے باہر موجود دوسرے شخص کو چوری شدہ سامان پکڑا دیا یا مال باہر پھینک دیا اور باہر سے دوسرے شخص نے سامان اُٹھا لیا تو ایسی صورت میں دونوں کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اسلئے کہ دونوں پر مکمل سرقہ کی تعریف صادق نہیں آرہی، کیونکہ پہلے نے محفوظ جگہ سے مال اُٹھایا ہے مگر خود اُٹھا کر مکانِ محفوظ سے باہر نہیں لایا۔ اور دوسرے نے مکانِ محفوظ سے ہی مال نہیں اُٹھایا بلکہ اس نے پہلے شخص کے ہاتھ سے یا باہر غیر محفوظ جگہ سے مال اُٹھایا ہے۔

﴿الورقة الثانية : فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل.....وَمَنْ شُرِطَ لَهُ الْخِیَارُ فَلَهٗ اَنْ یَفْسَخَ فِیْ مُدَّةِ الْخِیَارِ وَلَهٗ اَنْ یُجِیْزَهٗ فَاِنْ اَجَازَهٗ بِغَیْرِ حَضْرَةِ صَاحِبِهٖ جَازَ وَاِنْ فَسَخَ لَمْ یَجُزْ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ الْاٰخَرُ حَاضِرًا ، وَاِذَا مَاتَ مَنْ لَهُ الْخِیَارُ بَطَلَ خِیَارُهٗ وَلَمْ یَنْتَقِلْ اِلٰی وَرَثَتِهٖ۔ (ص ۶۷۔ امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر تشریح کریں۔ خیارِ بائع کی صورت میں مبیع بائع کی ملکیت سے نکل جائے گی یا نہیں؟ واضح کریں۔ خیارِ عیب، خیارِ رؤیت وخیارِ شرط کی وضاحت کریں۔

جواب.....کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ۱۴۳۶ و الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۴۱ھ والشق الاول من السوال الاول ۱۴۴۳ھ۔

الشق الثانی.....وَ اِنْ نَظَرَ اِلٰی وَجْهِ الصُّبْرَةِ اَوْ اِلٰی ظَاهِرِ الثَّوْبِ مَطْوِیًّا او اِلٰی وَجْهِ الْجَارِیَةِ او الٰی وَجْهِ الدَّابَّةِ و کَفَلِهَا فَلَا خِیَارَ لَهٗ، و اِنْ رَأٰی صِحْنَ الدارِ فلا خیارَ لَهٗ وَاِنْ لَمْ یُشَاهِدْ بُیُوْتَهَا وبَیْعُ الْاَعْمٰی وشِرَاؤُهٗ جَائِزٌ ولَهُ الْخِیَارُ اِذَا اشْتَرٰی ۔ (کتاب البیوع۔ باب خیار الرؤیة)

عبارت پر اعراب لگا کر مسائل کی وضاحت کیجئے۔نابینا شخص کا خیارِ رؤیت کس طرح ساقط ہوگا؟ وضاحت سے لکھئے۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔**کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② مسائل کی وضاحت:۔ مبیع کے ہر ہر عضو کو دیکھنا ضروری نہیں ہے، بلکہ عرف میں جس عضو یا جس حصے کو دیکھنا شمار کیا جاتا ہے اس حصے کو دیکھنا کافی سمجھا جائے گا اور اسی کو دیکھنے سے خیارِ رؤیت ختم ہوجائے گا۔مثلاً ڈھیر کے اوپر کے حصے کو دیکھنے سے پورے ڈھیر کی معلومات ہوجاتی ہیں اس لئے اوپر کے حصے کو دیکھنا کافی ہوگا۔اسی طرح لپٹے ہوئے کپڑے کے ظاہری حصے کو دیکھنے سے یا باندی کے چہرے کو دیکھنے سے پوری باندی کا علم ہوجاتا ہے اس لئے ظاہری تھان و چہرہ دیکھنے سے خیارِ رؤیت ساقط ہوجائے گا۔جانور کے چہرے اور سرین کو دیکھنے سے پورا علم ہوجاتا ہے اس لئے انہی کو دیکھنے سے خیارِ رؤیت ساقط ہوجائے گا۔

اگر گھر کے صحن کو دیکھا اور اس کے کمروں کو نہ دیکھا تب بھی مشتری کا خیار ختم ہوجائے گا۔

(مصنف کے ملک میں کمرے ایک طرح کے ہوا کرتے تھے اور صحن کو دیکھنے سے کمروں کا اندازہ ہوجاتا تھا اسلئے فرمایا کہ صحن کو دیکھنے سے خیارِ رؤیت ساقط ہوجائے گا چاہے کمروں کو نہ دیکھا ہو۔لیکن جن ملکوں میں کمرے کے اندر کا حصہ الگ الگ انداز کا ہو ان ملکوں میں کمرے کے اندر دیکھنا ضروری ہوگا۔آج کل کے زمانے میں کمرے مختلف قسم کے ہوتے ہیں اسلئے ہر کمرے کو الگ الگ دیکھنا ضروری ہے، ایک کمرے کو دیکھنا بھی دوسرے کمرے کیلئے کافی نہیں ہوگا۔۔(اثمار الہدایہ))

نابینا آدمی کا خریدنا اور بیچنا جائز ہے اسلئے کہ وہ عاقل و بالغ آدمی ہے، انسانی ضرورت اس کے ساتھ لگی ہوئی ہے، اسلئے اس کا خریدنا اور بیچنا دونوں جائز ہیں۔لیکن چونکہ آنکھ نہ ہونے کی وجہ سے اس نے مبیع کو دیکھا نہیں ہے اسلئے اس کو خیارِ رؤیت ہوگا۔

③ نابینا شخص کا خیارِ رویت ساقط ہونے کی صورت:۔ نابینا شخص دیکھ نہیں سکتا، اسلئے مبیع کی حقیقت کو پہچاننے کے جو دوسرے طریقے ہوسکتے ہیں ان کو استعمال کرنے سے اس کا خیارِ رؤیت ساقط ہوجائے گا۔چنانچہ اس کا خیار اس طرح ساقط ہوگا کہ وہ مبیع کو ٹٹول کر ٹٹولنے سے معلوم ہوسکتا ہو، یا اس کو سونگھ کر سونگھنے سے معلوم ہوسکتا ہو، یا چکھ کر چکھنے سے معلوم ہوسکتا ہو جیسا کہ دیکھنے والے آدمی میں ہوتا ہے۔یا پھر مبیع دیکھنے کا کسی کو وکیل بنالے اور وکیل دیکھ لے تو نابینا کا دیکھنا شمار کیا جائے گا اور اس کا خیار ساقط ہوجائے گا۔

نابینا نے زمین خریدی تو وہ اس کو ٹٹول کر یا سونگھ کر یا چکھ کر معلوم نہیں کرسکتا اسلئے اس کا خیار ساقط کرنے اور مکمل رضامندی کا طریقہ یہ ہے کہ بائع زمین کی پوری حقیقت اور پورا وصف بیان کرے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱٤٤٤ھ

الشق الاوّل.....و اِذا اصطلح القاتلُ واولیاءُ المقتول علٰی مالٍ سَقَطَ القصاصُ ووجب المالُ قلیلا کان او کثیرا۔ فَاِنْ عفا احدُ الشرکاءِ او صالح من نصیبه علی عوضٍ سقط حقُّ الباقینَ من القصاص وکان لهم نصیبهم من الدیة ۔ (کتاب الجنایات)

عبارت کی وضاحت کیجیے۔قتل کی اقسام اور ان کا حکم بیان کریں۔مصنف کے قول: **ومن رمٰی رجلا عمدا فنفذ السهم منه الٰی آخر فماتا فعلیه القصاصُ للاولِ والدیةُ للثانی علٰی عاقلته** کی وضاحت کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کی وضاحت ② قتل کی اقسام اور ان کا حکم ③ **ومن رمٰی رجلا عمدا فنفذ السهم منه الٰی آخر الخ** کی وضاحت۔

جواب..... ① عبارت کی وضاحت:۔ اگر کوئی شخص کسی کو قتل کردے اور مقتول کے ورثا ایک سے زائد ہوں، پھر اولیاءِ مقتول میں سے کوئی ایک قاتل سے مال کے عوض مصالحت کرکے اپنے حقِ قصاص سے دست بردار ہوجائے تو اس صورت میں باقی ورثا کا حقِ

قصاص بھی ساقط ہوجائے گا اوران کا حق دیت کی جانب منتقل ہوجائے گا یعنی کسی ایک کے صلح کرنے کی صورت میں بقیہ ورثا قصاص کا مطالبہ نہیں کرسکتے۔ ہرایک وارث کو اسکے حصہ کے بقدر دیت میں سے حصہ ملے گا، خواہ وہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ ہو۔

② قتل کی اقسام اوران کا حکم:۔ **کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۳۵ھ۔**

③ **ومن رمٰی رجلا عمدا فنفذ السهم منه الی آخر الخ** کی وضاحت:۔ اگر کسی شخص نے کسی کو عمدا تیر مارا اور وہ تیر اُسے قتل کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرے شخص کو بھی لگ کر اسے مار ڈالے تو اس صورت میں پہلے مقتول کے واسطے قصاص لازم ہوگا کہ قاتل نے عمداً دراصل اسی کو مارا ہے اور دوسرا شخص بلا ارادہ غلطی سے قتل ہوگیا ہے اسلئے وہ قتلِ خطا کے زمرے میں داخل ہوگا اور اس کی دیت قاتل کے عاقلہ وکنبہ والوں پر لازم کی جائے گی۔

الشق الثانی ..... **وَالشِّجَاجُ عَشَرَةٌ: اَلْحَارِصَةُ وَالدَّامِعَةُ وَالدَّامِيَةُ وَالْبَاضِعَةُ وَالْمُتَلَاحِمَةُ وَالسِّمْحَاقُ وَالْمُوْضِحَةُ وَالْهَاشِمَةُ وَالْمُنَقِّلَةُ وَالْاٰمَّةُ۔**

عبارت پر اعراب لگا کر زخموں کی مکمل وضاحت کریں۔ ففی الموضحۃ.... کی تشریح کرتے ہوئے حکومۃ عدل کی وضاحت کریں۔

جواب ..... ① و ② اعراب وزخموں کی وضاحت:۔ **کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ۱۴۴۳ھ۔**

③ ففی الموضحۃ.... کی تشریح وحکومۃ عدل کی وضاحت:۔ موضحہ (وہ زخم جس میں ہڈی کھل جائے) اگر عمدا ہو تو اس میں قصاص یعنی برابری ہے اور اگر خطأ ہے تو اس میں دیت کے عُشر کا نصف یعنی دیت کا بیسواں حصہ (پانچ اونٹ یا پچاس دینار یا پانچ سو درہم) ہے۔

حکومۃ عدل: اس سے مراد ایک عادل آدمی کا فیصلہ ہے، یعنی وہ جو بدلہ وجزاء مقرر کرے گا مجرم پر وہ لازم ہوگا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل ..... **ولا یؤکل صید المجوسی والمرتد والوثنی، ومن رمٰی صیدا فاصابه ولم یثخنه ولم یخرجه عن حیز الامتناع، فرماه آخر فقتله فهو للثانی ویؤکل وإن کان الاول اثخنه فرماه الثانی فقتله فهو للاول ولم یؤکل والثانی ضامن بقیمته للاول غیر ما نقصته جراحته۔**

مذکورہ بالا عبارت کی وضاحت کیجیے۔ جانور اور پرندہ کی تعلیم کی پہچان کا طریقہ کیا ہے؟ مصنف کے قول: **وما اصاب المعراض بعرضه لم یؤکل وان جرحه أکل** کی وضاحت کیجیے۔ (کتاب الصید والذبائح)

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کی وضاحت ② جانور اور پرندہ کی تعلیم کی پہچان کا طریقہ ③ **وما اصاب المعراض بعرضه لم یؤکل وان جرحه أکل** کی وضاحت۔

جواب ..... ① عبارت کی وضاحت:۔ آگ اور بتوں کی پرستش کرنے والے اور اسلام سے پھر جانے والے کا ذبیحہ حلال نہیں ہے، پس ان کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ان کی عورتوں سے نہ نکاح کرو اور نہ ان کا ذبیحہ کھاؤ۔ نیز یہ لوگ دراصل لامذہب ہیں، یہ کسی ملت کا اعتقاد نہیں رکھتے۔

کسی شخص نے شکار کو تیر مارا مگر اس کی وجہ سے اُسے زیادہ گہرا زخم نہ لگا اور پھر دوسرے شخص نے اُسی شکار کو تیر مارا اور وہ مر گیا تو اس صورت میں یہ شکار دوسرے شخص کا قرار دیا جائے گا اور حلال قرار دیا جائے گا، کیونکہ اس نے اس کو گہرا زخم لگا کر اُسے حیزِ امتناع سے نکال دیا ہے اور اسے بھاگنے پر قدرت نہیں رہی۔ اور اگر پہلے ہی شخص کے تیر سے اس قدر گہرا زخم لگا ہو کہ اس کا بھاگنا ممکن نہ ہو، البتہ اس زخم کے باوجود شکار کا زندہ رہنا ممکن ہو اور اس حال میں دوسرے شخص نے تیر مار کر اُسے ہلاک کر دیا تو شکار پہلے شخص کا قرار پائے گا البتہ اس کا کھانا حلال نہ ہوگا، اسلئے کہ گہرا زخم لگنے کے بعد اسے ذبح اختیاری پر قدرت ہوگئی تھی، مگر اس نے ذبح نہیں کیا۔

اِس شکار کو ذبح نہ کرنے کے باعث یہ شکار حلال نہیں رہا اور شکار پہلے شخص کا ہوجانے کے بعد دوسرا شخص ایسے شکار کو ضائع کرنے والا ہوا جو دوسرے کا مملوک تھا تو اس پر پہلے زخم کے بقدر شکار کی قیمت کم کرنے کے بعد باقی قیمت کا تاوان ادا کرنا لازم ہوگا۔

② جانور اور پرندہ کی تعلیم کی پہچان کا طریقہ:۔ عادۃً کتا چیز لے کر بھاگا کرتا ہے اور باز وشکرہ وغیرہ عادۃً مستوحش ہوتے ہیں، ان کا اپنی عادت ترک کر دینا گویا ان کے تعلیم یافتہ ہونے کی علامت ہے۔ پس کتے کے تعلیم وتربیت یافتہ ہونے کی پہچان یہ ہے کہ اس نے تین مرتبہ شکار پکڑا اور ہر مرتبہ اس نے شکار کی کوئی چیز نہ کھائی ہو اور پورا شکار شکار کرنے والے کے پاس جوں کا توں لے آیا

ہو۔ بازشکرہ وغیرہ دوسرے شکاری جانوروپرندوں کا تربیت وتعلیم یافتہ ہونا اسے قرار دیا جائے گا کہ یہ بلانے پر فوری لوٹ آئیں۔

③ **وما اصاب المعراض بعرضه لم يؤكل وان جرحه أكل** کی وضاحت:۔ وہ شکار جس کو تیر اپنے عرض (ڈنڈی، چوڑائی والی سمت) کے ساتھ لگے اس کو نہ کھایا جائے اور اگر وہ تیر اس کو زخمی کردے تو اس کو کھایا جائے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس شکار کو تیر اپنی دھار کے ساتھ لگے اس کو کھالو اور جس کو اپنی ڈنڈی کے ساتھ لگے اسکو مت کھاؤ۔ نیز اسلئے کہ عرضًا تیر لگنے سے شکار زخمی ہوکر ذبح نہیں ہوتا بلکہ وہ زوردار چوٹ کی وجہ سے مردار ہوتا ہے۔ البتہ اگر تیر اسکو زخمی کردے تو پھر وہ شکار کھایا جائے گا۔

الشق الثاني.....**ويزول ملك المرتدِ عن اَمْوَالِهِ بِرِدَّتِهٖ زوالا مراعى فَاِنْ اسلم عادت اَملاكُه الى حالها، و اِنْ مات او قُتِلَ على ردته انتقل ما اكتسبه فى حال الاسلام الى وَرَثَتِهِ المسلمين وكان ما اكتسبه فى حال ردته فينا ۔ (كتاب السير)**

مذکورہ مسائل کی وضاحت کریں۔ ارتداد کی لغوی واصطلاحی تعریف کرتے ہوئے مرتد کا حکم تفصیل سے لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں: ① مذکورہ مسائل کی وضاحت ② ارتداد کی لغوی واصطلاحی تعریف ومرتد کا حکم۔

جواب..... ① مذکورہ مسائل کی وضاحت:۔ ارتداد کے جرم کی پاداش میں مرتد کی ملکیت اس کے اموال سے ختم ہوکر موقوف ہو جاتی ہے یعنی اگر اس نے دوبارہ اسلام قبول کرلیا تو اس کی ملکیت بھی اس کے اسلام کے ساتھ واپس آجائے گی اور وہ حسبِ سابق اپنے اموال کا مالک ہوجائے گا۔ امام ابو یوسف وامام محمد کہتے ہیں کہ اموال سے اس کی ملکیت ختم نہ ہوگی، اسلئے کہ وہ مکلّف شمار ہوتا ہے اور انکارِ اسلام کے بعد تا وقتیکہ اسے قتل نہ کردیا جائے اس کی ملکیت برقرار رہے گی۔ اگر اس کا ارتداد ہی کی حالت میں انتقال ہو جائے یا اسی حالت میں اس کو قتل کردیا جائے تو اس صورت میں اسکے مسلمان ورثا کو اس پر ملکیت حاصل ہوگی جو اس نے مسلمان ہونے کی حالت میں کمایا ہو اور اسی سے اس قرض کی ادائیگی کی جائے گی جو اس پر بحالتِ اسلام واجب ہوا ہو۔

اور حالتِ ارتداد کا کمایا ہوا مال غنیمت کے زمرے میں آجائے گا اور بحالتِ ارتداد اس پر جو قرض واجب ہوا ہو اس کی ادائیگی ان سے کی جائے گی۔ امام ابو یوسف اور امام محمد فرماتے ہیں کہ حالتِ اسلام اور حالتِ ارتداد دونوں حالتوں کا کمایا ہوا مال اس کے ورثاء کے واسطے ہوگا۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ سب کو مالِ غنیمت قرار دیں گے، اسلئے کہ کسی کافر کا وارث مرتد قرار نہیں دیا جاتا، مالِ حربی ہونے کی بنا پر اسے مالِ غنیمت قرار دیا جائے گا۔ امام ابو یوسف وامام محمدؒ کے نزدیک ارتداد کے بعد بھی اسکی ملکیت دونوں حالتوں کے کسب کردہ مال میں برقرار رہے گی اور اسکے انتقال پر اسکے ورثاء ہی وارث قرار دیئے جائیں گے۔ اور اگر اسی حالت میں اس کا انتقال ہوگیا یا موت کے گھاٹ اتار دیا گیا یا وہ دارالحرب پہنچ گیا تو یہ عقود باطل وکالعدم شمار ہوں گے۔

اگر مرتد ارتداد سے تائب ہوکر دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہوا اور پھر دارالاسلام میں آجائے تو اب اگر اسے اپنے ورثاء کے پاس اپنا مال جوں کا توں مل جائے تو اُسے لینا درست ہے۔

② ارتداد کی لغوی واصطلاحی تعریف ومرتد کا حکم:۔ ارتداد کا لغوی معنی پھرنا ولوٹنا ہے اور اصطلاح میں کسی مسلمان کا دائرۂ اسلام سے نکل جانا ارتداد ہے۔

اگر کوئی مسلمان خدانخواستہ دائرۂ اسلام سے نکل جائے تو اسے دعوتِ اسلام دی جائے اور اسکے شبہات ہوں تو انہیں دور کرکے اُسے مطمئن کیا جائے۔ اُسے آزاد نہ چھوڑیں بلکہ تین روز تک قید میں رکھ کر اسکے دوبارہ قبولِ اسلام کا انتظار کیا جائے، اگر وہ دوبارہ دائرۂ اسلام میں داخل ہوجائے تو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر وہ ارتداد پر قائم رہے اور اس انتظار سے کوئی فائدہ نہ ہو اور وہ تین روز کی مہلت کو غنیمت نہ جانے تو پھر اسے قتل کردیا جائے۔ مرتد پر اسلام پیش کرنے سے پہلے اسے مار ڈالنا ناپسندیدہ ہے۔

﴿بسم الله و الصلوٰة و السلام على رسول الله﴾

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو اپنے جملہ محسنین کی طرف خصوصاً محسنِ انسانیت سرورِ دوعالم **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے طفیل بندہ کو ایمان کی دولت اور علم کی روشنی حاصل ہوئی۔ نیز اپنے والدین مرحومین اور اپنے اساتذہ کرام دامت برکاتہم العالیہ خصوصاً حضرت اقدس مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی نوراللہ مرقدہ، خلیفہ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے فیضِ عالم اور بے پایاں شفقت کے نتیجہ میں بندہ اس قابل ہوا کہ شائقین علومِ نبویہ کی خدمت میں یہ حقیر سا ہدیہ پیش کر سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف سے محسنِ انسانیت **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ اور جملہ محسنین کو بہتر سے بہتر جزاء عطاء فرمائے۔ اور اس تالیف کو قبول فرما کر ان تمام حضرات کی ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

العبد محمد یٰسین شاکر

ضروری انتباہ

چونکہ اس سے قبل درجہ خاصہ سال اول بنین (درجہ ثالثہ) کا امتحان وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت نہیں ہوتا تھا اس لیے اس درجے کے سوالیہ پرچے بھی موجود نہیں ہیں، البتہ طلبہ کی سہولت کے پیش نظر درجہ ثالثہ کی جو کتب درس نظامی شعبہ بنات کے نصاب میں شامل ہیں ان کتب کا حل درجات بنات کے پرچہ جات سے کاپی کر کے طبع کرا دیا گیا ہے۔

درجہ ثالثہ کے پہلے پرچے کے تحت آخری دس پاروں (ماسوائے عمّ) کی تفسیر کے ساتھ ریاض الصالحین بھی شامل نصاب ہے اور اس سے قبل یہ دونوں ایک ہی پرچے کے عنوان سے موجود نہ تھیں، لہٰذا اولاً تفسیر اور پھر حدیث کے عنوان سے مکمل تین تین سوال پہلے پرچے میں شامل کر دیے گئے ہیں۔

0313 6357913 maktabazakariyam...@gmail.com

دوسرے پرچے کے تحت مختصر القدوری اور تیسرے پرچے کے تحت اصول الشاشی کا حل بھی بنات کے نصاب سے لے کر پیش کر دیا گیا ہے۔ آخری تین پرچے (کافیہ، شرح تہذیب، نفحۃ العرب و معلم الانشاء) بنات کے نصاب میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے ان کے سوالیہ پرچے میسر نہیں ہو سکے۔ البتہ ان تین پرچوں کے ۱۴۴۵ھ کے سوالات کتاب کے آخر میں شامل کر دیے گئے ہیں۔ والسلام

الورقة الثالثة: فی اصول الفقه

﴿الورقة الثالثة فی اصول الفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل .....اصولِ فقہ کی تعریف، موضوع وغرض وغایت بیان کریں اور یہ لکھیں کہ اصول الشاشی کس بزرگ کی تالیف ہے؟ نیز کتاب کا اصل نام وجہ تسمیہ کے ساتھ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) اصولِ فقہ کی تعریف (۲) موضوع وغرض وغایت (۳) مصنفؒ کے حالات (۴) کتاب کا نام اور وجہ تسمیہ۔

جواب ..... ① اصولِ فقہ کی تعریف:۔ حدِ لقبی (یعنی مضاف ومضاف الیہ کی اکٹھی ملا کر تعریف): "**اصول الفقه هو علم بقواعد يتوصل بها الى الفقه**" یعنی اصولِ فقہ ان چند قواعد وقوانین کے جاننے کا نام ہے جنکے ذریعہ سے فقہ کی طرف پہنچا جائے۔ معلوم ہوا کہ اصولِ فقہ وہ قوانین ہیں جن کی روشنی میں فقہ کے مسائل واحکام معلوم ہوتے ہیں۔

حدِ اضافی (یعنی مضاف ومضاف الیہ کی علیحدہ علیحدہ تعریف): "**اصول**" اصل کی جمع ہے بمعنی جڑ وبنیاد اور اصطلاح میں اصل کا معنی "**مایبتنٰی علیه غیره**" قاعدہ وقانون اور دلیل کو کہا جاتا ہے "**فقه**" کا معنی سمجھ اور سُوجھ بوجھ ہے اصطلاح میں فقہ کی متعدد تعاریف کی گئی ہیں مگر ان میں مشہور یہ ہے **هو العلم بالاحكام الشرعية الفرعية المكتسبة عن ادلّتها التفصيلية** یعنی فقہ ان شرعی احکام کا جاننا ہے جو فرعی ہوں اور تفصیلی دلائل سے حاصل کئے گئے ہوں۔ معلوم ہوا کہ فقہ ان احکام کا جاننا ہے جو شرعی، فرعی اور تفصیلی دلائل سے حاصل شدہ ہوں۔

② موضوع وغرض وغایت:۔ موضوع: اصولِ فقہ کے موضوع میں تین اقوال ہیں ① احکام ② دلائل ③ احکام ودلائل دونوں اور یہی قولِ ثالث راجح ہے۔

غرض وغایت: "**معرفة احكام الشرعية بالادلة التفصيلية وعلم قواعد لاستنباط المسائل الشرعية**" یعنی شرعی احکام کو تفصیلی دلائل سے معلوم کرنا اور مسائل شرعیہ کے استنباط کیلئے قواعد کا جاننا اصولِ فقہ کی غرض ہے۔

③ مصنفؒ کے حالات:۔ اصول الشاشی کے مصنفؒ کا نام وحالات کا کسی کو علم نہیں ہے مگر بعض نے ان کا نام اسحٰق بن ابراہیم الشاشی الثمر قندی اور بعض نے نظام الدین شاشی ذکر کیا ہے، جب نام ہی متعین ومعلوم نہیں تو حالات کیسے معلوم ہوسکتے ہیں بہر حال اصول الشاشی کو پڑھنے سے آپ کے کمالات اور علمی مرتبہ ومقام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

④ کتاب کا نام اور وجہ تسمیہ:۔ اس کتاب کا ایک نام "کتاب الخمسین" ہے اسکی وجہ تسمیہ کے بارہ میں مختلف اقوال ہیں: ① کتاب کی تصنیف کے وقت مصنفؒ کی عمر پچاس برس تھی ② بعض حضرات نے اسکی وجہ یہ لکھی ہے کہ یہ کتاب پچاس دن میں لکھی گئی۔

کتاب کا دوسرا نام اصول الشاشی ہے صاحبِ کشف الظنون کے قول کے مطابق مصنفؒ کا نام نظام الدین شاشی ہے۔ شاش کے رہنے والے ہیں (شاش ماوراء النہر کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے) اس لئے ان کو شاشی کہتے ہیں۔ یہ ان کی اصولِ فقہ میں کتاب ہے اس لئے اس کو اصول الشاشی کہتے ہیں۔

0313 6357913 maktabazakariy

الشق الثانی ..... **فالخاص لفظ وضع لمعنى معلوم اولمسمى معلوم على الانفراد كقولنا فى تخصيص الفرد زيد وفى تخصيص النوع رجل وفى تخصيص الجنس انسان۔** (ص۸۔ امدادیہ)

مذکورہ عبارت کی تشریح کرنے کے بعد خاص کا حکم بیان کریں، قرآن کریم کی کسی آیت سے خاص کی مثال پیش کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت کی تشریح (۲) خاص کا حکم (۳) قرآن کریم سے خاص کی مثال۔

جواب ..... ① عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں خاص کی تعریف کا ذکر ہے کہ خاص وہ لفظ ہے جسکو تنہا طور پر معنی معلوم یا مسمی

معلوم کیلئے وضع کیا گیا ہو جیسے زید کو معین شخص کیلئے، رَجُلٌ کو معین نوع کیلئے اور انسان کو معین جنس کیلئے علیحدہ طور پر وضع کیا گیا ہے۔

② و ③ خاص کا حکم اور مثال:۔ خاص کا حکم: عندالاحناف اس پر ہر حال میں عمل کرنا واجب ہے لہٰذا اگر اسکے مقابل خبرِ واحد یا قیاس آجائے تو دیکھیں گے کہ خاص کے حکم میں تبدیلی کیے بغیر دونوں پر عمل کرنا ممکن ہے یا نہیں اگر دونوں پر عمل کرنا ممکن ہو تو دونوں پر عمل کریں گے، وگرنہ خاص پر عمل کریں گے اور مقابل کو ترک کردیں گے، اور علماءِ ثمرقند وشوافع کے نزدیک خاص سے کوئی حکم قطعی ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ہر لفظِ خاص میں احتمال ہے کہ شاید اس سے کوئی معنی مجازی مراد ہو اور احتمال کی صورت میں لفظ کی قطعیت ثابت نہیں ہوتی۔

مطلقہ مدخول بہا ذات الحیض غیر حاملہ کی عدت میں اختلاف ہے: عندالاحناف اس کی عدت تین حیض اور عندالشوافع اس کی عدت تین طہر ہیں۔ عدت سے قبل یہ مسئلہ ذہن نشین کرلیں کہ اس بات پر سب متفق ہیں کہ طلاق مشروع کا وقت طہر ہے، نہ کہ حیض۔ اب شوافع یہ کہتے ہیں کہ عدت تین طہر ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم میں **ثلٰثة قروء** میں لفظ ثلٰثہ مؤنث آیا ہے اور عربی زبان کا ضابطہ ہے کہ تین سے نو تک عدد تمیز کے خلاف آئے گا یعنی تمیز (معدود) اگر مذکر ہو تو عدد مونث اور اگر تمیز مونث ہو تو عدد مذکر آئیگا اور یہاں عدد مؤنث ہے تو معلوم ہوا کہ تمیز (معدود) مذکر ہے اور قروء کا معنی حیض مؤنث ہے اور قرء کا معنی طہر مذکر ہے پس معلوم ہوا کہ یہاں طہر مراد ہے۔

احناف کہتے ہیں کہ عدت تین حیض ہے ان کی دلیل بھی یہی آیت ہے "**یتربصن بانفسھن ثلٰثة قروء**"، اس طرح کہ اس میں لفظ ثلٰثہ خاص ہے جو تین کیلئے وضع کیا گیا ہے اور خاص کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنے مدلول کو قطعی طور پر شامل ہوتا ہے اور بغیر کمی وزیادتی کے اس پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے اور اس خاص پر عمل اس وقت ممکن ہے کہ قرء سے حیض مراد لیں، نہ کہ طہر، کیونکہ طہر مراد لینے کی صورت میں بغیر کمی وزیادتی کے خاص پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ طلاق طہر میں مشروع ہے لہٰذا اگر اس طہر کو شمار کریں تو دو طہر مکمل اور تیسرا نامکمل طہر ہے اور اگر اس کو شمار نہ کریں تو تین طہر مکمل اور چوتھا طہر نامکمل ہے بہر صورت پورے تین پر عمل ممکن نہیں ہے لہٰذا قرء سے حیض مراد لیں گے اور عدت تین حیض لازم ہوگی تاکہ کتاب اللہ کے خاص پر عمل ہو سکے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل.....وَالْعَامُّ كُلُّ لَفْظٍ يَنْتَظِمُ جَمْعًا مِنَ الْاَفْرَادِ اِمَّا لَفْظًا كَقَوْلِنَا مُسْلِمُوْنَ وَمُشْرِكُوْنَ، وَاِمَّا مَعْنًى كَقَوْلِنَا "مَنْ وَمَا" وَحُكْمُ الْخَاصِّ مِنَ الْكِتَابِ وُجُوْبُ الْعَمَلِ بِهٖ لَا مَحَالَةَ، فَاِنْ قَابَلَهٗ خَبَرُ الْوَاحِدِ وَالْقِيَاسُ فَاِنْ اَمْكَنَ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا بِدُوْنِ تَغْيِيْرٍ فِيْ حُكْمِ الْخَاصِّ يُعْمَلُ بِهِمَا وَاِلَّا يُعْمَلُ بِالْكِتَابِ وَيُتْرَكُ مَايُقَابِلُهٗ، مِثَالُهٗ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: "يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ....."۔ (ص۸۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ عام کی تعریف ومثال بیان کریں

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عام کی تعریف ومثال۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ عام وہ لفظ ہے جو کہ افراد کی جماعت کو شامل ہو یا تو لفظی طور پر جیسے "**مسلمون**" اور "**مشرکون**" اور یا معنوی طور پر جیسے "**مَن**" اور "**مَا**" اور کتاب اللہ میں سے خاص کا حکم یہ ہے کہ یقیناً اس پر عمل واجب ہے، اب اگر اسکے مقابلہ میں خبرِ واحد یا قیاس آجائے تو اگر خاص کے حکم میں تبدیلی کئے بغیر دونوں میں جمع ممکن ہو تو دونوں پر عمل کیا جائیگا ورنہ کتاب اللہ پر عمل ہوگا اور اس کا مقابل ترک کردیا جائیگا۔ اسکی مثال اللہ رب العزت کا قول "**یتربصن بانفسھن ثلٰثة قروء**" ہے۔

③ عام کی تعریف:۔ عام ہر وہ لفظ ہے جو افراد کی جماعت کو یکبارگی شامل ہو، شامل ہونے میں تعمیم ہے خواہ لفظوں کے اعتبار سے ہو یا معنی کے اعتبار سے ہو۔ لفظوں کے اعتبار سے شامل ہو جیسے "**مسلمون**" جمع کا صیغہ ہے، معنی کے اعتبار سے شامل ہو جیسے مَنْ اور مَا لفظاً مفرد ہیں مگر معنی میں عموم ہے۔

الشق الثانی.....اَلْوَاوُ لِلْجَمْعِ الْمُطْلَقِ وَقِيْلَ اِنَّ الشَّافِعِيَّ جَعَلَهٗ لِلتَّرْتِيْبِ وَ عَلٰى هٰذَا وَجَبَ التَّرْتِيْبُ فِيْ بَابِ

الْوُضُوْءِ وَقَالَ عُلَمَائُنَا ؒ اِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهٖ اِنْ كَلَّمْتِ زَيْدًا وَعَمْرًوا فَاَنْتِ طَالِقٌ فَكَلَّمَتْ عَمْرًوا ثُمَّ زَيْدًا طَلُقَتْ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، مذکورہ عبارت کی تشریح کرتے ہوئے ائمہ کے اختلاف کو واضح کریں، **واؤ** مطلق جمع کیلئے آتا ہے، اس قاعدہ پر تفریع قائم کرتے ہوئے دو مثالیں ذکر کریں۔ (ص ۹۸۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) احناف وشوافع کا اختلاف (۵) **واؤ** کے مطلق جمع کیلئے ہونے کی دو مثالیں۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ واؤ مطلق جمع کیلئے آتی ہے، اور کہا گیا ہے کہ امام شافعیؒ نے بنایا ہے اس کو ترتیب کے لئے، اور اسی بناء پر واجب ہے ترتیب وضوء کے باب میں، اور فرمایا ہمارے علماء نے کہ جب کہا ایک آدمی نے اپنی بیوی سے، اگر تو نے کلام کیا زید اور عمرو سے تو تو طلاق والی ہے، پس اس نے کلام کیا عمرو سے پھر زید سے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

③ عبارت کی تشریح:۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ **واؤ** مطلق جمع کیلئے آتی ہے یعنی صرف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ معطوف علیہ اور معطوف کا ایک ہی حکم ہے باقی ان میں ترتیب ہے یا مقارنت ہے یا تراخی ہے، اس بات کو نہیں بتلاتی، اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ واؤ ترتیب کیلئے آتی ہے یعنی یہ بتلاتی ہے کہ مذکورہ حکم میں میرا معطوف علیہ مقدم اور معطوف مؤخر ہے، اسی وجہ سے وہ فرماتے ہیں کہ اعضاءِ وضوء کے دھونے میں ترتیب واجب ہے پہلے چہرہ دھوئے پھر بازو دھوئے پھر مسح کرے، پھر پاؤں دھوئے۔

④ احناف وشوافع کا اختلاف:۔ **كمامرّ انفا فی الامر المذكور۔**

⑤ **واؤ** کے مطلق جمع کے لئے ہونے کی دو مثالیں:۔ ① کسی نے اپنی بیوی سے کہا "**ان جاء نی زیدٌ وعمروٌ فانت طالق**" ہمارے نزدیک اب خواہ زید پہلے آئے یا عمرو پہلے آئے بہر صورت جب دونوں آجائیں گے طلاق واقع ہو جائے گی، زید کے پہلے آنے کی کوئی شرط نہیں اس لئے کہ واؤ مطلق جمع کے لئے ہے اور عند الشوافع اگر عمرو پہلے آیا تو طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ ان کے نزدیک واؤ ترتیب کیلئے ہے، اس لئے زید کا پہلے آنا ضروری ہے۔ ② خاوند نے اپنی بیوی سے کہا "**ان دخلت هٰذه الدار وهٰذه الدار فانتِ طالق**" اور عورت پہلے دوسرے گھر میں داخل ہوئی پھر پہلے گھر میں تو ہمارے نزدیک طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ واؤ مطلق جمع کے لئے ہے اور عند الشوافع طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ ترتیب ضروری تھی وہ نہیں پائی گئی۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل ..... **فَصْلٌ فِیْ وُجُوْهِ الْبَيَانِ اَلْبَيَانُ عَلٰى سَبْعَةِ اَنْوَاعٍ بَيَانُ تَقْرِيْرٍ وَ بَيَانُ تَفْسِيْرٍ وَبَيَانُ تَغْيِيْرٍ وَ بَيَانُ ضَرُوْرَةٍ وَ بَيَانُ حَالٍ وَبَيَانُ عَطْفٍ وَبَيَانُ تَبْدِيْلٍ۔** (ص ۱۲۷۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگائیں۔ بیان کا لغوی واصطلاحی معنی ذکر کریں۔ وجوہِ بیان کی سات انواع کے نام لکھیں۔ ان میں سے بیان تقریر وتفسیر کی تعریف، مثال اور حکم لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) بیان کا لغوی واصطلاحی معنی (۳) بیان کی انواعِ سبعہ کے نام (۴) بیانِ تقریر وتفسیر کی تعریف، مثال اور حکم۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا۔**

② بیان کا لغوی واصطلاحی معنی:۔ بیان کا لغوی معنی ظہور واظہار یعنی ظاہر ہونا اور ظاہر کرنا ہے اور اصطلاح میں اپنے مافی الضمیر کے ادا کرنے اور سمجھانے کو بیان کہتے ہیں۔

③ بیان کی انواعِ سبعہ کے نام:۔ بیان کی سات اقسام ہیں ① بیانِ تقریر ② بیانِ تفسیر ③ بیانِ تغییر ④ بیانِ ضرورۃ ⑤ بیانِ حال ⑥ بیانِ عطف ⑦ بیانِ تبدیل۔

④ بیانِ تقریر وتفسیر کی تعریف، مثال اور حکم:۔ بیانِ تقریر: یہ ہے کہ ایک لفظ کے معنی ظاہر ہوں لیکن وہ لفظ اس معنی کے علاوہ کا بھی

احتمال رکھتا ہو پس متکلم بیان کردے کہ میری کلام میں اس لفظ سے معنی ظاہر ہی مراد ہے تو متکلم کے اس بیان سے ظاہر کا حکم مؤکد ہوجائیگا اس کو بیانِ تقریر کہتے ہیں جیسے کسی نے کہا **لفلان علیّ قفیز حنطة بقفیز البلد** اس میں قفیز حنطہ سے ظاہر معنی قفیزِ بلد ہی ہے مگر غیر کا بھی احتمال ہے، تو متکلم نے بقفیز البلد کہہ کر معنی ظاہر کو مؤکد کردیا جس سے غیر کا احتمال ختم ہوگیا۔

اس کا حکم یہ ہے کہ متکلم کی طرف سے یہ بیان موصولاً اور مفصولاً دونوں طرح جائز ہے۔

بیانِ تفسیر: کہ ایک لفظ کے مجمل یا مشترک ہونے کی وجہ سے متکلم کی مراد ظاہر نہ ہو پس متکلم اپنے بیان سے اسکی تفسیر کردے کہ میری کلام میں اس لفظ سے یہ معنی مراد ہے جیسے **اقیموا الصلوة و اٰتوا الزکوٰة** میں صلوۃ کا لفظ مجمل ہے کہ رکعات کی تعداد و کیفیت معلوم نہیں ہے، اسی طرح زکوۃ کا لفظ بھی مجمل ہے کہ نصاب کی مقدار و زکوۃ کی کیفیت معلوم نہیں ہے تو آپ ﷺ نے اقوال و افعال کے ذریعہ ان سب چیزوں کو بیان کردیا۔

اس کا حکم یہ ہے کہ متکلم کی طرف سے یہ بیان موصولاً اور مفصولاً دونوں طرح جائز ہے۔

الشق الثانی ..... **"وَعَلٰی هٰذَا قُلْنَا لَایَجِبُ النَّظِیْرُ فِیْ جَزَاءِ الصَّیْدِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی "فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَاقَتَلَ مِنَ النَّعَمِ لِاَنَّ الْمِثْلَ مُشْتَرَكٌ بَیْنَ الْمِثْلِ صُوْرَةً وَبَیْنَ الْمِثْلِ مَعْنًی وَهُوَالْقِیْمَةُ، وَقَدْ اُرِیْدَ الْمِثْلُ مِنْ حَیْثُ الْمَعْنٰی بِهٰذَاالنَّصِّ فِیْ قَتْلِ الْحَمَامِ وَالْعُصْفُوْرِ وَنَحْوِهِمَا بِالْاِتِّفَاقِ فَلَا یُرَادُ الْمِثْلُ مِنْ حَیْثُ الصُّوْرَةِ اِذْلَا عُمُوْمَ لِلْمُشْتَرَكِ اَصْلًا فَیَسْقُطُ اِعْتِبَارُ الصُّوْرَةِ لِاسْتِحَالَةِ الْجَمْعِ"**۔ (ص۲۱۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ مشترک کی تعریف و حکم تحریر کریں، مشترک و مؤول میں فرق تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مشترک کی تعریف و حکم (۴) مشترک و مؤول میں فرق۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور مشترک کے اسی اصول کی بناء پر ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان **فجزاء مثل الخ** (یعنی محرم (احرام باندھنے والا) پر بدلہ ہے اس جانور کے برابر جو اس نے قتل کیا) اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے اسی طرح کا جانور شکار کے بدلے میں واجب نہیں ہوتا اسلئے کہ مثل کا لفظ مثلِ صوری اور مثلِ معنوی کے درمیان مشترک ہے اور مثلِ معنوی قیمت ہے حالانکہ بالاتفاق اس آیت سے کبوتر اور چڑیا وغیرہ کے قتل کرنے میں مثل معنوی مراد لیا جاچکا ہے تو مثلِ صوری اس آیت سے مراد نہیں لیا جاسکتا اسلئے کہ مشترک کیلئے بالکل عموم نہیں ہوتا پس مثلِ صوری کا اعتبار ساقط ہوجائے گا مثلِ صوری اور مثلِ معنوی کے درمیان جمع کے محال ہونے کی وجہ سے۔

③ مشترک کی تعریف و حکم:۔ **"ماوضع لمعنیین مختلفین اولمعانٍ مختلفة الحقائق"** کہ **مشترک** وہ لفظ ہے جو دو یا زائد ایسے معانی کیلئے موضوع ہو جو حقیقت کے اعتبار سے مختلف ہوں اور ان معانی میں سے کسی ایک معنی کو ترجیح نہ ہو جیسے لفظ جاریہ کشتی اور لونڈی کے معنی میں مشترک ہے اور لفظِ عین چشمہ، آنکھ، سونا، آفتاب، مال اور جاسوس کیلئے موضوع ہے جن کی حقیقت مختلف ہے اور کسی ایک معنی کو ترجیح بھی حاصل نہیں ہے۔

مشترک کا حکم یہ ہے کہ اسکے متعدد معانی میں سے ایک معنی دلیل کے ذریعہ متعین ہوجائے تو دوسرے معنی کو مراد لینا درست نہیں۔

④ مشترک و مؤول میں فرق:۔ مشترک کے دلیل سے متعین شدہ معنی پر یقیناً عمل کرنا واجب ہے مگر مؤول میں تاویل شدہ معنی کے غلط ہونے کا بھی احتمال ہوتا ہے اسلئے کہ اس میں مجتہد دلیلِ ظنی سے تاویل کرتا ہے اسلئے اسکی تاویل میں صحیح و غلط دونوں احتمال موجود ہوتے ہیں۔

﴿الورقة الثالثة فی اصول الفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ..... **فصل فی متعلقات النصوص نعنی بها عبارة النص واشارته ودلالته واقتضائه۔** (ص۵۱۔امدادیہ)

عبارت النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص اور اقتضاء النص میں سے ہر ایک کی تعریف کرکے مختصراً صرف ایک ایک مثال بیان کریں۔

عبارت النص واشارۃ النص کے درمیان فرق ذکر کریں، متعلقات النصوص کا معنی ومصداق واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) مذکورہ اصطلاحات کی تعریف مع امثلہ (۲) عبارت النص واشارۃ النص میں فرق (۳) متعلقات النصوص کا معنی ومصداق۔

جواب ..... ① مذکورہ اصطلاحات کی تعریف مع امثلہ:۔ **عبارت النص:** "**ماسیق الکلام لاجله وارید به قصدًا**" عبارت النص وہ ہے جسکی وجہ سے کلام لایا گیا ہو اور اس کلام سے اس حکم کا ارادہ کیا گیا ہو، اس کی مثال یہ ہے "**للفقراء المهاجرین الخ**" یہ آیت غنیمت کے استحقاق کیلئے چلائی گئی ہے تو اس بارے میں کلام عبارت النص ہے۔

اشارۃ النص: "**ماثبت بنظم النص من غیر زیادة وهو غیر ظاهر من کل وجه ولاسیق الکلام لاجله**" وہ حکم جو اشارۃ النص سے ثابت ہو وہ ہے جو کلام کے ضمن میں زیادتی کو مقدر مانے بغیر نص کے الفاظ سے ثابت ہو اور وہ پورے طور پر ظاہر نہ ہو اور نہ ہی کلام اس کی وجہ سے لایا گیا ہو اس کی مثال بھی یہی مذکورہ آیت ہے اس آیت میں مہاجرین کے اموال سے ان کی ملک کے زائل ہونے کی طرف اشارہ ہے اور یہ بات للفقراء سے مفہوم ہے تو مہاجرین کا فقر اشارۃ النص سے ثابت ہوا کہ کلام سے یہ پورے طور پر ظاہر بھی نہیں ہے اور کلام اس کے لئے چلائی بھی نہیں گئی ہے۔

دلالت النص: "**وهی ماعلم علّةً للحکم المنصوص علیه لغةً ولااجتهادًا ولااستنباطًا**" یعنی وہ معنی جس کے بارے میں لغۃً ہی بغیر غور وفکر کے یہ بات معلوم ہو جائے کہ وہ حکمِ منصوص علیہ کی علت ہے جیسے "**لاتقل لهما اقّ**" اس میں اف کا التزامی معنی تکلیف پہنچانا ہے اور یہ تکلیف پہنچانا ہی حکمِ منصوص علیہ (نہی عن التافیف) کی علت ہے۔

اقتضاء النص: "**فهو زیادة علی النص لا یتحقق معنی النص الا به کانّ اقتضاه لیصح فی نفسه معناه**" یعنی اقتضاء النص وہ نص پر ایسی زیادتی ہے کہ نص کا معنی اس زیادتی کے بغیر درست نہ ہو گویا کہ نص خود اس زیادتی کا تقاضا کرے تا کہ اس نص کا معنی اپنی ذات کے اعتبار سے صحیح ہو جائے۔ اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے "**انت طالق**" تو یہاں مصدر طلاق کو اقتضاء مقدر مانا جائے گا گویا کہ اس نے کہا "**انت طالق طلاقًا**" مصدر طلاق کو اقتضاءً اس لئے مقدر مانا کہ طالق اسم صفت ہے اور ہر اسم صفت فعل کی طرح مصدری معنی کا تقاضا کرتا ہے اس لئے کہ مصدر اس کا ماخذ ہے تو چونکہ طالق عورت کی صفت ہے اور یہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ طلاق پہلے سے وجود میں آچکی ہو اور متکلم اسے پہلے سے وجود دے چکا ہو پھر عورت اسکے ساتھ متصف ہوئی ہو۔ اس لئے یہاں مصدری معنی طلاق کو مقدر مانا جائے گا تو **انت طالق** نص مقتضی ہوئی اور طلاق مصدر مقتضیٰ ہوا اور لفظ طلاق کی زیادتی سے جو حکم ثابت ہو وہ ثابت باقتضاء النص ہے۔

② عبارت النص واشارۃ النص میں فرق:۔ عبارت النص سے ثابت شدہ حکم کلام سے مقصود بھی ہوتا ہے اور اس کیلئے کلام لائی بھی جاتی ہے اور اشارۃ النص سے ثابت شدہ حکم اگر چہ لفظ سے ثابت ومفہوم ہوتا ہے مگر وہ نہ کلام سے مقصود ہوتا ہے اور نہ کلام اس کیلئے چلائی جاتی ہے اور نہ وہ من کل وجہ ظاہر ہوتا ہے۔

③ متعلقات النصوص کا معنی ومصداق:۔ متعلقات بفتح اللام ظرف یا مصدر میمی بمعنی متمسکات ہے، ظرف کی صورت میں مطلب یہ ہے کہ یہ فصل ان نصوص کے بیان میں ہے جو تمسک اور استدلال کا محل ہیں اور مصدر میمی کی صورت میں مطلب یہ ہے کہ یہ فصل نصوص کے ذریعہ تمسک واستدلال کے بیان میں ہے۔ اور اس کا مصداق نصوصِ اربعہ یعنی عبارت النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص، اقتضاء النص ہیں۔

الشق الثانی ..... **فَصْلٌ فِیْ تَعْرِیْفِ طَرِیْقِ الْاِسْتِعَارَةِ اِعْلَمْ اَنَّ الْاِسْتِعَارَةَ فِیْ اَحْکَامِ الشَّرْعِ مُطَّرِدَةٌ بِطَرِیْقَیْنِ اَحَدُهُمَا لِوُجُوْدِ الْاِتِّصَالِ بَیْنَ الْعِلَّةِ وَالْحُکْمِ وَالثَّانِیْ لِوُجُوْدِ الْاِتِّصَالِ بَیْنَ السَّبَبِ الْمَحْضِ وَالْحُکْمِ فَالْاَوَّلُ مِنْهُمَا یُوْجِبُ صِحَّةَ الْاِسْتِعَارَةِ مِنَ الطَّرَفَیْنِ وَالثَّانِیْ یُوْجِبُ صِحَّتَهَا مِنْ اَحَدِ الطَّرَفَیْنِ۔** (ص۳۱۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ استعارہ کی تعریف کریں۔ استعارہ کے دونوں طریق کی مثال سے وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) استعارہ کی تعریف

(۴) استعارہ کے طریق کی وضاحت مع امثلہ۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّفی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ یہ فعل استعارہ کے طریقوں کی معرفت میں ہے، جان لو کہ بیشک احکامِ شرع میں استعارہ دو طریقوں سے جاری ہوتا ہے ان میں سے پہلا علت اور حکم کے درمیان اتصال کے پائے جانے کی وجہ سے ہوتا ہے اور دوسرا طریقہ سببِ محض اور حکم کے درمیان اتصال کے پائے جانے کیوجہ سے ہوتا ہے۔ پس ان میں سے پہلا طریقہ دونوں طرف سے استعارہ کے صحیح ہونے کو ثابت کرتا ہے اور دوسرا طریقہ ایک طرف سے استعارہ کے صحیح ہونے کو ثابت کرتا ہے۔

③ استعارہ کی تعریف:۔ اہلِ اصول کے نزدیک استعارہ ومجاز ایک ہی چیز ہے اور اہلِ بیان کے نزدیک استعارہ مجاز کی ایک قسم ہے یعنی حقیقت اور مجاز میں اگر تشبیہ کا علاقہ ہو تو اس کو استعارہ کہتے ہیں اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور علاقہ پچیس علاقوں میں سے ہو تو اس کو مجازِ مرسل کہتے ہیں۔

④ استعارہ کے طریق کی وضاحت مع امثلہ:۔ احکامِ شرع میں استعارہ دو طریق پر مشتمل ہے ① علت ومعلول کے درمیان اتصال ہو: اس صورت میں استعارہ جانبین سے ہوگا یعنی علت بول کر معلول اور معلول بول کر علت کو مراد لیا جاسکتا ہے جیسے کسی نے کہا "**ان ملکتُ عبدًا فهو حرٌّ**" وہ نصف غلام کا مالک ہوگیا اور اس نے وہ نصف بیچ دیا، پھر دوسرے نصف کا مالک ہوا تو وہ غلام آزاد نہ ہوگا اسلئے کہ اس کی ملک میں پورا غلام جمع نہیں ہوا، اور اگر اس نے کہا: **ان اشتریت عبدًا فهو حر** اور اس نے نصف غلام خریدا اور اسے بیچ دیا پھر نصفِ ثانی خریدا تو یہ نصف ثانی آزاد ہوجائے گا اور اگر اس نے "**شراء**" بول کر "**ملك**" اور "**ملك**" بول کر "**شراء**" کو مراد لیا تو اس کی نیت بطریق استعارہ درست ہوگی کیونکہ شراء ملک کی علت ہے اور ملک شراء کا حکم ومعلول ہے لہٰذا دونوں کو ایک دوسرے کی جگہ استعارۃً استعمال کیا جاسکتا ہے۔ البتہ اگر استعارہ والی صورت میں متکلم کے حق میں تخفیف ہو رہی ہو تو پھر قضاءً تہمت کی وجہ سے اس کی تصدیق نہ کی جائے گی۔ ② سبب ومسبب کے درمیان اتصال ہو: اس میں استعارہ جانبِ واحد سے ہوتا ہے یعنی فقط سبب بول کر مسبب (حکم) مراد لیا جاسکتا ہے، مسبب بول کر سبب مراد نہیں لیا جاسکتا۔ اسکی مثال جیسے زوج نے اپنی بیوی سے کہا **انتِ حرة** اور اس سے طلاق کی نیت کی تو یہ نیت درست ہے اس لئے کہ لفظ تحریر (آزاد کرنا) اپنے معنی حقیقی کے اعتبار سے زوالِ ملکِ رقبہ کے واسطہ سے زوالِ ملکِ متعہ کو ثابت کرتا ہے یعنی اولاً ملکِ رقبہ زائل ہوتی ہے پھر ملکِ متعہ زائل ہوتی ہے تو یہ لفظ زوالِ ملکِ متعہ کیلئے سبب ہوا اور سبب بول کر مسبب مراد لینا درست ہے لہٰذا "**انت حرة**" سے طلاق کی نیت کی تو طلاق واقع ہوجائے گی۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ..... **امّا دلالة النص فهی ماعلم علة للحكم المنصوص عليه لغةً لااجتهادًا ولااستنباطًا۔**

دلالت النص کی تعریف کے فوائدِ قیود ذکر کریں، دلالت النص واشارۃ النص میں فرق واضح کریں۔ (ص ۵۴۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) دلالت النص کی تعریف کے فوائدِ قیود (۲) دلالت النص واشارۃ النص میں فرق۔

جواب ..... ① دلالت النص کی تعریف کے فوائد قیود:۔ اس تعریف میں مصنفؒ نے چار لفظ استعمال کئے ہیں ① **ماعلم علة للحكم المنصوص عليه** ② **لغةً** ③ **لااجتهادًا** ④ **لااستنباطًا**۔ ان میں پہلا لفظ "**ماعلم علة للحكم المنصوص عليه**" قید احترازی ہے اس سے عبارۃ النص واشارۃ النص خارج ہوگئے کیونکہ ان کا ثبوت نص کے لفظ سے ہوتا ہے اور دلالت النص کا ثبوت معنی التزامی سے ہوتا ہے دوسرا لفظ **لغةً** بھی احترازی ہے اس سے اقتضاء النص خارج ہوگیا کیونکہ وہ شرعاً یا عقلاً ثابت ہوتا ہے لغۃً نہیں، اور **لااجتهادا ولااستنباطا** لغۃً کی تاکید ہے اور ان لوگوں پر رد ہے جو دلالت النص کو قیاس جلی قرار دیتے ہیں۔

② دلالت النص واشارۃ النص میں فرق:۔ دلالت النص واشارۃ النص قطعی الدلالت ہونے میں مساوی ہیں البتہ جس وقت دلالت النص سے ثابت شدہ چیز اور اشارۃ النص سے ثابت شدہ چیز میں تعارض ہوجائے تو اشارۃ النص پر عمل کرنا اولی ہے اور اشارۃ النص سے ثابت شدہ چیز راجح ہوگی کیونکہ اشارۃ النص میں لفظ اور معنی دونوں ہوتے ہیں، جبکہ دلالت النص میں صرف معنی لغوی معتبر

ہوتا ہے پس اشارۃ النص ودلالۃ النص میں معنی کے اعتبار سے مساوات ہوئے اور لفظ کے لحاظ سے اشارۃ النص میں زیادتی پائی گئی، لہٰذا اشارۃ النص راجح ہوا۔

الشق الثانی.....درج ذیل اصطلاحات کی تعریف ومثال تحریر کریں (**بیان الضرورۃ، بیان الحال، بیان العطف، بیان التبدیل**)

جواب.....بیان کی اقسام اربعہ کی تعریف مع امثلہ:۔ "**بیان الضرورۃ**" وہ بیان ہے کہ متکلم کے کلام میں اس بیان کے لئے کوئی لفظ تو نہ ہو البتہ متکلم کے کلام سے وہ اقتضاءً مفہوم ہو جیسے آیت "**وورثہ ابواہ**" میں ماں اور باپ کے درمیان شرکت ثابت کی پھر "**فلامہ الثلث**" کہہ کر ماں کا حصہ بیان کیا جس سے اقتضاءً باپ کا حصہ سمجھا گیا ہے۔

"**بیان الحال**" وہ سکوت ہے جو متکلم کے حال کی دلالت کی وجہ سے بیان واقع ہو جیسے آنحضرت ﷺ کے سامنے کسی نے کوئی کام کیا اور آپ ﷺ نے اسے دیکھ کر خاموشی اختیار کی تو یہ سکوت اختیار کرنا اس کام کے جواز کا بیان ہے۔

"**بیان العطف**" وہ بیان ہے جو عطف کی وجہ سے واقع ہو مثلاً مکیلی وموزونی چیز کا مبہم جملہ پر عطف کرنا یہ اس مبہم جملہ کا بیان ہوگا جیسے "**لفلان علی مائۃ ودرھم**" اس میں "**درھم**" کا "**مائۃ**" پر عطف مائۃ کیلئے بیان ہے کہ مائۃ بھی دراھم ہی ہیں۔

"**بیان التبدیل**" حکمِ سابق کے ختم کرنے کا نام ہے اس کا دوسرا نام نسخ ہے۔ جیسے "**جاء نی زید لا بل عمرو**"۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل.....**فیخرج علی ھٰذا حکم الرجعۃ فی الحیضۃ الثالثۃ وزواله، وتصحیح نکاح الغیر وابطاله وحکم الحبس والاطلاق والمسکن والانفاق والخلع والطلاق وتزوج الزوج باختھا واربع سواھا واحکام المیراث مع کثرۃ تعدادھا۔** (ص۱۰۔امدادیہ)

عبارت مذکورہ کی اس طرح تشریح کریں کہ "**علی ھٰذا**" کا مشار الیہ واضح ہو جائے۔

جواب..... ① عبارت کی تشریح:۔ احنافؒ وشوافعؒ کے درمیان معتدہ کی عدت کے بارے میں اختلاف ہے کہ معتدہ عدت طہر سے گزارے یا حیض سے، احنافؒ کہتے ہیں کہ حیض سے گزارے اور شوافعؒ کہتے ہیں کہ طہر سے گزارے اسی اختلاف پر مذکورہ مسائل متفرع ہو رہے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے: ① کسی آدمی نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق رجعی دی تو عندالاحناف تیسرے حیض میں رجوع کر سکتا ہے کیونکہ عدت باقی ہے تیسرے حیض کے ختم ہونے تک، اور عندالشوافع رجوع کا حق نہیں کیونکہ تیسرے حیض سے پہلے ہی تین طہر سے عدت پوری ہو چکی ہے۔ ② یہی مطلقہ عورت تیسرے حیض میں دوسرے خاوند سے نکاح کر لے تو عندالاحناف جائز نہیں کیونکہ ابھی عدت باقی ہے اور عندالشوافع دوسرا نکاح درست ہے اسلئے کہ عدت پوری ہو چکی ہے۔ ③ تیسرے حیض میں اس مطلقہ کو عندالاحناف خاوند محبوس کر سکتا ہے کیونکہ ابھی وہ عدت میں ہے اور عندالشوافع خاوند محبوس نہیں کر سکتا کیونکہ عدت پوری ہو چکی ہے۔ ④ اس مطلقہ کیلئے تیسرے حیض میں عندالاحناف خاوند پر نان ونفقہ واجب ہے اور رہائش واجب ہے کیونکہ عدت باقی ہے اور عندالشوافع واجب نہیں کیونکہ عدت پوری ہو چکی ہے۔ ⑤ خاوند تیسرے حیض میں عورت سے خلع کرنا چاہے یا مزید طلاق دینا چاہے تو دے سکتا ہے کیونکہ عدت باقی ہے اور عندالشوافع نہیں دے سکتا کیونکہ عدت ختم ہو چکی ہے۔ ⑥ اس مطلقہ کی بہن سے تیسرے حیض میں عندالاحناف نکاح درست نہیں کیونکہ پہلی کی عدت باقی ہے اور عندالشوافع نکاح درست ہے کیونکہ عدت پوری ہو چکی ہے۔ ⑦ تیسرے حیض میں خاوند کا انتقال ہو گیا تو عورت وارث ہوگی اس کیلئے وصیت کرنا درست نہ ہوگا کیونکہ عدت باقی ہے اور عندالشوافع وارث نہ ہوگی، اس کیلئے خاوند کا وصیت کرنا درست ہے، کیونکہ عدت پوری ہو چکی ہے۔

الشق الثانی.....**ولا یقال لو جعل مجازا عن الطلاق لوجب ان یکون الطلاق الواقع به رجعیا کصریح الطلاق، لانا نقول لا نجعله مجازا عن الطلاق بل عن المزیل لملك المتعۃ وذلك فی البائن اذالرجعی لا یزیل ملك المتعۃ عندنا۔** (ص۳۳۔امدادیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں، مذکورہ اعتراض وجواب کی وضاحت کریں، استعارہ ومجاز میں اصولیین کے نزدیک فرق کی وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور حل طلب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مذکورہ اعتراض وجواب کی وضاحت

(۳)اصولیین کے نزدیک استعارہ ومجاز میں فرق۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اور نہ کہا جائے کہ اگر بنایا جائے تحریر کو مجاز طلاق سے تو البتہ واجب ہے یہ کہ اس سے طلاقِ رجعی واقع ہو مثل طلاقِ صریح کے، اسلئے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم نہیں بناتے اسے مجاز طلاق سے بلکہ اس سے جو ملکِ متعہ کو زائل کرنیوالا ہے اور یہ طلاقِ بائن میں ہے، اسلئے کہ طلاقِ رجعی تو ہمارے نزدیک ملکِ متعہ کو زائل نہیں کرتی۔

② مذکورہ اعتراض وجواب کی وضاحت:۔ اعتراض: مصنفؒ ایک اعتراض کو نقل کر کے اس کا جواب دے رہے ہیں، اعتراضیہ ہے کہ تم نے کہا کہ کسی نے "حرر تك" اور "انت حرة" کہہ کر طلاق مراد لیا تو یہ درست ہوگا اور لفظ "حررتك" "طلقتك" کے قائم مقام اور "انت حرة" "انت طالق" کے قائم مقام ہونے کی وجہ سے طلاقِ بائنہ واقع ہو جائے گی اور یہ بات مسلم ہے کہ قائم مقام کا حکم اصل والا ہوتا ہے لہٰذا "حررتك" اور "انت حرة" کیوجہ سے طلاقِ رجعی ہونی چاہئے جیسا کہ "طلقتك" اور "انت طالق" کی وجہ سے طلاقِ رجعی ہوتی ہے حالانکہ تمہارے نزدیک ان سے طلاقِ بائنہ واقع ہوتی ہے جو کہ قاعدہ وضابطہ کے خلاف ہے۔

جواب: "لانا نقول" سے مصنفؒ نے جواب دیا کہ ہم نے "حررتك" اور "انتِ حرة" کو لفظِ طلاق سے مجاز قرار نہیں دیا بلکہ "مزيل ملكِ متعه" سے مجاز قرار دیا ہے اور "مزيل ملكِ متعه" طلاق بائنہ میں ہوتا ہے نہ کہ رجعی میں کیونکہ ہمارے نزدیک طلاق رجعی ملکِ متعہ کو زائل نہیں کرتی لہٰذا "حررتك" اور "انتِ حرة" سے طلاق بائنہ واقع ہوگی، نہ کہ طلاقِ رجعی۔

③ اصولیین کے نزدیک استعارہ ومجاز میں فرق:۔ اصولیین کے نزدیک استعارہ ومجازِ مرسل مترادف ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

﴿الورقة الثالثة فی اصول الفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱٤۳۳ھ

الشق الاوّل .....ثم لهذهِ الاربعة اربعة اخرى تقابلها، فضد الظاهرالخفى وضد النص المشكل وضد المفسر المجمل وضد المحكم المتشابه فالخفى ما خفى المرادبه بعارض لامن حيث الصيغة۔ (ص۴۲۔امدادیہ)

عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں "هٰذه الاربعة" کا مشارالیہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کی تشریح (۳) "هٰذه الاربعة" کا مشارالیہ۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ پھر ان چار اقسام کیلئے دوسری چار اقسام ہیں پس ظاہر کی ضد خفی ہے اور نص کی ضد مشکل ہے اور مفسر کی ضد مجمل ہے اور محکم کی ضد متشابہ ہے، پس خفی وہ ہے کہ مخفی ہو اس کی مراد کسی عارض کیوجہ سے، نہ کہ نفسِ صیغہ کے اعتبار سے۔

② عبارت کی تشریح:۔ ماقبل میں مصنفؒ نے ظہورِ معنی کے اعتبار سے لفظ کی چار اقسام ظاہر، نص، مفسر، محکم بیان کی تھیں اس عبارت میں ان اقسام اربعہ کی ضد اور متقابلات کو بیان کر رہے ہیں کہ ظاہر کی ضد خفی، نص کی ضد مشکل، مفسر کی ضد مجمل اور محکم کی ضد متشابہ ہے۔ اسکے بعد خفی کی تعریف ذکر کی ہے کہ اسکی مراد نفسِ صیغہ کے اعتبار سے مخفی نہ ہو بلکہ کسی عارض کیوجہ سے مخفی ہو۔

③ "هٰذه الاربعة" کا مشارالیہ:۔ "هٰذه الاربعة" کا مشارالیہ ظاہر، نص، مفسر ومحکم ہیں۔

الشق الثانی .....ثم نذكر طرقا من التمسكات الضعيفة ليكون ذلك تنبيها على موضع الخلل فى هٰذا النوع تمسکات ضعیفہ کا مطلب بیان کریں، ان میں سے تین تمسکات بیان کریں۔ مصنفؒ نے اس ذیل میں "حرمة الفعل لا تنافى ترتب الاحكام" کا جو ضابطہ بیان کیا ہے اس کی وضاحت کریں۔ (ص۹۵۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) تمسکات ضعیفہ کا مطلب (۲) تین تمسکات کا ذکر (۳) ضابطہ کی وضاحت۔

جواب ..... ① تمسکات ضعیفہ کا مطلب:۔ تمسکات ضعیفہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ دلائل جن کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مذہب کو ثابت کرنے کیلئے بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں مگر معانی میں خلل وفساد کی وجہ سے احناف ان دلائل کو اپنا مستدل نہیں بناتے۔

② تین تمسکات کا ذکر:۔ ① اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ منہ بھر کر آنیوالی قے ناقضِ وضوء ہے یا نہیں ہے؟ عندالاحناف ناقضِ وضوء ہے اور عندالشوافع قے مطلقا ناقضِ وضوء نہیں ہے، اور ان کا استدلال اس حدیث سے ہے **انه قاء فلم يتوضأ**، اگر قے

ناقض وضو ہوتی تو آنحضرت ﷺ ضرور وضو فرماتے۔

ہم جواب دیتے ہیں کہ یہ تمسک ضعیف ہے اسلئے کہ اس حدیث میں فقط اس بات کا ذکر ہے کہ آپ نے فوراً وضو نہیں کیا، اور اس بات کے ہم بھی قائل ہیں کہ فوراً وضو واجب نہیں ہے، باقی اس بارے میں یہ حدیث خاموش ہے کہ قے ناقضِ وضوء ہے یا نہیں ،لہٰذا تمہارا استدلال صحیح نہ ہوا۔

② بعض شوافع کہتے ہیں کہ اگر مکھی پانی میں گر کر مرگئی تو پانی ناپاک ہوجائیگا اور دلیل میں آیت کریمہ "**حرمت علیکم المیتة الخ**" پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مردار کو حرام قرار دیا ہے اور بلا کرامت کسی چیز کا حرام ہونا اس کے نجس ہونے کی علامت ہے، پس معلوم ہوا کہ مردار مکھی ناپاک ہے، اس کی وجہ سے پانی بھی ناپاک ہے۔

ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ استدلال ضعیف ہے اسلئے کہ اس آیت سے فقط مردار کی حرمت ثابت ہے اور اس میں ہمارا بھی اختلاف نہیں ہے اور مردار مکھی کی وجہ سے پانی کے ناپاک ہونے کے بارے میں یہ آیت خاموش ہے لہٰذا استدلال درست نہ ہوا۔

③ اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ چالیس بکریوں پر ایک بکری کی زکوٰۃ کی ادائیگی کسی نے قیمت سے کردی تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں، عندالاحناف قیمت سے زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے، عندالشوافع بکری کا ادا کرنا ضروری ہے اور دلیل یہ حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا **فی اربعین شاۃ شاۃ** لہٰذا بکری ہی لازم ہے۔ جواب: اس حدیث سے صرف ایک بکری کی زکوٰۃ کا وجوب معلوم ہوا اور اس کے ہم بھی قائل ہیں باقی بکری کی جگہ پر اسکی قیمت ادا کرنے کے بارے میں یہ حدیث خاموش ہے لہٰذا استدلال درست نہ ہوا۔

③ ضابطہ کی وضاحت:۔ کسی فعل کا حرام ہونا اس پر احکام کے مرتب ہونے کے منافی نہیں ہے، یعنی فعل حرام سے شرعاً احکام ثابت ہوجاتے ہیں مثلاً حیض میں طلاق دینا معصیت ہے مگر اس پر احکام مرتب ہوجائیں گے، یعنی فرقت واقع ہوجائے گی، اسی طرح غصب شدہ پانی سے وضوء کرنا حرام ہے مگر اس پر احکام مرتب ہوں گے یعنی اس وضوء سے نماز پڑھنا، قرآن کریم کو چھونا درست ہے اسی طرح اذانِ جمعہ کے بعد خرید وفروخت کرنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل.....**ان اللفظ اذاکان حقیقةً لمعنی ومجازا لآخر فالحقیقة اولیٰ، مثاله ماقال علمائنا البنت المخلوقة من ماء الزنا یحرم علی الزانی نکاحها وقال الشافعیؒ یحل.** (ص۹۲-امدادیہ)

حقیقت ومجاز کی تعریف، حکم ومثال لکھیں، عبارت بالا کی تشریح کرتے ہوئے اختلافِ ائمہ کی وضاحت کریں اور اس پر متفرع ہونے والے مسائل لکھیں۔ استصحابِ حال کا مفہوم واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حقیقت ومجاز کی تعریف، حکم ومثال (۲) عبارت کی تشریح مع اختلافِ ائمہ (۳) مسائل متفرعہ (۴) استصحابِ حال کا مفہوم۔

جواب..... ① حقیقت ومجاز کی تعریف، حکم ومثال:۔ حقیقت: "**کل لفظ وضعه واضع اللغة بازاء شیئٍ فهو حقیقة له**" یعنی ہر وہ لفظ جس کو واضعِ لغت نے جس معین شیٔ کے مقابلہ میں وضع کیا ہے وہ لفظ اس شیٔ کیلئے حقیقت ہے۔ الغرض لفظ کا استعمال اپنے معنی موضوع لہ میں حقیقت ہے جیسے لفظِ اسد کا استعمال شیر کیلئے حقیقت ہے۔

حقیقت کا حکم یہ ہے کہ اگر مجاز متعارف نہ ہو تو بالاتفاق حقیقت پر عمل کریں گے اور اگر مجاز متعارف ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پھر بھی حقیقت پر عمل کرنا اولیٰ ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک مجاز یا عموم مجاز پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔

مجاز: "**کل لفظ وضعه واضع اللغة بازاء شیئٍ لو اُستعمل فی غیره فهو مجازله**" یعنی لفظ کا استعمال معنی موضوع لہ کے غیر میں ہو تو وہ مجاز ہے جیسے اسد کا استعمال بہادر شخص کیلئے مجاز ہے۔

حکم: اگر حقیقت پر عمل کرنا متعذر یا مہجور ہو تو مجاز پر عمل کریں گے اور اگر حقیقت پر عمل ممکن ہو تو امام صاحبؒ کے نزدیک حقیقت پر عمل کرنا اور صاحبینؒ کے نزدیک مجاز پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔

② عبارت کی تشریح مع اختلافِ ائمہ:۔ اگر ایک لفظ کے دو معنی ہوں ایک حقیقی اور ایک مجازی تو اس لفظ سے حقیقی معنی مراد لینا اولیٰ (واجب) ہوگا۔ ہمارے علماء احناف کا اس مسئلہ میں اتفاق اس وقت ہے جبکہ مجاز متعارف نہ ہو اور حقیقت پر عمل کرنے سے کوئی مانع نہ ہو ورنہ امام صاحب اور صاحبینؒ کا اختلاف ہوگا جیسے مذکور ہوا۔ اسکی مثال یہ ہے کہ وہ لڑکی جو زنا کے نطفے سے پیدا ہوئی ہے ہمارے علماء کے ہاں اسکے ساتھ زانی کا نکاح حرام ہوگا۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک حلال ہے اور اختلاف کی بنیاد اس بات پر ہے کہ زنا کے نطفے سے پیدا ہونے والی لڑکی **حرمت علیکم امهاتکم وبناتکم** کے تحت داخل ہے یا نہیں امام شافعیؒ کے نزدیک داخل نہیں۔ جب اس آیت کے تحت داخل نہیں تو زانی کا اسکے ساتھ نکاح حرام نہ ہوگا۔ اور علماءِ احناف کے نزدیک وہ لڑکی اس آیت کے تحت داخل ہے، جب اس آیت کے تحت داخل ہے تو زانی کا اسکے ساتھ نکاح حرام ہوگا۔

امام شافعیؒ کی دلیل یہ ہے کہ آیت میں بنات سے مراد وہ لڑکیاں ہیں جن کا نسب ان کے آباء سے ثابت ہو۔ رہی وہ لڑکی جو زنا سے پیدا ہوئی ہے اس کا نسب چونکہ زانی سے ثابت نہیں اسلئے وہ آیت میں داخل نہیں لہٰذا اسکے ساتھ زانی کا نکاح حلال ہوگا۔ حرام نہ ہوگا۔ علماءِ احناف کے نزدیک "بنت" کا لفظ اس لڑکی کیلئے استعمال ہوتا ہے جو کسی کے نطفے سے پیدا ہوئی ہو خواہ اس کا نسب اس شخص سے ثابت ہو یا نہ ہو اور مجازاً اس لڑکی کیلئے استعمال ہوتا ہے جس کا نسب اس مرد سے ثابت ہو۔ اور یہ بات پہلے معلوم ہو چکی ہے کہ لفظ کو حقیقی معنیٰ پر محمول کرنا اولیٰ ہے لہٰذا ہر طرح کی لڑکی آیت کے تحت داخل ہوگی اور اس مرد سے اس لڑکی کا نکاح حرام ہوگا

③ مسائلِ متفرعہ:۔ امام شافعیؒ کے نزدیک جب اس لڑکی سے نکاح حلال ہے تو اس پر یہ مسائل متفرع ہونگے۔

اس لڑکی کے ساتھ وطی کرنا حلال ہے اور اس مرد پر مہر واجب ہوگا، نفقہ واجب ہوگا اور ان کے درمیان میاں بیوی کی طرح میراث جاری ہوگی، اور زانی کو یہ حق ہوگا کہ اپنی اس بیوی کو گھر سے باہر آنے جانے سے روک سکے۔

علماء احناف کے نزدیک چونکہ نکاح حلال نہیں ہے تو اس پر یہ مسائل متفرع ہونگے، نہ تو وہ زانی اس سے وطی کر سکتا ہے، نہ اس پر مہر واجب ہوگا اور نہ نفقہ واجب ہوگا، نہ انکے درمیان میراث جاری ہوگی اور نہ وہ زانی اس کو گھر سے باہر آنے جانے سے روک سکے گا۔

④ استصحابِ حال کا مفہوم:۔ اس کا معنی ہے کسی شیئ کی سابقہ حالت کا اعتبار کرنا مثلاً کسی نے پاک برتن میں پاک پانی بھر کر رکھ دیا، بعد میں اس کو پانی کی ضرورت پیش آئی تو اس نے اس پانی کو دیکھا کہ اس میں کوئی تبدیلی یعنی ناپاکی وغیرہ کا وقوع نہیں ہوا تو اس پانی کی اصلی حالت جو پاکی کی تھی اس کا حکم لگا دیا کہ یہ پانی پاک ہے، یہ **استصحابِ حال** کہلاتا ہے۔

الشق الثانی..... مندرجہ ذیل اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ لکھیں: مؤول، مجازِ متعارف، عموم مجاز۔

جواب..... مذکورہ اصطلاحات کی تعریف مع امثلہ:۔ **مؤول: "اذا ترجح بعض وجوه المشترك بغالب الرأي يصير مؤوّلاً"** کہ جب مشترک کے متعدد معانی میں سے کسی ایک معنی کو خبر واحد یا قیاس یا دوسرے قرائن سے ترجیح دی جائے تو اس کو مؤول کہتے ہیں جیسے "ثلٰثة قروء" والی آیت میں ہم نے لفظ قروء کو حیض پر محمول کیا حالانکہ لفظ قروء حیض وطہر میں مشترک تھا تو اس کو مؤول کہیں گے۔

مجازِ متعارف: کہ لفظ کا مجازی معنی حقیقی معنی کے مقابلہ میں زیادہ استعمال ہو اور ذہن مجازی معنی کی طرف جلد منتقل ہوتا ہو جیسے اکلِ خطہ بولنے سے ذہن فوراً خطہ سے حاصل شدہ روٹی کی طرف منتقل ہوتا ہے۔

عمومِ مجاز: کہ لفظ کا ایسا معنی مراد لینا کہ لفظ کا حقیقی معنی بھی اس کے افراد میں سے ایک فرد بن جائے جیسے وضعِ قدم کا حقیقی معنی ننگا پاؤں رکھنا ہے لیکن جب اس کا معنی دخول مطلق کیا تو یہ عموم مجاز ہو گیا کہ یہ ننگے پاؤں داخل ہونا اور جوتے پہن کر اور سوار ہو کر داخل ہونا سب کو شامل ہو گیا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل..... **وَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى (قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْ اَزْوَاجِهِمْ) خَاصٌّ فِي التَّقْدِيْرِ الشَّرْعِيِّ فَلَا يُتْرَكُ الْعَمَلُ بِهٖ بِاعْتِبَارِ اَنَّهٗ عَقْدٌ مَالِيٌّ فَيُعْتَبَرُ بِالْعُقُوْدِ الْمَالِيَّةِ، فَيَكُوْنُ تَقْدِيْرُ الْمَالِ فِيْهِ**

مَوْكُوْلًا اِلٰی رَأْیِ الزَّوْجَیْنِ کَمَا ذَکَرَہُ الشَّافِعِیُّ۔ (ص۱۰۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ مقدار مہر کے متعلق احناف وشوافع کا اختلاف مدلل ذکر کریں۔ نکاح کے عقدِ مالی ہونے پر امام شافعیؒ کے نزدیک جو مسائل متفرع ہوتے ہیں ان میں سے تین تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مقدارِ مہر میں احناف وشوافع کا اختلاف مع الدلائل (۴) نکاح کے عقدِ مالی ہونے پر مسائل متفرعہ۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور اسی طرح باری تعالیٰ کا قول "**قدعلمنا الخ**" تقدیرِ شرعی میں خاص ہے، لہٰذا اس پر عمل ترک نہیں کیا جائے گا اس قیاس کی وجہ سے کہ نکاح عقدِ مالی ہے پس قیاس کیا جائے گا اس کو عقودِ مالیہ پر۔ پس اس میں مال کی تقدیر زوجین کی رائے کے سپرد ہوگی جیسا کہ امام شافعیؒ نے ذکر کیا ہے۔

③ مقدارِ مہر میں احناف وشوافع کا اختلاف مع الدلائل:۔ (مسئلہ) مقدارِ مہر کے بارے میں احناف وشوافع کا اختلاف ہے۔ شوافع کہتے ہیں کہ شریعت کی طرف سے مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے بلکہ زوجین کی رائے پر موقوف ہے کہ وہ جو بھی مقرر کرلیں گے وہی مہر ہوگا اور احناف کہتے ہیں کہ شریعت کی طرف سے اگرچہ اکثرِ مہر کی مقدار مقرر نہیں ہے مگر اقلِ مہر کی مقدار شریعت کی طرف سے دس درہم مقرر ہے۔

دلیلِ شوافع: امام شافعیؒ کی دلیل یہ ہے کہ نکاح عقدِ مالی اور عقدِ معاوضہ ہے لہٰذا اس کو دوسرے عقودِ مالیہ پر قیاس کرتے ہوئے عاقدین کی رائے پر موقوف کیا جائے گا کہ جو چیز عقدِ مالی میں عوض اور ثمن بن سکتی ہے اس کو نکاح میں بھی مہر مقرر کیا جاسکتا ہے، خواہ اس کی مقدار جتنی بھی ہو۔

دلیلِ احناف: احنافؒ نے اس مسئلہ میں آیت کریمہ "**قدعلمنا مافرضنا علیھم**" سے استدلال کیا ہے کہ اس میں **فرضنا** لفظِ خاص ہے جو تقدیر وتعیین کے لئے وضع کیا گیا ہے گویا مہر کی مقدار اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرر ومتعین ہے۔ لیکن وہ مقدار مجمل ہے ہمیں معلوم نہیں ہے اور مجمل محتاج بیان ہوتا ہے تو آپ ﷺ نے وہ مقدار بیان کردی "**لامھر اقل من عشرۃ دراھم**" گویا اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ مقدار کم از کم دس درھم ہے۔

جواب دلیلِ شوافع: احناف کی طرف سے شوافع کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ نکاح کو عقدِ مالی قرار دینا درست نہیں ہے کیونکہ نکاح میں مال اللہ تعالیٰ کا حق ہے جو نکاح میں محل کی عظمت کو ظاہر کرنے کیلئے ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ زوجین کی نفی کے باوجود بھی یہ لازم ہوتا ہے پس نکاح میں مال خرچ کرنا ایسے ہے جیسے جہاد وحج میں مال خرچ کرنا کہ جس طرح ان میں مال خرچ کرنے سے یہ عقودِ مالیہ میں داخل نہیں ہوتے اور عبادت سے خارج نہیں ہوتے اسی طرح نکاح بھی مال کیوجہ سے عبادت سے خارج ہوکر عقودِ مالیہ میں داخل نہ ہوگا۔

④ نکاح کے عقدِ مالی ہونے پر مسائل متفرعہ:۔ ① نکاح عقدِ مالی ہے لہٰذا اشتغال بالنکاح سے اپنے آپ کو نفلی عبادت میں مشغول کرنا افضل ہے ② عقدِ مالی جس طرح اقالہ، خیارِ شرط، خیارِ عیب، خیارِ رؤیت میں سے کسی کے ذریعہ سے بھی فسخ ہوسکتا ہے، اسی طرح نکاح بھی ایک طلاق، دو اور تین طلاق سے، ایک طہر میں تین طلاق، تین طہر میں تین طلاق اور ایک ہی لفظ سے تین طلاق دینے سے فسخ اور ختم ہوسکتا ہے ③ جس طرح بیع اقالہ سے فسخ ہوسکتی ہے اسی طرح نکاح بھی خلع کے ذریعہ فسخ ہوسکتا ہے، لیکن احناف کے نزدیک خلع طلاقِ بائن ہے۔

الشق الثانی ..... **وَعَلٰی ھٰذَا قُلْنَا اَلدَّیْنُ الْمَانِعُ مِنَ الزَّکَاۃِ یُصْرَفُ اِلٰی اَیْسَرِ الْمَالَیْنِ قَضَاءً لِلدَّیْنِ وَفَرَّعَ مُحَمَّدٌ عَلٰی ھٰذَا فَقَالَ اِذَا تَزَوَّجَ اِمْرَأَۃً عَلٰی نِصَابٍ وَلَہٗ نِصَابٌ مِنَ الْغَنَمِ وَنِصَابٌ مِنَ الدَّرَاھِمِ یُصْرَفُ الدَّیْنُ اِلَی الدَّرَاھِمِ حَتّٰی لَوْ حَالَ عَلَیْھِمَا الْحَوْلُ تَجِبُ الزَّکَاۃُ عِنْدَہٗ فِی نِصَابِ الْغَنَمِ وَلَا تَجِبُ فِی الدَّرَاھِمِ** (ص۲۳۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، مذکورہ عبارت کا تعلق کس بحث سے ہے، نشاندہی کریں، عبارت میں ذکر کردہ ضابطے کی

وضاحت کے بعد اس پر امام محمدؒ کے متفرع کئے ہوئے مسئلہ کی مکمل وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) بحث کی نشاندہی (۴) ضابطہ کی وضاحت (۵) امام محمدؒ کے متفرع مسئلہ کی وضاحت۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور اسی بناء پر ہم نے کہا کہ وہ دَین جو زکوۃ سے مانع ہے اس کو پھیرا جائیگا دونوں مالوں میں سے آسان کی طرف از روئے دَین کی قضا کے، اور تفریع قائم کی اس پر امام محمدؒ نے، پس کہا کہ جب شادی کی کسی مرد نے عورت سے نصاب پر اور اس کے پاس ایک نصاب بکری کا ہے اور ایک نصاب دراھم کا تو دَین کو دراھم کی طرف پھیرا جائے گا حتی کہ اگر گزر گیا ان دونوں پر سال تو واجب ہوگی زکوۃ ان کے نزدیک بکری کے نصاب میں اور نہیں واجب ہوگی دراھم میں۔

③ بحث کی نشاندہی:۔ مذکورہ عبارت اس بحث واصول پر متفرع ہے کہ اگر کوئی شیئ دو چیزوں کا احتمال رکھتی ہو تو جس پر کوئی دلیل یا قرینہ قائم ہوگا اسی چیز کو مراد لیا جائے گا۔

④ ضابطہ کی وضاحت:۔ اگر کسی شخص کے پاس چند نصاب ہوں اور وہ شخص مدیون ومقروض بھی ہو تو چونکہ قرض ودَین مانعِ زکوۃ ہے اس وجہ سے اس دَین کو اس نصاب کی طرف پھیرا جائے گا جس سے دَین کی ادائیگی آسان ہو مثلاً کسی کے پاس دراھم ودنانیر کا بھی نصاب ہے اور گائے بکری کا بھی نصاب ہے تو دَین کو دراھم ودنانیر کی طرف پھیرا جائے گا کیونکہ ان سے دَین ادا کرنا آسان ہے اس لئے کہ اس ادائیگی کے لئے بیع کی ضرورت نہیں ہے

⑤ امام محمدؒ کے متفرع مسئلہ کی وضاحت:۔ مذکورہ ضابطہ پر امام محمدؒ نے ایک مسئلہ متفرع کیا ہے کہ کسی شخص نے کسی عورت سے مطلق نصاب کو مہر بنا کر نکاح کیا اور اس شخص کے پاس دراھم کا بھی نصاب ہے اور بکریوں کا بھی نصاب ہے، تو اس صورت میں دَینِ مہر کو نصابِ دراھم کی طرف پھیرا جائے گا کیونکہ اس سے دَین کی ادائیگی آسان ہے، لہٰذا اگر ان دونوں نصابوں پر سال گزر گیا تو بکریوں میں زکوۃ لازم ہوگی، دراھم میں نہیں، اس لئے کہ نصابِ دراھم دَینِ مہر کی وجہ سے اسکی ملک سے نکل چکا ہے۔

﴿الورقة الثالثة فی اصول الفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ..... **وَاَمَّا الْمُشْكِلُ فَهُوَ مَا ازْدَادَ خِفَاءً عَلَى الْخَفِيِّ، كَاَنَّهٗ بَعْدَ مَا خَفِيَ على السَّامِعِ حَقِيقَتُهٗ دَخَلَ فِی اَشْكَالِهٖ وَاَمْثَالِهٖ حَتّٰی لَايَنَالَ الْمُرَادُ اِلَّا بِالطَّلَبِ ثُمَّ بِالتَّاَمُّلِ حَتّٰی يَتَمَيَّزَ عَنْ اَمْثَالِهٖ۔** (ص۴۳۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، مشکل کا حکم اور وجہ تسمیہ تحریر کریں، خفی ومشکل کے درمیان فرق بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مشکل کا حکم ووجہ تسمیہ (۴) خفی ومشکل میں فرق۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور بہر حال مشکل پس وہ کلام ہے جس میں خفی کی بہ نسبت خفاء زیادہ ہو، گویا کہ وہ اس کے بعد کہ سامع پر اسکی حقیقت مخفی ہوگئی داخل ہوگیا وہ اپنے ہم شکل وامثال میں، یہاں تک کہ نہ حاصل ہو اس کی مراد مگر طلب سے پھر تأمّل (غور وفکر) سے یہاں تک کہ وہ اپنے امثال سے ممتاز ہو جائے۔

③ مشکل کا حکم اور وجہ تسمیہ:۔ مشکل کا حکم یہ ہے کہ اولاً اس بات کا اعتقاد رکھے کہ اس کی جو کچھ مراد ہے وہ حق ہے، پھر الفاظ کے معانی کو طلب کرے اور اس کے محتملات کو تلاش کرے پھر تامل کرے کہ یہاں کون سا احتمال مراد ہے۔

مشکل **اشکل الشیئی** سے ماخوذ ہے یہ اسوقت بولا جاتا ہے جب کوئی چیز اپنے ہم مثل وہم شکل چیزوں میں داخل ہو جائے یہ بھی چونکہ حقیقت کے مخفی ہونے کی وجہ سے اپنے امثال وہم شکلوں میں داخل ہو جاتا ہے اس وجہ سے اس کو مشکل کہتے ہیں یا یہ **اشکل** سے

ماخوذ ہے جس کے معنی دشوار ہونے کے ہیں چونکہ سامع کیلئے اس کی مراد تک پہنچنا مشکل ہوتا ہے اس وجہ سے اس کو مشکل کہتے ہیں۔

④ خفی ومشکل میں فرق:۔ خفی ومشکل میں فرق یہ ہے کہ خفی میں بہ نسبت مشکل کے خفاء کم ہوتا ہے اور مشکل میں خفاء زیادہ ہوتا ہے، اس لئے کہ خفی کی مراد معلوم کرنے کیلئے فقط طلب کی ضرورت ہے اور مشکل میں طلب کے بعد ہم شکل وامثال سے امتیاز پیدا کرنے کے لئے تامل یعنی غور وفکر بھی ضروری ہے۔

الشق الثانی ..... وَبِاعْتِبَارِ هٰذَا الْاَصْلِ قُلْنَا فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی (وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا) اِنَّ الْفَاسِقَ مِنْ اَهْلِ الشَّهَادَةِ فَيَنْعَقِدُ النِّكَاحُ بِشَهَادَةِ الْفُسَّاقِ لِاَنَّ النَّهْیَ عَنْ قَبُوْلِ الشَّهَادَةِ بِدُوْنِ الشَّهَادَةِ مَحَالٌ، وَ اِنَّمَا لَمْ تُقْبَلْ شَهَادَتُهُمْ لِفَسَادٍ فِي الْاَدَاءِ لَالِعَدَمِ الشَّهَادَةِ اَصْلًا۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ هٰذا الاصل سے جس ضابطہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اسکی وضاحت کریں اور عبارت کی تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) ضابطہ کی وضاحت (۴) عبارت کی تشریح۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور اسی اصل کے اعتبار سے ہم نے باری تعالیٰ کے قول "لاتقبلوالهم شهادة ابدًا" کے بارے میں کہا کہ "فاسق اھل شہادۃ" میں سے ہے لہٰذا منعقد ہو جائے گا نکاح فساق کی شہادۃ سے اسلئے کہ قبولِ شہادۃ سے نہی شہادۃ کے بغیر محال ہے اور انکی شہادۃ قبول نہ کی جائے گی اداء میں فساد کی وجہ سے، نہ اس وجہ سے کہ وہ بالکل شہادۃ کے اھل ہی نہیں ہیں۔

③ ضابطہ کی وضاحت:۔ "هٰذا الاصل" سے مراد وہی مذکورہ ضابطہ وقاعدہ ہے جسکی طرف مذکورہ جزئی میں "وعلی هٰذا قال اصحابنا" کے ضمن میں اشارہ ہو چکا ہے کہ افعالِ شرعیہ سے نہی مشروع کے باقی رہنے کا تقاضا کرتی ہے۔

④ عبارت کی تشریح:۔ عبارت کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے جو اصول بیان کیا کہ افعالِ شرعیہ پر وارد شدہ نہی مشروع کے باقی رہنے کا تقاضا کرتی ہے، اس اصول کی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ باری تعالیٰ کے قول "لاتقبلوالهم شهادةً ابدًا" سے معلوم ہوا کہ فاسق آدمی اھلِ شہادت میں سے ہے چنانچہ اگر کسی مرد نے دو فاسق مردوں کی موجودگی میں کسی عورت سے نکاح کر لیا تو وہ نکاح منعقد ہو جائیگا، اسکی دلیل یہ ہے کہ آیت میں قبولِ شہادت پر نہی وارد ہوئی ہے اور کسی چیز کا قبول یا عدم قبول اس چیز کے وجود کے بعد ہی ہوتا ہے لہٰذا قبولِ شہادت سے نہی بھی وجودِ شہادت کے بعد ہوگی پس معلوم ہوا کہ فاسق اھل شہادۃ میں سے ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ..... حَرْفُ الْبَاءِ لِلْاِلْصَاقِ فِیْ وَضْعِ اللُّغَةِ وَلِهٰذَا تَصْحَبُ الْاَثْمَانَ، وَتَحْقِيْقُ هٰذَا اَنَّ الْمَبِيْعَ اَصْلٌ فِي الْبَيْعِ وَالثَّمَنُ شَرْطٌ فِيْهِ، وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى هَلَاكُ الْمَبِيْعِ يُوْجِبُ اِرْتِفَاعَ الْبَيْعِ دُوْنَ هَلَاكِ الثَّمَنِ، اِذَا ثَبَتَ هٰذَا فَنَقُوْلُ الْاَصْلُ اَنْ يَكُوْنَ التَّبْعُ مُلْصَقًا بِالْاَصْلِ لَا اَنْ يَكُوْنَ الْاَصْلُ مُلْصَقًا بِالتَّبْعِ۔ (ص ۱۲۵۔ امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، عبارت کی تشریح کریں۔ الصاق، ملصق اور ملصق بہ کے معنی ذکر کرنے کے بعد بتائیں کہ ملصق اور ملصق بہ میں اصل کون ہے اور تابع کون ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) مذکورہ الفاظ کے معانی (۵) ملصق وملصق بہ میں سے اصل وتابع کی نشاندہی۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ حرف باء لغت کی وضع میں الصاق کے لئے ہے اسی وجہ سے وہ ثمنوں پر داخل ہوتا ہے اور اس کی تحقیق یہ ہے کہ مبیع اصل ہے بیع میں اور ثمن شرط ہے اس میں، اسی معنی کی وجہ سے مبیع کا ہلاک ہونا بیع کے ختم ہونے کو ثابت کرتا ہے، نہ کہ ثمن کا ہلاک ہونا، جب یہ بات ثابت ہوگئی تو ہم کہتے ہیں کہ اصل یہ ہے کہ تابع اصل کے ساتھ ملصق ہو، نہ یہ کہ اصل تابع کے ساتھ ملصق ہو۔

③ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ حروف میں سے باء الصاق کے لئے آتا ہے یعنی باء یہ بتلاتا ہے کہ میرا ماقبل میرے مابعد کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ چونکہ باء الصاق کیلئے آتا ہے اسی لئے بیع پر دلالت کرنیوالی کلام میں یہ ثمن پر داخل ہوتا ہے جیسے "اشتریت القلم بدرهم"۔

باقی باء کے الصاق کے لئے ہونے کی تحقیق یہ ہے کہ بیع میں اصل مبیع ہے اور ثمن شرط وتابع ہے اس لئے کہ مبیع معقود علیہ ہوتی ہے اور ثمن معقود علیہ سے خارج ہوتے ہیں اور بیع میں معقود علیہ ہی مقصود ہوتا ہے اس لئے مبیع اصل اور ثمن شرط وتابع ہے اور شیئ کی شرط شیئ سے خارج ہوتی ہے اسلئے فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر عقدِ بیع کے بعد مبیع پر قبضہ سے پہلے وہ مبیع بائع کے پاس ہلاک ہوجائے تو بیع فسخ ہوجائے گی اس لئے کہ مبیع جو اصل ومقصود تھی جب وہ ہی ہلاک ہوگئی تو بیع ختم ہوگئی اور اگر عقدِ بیع کے بعد مبیع پر قبضہ سے پہلے ثمن مشتری کے پاس ہلاک ہوگئے تو بیع فسخ نہ ہوگی بلکہ اسکی جگہ دوسرے ثمن ادا ہوسکتے ہیں اس لئے کہ ثمن مقصود بالذات نہیں بلکہ تابع محض ہے اسی لئے ثمن متعین کرنے سے متعین نہیں ہوتے۔

④ مذکورہ الفاظ کے معانی:۔ "الالصاق هو تعلق الشيئ بالشيئ او اتصال الشيئ بالشيئ" (الصاق ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ متصل اور متعلق ہونا ہے) جیسے مررت بزید (گزرا میں زید کے ساتھ) یعنی میرا مرور (گزرنا) زید کے متصل تھا۔

"ملصق" باء کے ماقبل کو ملصق کہتے ہیں کیونکہ یہ مابعد کے ساتھ متصل ہوتا ہے۔

"ملصق به" جس لفظ پر باء داخل ہو اس کو ملصق بہ کہتے ہیں اس لئے کہ ماقبل اس کے ساتھ متصل ہوتا ہے جیسے مررت بزید میں مرور ملصق اور زید ملصق بہ ہے۔

⑤ ملصق وملصق بہ میں سے اصل وتابع کی نشاندہی:۔ "الصاق" میں ملصق اصل اور ملصق بہ اس کے تابع ہوتا ہے جیسا کہ "ولهذا تصحب الاثمان الخ" سے واضح ہورہا ہے۔

الشق الثانی..... "وَلَوتَرَجَّحَ بَعْضُ وُجُوْهِ الْمُشْتَرَكِ بِبَيَانٍ مِنْ قِبَلِ الْمُتَكَلِّمِ كَانَ مُفَسَّرًا وَحُكْمُه اَنَّه يَجِبُ الْعَمَلُ بِه يَقِيْنًا ،مِثَالُه اِذَا قَالَ لِفُلَانٍ عَلَيَّ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ مِنْ نَقْدِ بُخَارَا فَقَوْلُه مِنْ نَقْدِ بُخَارَا تَفسِيرٌ ، فَلَوْلَا ذٰلِكَ لَكَانَ مُنْصَرِفًا اِلٰى غَالِبِ نَقْدِ الْبَلَدِ بِطَرِيْقِ التَّاوِيْلِ فَيَتَرَجَّحُ الْمُفَسَّرُ فَلَا يَجِبُ نَقْدُ الْبَلَدِ" (ص۲۳۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، عبارت کی بے غبار تشریح کریں، مفسر ومؤول کے درمیان وجوہِ فرق بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) مفسر ومؤول میں وجوہِ فرق۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور اگر ترجیح حاصل ہوجائے مشترک کے کسی معنی کو متکلم کے بیان سے تو مفسر ہے اور اسکا حکم یہ ہے کہ اس پر یقینی طور پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ جب کسی نے کہا لفلان علیّ عشرة دراهم من نقد بخارا کہ فلاں آدمی کے میرے ذمہ بخارا کے دس دراھم ہیں تو اس کا قول "من نقد بخارا" اس کی تفسیر ہوگا۔ اور اگر یہ نہ ہوتا تو البتہ وہ پھیرا جاتا غالب نقدِ بلد کی طرف بطریقِ تاویل، پس راجح ہوگا مفسر اور نہ واجب ہوگا نقدِ بلد۔

③ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں مفسر کی تشریح ذکر ہورہی ہے کہ جب متکلم نے مشترک کے متعدد معانی میں سے کسی ایک معنی کو صراحۃً ذکر کردیا یا متکلم کی طرف سے اس معنی کے بارے میں کوئی دلیلِ قطعی پائی گئی تو وہ مشترک، مفسر ہوجائیگا، اب وہ مشترک نہیں رہے گا۔ اور مفسر کا حکم یہ ہے کہ اس پر بالیقین عمل کرنا واجب ہوتا ہے کیونکہ اس میں متکلم کی رائے کیخلاف کا احتمال نہیں ہوتا مثلاً زید نے کہا "لبكر عليّ الف درهم من نقد بخارا" کہ بکر کے میرے ذمہ بخارا کے ہزار درھم لازم ہیں تو اس صورت میں متکلم پر بخارا کے ہزار درھم لازم ہونگے، نہ کہ اس شہر کے نقدِ غالب، اسلئے کہ اگر وہ "من نقد بخارا" نہ کہتا تو پھر بطریقِ تاویل متکلم پر نقدِ غالب لازم ہوتے، مگر متکلم نے "من نقد بخارا" کہہ کر مشترک کو مفسر بنادیا اور مفسر کو مؤول پر ترجیح حاصل ہوتی ہے، لہٰذا بخارا کے درھم ہی لازم ہونگے۔

④ مفسر ومؤول میں وجہِ فرق:۔ مؤول وہ مشترک ہے جس میں مشترک کے معانی میں سے ایک معنی کو خبرِ واحد یا قیاس یعنی دلیلِ ظنی کے ذریعہ ترجیح حاصل ہو اور مفسر وہ مشترک ہے جس میں مشترک کے معانی میں سے ایک معنی کو متکلم کے بیان سے ترجیح حاصل ہو اور متکلم کا بیان دلیلِ قطعی ہے لہٰذا مؤول کے مقابلہ میں مفسر کو ترجیح حاصل ہے۔ دوسری وجہ فرق یہ ہے کہ مؤول میں تاویل یا تخصیص کا احتمال ہوتا ہے بخلاف مفسر کے کہ اس میں تاویل وتخصیص کا احتمال باقی نہیں رہتا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ..... "وحكم المفسر والمحكم لزوم العمل بهما لا محالة" (ص۴۲۔امدادیہ)

مفسر ومحکم کی لغوی واصطلاحی تعریف اور حکم تحریر کریں۔ محکم ومفسر کی مثال سے وضاحت کریں، دونوں کے درمیان وجہِ فرق بیان کرتے ہوئے بتلائیں کہ بوقتِ تعارض کسے ترجیح دی جائے گی۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) مفسر ومحکم کی لغوی واصطلاحی تعریف (۲) ان کا حکم مع مثال (۳) مفسر ومحکم میں وجہِ فرق (۴) مفسر ومحکم میں سے راجح کی نشاندہی۔

جواب ..... ① مفسر ومحکم کی لغوی واصطلاحی تعریف:۔ مفسر کا لغوی معنی "تفسیر کیا ہوا، ذکر شدہ" ہے اور اصطلاحی تعریف یہ ہے "المفسر ماظهر المراد به من اللفظ ببيان من قبل المتكلم بحيث لا يبقى معه احتمال التاويل والتخصيص" یعنی مفسر وہ کلام ہے کہ جس کی مراد لفظ سے متکلم کے بیان کی وجہ سے اس طور پر ظاہر ہو کہ نہ اس میں تخصیص کا احتمال ہو اور نہ تاویل کا احتمال ہو۔

محکم کا لغوی معنی مضبوط کیا ہوا ہے اور اصطلاح میں محکم کی تعریف یہ ہے "المحكم فهو ما از دادقوةً على المفسر بحيث لا يجوز خلافه اصلاً" یعنی محکم وہ کلام ہے جس کی مراد مفسر کی بہ نسبت زیادہ قوی ہو بایں طور کہ اس کے خلاف بالکل جائز نہ ہو۔

② مفسر ومحکم کا حکم مع مثال:۔ مفسر ومحکم کا حکم یہ ہے کہ ان دونوں کے موجب پر قطعاً ویقیناً عمل کرنا واجب ہے یعنی ان کے موجب پر عمل کرنا، اعتقاد ویقین کرنا واجب ولازم ہے۔

مفسر کی مثال جیسے "فسجد الملئكة كلهم اجمعون" اس میں كلهم اور اجمعون نے تاویل وتخصیص (یعنی بعض نے کیا یا سب نے، اکٹھے کیا یا علیحدہ) دونوں احتمال کو ختم کر دیا تو یہ دونوں لفظ مفسر ہوئے۔ محکم کی مثال جیسے "ان الله بكل شيئ عليم" یہ ایسا جملہ ہے جو تبدیلی، نسخ وزوال کا احتمال نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ کچھ جانتے ہوں اور کچھ نہ جانتے ہوں۔

③ مفسر ومحکم میں وجہِ فرق:۔ ایک وجہ فرق یہ ہے کہ مفسر نسخ کا احتمال رکھتا ہے اور محکم نسخ اور تبدیل کا احتمال نہیں رکھتا۔ دوسری وجہ فرق یہ ہے کہ محکم بہ نسبت مفسر کے زیادہ قوی ہوتا ہے اسی لئے تعارض کے وقت اس پر راجح ہوتا ہے۔

④ مفسر ومحکم میں راجح کی نشاندہی:۔ ان دونوں میں اگر تعارض ہو جائے تو محکم کو ترجیح ہوگی۔

الشق الثانی .....وَعَلٰى هٰذَا قَالَ اَصْحَابُنَا: اِذَا نَذَرَ بِصَوْمِ يَوْمِ النَّحْرِ وَاَيَّامِ التَّشْرِيْقِ يَصِحُّ نَذْرُهٗ لِاَنَّه نَذْرٌ بِصَوْمٍ مَشْرُوْعٍ ، وَكَذٰلِكَ لَو نَذَرَ بِالصَّلٰوةِ فِى الْاَوقَاتِ الْمَكْرُوْهَةِ يَصِحُّ، لِاَنَّه نَذْرٌ بِعِبَادَةٍ مَشْرُوْعَةٍ لِمَا ذَكَرْنَا اَنَّ النَّهْىَ يُوْجِبُ بَقَاءَ التَّصَرُّفِ مَشْرُوْعًا۔ (ص۸۸۔امدادیہ) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، "وعلى هٰذا" سے جس قاعدہ کی طرف اشارہ ہے اس کی وضاحت کریں۔ عبارت میں مذکور مسائل کی تشریح لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) قاعدہ متفرعہ کی وضاحت (۴) مسائلِ مذکورہ کی تشریح۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ كمامَرّ فى السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور اسی اصول وقاعدہ کی بنا پر ہمارے علماء نے کہا کہ جب نذر مانی یوم نحر وایام تشریق کے روزوں کی تو اس کی نذر صحیح ہوگی اس لئے کہ یہ صومِ مشروع کی نذر ہے اور اسی طرح اگر نذر مانی نماز کی اوقاتِ مکروہہ میں تو صحیح ہوگی نذر، اس لئے کہ وہ عبادتِ

مشروعہ کی نذر ہے اس دلیل کی وجہ سے جو ہم نے ذکر کی ہے کہ نہی تصرف کے مشروعاً باقی رہنے کو واجب کرتی ہے۔

③ قاعدہ متفرعہ کی وضاحت:۔ "وعلیٰ ھٰذا" سے اس ضابطہ وقاعدہ کی طرف اشارہ ہے کہ افعالِ شرعیہ سے نہی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ فعل اپنی ذات واصل کے اعتبار سے مشروع ہے۔

④ مسائل مذکورہ کی تشریح:۔ اس عبارت میں مصنفؒ اس قاعدہ کے اوپر تفریع قائم کررہے ہیں کہ افعالِ شرعیہ سے نہی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ افعال اپنی ذات واصل کے اعتبار سے مشروع ہیں تو فرمایا کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک اگر کسی نے یوم نحر وایام تشریق میں روزہ کی نذر مانی یا اوقاتِ مکروہہ میں نماز پڑھنے کی نذر مانی تو یہ نذر درست ہے لہٰذا اس پر روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا نذر کی وجہ سے لازم ہوگیا، کیونکہ روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا اپنی ذات کے اعتبار سے فعلِ مشروع ہے، اس سے نہی نہیں ہے، یہ افعال جائز ہیں، یہاں پر نہی عارض کی وجہ سے ہے کہ اگر اس دن روزہ رکھے گا تو ضیافت اللہ سے اعراض لازم آئے گا اور اگر نماز پڑھے گا تو شرک کا وھم پیدا ہوگا لہٰذا اس عارض کی وجہ سے ان اوقات میں یہ کام نہیں کرنے چاہئیں لیکن اگر کسی نے یہ کام کرلئے تو اس کی نذر پوری ہوجائے گی۔

﴿الورقة الثالثة فی اصول الفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ..... **وباعتبار هٰذاالاصل قلنا فی قوله تعالیٰ (ولا تقبلوا لهم شهادة ابداً) ان الفاسق من اهل الشهادة۔** (ص۹۱۔امدادیہ)

"هٰذاالاصل" کی وضاحت کریں، فاسق کی گواہی قبول کی جائے گی یا نہیں، تفصیل سے لکھیں۔ بیوی پر تہمت لگانے کی صورت میں محدود فی القذف پر لعان واجب ہوگا یا نہیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور کا حل مطلوب ہے، (۱) "هٰذاالاصل" کی وضاحت (۲) فاسق کی گواہی کا حکم (۳) محدود فی القذف پر لعان کا حکم۔

جواب ..... ① "هٰذاالاصل" کی وضاحت:۔ "هٰذاالاصل" سے مراد وہی مذکورہ ضابطہ وقاعدہ ہے جس کی طرف مذکورہ جزئی میں "وعلی هٰذا قال اصحابنا" کے ضمن میں اشارہ ہوچکا ہے کہ افعالِ شرعیہ سے نہی مشروع کے باقی رہنے کا تقاضا کرتی ہے۔

② فاسق کی گواہی کا حکم:۔ فاسق کے اندر اگرچہ گواہ بننے کی صلاحیت واہلیت موجود ہے مگر اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ بوجہ ارشادِ باری تعالیٰ "لاتقبلوا لهم شهادة ابدًا"

③ محدود فی القذف پر لعان کا حکم:۔ بیوی پر تہمت لگانے کی صورۃ میں محدود فی القذف پر لعان واجب نہ ہوگا کیونکہ لعان ادائے شہادت کا نام ہے اور فاسق ادائے شہادت کا اھل نہیں ہے۔

الشق الثانی ..... **وبعد فان اصول الفقه اربعة كتاب الله وسنة رسوله واجماع الامة والقياس فلا بد من البحث فی كل واحد من هذه الاقسام ليعلم بذلك طريق تخريج الاحكام۔** (ص۷۔امدادیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں، اصولِ فقہ کی اصولِ اربعہ میں وجہ حصر بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) اصولِ اربعہ میں وجہ حصر۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد پس فقہ کے چار اصول ہیں، کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع امت اور قیاس۔ ان اقسامِ اربعہ میں سے ہر ایک سے بحث ضروری ہے تاکہ انکے ذریعے احکام کو نکالنے کا طریقہ معلوم ہو جائے۔

② اصولِ اربعہ میں وجہ حصر:۔ اصولِ فقہ چار ہیں جن کے درمیان وجہ حصر یہ ہے۔ دلیل شرعی دو حال سے خالی نہیں وحی ہوگی یا غیر وحی ہوگی، اگر وحی ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں مَتْلُوّ (تلاوت سے ہے) ہوگی یا غیر متلو ہوگی، اگر متلو ہو تو کتاب اللہ ہے اور اگر غیر متلو (یعنی اس کی تلاوت قرآن کی طرح نہ کی جاتی ہو) تو سنت رسول اللہ ﷺ ہے اور اگر غیر وحی ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں اجتہاد ہوگا یا غیر اجتہاد ہوگا، اگر اجتہاد ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، تمام مجتہدین کا اجتہاد ہوگا یا بعض کا، اگر تمام مجتہدین کا اجتہاد ہو تو اجماع

امت اور اگر بعض کا اجتہاد ہو تو وہ قیاس ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل .....الی لانتهاء الغاية ثم هو فی بعض الصوريفيد معنی امتداد الحكم وفی بعض الصور يفيد معنی الاسقاط فان افاد الا متداد لاتدخل الغاية فی الحكم وان افاد الاسقاط تدخل۔(ص۱۱۷۔امدادیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں، "غاية الامتداد" اور "غاية الاسقاط" دونوں کیلئے مثالیں دیں، آیت وضوء میں "الی المرافق" اور "الی الکعبین" غایہ کی کون سی قسم ہے پوری وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) "غاية الامتداد" اور "غاية الاسقاط" کی امثلہ (۳) آیتِ وضو میں غایۃ کی قسم کی تعیین۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ الیٰ مسافۃ کی انتہاء کے لئے آتا ہے اور پھر الیٰ بعض صورتوں میں امتدادِ حکم اور بعض صورتوں میں اسقاطِ حکم کا فائدہ دیتا ہے پس اگر کلمۂ الیٰ امتدادِ حکم کا فائدہ دے تو غایت حکم میں داخل نہیں ہوگی اور اگر وہ اسقاط حکم کا فائدہ دے تو غایت حکم میں داخل ہوگی۔

(**فائدہ**: امتداد کا مطلب حکم کو مغیا تک طویل کرنا اور اسقاط کا مطلب حکم کو غایت کے علاوہ وخارج سے ساقط کرنا ہے)

② "غاية الامتداد" اور "غاية الاسقاط" کی امثلہ:۔ غایۃ الامتداد کی مثال "اِشْتَرَيْتُ هٰذَا الْمَكَانَ اِلٰى هٰذَا الْحَائِطِ" (خریدا میں نے یہ مکان اس دیوار تک) اس صورت میں دیوار بیع کے تحت داخل نہ ہوگی۔

غایۃ الاسقاط کی مثال "بَاعَ بِشَرْطِ الْخِيَارِ اِلٰى ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ" (بیع کی فلاں آدمی نے شرطِ خیار کے ساتھ تین دن تک) اس صورت میں تیسرا دن بھی خیارِ شرط میں داخل ہوگا (وغیرہ ذالک)۔

③ آیتِ وضو میں غایۃ کی قسم کی تعیین:۔ جب الی اسقاط حکم کا فائدہ دے تو غایۃ مغیا میں داخل ہوتی ہے اسی اصول پر یہ مسئلہ ہے کہ آیتِ وضو میں کہنیاں اور ٹخنے دھونے کے حکم میں داخل ہونگے کیونکہ آیتِ وضو میں "اِلَى الْمَرَافِقِ اور اِلَى الْكَعْبَيْنِ" میں "الیٰ" اسقاطِ حکم کیلئے ہے اور کلمہ الیٰ اسقاط کیلئے اسلئے ہے کہ صدرِ کلام (وايديكم) غایت (مرافق) اور ماوراءِ غایت دونوں کو شامل ہے کیونکہ ید کا اطلاق ران کے اوپر تک ہوتا ہے، پس آیت میں اگر کلمہ الیٰ نہ ہوتا تو وضو میں ہاتھ اور پیر کا جو وظیفہ ہے یعنی دھونا وہ پورے ہاتھ اور پیر کو گھیر لیتا اور وضو میں ہاتھوں کو بغلوں تک دھونا فرض ہوتا اور پیروں کو ران کے اوپر تک دھونا فرض ہوتا، لیکن جب کلمۂ الیٰ کو ذکر کر دیا گیا تو اس کی وجہ سے دھونے کا حکم ماوراءِ غایت سے ساقط ہو گیا یعنی ہاتھوں میں کہنیوں سے اوپر کا دھونا ساقط ہو گیا اور پیروں میں ٹخنوں سے اوپر کا دھونا ساقط ہو گیا اور جب ایسا ہے تو مرافق غسلِ یدین میں داخل ہونگی اور کعبین غسلِ رجلین میں داخل ہونگے۔

الشق الثانی ..... وَمِنْهَا اَنَّ النَّصَّ اِذَا قُرِءَ بِقِرَاءَتَيْنِ اَوْ رُوِيَ بِرِوَايَتَيْنِ كَانَ الْعَمَلُ بِهٖ عَلٰى وَجْهٍ يَكُوْنُ عَمَلًا بِالْوَجْهَيْنِ اَوْلٰى مِثَالُهٗ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاَرْجُلَكُمْ قُرِءَ بِالنَّصْبِ عَطْفًا عَلَى الْمَغْسُوْلِ وَبِالْخَفْضِ عَطْفًا عَلَى الْمَمْسُوْحِ فَحُمِلَتْ قِرَاءَةُ الْخَفْضِ عَلٰى حَالَةِ التَّخَفُّفِ وَقِرَاءَةُ النَّصْبِ عَلٰى حَالَةِ عَدَمِ التَّخَفُّفِ۔(ص۹۳)

عبارت پر اعراب لگا کر وضاحت کریں، "فحملت قراة الخفض على حالة التخفف" کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی وضاحت (۳) عبارت کی ترکیب۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ كما مرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کی وضاحت:۔ اس عبارت میں نص کی مراد کو معلوم کرنے کا تیسرا طریقہ بیان کیا جا رہا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نص یعنی قرآن کی کوئی آیت دو قراءتوں سے پڑھی جاتی ہو یا کوئی حدیث دو روایتوں سے پڑھی جاتی ہو تو اس آیت یا حدیث پر اس طریقے سے عمل کرنا اولی ہوگا جس سے دونوں قراءتوں یا دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے مثلاً آیتِ وضو میں "وَاَرْجُلَكُمْ" دو قراءتوں سے پڑھا گیا ہے، ایک لام کے فتحہ اور دوسرے لام کے کسرہ کیساتھ، اب دونوں قراءتوں پر عمل اس طرح ہوگا کہ لام کے فتحہ والی قراءت

جو کہ پیروں کے دھونے پر دلالت کرتی ہے اس کو موزے نہ پہنے ہوئے کی حالت پر محمول کیا جائے اور لام کے کسرہ والی روایت جو کہ پیروں پر مسح پر دلالت کرتی ہے اس کو موزے پہننے والی حالت پر محمول کیا جائے تو اس طرح دونوں قراءتوں پر عمل ہو جائیگا۔

③ عبارت کی ترکیب:۔ "ف" برائے نتیجہ "حُمِلَتْ" فعل مجہول "قِرَاءَةُ" مضاف "اَلْخَفْضِ" مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر نائب فاعل "علی" حرف جار "حالة" مضاف "التخفف" مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا فعل مجہول کے، فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱٤۳۵ھ

الشق الاوّل ..... وَاَمَّا الْعَامُ فَنَوْعَانِ عَامٌ خُصَّ عَنْهُ الْبَعْضُ وَعَامٌ لَمْ يُخَصَّ عَنْهُ شَيْئٌ فَالْعَامُ الَّذِیْ لَمْ يُخَصَّ عَنْهُ شَيْئٌ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْخَاصِّ فِیْ حَقِّ لُزُوْمِ الْعَمَلِ بِهٖ لَا مَحَالَةَ وَعَلٰی هٰذَا قُلْنَا اِذَا قُطِعَ يَدُ السَّارِقِ بَعْدَ مَا هَلَكَ الْمَسْرُوْقُ عِنْدَهٗ لَايَجِبُ عَلَيْهِ الضَّمَانُ لِاَنَّ الْقَطْعَ جَزَاءٌ جَمِيْعِ مَااكْتَسَبَهٗ۔ (ص۱۱۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور "وعلی هذا قلنا" سے جو تفریع ذکر کی گئی ہے اسکی پوری وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) تفریع کی وضاحت۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور بہر حال عام پس اس کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ عام جس سے بعض افراد کو خاص کر لیا گیا ہو، دوسرا وہ عام جس سے کسی بھی فرد کو خاص نہ کیا گیا ہو، پس وہ عام جس سے کسی بھی فرد کو خاص نہ کیا گیا ہو وہ کتاب اللہ کے خاص کی طرح ہے اس پر عمل کے لازم ہونے کے حق میں قطعی طور پر اور اسی بناء پر ہم نے کہا (یعنی عام کے معنی پر عمل کے قطعی ہونے کی بناء پر احناف نے) کہ جب چور کا ہاتھ کاٹا گیا اس کے پاس مسروقہ چیز کے ہلاک ہو جانے کے بعد تو اس چور پر ضمان واجب نہ ہوگی کیونکہ قطع ید (ہاتھ کا کٹنا) سارے جرم کی سزا ہے۔

③ "علی هٰذا قلنا الخ" تفریع کی وضاحت:۔ اس اصول پر تفریع بیان کی جارہی ہے کہ عام کے موجب پر عمل کرنا قطعی طور پر لازم ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب مسروقہ چیز چور کے پاس سے ہلاک ہو جائے اور چور کا ہاتھ بھی کاٹ دیا جائے تو اب اس پر ہلاک شدہ مسروقہ چیز کی ضمان واجب ہوگی یا نہیں تو احناف کے ہاں اس پر ضمان نہیں آئے گی اور شوافعؒ کے ہاں اس پر ضمان آئے گی۔ امام شافعیؒ سرقہ کو غصب پر قیاس کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس طرح مغصوب شدہ چیز غاصب کے پاس سے ہلاک ہو جائے تو بالاتفاق اس پر ضمان آتی ہے اسی طرح اگر مسروقہ چیز سارق کے پاس سے ہلاک ہو جائے تو اس پر بھی ضمان آنی چاہیے کیونکہ دونوں میں علت مشترکہ مالِ غیر کا ہلاک ہونا ہے اس لئے سارق (چور) پر ضمان آئے گی۔

احناف کی دلیل قرآن پاک کی آیت سرقہ "والسارق والسارقة فاقطعوا ایدهما جزاء بما کسبا الایة" ہے اس میں کلمۂ ما عام ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ قطعِ ید (ہاتھوں کا کٹنا) تمام جرم کی سزا ہے اب اگر قطعِ ید کے باوجود ضمان کو واجب کریں جیسا کہ شوافعؒ کا مذہب ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ قطعِ ید تمام جرموں کی سزا نہیں بلکہ قطعِ ید اور ضمان دونوں کا مجموعہ اسکے تمام جرموں کی سزا ہے حالانکہ قرآن نے قطعِ ید ہی کو تمام جرموں کی سزا مقرر کیا ہے تو ضمان واجب کرنے کی صورت میں کتاب اللہ کے عام پر عمل کا ترک (چھوڑنا) لازم آئے گا اور کتاب اللہ کے عام کو قیاس کی وجہ سے چھوڑنا جائز نہیں لہٰذا قیاس کو چھوڑ دیں گے اور کتاب اللہ پر عمل کریں گے۔

الشق الثانی ..... وَلَئِنْ قَالَ اِذَا حَلَفَ لَايَضَعُ قَدَمَهٗ فِیْ دَارِفُلَانٍ يَحْنَثُ لَوْ دَخَلَهَا حَافِيًا اَوْمُتَنَعِّلًا اَوْ رَاكِبًا وَكَذٰلِكَ لَوْ حَلَفَ لَا يَسْكُنُ دَارَ فُلَانٍ يَحْنَثُ لَوْ كَانَتِ الدَّارُ مِلْكًا لِّفُلَانٍ اَوْ كَانَتْ بِاُجْرَةٍ اَوْ عَارِيَةٍ وَذٰلِكَ جَمْعٌ بَيْنَ الْحَقِيْقَةِ وَالْمَجَازِ وَكَذٰلِكَ لَوْ قَالَ عَبْدُهٗ حُرٌّ يَوْمَ يَقْدَمُ فُلَانٌ فَقَدِمَ فُلَانٌ لَيْلًا اَوْنَهَارًا يَحْنَثُ۔

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، جو سوال اس عبارت میں ذکر کیا گیا ہے اس کا جواب دیں۔ (ص۲٦۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مذکورہ سوال کا جواب۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور اگر کوئی معترض (اعتراض کرنے والا) کہے کہ جب کوئی آدمی قسم کھائے کہ وہ اپنا پاؤں فلاں آدمی کے گھر میں نہیں رکھے گا تو وہ حانث ہو جائے گا اگر وہ اس گھر میں ننگے پاؤں یا جوتے پہن کر یا سوار ہو کر داخل ہوا اور اسی طرح اگر کوئی آدمی قسم اٹھائے کہ فلاں آدمی کے گھر نہیں رہے گا تو حانث ہو جائے گا اگر وہ گھر فلاں آدمی کی ملک میں ہو یا کرائے پر ہو یا مانگا ہوا ہو اور یہ حقیقت اور مجاز کو جمع کرنا ہے اور اسی طرح اگر کوئی آدمی کہے کہ اس کا غلام آزاد ہے جس دن فلاں آئے گا پھر وہ فلاں آدمی دن کو یا رات کو آیا تو حانث ہو جائے گا۔

③ مذکورہ سوال کا جواب:۔ مذکورہ بالا عبارت میں تین سوال ہیں۔ تینوں کا قدرِ مشترک احنافؒ پر اعتراض کرنا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ احنافؒ کے نزدیک حقیقت اور مجاز کو جمع کرنا درست نہیں جبکہ مذکورہ بالا عبارت کی تینوں مثالوں میں حقیقت اور مجاز کو جمع کیا گیا ہے۔

اس کا قدرِ مشترک جواب یہ ہے کہ ان تین مثالوں میں حنث (حانث ہونا) عموم مجاز کے طور پر ہے نہ کہ حقیقت اور مجاز کے طور پر مثلاً پہلی مثال میں "**وَاللّٰهِ لَا اَضَعُ قَدَمِیْ**" میں بعینہٖ وضعِ قدم مراد نہیں ہے چنانچہ اگر قسم کھانے والے نے بیٹھ کر قدم تو اندر داخل کر دیا مگر خود داخل نہیں ہوا تو ایسی صورت میں یہ شخص حانث نہیں ہوتا کیونکہ حالف کا مقصود دخول سے رکنا ہے نہ کہ قدم رکھنے سے اور جب ایسا ہے تو وضعِ قدم سے مجازاً دخول مراد ہوگا اور حالف کے کلام کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ کی قسم میں فلاں کے گھر میں داخل نہیں ہونگا اور دخول عام ہے برہنہ ہو یا جوتا پہن کر یا سوار ہو کر ہو اس صورت میں داخل ہونے کو شامل ہے لہٰذا حالف ان تمام صورتوں میں عمومِ مجاز کی وجہ سے حانث ہوگا، جمع بین الحقیقت والمجاز کی وجہ سے حانث نہیں ہوگا۔ اور جب یہ بات ہے تو جمع بین الحقیقت والمجاز کا اعتراض وارد نہیں ہوگا۔

دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ عبارت میں "**واللّٰہ لااسکن الخ**" میں مجازاً فلاں کا دار سکونت مراد ہے خواہ وہ اس کا مملوک ہو یا مستاجر (کرائے پر لیا ہوا ہو یا عاریتاً یعنی مانگ کر اس میں رہ رہا ہو) کیونکہ اس قسم پر آمادہ کرنے والا وہ غصہ ہے جو حالف کو فلاں سے لاحق ہوا اس کلام کا مقصد حالف کا اس مکان میں داخل ہونے سے رکنا ہے جس میں وہ فلاں رہتا ہے اور جب ایسا ہے تو لفظ دار فلاں کے دار مملوکہ اور غیر مملوکہ سب کو عام ہوگا بشرطیکہ وہ دار اس کا مَسکن ہو پس حالف اگر فلاں کے دار مملوکہ میں داخل ہوا اور فلاں اس میں رہتا بھی ہے تو حالف فلاں کے سکنیٰ اور رہنے کی وجہ سے حانث ہوگا، اسکی ملک کی وجہ سے حانث نہ ہوگا، یہی وجہ ہے کہ اگر دار فلاں کا مملوکہ ہو مگر اس میں رہتا نہ تو تو حالف حانث نہ ہوگا اسی طرح شمس الائمہ سرخسیؒ نے ذکر کیا ہے۔ الحاصل یہاں بھی عموم مجاز کے طریقے پر نسبتِ سکنی کے عموم کی وجہ سے حنث عام ہے جمع بین الحقیقت والمجاز کے طریقہ پر عموم حنث نہیں ہوگا۔

تیسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ "**عبدی حر یوم یقدم فلان**" میں یوم سے مطلق وقت مراد ہے کیونکہ لفظ یوم جب فعل غیر ممتد کی طرف مضاف ہوتا ہے تو اس سے مطلق وقت مراد ہوتا ہے اور جب فعل ممتد کی طرف مضاف ہوتا ہے تو اس سے بیاضِ نہار (دن) مراد ہوتا ہے فعل غیر ممتد کی مثال جیسے دخول خروج اور قدوم اور فعل ممتد کی مثال جیسے صوم اور رکوب پس یہاں چونکہ لفظ یوم فعل غیر ممتد یعنی قدوم کی طرف مضاف ہے اس لئے یہاں مطلق وقت مراد ہے، لہٰذا اگر وہ دن کو آئے گا تب بھی غلام آزاد ہوگا رات کو آئے گا تب بھی غلام آزاد ہوگا اور دونوں صورتوں میں حالف کا حانث ہونا یعنی غلام کا آزاد ہونا اس عموم مجاز کی وجہ سے ہوگا جمع بین الحقیقت والمجاز کی وجہ سے نہ ہوگا اور جب ایسا ہے تو جمع بین الحقیقت والمجاز کا اعتراض وارد نہ ہوگا۔

0313 6357911 Kamranqadri@gmail.com

﴿الورقة الثالثة فی اصول الفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ..... وَعَلٰی هٰذَا قُلْنَا اِذَاقَالَ لِاِمْرَاَتِهٖ اَنْتِ طَالِقٌ اَوْطَلَّقْتُكِ اَوْيَاطَالِقُ يَقَعُ الطَّلَاقُ نَوٰی بِهِ الطَّلَاقَ اَوْ لَمْ يَنْوِ، وَكَذَالَوْ قَالَ لِعَبْدِهٖ اَنْتَ حُرٌّ اَوْ حَرَّرْتُكَ اَوْيَاحُرُّ، وَعَلٰی هٰذَا قُلْنَا اِنَّ الْتَّيَمُّمَ يُفِيْدُ الطَّهَارَةَ لِاَنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰی وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ" صَرِيْحٌ فِیْ حُصُوْلِ الطَّهَارَةِ بِهٖ، وَلِلشَّافِعِیِّ "فِيْهِ قَوْلَانِ اَحَدُهُمَا اَنَّهٗ

طَهَارَةً ضَرُوْرِيَّةً وَالْاٰخَرُ اَنَّهٗ لَيْسَ بِطَهَارَةٍ بَلْ هُوَ سَاتِرٌ لِلْحَدَثِ.....۔(ص۳۵۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔صریح اور کنایہ میں سے ہر ایک کی تعریف کریں،مثال دیں اور حکم بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں(۱)عبارت پر اعراب(۲)عبارت کا ترجمہ(۳)صریح و کنایہ کی تعریف،مثال،حکم

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔**كما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور صریح کے اسی حکم کی بناء پر ہم (احناف) نے کہا کہ کسی خاوند نے اپنی بیوی سے کہا ''تو طلاق والی ہے'' یا ''میں نے تجھے طلاق دی'' یا ''اے طلاق والی'' تو طلاق واقع ہو جائے گی خواہ خاوند نے اس لفظ سے طلاق کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور اسی طرح کسی نے اپنے غلام سے کہا ''تو آزاد ہے'' یا ''میں نے تجھے آزاد کیا'' یا ''اے آزاد'' تو آزاد ہو جائے گا خواہ آزادی کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور صریح کے اس حکم کی بناء پر ہم (احناف) نے کہا کہ بیشک تیمّم طہارۃ کا فائدہ دیتا ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان **"ولٰكن يريد ليطهركم"** صریح ہے،تیمّم کے ذریعے طہارۃ کے حاصل ہونے میں اور امام شافعیؒ کے تیمّم میں دو قول ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ تیمّم طہارۃ ضرور یہ ہے اور دوسرا یہ کہ تیمّم طہارۃ ہی نہیں بلکہ وہ حدث کو چھپانے والا ہے۔

③ صریح و کنایہ کی تعریف،مثال و حکم:۔ صریح:اسکا لغوی معنی ہوتا ہے ظاہر اور واضح اور اصطلاحی معنی یہ ہے کہ صریح ہر وہ لفظ جس کی مراد ظاہر اور واضح ہو مخفی نہ ہو جیسے **"بِعْتُ ، اِشْتَرَيْتُ حَرَّرْتُكَ"** اور صریح کا حکم یہ ہے کہ اپنے معنی کے ثبوت کو واجب کرتا ہے جس طریقے سے بھی ہو خواہ خبر کے طریقے سے ہو جیسے **"طلقتكِ"** یا نعت کے طریقے سے ہو جیسے **"انت طالق"** یا نداء کے طریقے سے ہو جیسے **"يا طالق"**۔نیز اس میں نیت کی طرف بھی احتیاج نہیں ہوتی،بغیر نیت اس کا معنی ثابت ہوتا ہے۔

کنایہ: کنایہ ہر وہ لفظ ہے جس کی مراد مستتر ہو تعدد احتمال کی وجہ سے اور اس کی مثال مجاز متعارف ہے اور مشہور ہونے سے پہلے جیسے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا **"لاتبيعوا الصاع"** اس حدیث میں صاع سے مراد وہ شئی ہے جو صاع میں ہو گویا ظرف بول کر مظروف مراد لینا کنایہ کی مثال ہے اور اسکا حکم یہ ہے کہ جو لفظ بولا گیا ہے اسکا حکم اس وقت ثابت ہوگا جب نیت پائی جائیگی یا کوئی ایسا قرینہ یا حال پایا جائے جس سے دوسرا معنی مراد لینا منتفی ہو جائے اور کسی ایک جانب کو ترجیح حاصل ہو جائے۔

الشق الثانی.....**ثُمَّ الْاَدَاءُ نَوْعَانِ: كَامِلٌ وَ قَاصِرٌ، فَالْكَامِلُ مِثْلُ اَدَاءِ الصَّلَاةِ فِیْ وَقْتِهَا بِالْجَمَاعَةِ وَ الطَّوَافِ مُتَوَضِّاً وَ تَسْلِيْمِ الْمَبِيْعِ سَلِيْمًا كَمَا اِقْتَضَاهُ الْعَقْدُ اِلَى الْمُشْتَرِیْ وَ تَسْلِيْمِ الْغَاصِبِ الْعَيْنَ الْمَغْصُوْبَةَ كَمَا غَصَبَهَا ۔ (فصل: الواجب بحكم الامر نوعان)**

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔اداء و قضاء کی تعریف و اقسام مع مثال لکھیں اور ہر ایک کے حکم کی وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ اداء و قضاء کی تعریف و اقسام مع امثلہ و حکم۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔**كما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ پھر اداء کی دو اقسام ہیں: کامل و قاصر۔پس کامل جیسے نماز کو اسکے وقت میں جماعت کے ساتھ اداء کرنا ہے اور باوضوء ہونے کی حالت میں طواف کرنا ہے اور عیب سے سالم مبیع کو مشتری کے سپرد کرنا ہے جیسا کہ عقد نے اس کا تقاضا کیا ہے اور غاصب کا مغصوبہ چیز اسی حالت میں (مالک کے) سپرد کرنا ہے جیسا کہ اس نے غصب کی تھی۔

③ اداء و قضاء کی تعریف و اقسام مع امثلہ اور حکم:۔**اداء : هو عبارة عن تسليم عين الواجب الى مستحقه** کہ اداء عینِ واجب کو اسکے مستحق اور حقدار کو سپرد کرنا ہے یعنی امر سے جو چیز واجب ہوئی بعینہ وہی چیز ادا کرنا اداء ہے۔

پھر اداء کی دو قسمیں ہیں(۱) **اداءِ کامل** (۲) **اداءِ قاصر**۔ **"اداءِ کامل"** یہ ہے کہ مامور بہ کو اس طریقہ سے ادا کرنا جس طریقہ پر وہ مشروع ہے جیسے نماز کو اس کے وقت میں جماعت کے ساتھ اداء کرنا اور باوضوء ہو کر طواف کرنا،اس نوع کا حکم یہ ہے کہ مامور بہ اداءِ کامل کی صورت میں مامور بہ کے ادا کرنے کی ذمہ داری سے سبکدوش ہوگا،اس کے ذمہ کوئی فریضہ باقی نہ رہے گا۔

"اداءِ قـــاصـــر" یہ ہے کہ مامور بہ کے عین کو ایسے نقصان سے اداء کرنا جو نقصان اس کی صفت میں ہو، ذات میں نہ ہو جیسے تعدیلِ ارکان کے بغیر نماز ادا کرنا اور بے وضوء طواف کرنا، اس نوع کا حکم یہ ہے کہ اگر مثل کے ذریعہ نقصان کی تلافی ممکن ہو تو تلافی کردی جائیگی اور اگر نقصان کی تلافی ممکن نہ ہو تو نقصان کا حکم ساقط ہو جائیگا اور نقصان کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔

قضاء: هو عبارة عن تسليم مثل الواجب الى مستحقه یعنی مثلِ واجب کو اسکے مستحق وحقدار کی طرف سپرد کرنا قضاء ہے پھر اس کی بھی کامل وقاصر دو قسمیں ہیں، واجب فی الذمہ کا مثل صوری ومعنوی سپرد کرنا قضاءِ کامل ہے جیسے گندم غصب کر کے ھلاک کردی اور اسکے بدلہ میں دوسری گندم دیتا ہے تو یہ گندم ہلاک شدہ گندم کی مثلِ صوری ومعنوی ہے اور اگر واجب فی الذمہ کا مثل صوری نہ ہو صرف مثلِ معنوی ہو تو اس کو سپرد کرنا قضاءِ قاصر ہے مثلاً کسی ہلاک شدہ چیز کی قیمت سپرد کرنا، ان دونوں قسموں کا حکم یہ ہے کہ اگر ہلاک شدہ واجب کا مثل صوری ومعنوی موجود ہے تو وہ ادا کیا جائے اور اگر صرف مثلِ معنوی ہے تو اس کا اداء کرنا لازم ہے اور اگر اس کا کوئی مثل نہ ہو تو قضاء ساقط ہے اور گناہ ہوگا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل .....وَالدَّلِيْلُ عَلٰى اَنَّ كَلِمَةَ "مَا" عَامَّةٌ مَاذَكَرَهُ مُحَمَّدٌ اِذَا قَالَ الْمَوْلٰى لِجَارِيَتِهٖ اِنْ كَانَ مَافِيْ بَطْنِكِ غُلَامًا فَاَنْتِ حُرَّةٌ فَوَلَدَتْ غُلَامًا وَجَارِيَةً لَاتَعْتِقُ، وَبِمِثْلِهٖ نَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى "فَاقْرَؤُا مَاتَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ" فَاِنَّهٗ عَامٌّ فِيْ جَمِيْعِ مَاتَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ، وَمِنْ ضَرُوْرَتِهٖ عَدَمُ تَوَقُّفِ الْجَوَازِ عَلٰى قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ وَجَاءَ فِي الْخَبَرِ اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَاصَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ..... ۔(ص۱۲۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، عبارت میں مذکور آیت اور حدیث کے تعارض کو مصنفؒ کے انداز میں رفع کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) آیت وحدیث سے رفع تعارض۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فى السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور دلیل اس بات پر کہ کلمہ "مـــا" عام ہے وہ ہے جس کو امام محمدؒ نے ذکر کیا ہے کہ جب مولیٰ نے اپنی باندی سے کہا اگر تیرے پیٹ میں جو کچھ بھی ہے وہ اگر لڑکا ہے تو تو آزاد ہے پس اس باندی نے لڑکا اور لڑکی دونوں جنے تو وہ آزاد نہیں ہوگی اور اسی کی مثل ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قول "فـــاقـــرء وا الـخ" میں کلمہ "ما" عام ہے یہ تمام قرآن کو شامل ہے جو کچھ آسانی سے پڑھا جاسکے اور اس کے لئے لازم ہے کہ نماز کا جائز ہونا سورۂ فاتحہ کی قراءت پر موقوف نہ ہو اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

③ آیت وحدیث سے رفع تعارض:۔ مصنفؒ نے فرمایا کہ تعارض کی صورت میں قرآن اور حدیث دونوں پر عمل کرنا ممکن ہے اور اس طرح کرنے سے کتاب اللہ کے حکم میں کچھ تغیر واقع نہیں ہوگا اور اس کی صورت یہ ہے کہ حدیث نفیِ کمال پر محمول ہے مطلب یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز کامل نہیں ہوگی اور کتاب اللہ سے مراد مطلق قراءت ہے خواہ سورۂ فاتحہ ہو یا اسکے علاوہ ہو اسی طرح چھوٹی سورت ہو یا بڑی سورۃ ہو یہ فرض ہے اور حدیث کی وجہ سے سورۂ فاتحہ کی قراءت واجب ہے۔

الشق الثانی .....وَعَلٰى هٰذَا لَايَجِبُ قَضَاءُ الصَّلٰوةِ فِي الْاَوْقَاتِ الْمَكْرُوْهَةِ لِاَنَّهٗ لَمَّا وَجَبَ مُطْلَقًا وَجَبَ كَامِلًا فَلَايَخْرُجُ عَنِ الْعُهْدَةِ بِاَدَاءِ النَّاقِصِ فَيَجُوْزُ الْعَصْرُ عِنْدَ الْاِحْمِرَارِ اَدَاءً وَلَايَجُوْزُ قَضَاءً، وَعَنِ الْكَرْخِيِّ اَنَّ مُوْجَبَ الْاَمْرِ الْمُطْلَقِ اَلْوُجُوْبُ عَلَى الْفَوْرِ، وَالْخِلَافُ مَعَهٗ فِي الْوُجُوْبِ، وَلَاخِلَافَ فِيْ اَنَّ الْمُسَارَعَةَ اِلَى الْاِيْتِمَارِ مَنْدُوْبٌ اِلَيْهَا.....(ص۶۹۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، امر مطلق عن الوقت کی تعریف کریں اور حکم بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ امر مطلق عن الوقت کی تعریف اور حکم۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فى السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور اس اصول کی بناء پر (مطلق عن الوقت) ہے کہ اوقاتِ مکروھہ میں نماز کی قضاء جائز نہیں ہوتی اس لئے کہ جب وہ واجب ہوتی ہے تو وہ کامل ہو کر واجب ہوتی ہے پس وہ آدمی ناقص نماز کی ادائیگی کے ساتھ فرض کی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوگا لہٰذا عصر کی وقتی نماز سورج کی سرخی کے وقت اداءً جائز ہوگی نہ کہ قضاءً اور امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مطلق امر کا موجب فوری وجوب ہے اور امام کرخیؒ کے ساتھ جمہور کا اختلاف صرف فوری وجوب میں ہے اور اسمیں کوئی اختلاف نہیں کہ امر کو پورا کرنے میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

③ امر مطلق عن الوقت کی تعریف اور حکم:۔ امر مطلق عن الوقت وہ مامور بہ ہے کہ شریعت کی جانب سے اس کی ادائیگی کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہ ہو یعنی مامور بہ کی ادائیگی کسی وقت کے ساتھ اس طرح مقید نہ ہو کہ جب وقت نکل جائے تو مامور بہ اداء فوت ہو جائے اور قضاء کہلائے بلکہ اس مامور بہ کو جب بھی ادا کیا جائے وہ ادا ہی کہلائے قضاء نہ کہلائے جیسے زکوٰۃ، عشر، صدقۃ الفطر، نذر مطلق، کفارات، حج وغیرہ۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ..... ثُمَّ إِذَا تُرُجِّحَ بَعْضُ وُجُوهِ الْمُشْتَرَكِ بِغَالِبِ الرَّأْيِ يَصِيرُ مُؤَوَّلًا وَحُكْمُ الْمُؤَوَّلِ وُجُوبُ الْعَمَلِ بِهِ مَعَ احْتِمَالِ الْخَطَإِ فِي الْحُكْمِيَّاتِ مَا قُلْنَا إِذَا أَطْلَقَ الثَّمَنَ فِي الْبَيْعِ كَانَ عَلَى غَالِبِ نَقْدِ الْبَلَدِ وَذٰلِكَ بِطَرِيقِ التَّاوِيلِ وَلَوْ كَانَتِ النُّقُودُ مُخْتَلِفَةً فَسَدَ الْبَيْعُ لِمَا ذَكَرْنَا۔ (ص۲۲۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگائیں۔ مؤوّل کی تعریف وحکم بیان کریں۔ نقود کے مختلف ہونے کی صورت میں بیع کے فاسد ہونے کی وجہ بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل تین امور ہیں ① عبارت پر اعراب ② مؤوّل کی تعریف وحکم مع مثال ③ نقود کے مختلف ہونے کی صورت میں بیع کے فاسد ہونے کی وجہ۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② مؤوّل کی تعریف وحکم:۔ جب مشترک کے متعدد معانی میں سے کسی ایک معنی کو دلیلِ ظنی یعنی خبر واحد یا قیاس یا کسی دوسرے قرینہ سے ترجیح دیدی جائے تو وہ مشترک مؤول ہو جاتا ہے، مؤول کا حکم یہ ہے کہ غلطی کے احتمال کے ساتھ اس پر عمل کرنا واجب ہے کیونکہ یہ احتمال موجود ہے کہ مجتہد نے تاویل کے ذریعے کسی معنی کو ترجیح دینے میں غلطی کی ہو اس لئے غلطی وخطاء کے احتمال کے ساتھ اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے عقدِ بیع میں ثمن کو مطلق رکھا مثلاً کہا کہ میں یہ گھڑی دس درہم میں بیچتا ہوں اور شہر میں مختلف دراہم چلتے ہیں تو اس کے قول میں دس درہم کو غالبِ نقدِ بلد پر محمول کریں گے اور یہ غالب نقدِ بلد کا متعین ہونا بطریقِ تاویل ہے اور اگر شہر میں مختلف مالیت والے دراہم چلتے ہیں اور وہ سب رواج میں برابر ومساوی ہیں تو پھر یہ بیع فاسد ہو جائے گی کیونکہ رواج کے غالب نہ ہونے کی وجہ سے ترجیح ممکن نہیں ہے۔

③ نقود کے مختلف ہونے کی صورت میں بیع کے فاسد ہونے کی وجہ:۔ اگر شہر میں رائج دراہم مالیت میں مختلف ہوں یعنی ثلاثی، رباعی و خماسی ہوں اور رواج میں سب مساوی ہوں تو بیع فاسد ہو جائیگی اسلئے کہ اگر تمام اقسام کے دراہم مراد لیں تو عموم مشترک کی خرابی لازم آئیگی جو کہ باطل ہے اور کسی ایک قسم کو ترجیح بھی نہیں دے سکتے کیونکہ مرجح موجود نہیں ہے اور ترجیح بلا مرجح باطل ہے۔

الشق الثانی ..... وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى "وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ" مُطْلَقٌ فِيْ مُسَمَّى الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ فَلَا يُزَادُ عَلَيْهِ شَرْطُ الْوُضُوْءِ بِالْخَبَرِ بَلْ يُعْمَلُ بِهٖ عَلٰى وَجْهٍ لَا يَتَغَيَّرُ بِهٖ حُكْمُ الْكِتَابِ بِاَنْ يَكُوْنَ مُطْلَقُ الطَّوَافِ فَرْضًا بِحُكْمِ الْكِتَابِ وَالْوُضُوْءُ وَاجِبًا بِحُكْمِ الْخَبَرِ، فَيُجْبَرُ النُّقْصَانُ اللَّازِمُ بِتَرْكِ الْوُضُوْءِ الْوَاجِبِ بِالدَّمِ۔ (ص۱۷)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں، ماءِ زعفران کی موجودگی میں تیمّم کے جواز یا عدم جواز کو دلیل سے واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) ماءِ زعفران کی موجودگی میں تیمّم کا حکم۔

جواب ..... ① عبارت پراعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اسی طرح اللہ رب العزت کا قول "**ولیطّوّفوا بالبیت العتیق**" مطلق ہے طواف بالبیت کے مسمی میں ،لہٰذا اس پر خبر کی وجہ سے وضوء کی شرط کا اضافہ نہیں کیا جائے گا بلکہ اس پر اس انداز سے عمل کیا جائے گا جس سے کتاب اللہ کا حکم نہ بدلے اور اس کی صورت یہ ہے کہ کتاب کے حکم سے مطلق طواف فرض ہو اور خبر کے حکم سے وضوء واجب ہو، تو وضوءِ واجب ترک کرنے سے جو نقصان لازم ہو اس کا ازالہ کیا جائے ''دم'' سے۔

③ عبارت کی تشریح:۔ حنفیہ وشوافع میں طواف کیلئے وضو کے فرض ہونے میں اختلاف ہے: امام شافعیؒ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث "**الطواف حول البیت مثل الصلاۃ الا انکم تتکلمون فیہ**" کی وجہ سے طواف کے لئے وضو کو فرض کہتے ہیں۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ آیت مذکورہ تسمیۂ طواف میں مطلق ہے، اب اگر خبرِ واحد سے طہارت کو فرض قرار دیا جائے تو خبرِ واحد کے ذریعے کتاب اللہ کا نسخ لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں کیونکہ اس میں کتاب اللہ کا حکم معتبر ہے، لہٰذا مطلق طواف کو فرض کہا جائے گا کتاب اللہ کے حکم کی وجہ سے اور وضو کو واجب کہا جائے گا خبرِ واحد کے حکم کی وجہ سے۔ لہٰذا اگر بحالتِ طواف وضو کو ترک کریگا تو ترکِ واجب سے جو نقصان لازم آیا ہے اسکی تلافی دم سے کی جائے گی۔

④ ماءِ زعفران کی موجودگی میں تیمّم کا حکم:۔ ماءِ زعفران کی موجودگی میں تیمّم کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ تیمّم کے جواز کی شرط ماءِ مطلق کی عدم موجودگی ہے اور ماءِ زعفران ماءِ مطلق ہی ہے اس لئے کہ اس کو ماءِ زعفران کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ابھی پانی ہی ہے اگر وہ پانی نہ ہوتا تو اس کو ماءِ زعفران نہ کہا جاتا۔

﴿الورقة الثالثة فی اصول الفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ..... **ثُمَّ الْمَجَازُ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَؒ خَلْفٌ عَنِ الْحَقِیْقَةِ فِیْ حَقِّ اللَّفْظِ وَعِنْدَهُمَا خَلْفٌ عَنِ الْحَقِیْقَةِ فِیْ حَقِّ الْحُکْمِ حَتّٰی لَوْکَانَتِ الْحَقِیْقَةُ مُمْکِنَةً فِیْ نَفْسِهَا اِلَّااَنَّهٗ اِمْتَنَعَ الْعَمَلُ بِهَا لِمَانِعٍ یُصَارُ اِلَی الْمَجَازِ، وَاِلَّا صَارَ الْکَلَامُ لَغْوًا،وَعِنْدَهٗ یُصَارُ اِلَی الْمَجَازِ وَاِنْ لَّمْ تَکُنِ الْحَقِیْقَةُ مُمْکِنَةً فِیْ نَفْسِهَا، مِثَالُهٗ اِذَا قَالَ لِعَبْدِهٖ وَهُوَاَکْبَرُ سِنًّا مِنْهُ هٰذَااِبْنِیْ**..... (ص۳۰۔امدادیہ)

عبارت پراعراب لگائیں، ترجمہ کریں، اختلاف کو سامنے رکھتے ہوئے مثال کی وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پراعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مثال کی وضاحت۔

جواب ..... ① عبارت پراعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ پھر مجاز امام ابوحنیفہؒ کے ہاں حقیقت کا خلیفہ ہے لفظ کے حق میں اور صاحبینؒ کے ہاں مجاز حقیقت کا خلیفہ ہے حکم کے حق میں، لہٰذا ان حضرات کے ہاں اگر حقیقت ممکن ہو لیکن کسی مانع کی وجہ سے اس پر عمل ممتنع ہو تو مجاز کی طرف پھیرا جائے گا ورنہ تو کلام لغو ہو جائے گا اور امام ابوحنیفہؒ کے ہاں مجاز کی طرف صیرورت ہوگی اگرچہ حقیقت "**فی نفسها**" ممکن نہ ہو۔ مثلاً جب کوئی شخص اپنے سے بڑی عمر کے غلام سے کہہ دے "**هٰذا ابنی**"۔

③ مثال کی وضاحت:۔ مثال کا حاصل یہ ہے کہ کسی نے اپنے سے بڑے غلام کو کہا "**هذا ابنی**" تو صاحبینؒ کے نزدیک یہ محال اور ناممکن ہے کہ کسی کا بیٹا اس سے بڑا ہو اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ اس کلام کو مجاز کی طرف نہیں پھیریں گے یہ کلام لغو ہو جائے گا اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کلام کو مجاز کی طرف پھیرا جائے گا اور غلام آزاد ہو جائے گا۔

الشق الثانی ..... **وَمِثَالُهٗ اِذَا قَالَ لِفُلَانٍ عَلَیَّ قَفِیْزُ حِنْطَةٍ بِقَفِیْزِ الْبَلَدِ اَوْ اَلْفٌ مِنْ نَقْدِ الْبَلَدِ فَاِنَّهٗ یَکُوْنُ بَیَانُ تَقْرِیْرٍ، لِاَنَّ الْمُطْلَقَ کَانَ مَحْمُوْلًا عَلٰی قَفِیْزِ الْبَلَدِ وَنَقْدِهٖ مَعَ اِحْتِمَالِ اِرَادَةِ الْغَیْرِ فَاِذَا بَیَّنَ ذٰلِكَ فَقَدْ قَرَّرَهٗ بِبَیَانِهٖ وَکَذٰلِكَ لَوْقَالَ لِفُلَانٍ عِنْدِیْ اَلْفٌ وَدِیْعَةٌ فَاِنَّ کَلِمَةَ "عِنْدِیْ" کَانَتْ بِاِطْلَاقِهَا تُفِیْدُ الْاَمَانَةَ مَعَ**

اِحْتِمَالِ اِرَادَةِ الْغَيْرِ، فَاِذَا قَالَ "وَدِيْعَةٌ" فَقَدْ قَرَّرَ حُكْمَ الظَّاهِرِ بِبَيَانِهٖ۔

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، بیانِ تقریر کی تعریف کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) بیانِ تقریر کی تعریف۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور اس کی مثال یہ ہے کہ جب کوئی شخص کہے "فلاں کا مجھ پر ایک قفیز گندم ہے، شہر کے قفیز سے" اور یا یوں کہے کہ "فلاں کا مجھ پر ایک ہزار ہے شہر کے سکّہ سے" تو یہ بیانِ تقریر ہے، اس لئے کہ مطلق محمول تھا شہر کے قفیز پر اور شہر کے سکّہ پر غیر کے احتمال کے ساتھ تو جب اس کو اپنے بیان سے واضح کر دیا تو یہ بیانِ تقریر ہے اور اسی طرح اگر کوئی شخص کہہ دے کہ "فلاں کا میرے پاس ہزار (درھم) ہے امانۃً، اس لئے کہ "عندی" کا لفظ اپنے اطلاق کے اعتبار سے امانت کا فائدہ دے رہا تھا غیر کے احتمال کے ساتھ، تو جب کہا کہ وہ "امانۃً" ہے تو اس نے اپنے بیان سے ظاہر کے حکم کی تقریر کی۔

③ بیانِ تقریر کی تعریف:۔ بیان تقریر یہ ہے کہ لفظ کا معنیٰ ظاہر ہو مگر اس میں غیر کا احتمال بھی موجود ہو تو متکلم از خود اپنی وہی ظاہری مراد بیان کر دے پس اس بیان کے ذریعہ ظاہر کا حکم پختہ ہو جاتا ہے جیسا کہ ترجمہ میں مثال سے واضح ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ..... **ثم الحقيقة انواع ثلاثة متعذرة ومهجورة ومستعملة۔** (ص ۲۷۔ امدادیہ)

حقیقت کی انواع ثلاثہ کی تعریف ذکر کر کے حقیقت متعذرہ اور مہجورہ کے درمیان فرق مثالوں کے ذریعہ بیان کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) حقیقت کی انواعِ ثلاثہ کی تعریف (۲) حقیقت متعذرہ اور مہجورہ میں فرق۔

جواب ..... ① حقیقت کی انواعِ ثلاثہ کی تعریف:۔

حقیقتِ مستعملہ: وہ حقیقت ہے جسکی طرف بغیر مشقت کے رسائی ممکن ہو اور لوگوں نے اس پر عمل کو ترک بھی نہ کیا ہو۔

حقیقتِ متعذرہ: وہ حقیقت ہے جس کی طرف بغیر مشقت کے رسائی و عمل ممکن نہ ہو جیسے عینِ شجر کو کھانا۔

حقیقتِ مہجورہ: وہ حقیقت ہے جس پر عمل کو لوگوں نے ترک کر دیا ہو اگرچہ اس پر عمل آسان ہو جیسے وضعِ قدم۔

② حقیقتِ متعذرہ اور مہجورہ کے درمیان فرق مع امثلہ:۔ حقیقتِ متعذرہ پر عمل کرنا مشکل ہوتا ہے اس وجہ سے اس کا استعمال ترک کر دیا گیا ہوتا ہے جیسے عینِ شجر کو کھانا متعذر و مشکل ہے اس لئے لوگوں نے اس پر عمل کو ترک کر دیا ہے۔ لہٰذا "**واللّٰه لا اكل من هذه الشجرة**" کی قسم کھانے والا عینِ شجرہ کو کھانے سے حانث نہ ہوگا، حقیقتِ مہجورہ پر عمل کرنا مشکل نہیں ہوتا بلکہ انتہائی آسان ہوتا ہے مگر لوگوں نے اس پر عمل کو ترک کر دیا ہوتا ہے جیسے وضعِ قدم (ننگے پاؤں رکھنا) انتہائی آسان عمل ہے مگر لوگوں نے اس کو ترک کر دیا ہے لہٰذا "**واللّٰه لا اضع قدمی فی دار فلان**" کی قسم کھانے والا ننگے پاؤں داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا۔

الشق الثانی ..... **وَاَمَّا الْقَضَاءُ فَنَوْعَانِ كَامِلٌ وَقَاصِرٌ..... وَالْاَصْلُ فِي الْقَضَاءِ الْكَامِلِ وَعَلٰى هٰذَا قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ اِذَا غَصَبَ مِثْلِيًّا فَهَلَكَ فِيْ يَدِهٖ وَانْقَطَعَ ذٰلِكَ عَنْ اَيْدِي النَّاسِ ضَمِنَ قِيْمَتَهٗ يَوْمَ الْخُصُوْمَةِ لِاَنَّ الْعِجْزَ عَنْ تَسْلِيْمِ الْمِثْلِ الْكَامِلِ اِنَّمَا يَظْهَرُ عِنْدَ الْخُصُوْمَةِ فَاَمَّا قَبْلَ الْخُصُوْمَةِ فَلَا لِتَصَوُّرِ حُصُوْلِ الْمِثْلِ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ۔** (ص ۸۳۔ امدادیہ)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

عبارت پر اعراب لگائیں۔ عبارت کا مطلب وضاحت کیساتھ تحریر کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا مطلب۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا مطلب:۔ مصنفؒ قضاء کی دو قسمیں بیان فرما کر کہتے ہیں کہ قضاء میں قضاءِ کامل اصل ہے یعنی وجوبِ ضمان میں اصل یہ ہے کہ ہلاک کردہ چیز کی ضمان ایسی چیز کے ذریعہ ادا کیا جائے جو ہلاک شدہ کے صورۃً بھی مماثل ہو اور معنیً بھی مماثل ہو،

کیونکہ اس میں مستحق کے حق کی پوری پوری رعایت موجود ہے۔ قضاء میں چونکہ قضاءِ کامل اصل ہے اور قضاء قاصر کی طرف اس وقت رجوع کیا جائے گا جب قضاء کامل سے عاجز ہو جائے گا۔ اسی لئے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی نے کسی مثلی چیز کو غصب کر کے اس کو ہلاک کر ڈالا اور وہ مثلی چیز لوگوں کے ہاتھوں سے منقطع ہوگئی یعنی اس چیز کا بازار میں دستیاب ہونا ختم ہو گیا تو غاصب اُس کی اُس قیمت کا ضامن ہوگا جو قیمت یومِ خصومت میں ہے، یعنی جس دن غاصب کا یہ مقدمہ قاضی کی عدالت میں پیش ہوا اور قاضی نے اس پر فیصلہ دیا اس دن کی قیمت واجب ہوگی۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ مثلِ کامل سپرد کرنے سے غاصب کا عاجز ہونا اس وقت ظاہر ہوگا جب قاضی کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوگا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل .....**لٰكن للاستدراك بعد النفي فيكون موجبه اثبات مابعده فاما نفي ماقبله فثابت بدليله والعطف بهذه الكلمة انما يتحقق عند اتساق الكلام فان كان الكلام متسقا يتعلق النفي بالاثبات الذى بعده والافهو مستانف ۔ مثاله ماذكره محمد فى الجامع اذا قال لفلان على الف قرض فقال فلان لا ولكنه غصب لزمه المال لان الكلام متسق فظهر ان النفي كان فى السبب دون نفس المال۔** (ص۱۰۹۔امدادیہ)

استدراک کا مفہوم واضح کر کے مذکورہ عبارت کی دلنشین تشریح کیجئے۔ کلام کے متسق ہونے کا مطلب بیان کریں، استدراک کیلئے لٰکن کی تین مثالیں تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) استدراک کا مفہوم (۲) عبارت کی تشریح (۳) کلامِ متسق کا مطلب (۴) لٰکن کی امثلہ۔

جواب ..... ① استدراک کا مفہوم:۔ لوگوں کے ذہن میں کلامِ سابق سے پیدا شدہ وہم کو دور کرنا استدراک ہے جیسے "**ماجاء نی زید لكن عمرو**" زید و عمرو دونوں دوست ہیں، ہر وقت اکٹھے رہتے ہیں تو متکلم نے جب یہ کہا کہ "**ماجاء نی زید**" تو مخاطب کے ذہن میں وہم پیدا ہوا کہ عمرو بھی نہیں آیا ہوگا تو متکلم نے "**لٰكن عمرو**" کہہ کر اس وہم کو دور کر دیا کہ عمرو آیا ہے۔

② عبارت کی تشریح:۔ "**لكن**" کے عطف والے معنی میں ہونے کے لئے ارتباط شرط ہے اور یہ دو باتوں کے ساتھ ہوتا ہے ایک یہ کہ کلام کے بعض اجزاء بعض کے ساتھ متصل ہوں اور دوسرا یہ کہ "**لكن**" کا مابعد اسکے ماقبل کے منافی نہ ہو یعنی جو ثابت کیا جائے بعینہٖ اسکی نفی نہ کی جائے بلکہ نفی ایک شئ کی طرف اور اثبات دوسری شئ کی طرف راجع ہو۔ اگر ان دونوں شرطوں میں سے ایک بھی فوت ہو جائے تو یہ عاطفہ نہ ہوگا بلکہ مستانفہ ہو جائے گا۔ اسکی مثال یہ ہے کہ کسی شخص نے کہا اس کے مجھ پر ہزار روپیہ بطور قرض کے ہیں اور مقر لہ نے جواب میں کہا "**لا ولكنه غصب**" تو اس پر مال یعنی ہزار لازم ہوں گے کیونکہ "**لٰكن**" ملا کر کہا ہے اسلئے یہ قول صحیح ہوگا اور مقر لہ کا شروع میں "**لا**" کہہ دینا مقِر کے اقرار کا رد نہ ہوگا بلکہ اس سبب کا انکار ہوگا جو مقِر نے بیان کیا ہے یعنی قرض اور پھر کلمۂ استدراک کے بعد جو کہا وہ دوسرے سبب یعنی غصب کا بیان ہے اس لئے نفی و اثبات علیحدہ علیحدہ سبب پر وارد ہوئے ہیں نہ کہ نفسِ مال پر۔

③ کلام کے متسق ہونے کا مطلب:۔ کلام کے متسق ہونے کیلئے دو شرطیں ہیں: ① یہ کہ کلام کا ایک حصہ دوسرے حصہ کے ساتھ متصل اور مرتبط ہو۔ ② یہ کہ اثبات کا محل اور نفی کا محل مختلف ہو جیسے **جاء نی زیدٌ لكن عمروٌ لم يأتِ** اس مثال میں اثباتِ مجئی کا محل زید ہے اور نفی کا محل عمرو ہے۔ کلام میں اتساق پایا گیا لہٰذا یہ عطف درست ہے۔

④ لٰكن کی امثلہ:۔ ① **ما رأيت زيدًا لٰكن عمرًا** ② **جاء نی زيدٌ لٰكن عمروٌ لم يأت** ③ **ما اكلت نخلًا لٰكن عنبًا**

0313 6357913 maktabazaryan.blogspot.com

﴿الورقة الثالثة فى اصول الفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل .....**وَقُلْنَا كَذٰلِكَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى "وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ" اَنَّهٗ يُوْجِبُ حُرْمَةَ مَتْرُوْكِ التَّسْمِيَةِ عَامِدًا وَجَاءَ فِى الْخَبَرِ اَنَّهٗ عليه السلام سُئِلَ عَنْ مَتْرُوْكِ التَّسْمِيَةِ عَامِدًا فَقَالَ كُلُوْهُ فَاِنَّ**

تَسْمِيَةَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ قَلْبِ كُلِّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ فَلَا يُمْكِنُ التَّوْفِيْقُ بَيْنَهُمَا لِاَنَّهٗ لَوْثَبَتَ الْحِلُّ بِتَرْكِهَا عَامِدًا لَثَبَتَ الْحِلُّ بِتَرْكِهَا نَاسِيًا فَحِيْنَئِذٍ يَرْتَفِعُ حُكْمُ الْكِتَابِ فَيُتْرَكُ الْخَبَرُ۔ (ص۱۳۔امدادیہ)

عبارت پراعراب لگائیے، مکمل تشریح کیجئے اور یہ بتائیے کہ عبارت میں مذکورہ مسئلہ کس اصل پر متفرع ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) عبارت پراعراب (۲) عبارت کی تشریح (۳) اصل متفرعہ کی نشاندہی۔

جواب ..... ① عبارت پراعراب:۔ **كمامرّ فى السوال آنفا۔**

② عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں کتاب اللہ اور خبرِ واحد میں تقابل ومقابلہ کی مثال ذکر کی جارہی ہے، مثال کو سمجھنے سے قبل مسئلہ ذہن نشین کرلیں کہ ذبیحہ متروک التسمیہ عامداً احناف کے نزدیک حرام ہے اور متروک التسمیہ ناسیاً حلال ہے جبکہ امام شافعیؒ کے نزدیک ذبیحہ متروک التسمیہ مطلقاً حلال ہے خواہ عمداً ہو یا نسیاناً ہو۔ امام شافعیؒ کی دلیل وہ خبرِ واحد ہے جس میں آپ ﷺ سے ذبیحہ متروک التسمیہ عامداً کے بارے میں صراحتاً پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "**كلوه فان تسمية الله تعالٰى فى قلب كل امرء مسلم**" (کہ اس کو کھاؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا نام ہر مسلمان کے دل میں ہوتا ہے) پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذبیحہ متروک التسمیہ عامداً حلال ہے، جب ذبیحہ متروک التسمیہ عامداً حلال ہے تو ناسیاً بطریقِ اولیٰ حلال ہوگا۔

احناف کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے "**ولا تأكلوا ممّا لم يذكر اسم الله عليه**" (کہ اس جانور کو نہ کھاؤ جس پر بوقتِ ذبح تسمیہ نہ پڑھا گیا ہے) اس آیت میں "مَا" کلمۂ عام ہے اور اس کا عموم تقاضا کرتا ہے کہ ذبیحہ متروک التسمیہ عامداً حرام ہو۔

اب اس مثال کو سمجھیں کہ یہاں پر کتاب اللہ کے عام اور خبرِ واحد میں تعارض وتقابل ہوگیا ہے کتاب اللہ کا عام تقاضا کرتا ہے کہ ذبیحہ متروک التسمیہ عامداً حرام ہے اور خبرِ واحد تقاضا کرتی ہے کہ ذبیحہ متروک التسمیہ عامداً حلال ہے، ان دونوں میں تطبیق کی بھی کوئی صورت نہیں ہے کیونکہ اگر ہم خبرِ واحد پر عمل کریں اور متروک التسمیہ عامداً کو حلال قرار دیں تو متروک التسمیہ ناسیاً بطریقِ اولیٰ حلال ہوگا (کیونکہ عمد کی نسبت بندہ کی طرف ہوتی ہے جبکہ نسیان کی نسبت اللہ کی طرف ہوتی ہے) تو اس صورت میں کتاب اللہ کے حکم کا بالکلیہ مرتفع ومنسوخ ہونا لازم آئے گا اور یہ خبرِ واحد کے ذریعہ جائز نہیں ہے لہٰذا ہم کتاب اللہ کے عام پر عمل کرینگے اور خبرِ واحد کو چھوڑ دینگے۔

③ اصل متفرعہ کی نشاندہی:۔ احناف کے نزدیک کتاب اللہ کے عام غیر مخصوص منہ البعض سے ثابت شدہ حکم پر قطعی طور پر عمل کرنا واجب ہے گویا کہ وہ حجتِ قطعیہ بھی ہے اور مفیدِ عمل بھی ہے جبکہ شوافع کے نزدیک عام غیر مخصوص منہ البعض واجب العمل ہے مگر قطعی طور پر نہیں، گویا ان کے نزدیک یہ مفیدِ عمل ہے مگر حجتِ قطعیہ نہیں ہے۔

اسی اصل پر تفریع قائم کرتے ہوئے مصنفؒ نے متعدد مثالیں پیش کی ہیں اور یہ مسئلہ بھی اسی اصل پر متفرع ہے۔

الشق الثاني..... ثُمَّ الْحَقِيْقَةُ مَعَ الْمَجَازِ لَايَجْتَمِعَانِ اِرَادَةً مِنْ لَفْظٍ وَاحِدٍ فِيْ حَالَةٍ وَاحِدَةٍ وَلِهٰذَا قُلْنَا لَمَّا اُرِيْدَ مَا يَدْخُلُ فِي الصَّاعِ بِقَوْلِهٖ عليه السلام لَاتَبِيْعُوْا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ وَلَا الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ سَقَطَ اِعْتِبَارُ نَفْسِ الصَّاعِ حَتّٰى جَازَ بَيْعُ الْوَاحِدِ مِنْهُ بِالْاِثْنَيْنِ۔ (ص۲۴۔امدادیہ)

عبارت پراعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ مسئلہ کی واضح تشریح کیجئے اور یہ بتائیے کہ حقیقت اور مجاز کا اجتماع کیوں جائز نہیں؟ وجہ لکھئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا حاصل چار امور ہیں (۱) عبارت پراعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مسئلہ کی تشریح (۴) حقیقت ومجاز میں اجتماع جائز نہ ہونے کی وجہ۔

0313 6357913 maktabazakariya@gmail.com

جواب ..... ① عبارت پراعراب:۔ **كمامرّ فى السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ پھر حقیقت اور مجاز دونوں ایک ہی لفظ سے ایک ہی وقت میں مراد ہو کر جمع نہیں ہوتے اور اسی وجہ سے ہم نے کہا کہ جب نبی ﷺ کے فرمان "**لاتبيعوا الدرهم بالدرهمين ولا الصاع بالصاعين**" (کہ تم نہ بیچو ایک درہم کو دو درہموں کے بدلے میں اور نہ ایک صاع کو دو صاع کے بدلے میں) سے وہ چیز مراد ہو چکی جو صاع میں داخل ہوتی ہے تو نفسِ صاع کا اعتبار ساقط ہوگیا حتیٰ کہ ایک صاع کو دو صاع کے بدلے میں بیچنا جائز ہوگا۔

③ مسئلہ کی تشریح:۔ احناف کے نزدیک ایک لفظ سے ایک ہی وقت میں معنی حقیقی ومعنی مجازی دونوں کو مراد لینا جائز نہیں ہے جبکہ شوافع کے نزدیک ایک لفظ سے ایک ہی وقت میں معنی حقیقی ومعنی مجازی دونوں کو مراد لینا جائز ہے۔

اس اختلاف پر تفریع قائم کرتے ہوئے بطورِ تائید اس عبارت میں مصنفؒ نے ایک حدیث ذکر کی ہے، حدیث میں آتا ہے "لاتبیعوا الدرهم بالدرهمین ولا الصاع بالصاعین" (کہ ایک درہم کو دو درہم کے عوض اور ایک صاع کو دو صاع کے عوض فروخت نہ کرو) صاع کا حقیقی معنی برتن وظرف ہے اور مجازی معنی مظروف اور "مایدخل فی الصاع" (وہ چیز جو صاع میں داخل وموجود ہے) ہے جب اس حدیث میں بالاتفاق معنی مجازی مراد لیا جاچکا ہے تو اب معنی حقیقی مراد لینا جائز نہیں ہے وگرنہ جمع بین الحقیقت والمجاز کی خرابی لازم آئے گی، لہٰذا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ صاع میں موجود غلہ وغیرہ کے ایک صاع کو دو صاع کے عوض نہ بیچو وگرنہ سود لازم آئے گا، پس جب اس کا حقیقی معنی مراد نہیں ہوسکتا تو ایک نفسِ صاع (پیمانہ) کو دو نفسِ صاع کے عوض بیچنا جائز ہوگا۔

④ حقیقت ومجاز میں اجتماع جائز نہ ہونے کی وجہ:۔ احناف کی طرف سے حقیقت ومجاز میں جمع جائز نہ ہونے کی دلیل اور وجہ یہ ہے کہ حقیقت اس چیز کو کہتے ہیں جو اپنے محل میں ثابت ومستقر ہو اور مجاز اُسے کہتے ہیں جو اپنے محل سے تجاوز کر جائے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ہی چیز ایک وقت میں اپنے محل میں ثابت ومستقر بھی ہو اور متجاوز بھی ہو، لامحالہ ان میں سے ایک چیز ہوسکتی ہے، یہ ایسے ہے جیسے ایک کپڑا لابس (پہننے والا) کے جسم پر مِلکاً بھی ہو اور عاریۃً بھی ہو جیسے یہ محال ہے اسی طرح جمع بین الحقیقت والمجاز بھی محال ہے۔ (خیر الحواشی)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل .....ثم للتراخی لکنه عند ابی حنیفة یفید التراخی فی اللفظ والحکم وعندهما یفید التراخی فی الحکم.

"تراخی" کا مطلب بیان کریں۔ امام صاحبؒ اور صاحبینؒ کا اختلاف مثال کے ذریعہ واضح کیجئے۔ (ص ۱۰۶۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) "تراخی" کا مطلب (۲) امام صاحب وصاحبینؒ کے اختلاف کی وضاحت

جواب ..... ① "تراخی" کا مطلب:۔ معطوف کو معطوف علیہ کے ساتھ حکم میں شریک کرنا تاخیر ومہلت کے ساتھ جیسے "جاء نی زید ثم بکر" اس کا مطلب یہ ہے کہ آنے والے حکم میں بکر بھی زید کے ساتھ شریک ہے مگر بکر کا آنا زید کے متصل یا فوراً بعد نہیں ہے بلکہ کچھ تاخیر ومہلت کے ساتھ ہے۔

② امام صاحبؒ وصاحبینؒ کے اختلاف کی وضاحت مع مثال:۔ اس بارے میں احناف کے ائمہ ثلاثہؒ متفق ہیں کہ "ثم" تراخی کیلئے آتا ہے مگر اس بارے میں اختلاف ہے کہ لفظ وحکم دونوں میں تراخی کا فائدہ دیتا ہے یا صرف حکم میں تراخی کا فائدہ دیتا ہے، لفظ میں تراخی کا مطلب یہ ہے کہ متکلم نے پہلے معطوف علیہ کا تکلم کیا پھر کچھ وقفہ وسکوت کے بعد معطوف کا تکلم کیا اور حکم میں تراخی کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکم پہلے معطوف علیہ کے لئے ثابت ہوگا پھر کچھ وقفہ وتاخیر کے بعد معطوف کے لئے ثابت ہوگا۔

امام صاحبؒ کے نزدیک "ثم" لفظ وحکم دونوں میں تراخی کا فائدہ دیتا ہے جبکہ صاحبینؒ کے نزدیک صرف حکم میں تراخی کا فائدہ دیتا ہے، لفظ میں تراخی کا فائدہ نہیں دیتا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ شوہر نے اپنی مدخول بہا بیوی سے کہا "ان دخلت الدار فانت طالق ثم طالق ثم طالق" تو امام صاحبؒ کے نزدیک دوسری وتیسری طلاق فی الحال (فوراً) واقع ہوجائیں گی اور پہلی طلاق شرط کے ساتھ معلق ہوجائے گی اس لئے کہ امام صاحبؒ کے نزدیک "ثم" تراخی فی التکلم کا بھی فائدہ دیتا ہے، گویا شوہر نے یوں کہا "ان دخلت الدار فانت طالق" پھر کچھ وقفہ کے بعد "ثم طالق" اور پھر کچھ وقفہ کے بعد "ثم طالق" کہا تو دوسری وتیسری طلاق تراخی فی التکلم کی وجہ سے شرط کے ساتھ معلق نہ ہوگی بلکہ وہ فی الحال واقع ہوجائیں گی اور پہلی طلاق شرط کے ساتھ معلق ہوگی پھر اگر عدت کے اندر شرط پائی گئی تو وہ طلاق بھی واقع ہوجائیگی، وگرنہ نہیں۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک "ثم" تراخی فی التکلم کا فائدہ نہیں دیتا لہٰذا یوں سمجھیں گے کہ اس نے تینوں طلاقوں کا اکٹھے تکلم کیا ہے پس اس صورت میں تینوں طلاقیں شرط کے ساتھ معلق ہوں گی اور جب شرط پائی جائے گی تو تینوں طلاقیں حکم میں تراخی کی وجہ سے یکے بعد دیگرے کچھ تاخیر کے ساتھ واقع ہوجائیں گی۔

الشق الثانی .....وَاَمَّا بَیَانُ التَّغْیِیْرِ فَهُوَ اَنْ یَّتَغَیَّرَ بِبَیَانِهٖ مَعْنٰی کَلَامِهٖ وَنَظِیْرُهُ اَلتَّعْلِیْقُ وَالْاِسْتِثْنَاءُ،

وَقَدِ اخْتَلَفَ الْفُقَهَاءُ فِي الْفَصْلَيْنِ فَقَالَ اَصْحَابُنَا "اَلْمَعَلَّقُ بِالشَّرْطِ سَبَبٌ عِنْدَ وُجُوْدِ الشَّرْطِ لَاقَبْلَهٗ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ" اَلتَّعْلِيْقُ سَبَبٌ فِي الْحَالِ اِلَّا اَنَّ عَدَمَ الشَّرْطِ مَانِعٌ مِنْ حُكْمِهٖ، وَفَائِدَةُ الْخِلَافِ تَظْهَرُ فِيْمَااِذَاقَالَ لِاَجْنَبِيَّةٍ اِنْ تَزَوَّجْتُكِ فَاَنْتِ طَالِقٌ.....(ص۱۲۹۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، بیان تغیر کی تعریف کریں، مثال دیں اور حکم بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ بیانِ تغیر کی تعریف، مثال وحکم۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ بیان تغیر یہ ہے کہ متکلم کے بیان کے ساتھ اسکے کلام کا معنی تبدیل ہوجائے اور بیانِ تغیر کی مثال تعلیق واستثناء ہے اور فقہاء نے ان دونوں صورتوں میں اختلاف کیا ہے پس ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ معلق بالشرط شرط پائے جانے کے وقت سبب بنتا ہے، نہ کہ شرط پائے جانے سے پہلے اور امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ تعلیق فی الحال سبب ہوتا ہے لیکن شرط کا نہ پایا جانا حکم سے مانع ہوجاتا ہے اور اختلاف کا ثمرہ اس صورت میں ظاہر ہوگا جب کوئی آدمی اجنبیہ عورت سے کہے اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو تو طلاق والی ہے۔

③ بیانِ تغیر کی تعریف، مثال اور حکم:۔ ''بیان التغیر ان یتغیّر ببیانہ معنی کلامہ'' (بیانِ تغیر یہ ہے کہ متکلم اپنے بیان کے ذریعہ اپنے کلام معنی تبدیل کردے) یعنی متکلم اپنے بیان کے ذریعہ اپنے کلام کو اس کے ظاہری معنی سے معنی بعید کی طرف پھیر دے جیسے ''انت طالق ان دخلت الدار'' اس مثال میں ''انت طالق'' کی وجہ سے فی الفور طلاق واقع ہورہی تھی مگر متکلم نے ''ان دخلت الدار'' کہہ کر طلاق کو دخولِ دار کے ساتھ معلق کردیا، اب جب تک دخولِ دار متحقق نہیں ہوگا اس وقت تک طلاق واقع نہ ہوگی تو اس مثال میں ''ان دخلت الدار'' بیانِ تغیر ہے۔ اسی طرح کسی آدمی نے ''لہ علیّ الف ودیعۃ'' کہا تو ''ودیعۃ'' کا لفظ بیانِ تغیر ہے اس لئے کہ ''لہ علیّ الف'' سے قرض یعنی وجوب ثابت ہوتا ہے کیونکہ کلمہ ''علیّ'' الزام اور وجوب کے لئے آتا ہے تو متکلم نے اس کے بعد ''ودیعۃ'' کہہ کر اپنی کلام کو قرض یعنی الزام ووجوب والے ظاہری معنی سے امانت والے معنی کی طرف تبدیل کردیا ہے۔

بیانِ تغیر کا حکم یہ ہے کہ یہ موصولاً یعنی اگر سابقہ کلام سے لفظاً متصل ہو پھر تو معتبر ہے اور مفصولاً درست نہیں ہے اور اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے اور موصولاً معتبر ہونے اور مفصولاً معتبر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بیانِ تغیر رجوع کی طرح ہے اور سابقہ کلام سے رجوع متصلاً تو درست ہوتا ہے لیکن مفصولاً درست نہیں ہوتا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ..... ''اجماع'' کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کیجئے، اجماع کی چار قسمیں کون سی ہیں؟ تمام اقسام کی وضاحت کرتے ہوئے ہر ایک کا حکم تحریر کیجئے۔ ''مصالح مرسلہ'' کسے کہتے ہیں؟ مثال سے واضح کیجئے۔ مصالح مرسلہ کے معتبر ہونے کی شرائط لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) اجماع کی لغوی واصطلاحی تعریف (۲) اجماع کی اقسام اربعہ کی وضاحت مع الحکم (۳) مصالح مرسلہ کی تعریف ومثال (۴) مصالح مرسلہ پر عمل کی شرائط۔ (ص۱۵۰۔امدادیہ)

جواب ..... ① اجماع کی لغوی واصطلاحی تعریف:۔ اجماع کا لغوی معنی عزم کرنا واتفاق کرنا ہے اور اصطلاح میں "**ھو اتفاق المجتھدین الصالحین من امۃ محمد بعد وفاتہ فی عصر من العصور علی حکم شرعی**" (امتِ محمدیہ ﷺ کے صالح مجتہدین علماء کا آپ ﷺ کی وفات کے بعد کسی بھی زمانہ میں کسی حکم شرعی پر اتفاق کرلینا) ہے۔

② اجماع کی اقسام اربعہ کی وضاحت مع الحکم:۔ اجماع کی چار اقسام ہیں: ① تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا صراحت کے ساتھ کسی واقعہ کے حکم پر اجماع کرنا، خواہ وہ قولی اجماع ہو مثلاً کہیں "**اجمعنا علی کذا**" یا عملی اجماع ہو یعنی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کسی کام کو عملی طور پر کریں جیسے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بیعت کرنا۔

اجماع کی یہ قسم کتاب اللہ کی طرح قطعی ہوتی ہے، واجب العمل ومفید یقین بھی ہوتی ہے اور اس کا منکر کافر ہے لہٰذا خلافتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر کافر ہے کیونکہ اس کا ثبوت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صراحۃً اجماع سے ہوا ہے۔

② کسی واقعہ کے حکم پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع کرنا، بایں طور کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس مسئلہ کی تصریح کریں اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمانہ تأمل گزرنے کے باوجود اس کی تردید سے خاموش رہیں جیسے ایک مجلس کی تین طلاقوں کے وقوع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکی صراحت کی تھی اور بقیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر خاموشی اختیار کی تھی کسی نے اس کو رد نہیں کیا تھا۔

اجماع کی یہ قسم حدیثِ متواتر کی طرح قطعی یعنی واجب العمل بھی ہوتی ہے اور مفیدِ یقین بھی، مگر اسکا منکر کافر نہیں ہے۔

③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد والے مجتہدین کا کسی ایسے مسئلہ میں اجماع کرنا جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کوئی قول منقول نہ ہو جیسے استصناع کا مسئلہ یعنی کوئی چیز آرڈر تیار کروانا بایں طور کہ اس کی تمام صفات ذکر کرتے ہوئے ریٹ بھی طے کر لینا، یہ عمل قیاساً معدوم چیز کی بیع ہونے کی وجہ سے باطل ہونا چاہیے مگر تابعین رحمہم اللہ کے اجماع کی وجہ سے یہ عمل جائز ہے۔

اجماع کی یہ قسم خبرِ مشہور کی طرح علمِ طمانینت کا فائدہ دیتی ہے اس پر عمل کرنا واجب ہے اور اسکا منکر خبرِ مشہور کے منکر کی طرح بدعتی ہے۔

④ کسی مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوالِ متعددہ میں سے کسی ایک قول پر بعد والے علماءِ مجتہدین کا اتفاق کر لینا، مثلاً ام ولد کی بیع کے جواز وعدمِ جواز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف تھا مگر بعد میں تابعین رحمہم اللہ نے اس کے عدمِ جواز پر اتفاق کر لیا تھا۔

اجماع کی یہ قسم خبرِ واحد صحیح کی طرح واجب العمل ہوتی ہے مگر یہ نہ علمِ قطعی کا فائدہ دیتی ہے اور نہ ہی علمِ طمانینت کا فائدہ دیتی ہے بلکہ صرف ظنِ غالب کا فائدہ دیتی ہے۔

③ مصالح مرسلہ کی تعریف ومثال:۔ مصالح مرسلہ وہ مصلحتیں ہیں جو شریعت کے عمومی مزاج سے مطابقت رکھتی ہوں لیکن متعین طور پر اُن کے معتبر ہونے یا معتبر نہ ہونے کا نص میں ذکر نہ ہو جیسے موجودہ کرنسی سکّے، جیل وقید خانے، زمین کی خرید وفروخت کے معاملات میں رجسٹری کا نظام، ٹریفک کے اصول وضوابط، دفاعی ٹیکسوں کا نفاذ وغیرہ یہ سب ایسی مصلحتیں ہیں جو شریعت کے عمومی مزاج کے مطابق ہیں کیونکہ شریعت نے کسی دوسرے کو دھوکہ دینے سے اور جرائم وغیرہ سے منع کیا ہے۔ اور مذکورہ احکام اسی لئے مقرر کئے گئے ہیں لیکن واضح طور پر شریعت میں ان کے معتبر ہونے یا معتبر نہ ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

④ مصالح مرسلہ پر عمل کی شرائط:۔ حنفیہ کے نزدیک مصالح مرسلہ پر عمل کے لئے چار شرطیں ہیں: ① وہ مصلحت معقول ہو یعنی اُس کو طبیعتِ سلیمہ قبول کرتی ہو ② وہ مصلحت عملاً پائی جاتی ہو محض موہوم نہ ہو ③ وہ مصلحت عام ہو کسی خاص شخص کی مصلحت ملحوظ نہ ہو ④ شریعت میں اُس کے معتبر ہونے یا معتبر نہ ہونے کا صراحتاً ذکر نہ ہو۔

الشق الثانی ..... استحسان کسے کہتے ہیں؟ استحسان بالنص اور استحسان بالاجماع کی تعریف کر کے مثالوں سے واضح کریں۔ سدِ ذرائع کی تعریف اور اسکے درجات مع حکم تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) استحسان، استحسان بالنص اور استحسان بالاجماع کی تعریف مع مثال (۲) سدِ ذرائع کی تعریف اور اسکے درجات وحکم۔

جواب ..... **① استحسان، استحسان بالنص اور استحسان بالاجماع کی تعریف مع مثال:۔** استحسان: کسی قوی دلیل کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دینا یعنی باوجود علت کے پائے جانے کے نص یا اجماع یا عُرف یا ضرورت یا مصلحت یا قیاسِ خفی کی وجہ سے حکم جاری نہ ہونا مثلاً قیاس کی وجہ سے بیع سلم جائز نہیں کیونکہ یہ معدوم چیز کی بیع ہے مگر استحساناً بیع سلم جائز ہے۔

استحسان بالنص: کسی مسئلہ میں نص کی وجہ سے قیاس کے مقتضیٰ کے خلاف عمل کیا جائے اور قیاس کو نظر انداز کر دیا جائے جیسے کسی روزے دار کا بھول کر کھا پی لینا۔ قیاس یہ چاہتا تھا کہ روزہ فاسد ہو جائے۔ مگر ہم حدیث کی بناء پر قیاس کو رد کرتے ہیں اور روزے کی صحت کا حکم لگاتے ہیں۔

استحسان بالاجماع: کسی مسئلہ پر قیاس کے مقتضیٰ کے خلاف اجماع ہو جائے جیسے سامان کی تیاری سے پہلے ہی کاریگر سے اسکی خریداری کا معاملہ کرنا، قیاس کی رو سے یہ عقد فاسد ہونا چاہیے تھا کیونکہ محلِ عقد معدوم ہے مگر اسکی صحت پر اجماع ہو چکا ہے اور ہر دور میں اس پر عمل رہا ہے یہاں قیاس کو چھوڑ کر اجماع پر عمل کیا جاتا ہے۔

② سدِ ذرائع کی تعریف اور اسکے درجات وحکم: ان جائز افعال سے روکنا ومنع کرنا جو شریعت کے ممنوع کئے ہوئے افعال کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ سدِ ذرائع کے چار درجات واقسام ہیں ① وہ کام یقینی طور پر فساد کا ذریعہ بنے، جیسے کسی کے دروازے کے آگے کنواں کھودنا ② اس کام کے فساد کا ذریعہ بننے کا غالب گمان ہو، جیسے شراب بنانے والے کو انگور کا رس فروخت کرنا، ظنِ غالب یہی ہے کہ وہ اسکی شراب بنائے گا۔ یہ دونوں ذرائع بالکل ناجائز وممنوع ہیں۔ ③ اس کام کے فساد کا ذریعہ بننے کا محض وہم ہو اور کبھی کبھی اتفاقاً اس سے فساد پیدا ہو بھی جاتا ہو، جیسے کسی نامناسب جگہ پر کنواں کھودنا کہ اس میں کسی کا گرنا یا ڈوبنا موہوم بات ہے۔ یہ ذریعہ جائز ہے۔

④ وہ کام بکثرت فساد کا ذریعہ بنتا ہو، حالانکہ اصل میں وہ کام جائز ومشروع ہو، جیسے نکاحِ حلالہ ومرضِ موت میں طلاق دینا۔ حنفیہ کے نزدیک یہ صورت قصد وارادہ پر موقوف ہے، اگر کسی حرام فعل کیلئے حیلہ کرنا مقصود ہو تو ناجائز ہے، وگرنہ جائز ہے اور مالکیہ کے نزدیک یہ ذریعہ وصورت بھی ناجائز ہی ہے۔

﴿الورقة الثالثة فی اصول الفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل .....وَ اَمَّا الْعَامُ الَّذِیْ خُصَّ عَنْهُ الْبَعْضُ فَحُكْمُهٗ اَنَّهٗ یَجِبُ الْعَمَلُ بِهٖ فِی الْبَاقِیْ مَعَ الْاِحْتِمَالِ فَاِذَا قَامَ الدَّلِیْلُ عَلٰی تَخْصِیْصِ الْبَاقِیْ یَجُوْزُ تَخْصِیْصُهٗ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ وَالْقِیَاسِ اِلٰی اَنْ یَبْقَی الثَّلَاثُ وَبَعْدَ ذٰلِكَ لَایَجُوْزُ تَخْصِیْصُهٗ فَیَجِبُ الْعَمَلُ بِهٖ۔ (ص۱۴۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگائیے، عبارت کی واضح تشریح کیجئے اور یہ بتائیے کہ تین کے بعد تخصیص کیوں جائز نہیں ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی تشریح (۳) تین کے بعد تخصیص کے جائز نہ ہونے کی وجہ۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کی تشریح:۔ عام کی دو قسمیں ہیں ① عام غیر مخصوص منہ البعض ② عام مخصوص منہ البعض۔

اس عبارت میں مصنفؒ عام مخصوص منہ البعض کا حکم بیان کررہے ہیں، تعریف کے ساتھ حکم ملاحظہ کریں۔

عام مخصوص منہ البعض وہ عام ہے جس کے حکم میں سے اسکے بعض افراد کو دلیلِ قطعی کے ذریعہ خاص کیا گیا ہو اس کا حکم یہ ہے کہ باقی بچنے والے افراد میں تخصیص کے احتمال کے ساتھ اس عام پر عمل کرنا واجب ہے یعنی اس احتمال کے ساتھ کہ شاید باقی افراد بھی کسی دلیلِ خصوص کے تحت داخل ہو کر حکمِ عام سے خارج ہو جائیں تو اس احتمال کی بناء پر عام مخصوص منہ البعض باقی بچنے والے افراد میں ظنی ہو جائے گا لہٰذا اب اگر کوئی دلیل شرعی مثلاً خبرِ واحد یا قیاس باقی افراد میں سے کسی فرد کی تخصیص پر قائم ہو جائے تو اس کو بھی عام کے حکم سے خاص کرلیا جائیگا اور بقیہ افراد پر عمل کرنا واجب ہوگا اور یہ تخصیص چلتی رہے گی یہاں تک کہ جب عام کے تحت صرف تین افراد باقی رہ جائینگے تو پھر ان میں تخصیص جائز نہ ہوگی بلکہ ان تین افراد کیلئے اس عام کے حکم پر قطعی طور پر عمل کرنا واجب ہوگا۔

③ تین کے بعد تخصیص کے جائز نہ ہونے کی وجہ:۔ اگر عام مخصوص منہ البعض میں تین افراد باقی رہ جانے کے بعد بھی تخصیص جائز ہو تو پھر عام عام نہیں رہے گا بلکہ خبرِ واحد یا قیاس کے ذریعہ اسکے عموم کا نسخ لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں ہے لہٰذا عام مخصوص منہ البعض کے تحت تین افراد کے باقی رہ جانے کی صورت میں قطعی طور پر عمل کرنا واجب ہوگا اس میں مزید تخصیص جائز نہ ہوگی۔

الشق الثانی .....فالظاهر اسم لكل كلام ظهر المراد به للسامع بنفس السماع من غير تأمّل، والنص ماسيق الكلام لاجله و مثاله فی قوله تعالى: احل الله البيع وحرم الربوا۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ عبارت کی تشریح کر کے ظاہر ونص کا حکم بھی تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ عبارت کی تشریح ④ ظاہر ونص کا حکم۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ ظاہر وہ کلام ہے جس کو سنتے ہی غور وفکر کے بغیر اس کی مراد سامع کو معلوم ہو جائے۔ اور نص وہ ہے جس کی وجہ سے کلام چلائی گئی ہو جیسے **احلّ اللّٰہ البیع وحرّم الربوا** (اللہ تعالی نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے)

③ عبارت کی تشریح وظاہر ونص کا حکم:۔ اس عبارت میں ظاہر ونص کی تعریف ومثال ذکر کی گئی ہے۔

ظاہر وہ کلام ہے جس کو سنتے ہی سامع کو اس کلام کا مطلب معلوم ہو جائے یعنی محض صیغہ سے کلام کی مراد سامع کے سامنے ظاہر ہو جائے اور سامع مراد کے سمجھنے میں طلب اور تامل کا محتاج نہ ہو بشرطیکہ سامع اہل زبان ہو اور اس کا حکم یہ ہے کہ متکلم کی کلام سے جو معنی ظاہر ہوتا ہے اس پر قطعی اور یقینی طور پر عمل کرنا واجب ہے۔

نص وہ کلام ہے جس میں ظاہر سے زیادہ وضاحت ہو مگر یہ وضاحت نفس صیغہ میں نہیں ہوتی بلکہ متکلم اس کلام کو اس معنی ومفہوم کیلئے لاتا ہے اور اسکا حکم یہ ہے کہ جو معنی نص سے واضح ہو اس پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے لیکن مجاز کے ضمن میں تاویل کا احتمال بھی باقی رہتا ہے۔

جیسے **جاء نی القوم** کہا جائے تو یہ کلام قوم کی آمد کو بیان کرنے کے سلسلے میں نص ہے کیونکہ کلام کو اسی مقصد کیلئے لایا گیا ہے اور جب **رأیت فلانا حین جاء نی القوم** کہا جائے تو یہ کلام فلاں کی رؤیت میں نص اور قوم کی آمد کے سلسلہ میں ظاہر ہے کیونکہ کلام اس مقصد کیلئے نہیں لائی گئی، پس اس کلام سے متکلم کا مقصود فلاں کی رؤیت کو بیان کرنا ہے، نہ کہ قوم کی آمد کو۔ (قوت الاخیار ج ا ص ۳۶۴)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ..... **حتّی للغایة کَاِلٰی، فاذا کان ما قبلها قابلا للامتداد و ما بعدها یصلح غایة له کانت الکلمة عاملة بحقیقتها مثاله ما قال محمدؒ اذا قال: عبدی حرٌّ اِنْ لم اضربْكَ حتّی یشفع فلانٌ او حتّی تصیح او حتّی تشتکی بین یدی او حتّی یدخل اللیل، کانت الکلمة عاملة بحقیقتها۔**

عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں۔ مصنفؒ نے مذکورہ مثالوں کی جو **علت لانّ الضرب بالتکرار یحتمل الامتداد و شفاعة فلان و امثالها تصلح غایة للضرب** بیان کی ہے اسکی وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کی تشریح ③ مذکورہ علت کی وضاحت

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ کلمۂ "حتّی" کلمۂ "اِلٰی" کی طرح غایت کیلئے آتا ہے۔ پس اگر اس کا ماقبل امتداد کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور اس کا مابعد اس امتداد کی غایت بننے کی صلاحیت رکھتا ہو تو کلمۂ حتّی اپنی حقیقت کے ساتھ عامل ہوگا۔ اسکی مثال وہ ہے جو امام محمدؒ نے ذکر کی ہے: کہ جب مولی نے کہا میرا غلام آزاد ہے اگر میں تجھے نہ ماروں یہاں تک کہ فلاں سفارش کرے، یا یہاں تک کہ تو چیخے وچلّائے یا یہاں تک کہ تو میرے سامنے شکایت کرے یا یہاں تک کہ رات داخل ہو جائے۔ تو کلمۂ حتّی اپنی حقیقت کے ساتھ عامل ہوگا۔

② عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں حتّی کا معنی اور اسکو ذکر کرنے کا مقصد بیان کیا جارہا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ کلمۂ "حتّی" کلمۂ "اِلٰی" کی طرح غایت یعنی کسی چیز کی انتہاء کو ذکر کرنے کیلئے آتا ہے۔ البتہ اسکی دو شرطیں ہیں: ① اس کا ماقبل امتداد کو قبول کرتا ہو یعنی اس سے پہلے ایسی چیز ہو جو حتّی کے مابعد تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتی ہو ② اس کا مابعد اس امتداد کی غایت بننے کی صلاحیت رکھتا ہو یعنی اسکے بعد ایسی چیز ہو جو حتّی کے ماقبل والی چیز کے حکم کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ جب یہ شرطیں پائی جائیں گی تو کلمۂ حتّی اپنے حقیقی معنی (غایت) میں عمل کرے گا۔ اسکی مثال امام محمدؒ نے ذکر کی ہے کہ جب مولی نے کہا: **عبدی حرٌّ اِنْ لم اضربْكَ حتّی یشفع فلانٌ** (میرا غلام آزاد ہے اگر میں تجھے نہ ماروں یہاں تک کہ فلاں سفارش کرے) یا کہا **عبدی حرٌّ اِنْ لم اضربْكَ حتّی تصیح** (میرا غلام آزاد ہے اگر میں تجھے نہ ماروں یہاں تک کہ تو چیخے وچلّائے) یا کہا **عبدی حرٌّ اِنْ لم اضربْكَ حتّی تشتکی بین یدی** (میرا غلام آزاد ہے اگر میں تجھے نہ ماروں یہاں تک کہ تو میرے سامنے شکایت کرے) یا کہا **عبدی حرٌّ اِنْ لم اضربْكَ حتّی یدخل اللیل** (میرا غلام آزاد ہے اگر میں تجھے نہ ماروں یہاں تک کہ رات داخل ہو جائے) ان تمام مثالوں میں کلمۂ حتّی اپنے حقیقی معنی یعنی غایت کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔

③ مذکورہ علت کی وضاحت:۔ مصنفؒ نے مذکورہ مثالوں کی علت اور وجہ یہ بیان کی کہ ان مثالوں میں حتّٰی کا ماقبل یعنی بار بار مارنا امتداد کا احتمال رکھتا ہے اور حتّٰی کا مابعد (یعنی فلاں کا سفارش کرنا، مضروب کا چیخنا وچلّانا، مضروب کا خلاصی کی درخواست کرنا یا رات کا داخل ہونا) یہ سب چیزیں ضرب کی غایت بننے کی صلاحیت رکھتی ہیں، اسلئے کہ عموماً لوگ ان چیزوں کی وجہ سے مار پیٹ سے رُک جاتے ہیں۔ لہٰذا ان تمام مثالوں میں شرائط وعلت پائی جانے کی وجہ سے کلمۂ حتّٰی اپنے حقیقی معنی (غایت) میں عمل کررہا ہے۔

الشق الثانی.....**ولایتأتی علی هذا فصل تکرار العبادات فان ذلك لم یثبت بالأمر بل بتکرار اسبابها التی یثبت بها الوجوب والامر لطلب اداء ما وجب فی الذمة بسبب سابق لا لاثبات اصل الوجوب وهذا بمنزلة قول الرجل أدِّ ثمن البیع وأدّ نفقة الزوجة.** (ص ۶۷۔ امدادیہ)

مذکورہ عبارت سوال مقدر کا جواب ہے، سوال اور جواب دونوں کو مکمل وضاحت کے ساتھ تحریر کیجئے۔

جواب.....مذکورہ جواب وسوالِ مقدر کی وضاحت:۔ جواب کی وضاحت سے قبل سوال کو ذہن نشین کرلیں۔ سوال کی تقریر یہ ہے کہ آپ نے کہا کہ امر بالفعل تکرار کا تقاضا نہیں کرتا حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اس لئے کہ "**اقیموا الصلوٰة**" امر کی وجہ سے ایک نماز نہیں بلکہ روزانہ پانچ اور زندگی بھر میں ہزاروں نمازیں لازم وفرض ہیں اسی طرح "**اٰتوا الزکوٰة**" کی وجہ سے ایک مرتبہ نہیں بلکہ ہر سال زکوٰۃ فرض ہے، اسی طرح "**فمن شهد منکم الشهر فلیصمه**" کی وجہ سے ایک سال نہیں بلکہ ہر سال رمضان کے روزے فرض ہیں۔ الغرض امر بالفعل تکرار کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ اگر امر تکرار کا تقاضا نہ کرتا تو عبادات میں تکرار نہ ہوتا۔

جواب کا حاصل یہ ہے کہ امر کے تکرار کے بغیر عبادات کے تکرار کی وجہ امر کا تکرار کا تقاضا نہیں ہے بلکہ عبادات میں تکرار اسباب میں تکرار کی وجہ سے ہے کہ عبادات کا سبب مکرر پایا جارہا ہے کہ نماز کا سبب وقت، زکوٰۃ کا سبب نصاب اور روزہ کا سبب ماہِ رمضان میں تکرار ہے اسی وجہ سے عبادات میں تکرار ہے الغرض امر کی وجہ سے عبادات میں تکرار نہیں ہے بلکہ اسباب کے تکرار کی وجہ سے عبادات میں تکرار ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل.....**النهی نوعان: نهی عن الافعال الحسّیّة کالزنا وشرب الخمر و الظلم ونهی عن التّصرفات الشّرعیّة کالنهی عن الصوم فی یوم النحر والصلوٰة فی الاوقات المکروهة وبیع الدرهم بالدرهمین و حکم النوع الاول ان یکون المنهی عنه هو عین ما ورد علیه النهی فیکون عینه قبیحا فلایکون مشروعا اصلًا.**

عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں۔ نہی کی نوعِ ثانی کا حکم وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کی تشریح ③ نہی کی نوعِ ثانی کا حکم۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ نہی کی دو اقسام ہیں: (پہلی قسم) افعالِ حسیہ سے نہی ہے جیسے زنا، شراب پینا، جھوٹ بولنا اور ظلم کرنا۔ (دوسری قسم) تصرفاتِ شرعیہ سے نہی ہے جیسے قربانی کے دن روزہ رکھنے سے نہی، اوقاتِ مکروہہ میں نماز پڑھنے سے نہی اور ایک درہم کی بیع دو درہم کے ساتھ کرنے سے نہی۔ پہلی قسم کا حکم یہ ہے کہ منہی عنہ اس چیز کا عین ہوگا جس پر نہی وارد ہوئی ہے، پس اس کا عین قبیح ہوگا اور وہ بالکل ہی مشروع نہ ہوگا۔

② عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں نہی کی اقسام ذکر کی گئی ہیں، چنانچہ فرمایا کہ نہی کی دو اقسام ہیں: پہلی قسم افعالِ حسیہ سے نہی ہے یعنی اُن افعال سے نہی جن کی ذات میں ہی قباحت ہو، جیسے زنا کرنا، شراب پینا، جھوٹ بولنا اور ظلم کرنا۔ دوسری قسم تصرفاتِ شرعیہ سے نہی ہے یعنی اُن افعال سے نہی جن کی ذات میں کوئی قباحت نہ ہو البتہ شریعت نے ان کاموں سے روک دیا ہو، جیسے قربانی کے دن روزہ رکھنا، اوقاتِ مکروہہ میں نماز پڑھنا اور ایک درہم کی بیع دو درہم کے ساتھ کرنا۔ بذاتہ روزہ رکھنے، نماز پڑھنے اور بیع کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے مگر خارجی عوارض کی وجہ سے شریعت نے ان کاموں سے بھی منع کردیا کہ قربانی کے دن روزہ نہ رکھیں، اوقاتِ مکروہہ میں نماز نہ پڑھیں اور ایک درہم کی بیع دو درہم کے ساتھ نہ کریں۔

پہلی قسم یعنی افعالِ حسیہ سے نہی کا حکم یہ ہے کہ منہی عنہ اس چیز کا عین ہوگا جس پر نہی وارد ہوئی ہے، پس اس کا عین ہی قبیح ہوگا

اسکو قبیح لعینہ کہتے ہیں۔اور جو چیز قبیح لعینہ ہو وہ بالکل ہی مشروع نہیں ہوتی، نہ ذات کے اعتبار سے اور نہ وصف کے اعتبار سے۔جیسے زنا، ظلم، جھوٹ اور شراب پینے کو شریعت کے حکم سے ہٹ کر لعینہٖ ولذاتہٖ قبیح وبُرا سمجھا جاتا ہے۔

③ نہی کی نوعِ ثانی کا حکم:۔ دوسری قسم یعنی افعالِ شرعیہ سے نہی کا حکم یہ ہے کہ منہی عنہ اس چیز کا غیر ہوگا جسکی طرف نہی منسوب ہے، گویا اس منہی عنہ کا عین قبیح نہ ہوگا بلکہ خارجی عوارض کی وجہ سے اس میں قبح پیدا ہوا ہے اسکو قبیح لغیرہ کہتے ہیں۔اور جو چیز قبیح لغیرہٖ ہو وہ بزاتہٖ مشروع ہوتی ہے، مگر خارجی سبب کی وجہ سے اس سے منع کیا گیا ہوتا ہے ۔جیسے قربانی کے دن روزہ رکھنا۔روزہ رکھنا بذاتہٖ مشروع و مستحسن ہے مگر قربانی کے دن اللہ تعالی کی مہمانی سے اعراض کی وجہ سے اس سے منع کیا گیا ہے۔

نہی کی اس دوسری قسم یعنی قبیح لغیرہ کا مرتکب حرام لنفسہٖ کا مرتکب نہ ہوگا بلکہ حرام لغیرہ کا مرتکب ہوگا۔

البتہ اگر کوئی دلیل پائی جائے تو پھر امام شافعیؒ کے نزدیک بھی افعالِ شرعیّہ سے نہی نہی لغیرہٖ پر محمول ہوگی۔

الشق الثانی.....''دلیل'' اور ''حکمِ شرعی'' کسے کہتے ہیں؟ ادلہ شرعیہ متفق علیہ اور مختلف فیہ کتنے ہیں اور کیا کیا ہیں؟ عرف سے کیا مراد ہے؟ نیز عرف کے معتبر ہونے کی شرائط اربعہ تحریر کریں۔(ص ۵۱)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں ① دلیل وحکمِ شرعی کی تعریف ② ادلہ شرعیہ متفق علیہ ومختلف فیہ کی تعداد ونشاندہی ③ عرف کی مراد ومعتبر ہونے کی شرائط اربعہ تحریر کریں ۔

جواب..... ① دلیل وحکمِ شرعی کی تعریف:۔ دلیل: اس کلام یا شیئ کو کہتے ہیں جس میں صحیح غور وفکر کے ذریعہ کسی حکم کو پہچانا جائے جیسے "اقیموا الصلوۃ" اس کلام کے ذریعہ ہمیں نماز کی فرضیت کا حکم معلوم ہوا ہے تو یہ کلام فرضیتِ نماز کی دلیل ہے اسی طرح "حرّم الربوا" کے ذریعہ ہمیں سود کی حرمت کا حکم معلوم ہوا ہے تو یہ کلام حرمتِ سود کی دلیل ہے۔

حکمِ شرعی: وہ کلام وحکم ہے جسکے ذریعہ مکلّف کے افعال کی صفتِ شرعی یعنی فرض، واجب، سنت، مستحب اور حرام مکروہ ومباح ہونے کو بیان کیا جاتا ہے جیسے اوپر والی مثالوں میں سے پہلی مثال میں نماز کی فرضیت اور دوسری مثال میں سود کی حرمت حکمِ شرعی ہے۔

② ادلہ شرعیہ متفق علیہ ومختلف فیہ کی تعداد ونشاندہی:۔ ادلۂ شرعیہ متفق علیہ سے مراد وہ ادلہ شرعیہ ہیں جن کے حجت ہونے پر مجتہدین کا اتفاق ہو ان کی تعداد چار ہے ① کتاب اللہ ② سنتِ رسول اللہ ﷺ ③ اجماع ④ قیاس۔

ادلۂ شرعیہ مختلف فیہ سے مراد وہ ادلہ شرعیہ ہیں جن کے حجت ہونے اور نہ ہونے میں مجتہدین کا اختلاف ہو ان کی تعداد سات ہے ① استحسان ② مصالح مرسلہ ③ عرف ④ سدِ ذرائع ⑤ قولِ صحابی رضی اللہ عنہ ⑥ شرائعِ سابقہ ⑦ استصحاب۔

③ عرف کی مراد ومعتبر ہونے کی شرائط:۔ کسی قول یا فعل کے متعلق عوام وعامۃ الناس کے طریقہ کو عرف کہتے ہیں۔بہت سے احکام اسی عرف کی وجہ سے معتبر قرار دیئے جاتے ہیں۔عرف کی ''عرفِ قولی وفعلی، عرفِ عام وخاص، عرفِ صحیح وفاسد'' متعدد اقسام ہیں۔

شرائط: عرف کے معتبر ہونے کی چار شرائط ہیں: ① عرف پر عمل کی وجہ سے کوئی نص معطل نہ ہوتی ہو، جیسے شراب نوشی نصوص کے صریح خلاف ہے، لہٰذا لوگوں کے عرف ورواج کی وجہ سے شراب نوشی جائز نہ ہوگی۔ ② عرف پر عمل کرنا صراحت کے خلاف نہ ہو، جیسے بعض اشیاء کی خریداری میں عرف ہے کہ سامان اٹھانے یا پہنچانے کے اخراجات بائع برداشت کرتا ہے، اب اگر معاملہ کے وقت بائع نے اسکے خلاف صراحت کردی تو یہ عرف معتبر نہ ہوگا، پس بائع پر ان اخراجات کی ذمہ داری نہیں ہوگی۔ ③ معاملہ کرتے وقت عرف موجود ہو، جیسے بعض اشیاء کی اقساط پر فروخت کا عرف ہے مگر جس وقت یہ معاملہ طے پایا اس وقت اس صورت کا عرف و رواج نہ تھا، بعد میں قسطوں پر قیمت کی ادائیگی کی صورت مروّج ہوئی تو اس معاملہ میں یہ بعد والا عرف (قسطوں میں ادائیگی) معتبر نہ ہوگا۔ ④ عرف ابھی تک جاری اور باقی ہو، عرف ختم نہ ہوگیا ہو۔

﴿الورقة الثالثة فی اصول الفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....وَلَوْكَانَتِ الْحَقِيْقَةُ مُسْتَعْمَلَةً فَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا مَجَازٌ مُتَعَارِفٌ فَالْحَقِيْقَةُ اَوْلٰى بِلَا خِلَافٍ

وَاِنْ كَانَ لَهَا مَجَازٌ مُتَعَارِفٌ فَالْحَقِيْقَةُ اَوْلٰى عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَعِنْدَهُمَا الْعَمَلُ بِعُمُوْمِ الْمَجَازِ اَوْلٰى۔ (ص۲۸۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگائیے، مسئلہ کی تشریح کرتے ہوئے امام صاحب اور صاحبین رحمہما اللہ کے اختلاف کو مثال سے واضح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حاصل و امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) مسئلہ مذکورہ کی تشریح مع الاختلاف۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كمامرّ فى السوال آنفا۔**

② مسئلہ مذکورہ کی تشریح مع الاختلاف:۔ اگر لفظ اپنے معنی حقیقی میں مستعمل ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ اس کیلئے مجاز متعارف نہ ہو، ثانی یہ کہ اس کیلئے مجاز متعارف ہو پہلی صورت میں بالاتفاق حقیقت پر عمل کریں گے دوسری صورت میں امام صاحب اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے، امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اب بھی حقیقت پر عمل کرنا اولیٰ ہے کیونکہ خلیفہ کی طرف اس وقت رجوع کیا جاتا ہے جب اصل پر عمل کرنا بالکل ممکن ہی نہ ہو یہاں چونکہ اصل (حقیقت) پر عمل کرنا ممکن ہے اس لئے خلیفہ (مجاز) کی طرف رجوع نہیں کریں گے اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ عموم مجاز پر عمل کرنا اولیٰ ہے کیونکہ کلام سے معنی مقصود ہوتے ہیں اور معنی مجازی اشمل اور عام ہونے کی وجہ سے راجح ہیں لہٰذا عموم مجاز پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔ مثلاً کسی شخص نے قسم کھا کر کہا "**والله لاآكل من هذه الحنطة**" بخدا میں یہ گندم نہیں کھاؤں گا تو اگر اس نے اس گندم کی روٹی پکا کر کھائی تو امام صاحب کے نزدیک حانث نہ ہوگا اس لئے کہ حقیقت یعنی عین گندم کو بھون کر کھانا مستعمل ہے اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ یہ قسم عموم مجاز کے طور پر اس چیز کی طرف راجع ہے جس کو گندم متضمن ہے لہٰذا گندم کھانا، آٹا کھانا اور روٹی کھانا ان تمام صورتوں میں وہ حانث ہو جائے گا۔

الشق الثانی .....**وعلى هذا قلنا ان التيمم يفيد الطهارة لان قوله تعالىٰ "ولٰكن يريد ليطهركم" صريح فى حصول الطهارة به وللشافعى فيه قولان احدهما انه طهارة ضرورية والآخر انه ليس بطهارة بل هو ساتر للحدث۔** (ص۳۵۔امدادیہ)

وعلى هذا..... کے مشارالیہ کی تعیین کرتے ہوئے عبارت کا مطلب وضاحت کے ساتھ تحریر کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) مشارالیہ کی تعیین (۲) عبارت کا مطلب۔

جواب ..... ① مشارالیہ کی تعیین:۔ ماقبل میں مصنفؒ نے صریح کا حکم بیان کیا کہ صریح ظاہر المراد ہوتا ہے اور یہ اپنے معنی کے ثبوت کو واجب کرتا ہے اور اس کا معنی ثابت ہو کر رہتا ہے۔ یہی حکم مشارالیہ ہے اور اب اسی حکم پر تفریع قائم کر رہے ہیں۔

② عبارت کا مطلب:۔ اس تفریع کے سمجھنے سے قبل مسئلہ ذہن نشین کر لیں کہ احنافؒ کے نزدیک تیمّم طہارتِ مطلقہ ہے اور یہ طہارت کاملہ کا فائدہ دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وضو و تیمّم کو بیان کرنے کے بعد فرمایا "**ولٰكن يريد ليطهركم**" کہ وضو و تیمّم سے ہمارا مقصود آپ کو مشقت میں ڈالنا نہیں بلکہ آپ کو پاک کرنا مقصود ہے، اس آیت میں "**ليطهركم**" تیمّم کے ذریعہ حصولِ طہارت میں صریح ہے اور اس کی مراد بالکل ظاہر اور واضح ہے کہ تیمّم بھی وضو کی طرح طہارتِ کاملہ کا فائدہ دیتا ہے لہٰذا وضو کی طرح تیمّم کے ذریعہ بھی متیمم جتنی مرضی چاہے نمازیں پڑھ سکتا ہے۔

امام شافعیؒ کے تیمّم کے متعلق دو قول ہیں ① تیمّم طہارتِ ضروریہ ہے ② تیمّم مزیلِ حدث نہیں بلکہ ساترِ حدث ہے۔

قولِ اوّل (تیمّم طہارتِ ضروریہ ہے) کی دلیل یہ ہے کہ مٹی بذاتہٖ مطہر نہیں ہے بلکہ شریعت نے ایک ضرورت (ادائیگیِ فرض) کی وجہ سے اس کو مطہر مان لیا ہے اس وجہ سے یہ طہارتِ ضروریہ ہے چونکہ ایک فرض کی ادائیگی کے بعد ضرورت باقی نہیں رہتی اس لئے تیمّم طہارت کے طور پر باقی نہ رہے گا اور اس تیمّم سے دوسرا فرض ادا کرنا درست نہ ہوگا۔

احناف کی طرف سے جواب یہ ہے کہ تیمّم کا طہارتِ مطلقہ و کاملہ ہونا نصِ صریح سے ثابت ہو چکا ہے لہٰذا اس کے طہارتِ مطلقہ ہونے کے خلاف کہنا نصِ صریح کے خلاف کہنا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔

امام شافعیؒ کے قولِ ثانی (تیمّم مزیلِ حدث نہیں بلکہ ساترِ حدث ہے) کی دلیل یہ ہے کہ جب متیمم دورانِ نماز پانی دیکھ لے تو اس کا تیمّم باطل ہو جاتا ہے اور اس کے لئے وضو کرنا ضروری ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ اس کا سابقہ حدث لوٹ آیا جو اس بات کی

دلیل ہے کہ وہ سابقہ حدث زائل ہی نہیں ہوا تھا بلکہ مستور ہوا تھا اس لئے کہ جو چیز زائل ہوجائے وہ لوٹ کر نہیں آتی، اس سے معلوم ہوا کہ تیمّم مزیلِ حدث نہیں بلکہ ساترِ حدث ہے۔

احناف کی طرف سے جواب یہ ہے کہ پانی دیکھنے سے ابطالِ تیمّم واستیناف وضو کا حکم اس لئے نہیں ہے کہ تیمّم مزیلِ حدث نہیں ہے بلکہ یہ حکم اس بناء پر ہے کہ جس طرح ابتداءً جوازِ تیمّم کے لئے پانی پر قدرت نہ ہونا شرط ہے اسی طرح بقاءً بھی جوازِ تیمّم کے لئے یہ شرط ہے اور جب پانی مل گیا تو یہ شرط مفقود ہوگئی۔ پس یہاں شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے تیمّم باطل ہوا ہے نہ یہ کہ تیمّم مزیلِ حدث نہیں ہے۔ (خیر الحواشی)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ..... وَبِاعْتِبَارِ مَعْنَى الظَّرْفِيَّةِ قُلْنَا اِذَا حَلَفَ عَلٰى فعلٍ وَاَضَافَهٗ اِلٰى زَمَانٍ اَوْ مَكَانٍ فَاِنْ كَانَ الْفِعْلُ مِمَّا يَتِمُّ بِالْفَاعِلِ يَشْتَرِطُ كَوْنُ الْفَاعِلِ فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ اَوِالْمَكَانِ وَاِنْ كَانَ الْفِعْلُ يَتَعَدّٰى اِلٰى مَحَلٍّ يَشْتَرِطُ كَوْنُ الْمَحَلِّ فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ اَوِالْمَكَانِ، لِاَنَّ الْفِعْلَ اِنَّمَا يَتَحَقَّقُ بِاَثَرِهٖ وَاَثَرُهٗ فِي الْمَحَلِّ.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، عبارت میں بیان کردہ ضابطہ کی مثال دے کر وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) ضابطہ کی وضاحت مع مثال۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور معنی ظرفیت کے اعتبار سے ہم نے کہا کہ جب حالف نے قسم کھائی کسی فعل پر اور اس فعل کو منسوب کیا زمان یا مکان کی طرف تو اگر فعل ایسا ہے جو پورا ہوجاتا ہے فاعل کے ساتھ تو شرط ہوگا اسی زمان یا مکان میں فاعل کا ہونا، اور اگر فعل متعدی ہو کسی محل کی طرف تو اس زمان یا مکان میں محل کا موجود ہونا شرط ہوگا اس لئے کہ فعل اپنے اثر کے ساتھ متحقق ہوتا ہے اور اسکا اثر محل میں ہے۔

③ ضابطہ کی وضاحت مع مثال:۔ اس عبارت میں مصنفؒ نے ایک ضابطہ کی طرف اشارہ کیا کہ حالف نے اگر کسی فعل پر حلف کیا (قسم اٹھائی) اور اس فعل کو کسی زمانہ یا جگہ کی طرف منسوب کیا تو دیکھا جائیگا کہ فعل لازمی ہے یا متعدی، یعنی فقط فاعل پر پورا ہوتا ہے یا فاعل کے علاوہ محل ومفعول کا بھی محتاج ہوتا ہے، اگر فعل لازمی ہے تو وہ جس زمانہ یا جگہ کی طرف منسوب ہے حانث ہونے کیلئے فاعل کا اس زمان یا مکان میں موجود ہونا شرط ہے جیسے "ان لم یُصَلِّ فی المسجد فعبدی حرٌ" تو بوقت ادائیگی صلوٰۃ فاعل کے مسجد میں موجود ہونے سے وہ حانث ہوگا۔ اور اگر فعل متعدی ہے تو حانث ہونے کیلئے مفعول کا اس زمان یا مکان میں موجود ہونا شرط ہے جیسے "ان قتلتك فی المسجد فعبدی حر" تو اس صورت میں حانث ہونے کیلئے مفعول کا مسجد میں ہونا شرط ہے۔

الشق الثانی .....وَبِمِثْلِهٖ نَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى : فَاقْرَءُوْا مَاتَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ فَاِنَّهٗ عَامٌ فِيْ جَمِيْعِ مَاتَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ وَمِنْ ضُرُوْرَتِهٖ عَدَمُ تَوَقُّفِ الْجَوَازِ عَلٰى قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ وَجَاءَ فِي الْخَبَرِ اَنَّهٗ قَالَ ﷺ لَاصَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ۔ فَعَمِلْنَا بِهِمَا عَلٰى وَجْهٍ لَايَتَغَيَّرُ بِهٖ حُكْمُ الْكِتَابِ بِاَنْ نَحْمِلَ الْخَبَرَ عَلٰى نَفْيِ الْكَمَالِ حَتّٰى يَكُوْنَ مُطْلَقُ الْقِرَاءَةِ فَرْضًا بِحُكْمِ الْكِتَابِ وَقِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ وَاجِبَةً بِحُكْمِ الْخَبَرِ۔ (ص۱۲۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگائیے، عبارت کی مکمل تشریح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ دو امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی تشریح۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں مصنفؒ عام غیر مخصوص منہ البعض کی دوسری مثال ذکر کر رہے ہیں جس کے مقابلہ میں خبرِ واحد ہے مگر ان دونوں میں تطبیق بھی ممکن ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ احناف کے نزدیک نماز کے جواز کیلئے مطلق قرأت فرض ہے خواہ وہ سورت فاتحہ ہو یا کوئی دوسری سورت ہو یا کوئی بڑی آیت ہو، خاص سورۃ فاتحہ کا پڑھنا نماز میں فرض نہیں ہے جبکہ شوافعؒ کے نزدیک نماز کے جواز کیلئے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے۔

امام شافعیؒ کی دلیل خبرِ واحد "لاصلوۃ الّا بفاتحۃ الکتاب" ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس میں "لا" نفیِ جواز اور نفیِ وجود کا ہے، اب حدیث کا معنی ہوگا کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا نماز کے جواز کیلئے فرض ہے۔

احناف کی دلیل قرآن کریم کی آیت "فاقرأوا ماتیسر من القرآن" ہے اس میں "ما" کلمۂ عام ہے جو اپنے عموم کی وجہ سے قرآن کریم کی ہر اُس آیت سورۃ و حصے کو شامل ہے جس کا پڑھنا نمازی کے لئے آسان ہو، تو کتاب اللہ کے عموم کا تقاضا یہ ہے کہ خاص سورۃ فاتحہ کا پڑھنا نماز کے جواز کے لئے فرض نہ ہو، اب کتاب اللہ کے عام اور خبرِ واحد میں ٹکراؤ و تعارض ہوگیا، البتہ ان میں تطبیق ممکن ہے کہ ہم خبرِ واحد کے "لا" کو نفیِ جواز و نفیِ وجود پر محمول نہ کریں بلکہ اس کو نفیِ کمال پر محمول کریں جیسا کہ "لا ایمان لمن لا امانۃ لہ" میں "لا" نفیِ کمال کیلئے ہے، اب حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے مگر کامل نہیں ہوتی، اب کتاب اللہ کی وجہ سے مطلق قرأت فرض ہوئی اور خبرِ واحد کی وجہ سے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل .....قیاس کی تعریف و شرائط بیان کیجئے، قیاس کے ارکان کتنے ہیں؟۔ حجیتِ قیاس کے دلائل تحریر کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) قیاس کی تعریف و شرائط (۲) قیاس کے ارکان کی وضاحت (۳) حجیتِ قیاس کے دلائل۔ (ص ۳۵)

جواب ..... ① قیاس کی تعریف و شرائط:۔ علت کے مشترک ہونے کی وجہ سے غیرِ منصوص واقعہ یعنی فرع میں منصوص صورت و واقعہ یعنی اصل کا حکم لگانا قیاس ہے۔ قیاس کیلئے مجموعی طور پر آٹھ شرائط ہیں۔ ان میں سے تین کا تعلق اصل سے ہے:

① مقیس علیہ کا حکم اسکے ساتھ خاص نہ ہو ② مقیس علیہ کا حکم خلافِ قیاس نہ ہو ③ مقیس علیہ کا حکم زمانہ کے اعتبار سے مقیس سے پہلے آیا ہو۔

دو شرائط کا تعلق فرع کے ساتھ ہے: ① مقیس کے متعلق کوئی نص یا اجماع موجود نہ ہو ② مقیس علیہ میں علت جس درجہ پائی جائے مقیس میں بھی اس سے زیادہ یا کم از کم اس درجہ پائی جاتی ہو۔

تین شرائط کا تعلق علت کے ساتھ ہے ① ایسا وصف ہو جو حکم کے مناسب ہو یعنی اس سے کسی شرعی مصلحت کی تکمیل ہوتی ہو یا کسی مضرت سے تحفظ ہوتا ہو ② وہ وصف ظاہر و محسوس ہو ③ وہ وصف منضبط و متعین ہو۔ افراد و اشخاص اور احوال کے لحاظ سے بدلتا نہ ہو۔

② قیاس کے ارکان کی وضاحت:۔ قیاس کے کل چار ارکان ہوتے ہیں: اصل، فرع، حکم، علت۔

اصل: سے مراد وہ صورت ہے جو صراحتاً کتاب و سنت میں مذکور ہو یا اجماع سے ثابت ہو اس کو مقیس علیہ بھی کہتے ہیں۔

فرع: سے مراد وہ صورت و واقعہ ہے جو صراحتاً نصوص میں مذکور نہ ہو مگر اس میں منصوص صورت والا حکم لگایا جائے اس کو مقیس بھی کہتے ہیں۔

حکم: وہ اثر ہے جو نص میں مذکور ہو اور علتِ مشترکہ کی وجہ سے غیر منصوص واقعہ میں منتقل کیا جائے۔

علت: وہ وجہ ہے جس کی بناء پر اصل میں کوئی حکم لگایا جاتا ہے اور پھر اسکو فرع کی طرف متعدی کیا جاتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم نے انگوری شراب یعنی خمر کو حرام قرار دیا ہے اس پر قیاس کرتے ہوئے کھجور وغیرہ کی شراب بھی نشہ کی وجہ سے حرام قرار دی گئی ہے اس میں انگور کی شراب یعنی خمر مقیس علیہ و اصل، کھجور کی شراب مقیس و فرع، حرام ہونا حکم اور نشہ آور ہونا علت ہے جو دونوں شرابوں میں موجود ہے۔

③ حجیتِ قیاس کے دلائل:۔ قیاس کے حجت ہونے پر ائمہ اربعہؒ و اکثر فقہاءؒ متفق ہیں، دلائل درج ذیل ہیں۔

① ارشادِ باری تعالیٰ ہے "فاعتبروا یاأولی الابصار" اکثر علماء کے نزدیک اعتبار سے مراد قیاس ہے۔

② حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یمن روانہ ہوتے وقت کا مشہور واقعہ ہے آپ ﷺ نے پوچھا تھا کہ اگر کسی مسئلہ کو قرآن و سنت میں نہ پاؤ تو کیا کروگے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تھا "اجتھد برأیی" یہاں اجتہادِ رائے سے مراد قیاس ہے۔

③ قبیلہ بنو ہاشم کی ایک عورت نے آپ ﷺ سے پوچھا تھا کہ میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے، ان پر حج فرض تھا کیا میں انکی

طرف سے حج ادا کرسکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اُن پر قرض ہوتا تو کیا تو وہ ادا کرتی؟ اس نے کہا جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر حج بھی ادا کرو، اس واقعہ میں آپ ﷺ نے حج کو قرض کی ادائیگی پر قیاس کیا ہے۔

④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافتِ کبریٰ کو نماز کی امامتِ صغریٰ پر قیاس کیا اور کہا کہ "**رضیه رسول الله ﷺ لدیننا افلا نرضاه لدنیانا**"؟ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حجیتِ قیاس کے قائل تھے۔

الشق الثانی ..... حکم کی تعریف کریں، حکم تکلیفی اور حکم وضعی کسے کہتے ہیں؟ حکم وضعی کی کیا کیا قسمیں ہیں؟ فرض اور واجب کی تعریف اور مثال ذکر کیجئے نیز دونوں کے درمیان فرق واضح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں: ① حکم کی تعریف ② حکم تکلیفی اور وضعی کی تعریف ③ حکم وضعی کی اقسام ④ فرض اور واجب کی تعریف اور مثال ⑤ فرض اور واجب میں فرق۔

جواب ..... ① حکم کی تعریف:۔ حکم وہ ہے جس سے انسان کے اعمال کا وہ وصف متعین ہو جس کو شریعت نے بیان کیا ہے مثلاً کسی عمل کو فرض، واجب یا حرام ومکروہ قرار دینا۔

② حکم تکلیفی اور وضعی کی تعریف:۔ حکم تکلیفی وہ حکم ہے جس میں کسی فعل کا مطالبہ یا فعل سے ممانعت یا اُس فعل کے کرنے اور چھوڑنے کا اختیار پایا جاتا ہو۔

حکم وضعی وہ حکم ہے جس میں ایک شیئ کا دوسری شیئ سے ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے تعلق ہو۔

③ حکم وضعی کی اقسام:۔ حکم وضعی میں ایک شیئ کے دوسری شیئ سے تعلق کے اعتبار سے پانچ قسمیں ہیں: ① علت ② مسبب ③ شرط ④ علامت ⑤ مانع۔

④ فرض اور واجب کی تعریف اور مثال:۔ فرض وہ حکم ہے جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہو اور اُسکا کرنا ضروری ہو جیسے نماز میں قرأت کرنا۔ اس پر عمل ضروری ہوتا ہے اور عمل پر ثواب، چھوڑنے پر گناہ ہوتا ہے اور مناسب تاویل کے بغیر اس کا انکار کفر ہے۔

واجب وہ حکم ہے جو دلیلِ ظنی سے ثابت ہو اور اس کا کرنا بھی ضروری ہو جیسے نماز میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت۔ اس پر بھی عمل ضروری ہے اور عمل پر ثواب، چھوڑنے پر گناہ ہے مگر اس کا انکار کفر نہیں ہے۔

⑤ فرض اور واجب میں فرق:۔ فرض اور واجب کی مذکورہ تعریف سے دو فرق معلوم ہوئے۔

① فرض کا ثبوت دلیلِ قطعی سے ہوتا ہے جبکہ واجب کا ثبوت دلیلِ ظنی سے ہوتا ہے۔

② مناسب تاویل کے بغیر فرض کا انکار کفر ہے جبکہ واجب کا انکار کفر نہیں ہے۔

﴿الورقة الثالثة فی اصول الفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ..... **وَلِهٰذَا اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی اَنَّ لَفْظَ الْقُرُوْءِ الْمَذْكُوْرِ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی مَحْمُوْلٌ اِمَّا عَلَی الْحَیْضِ كَمَا هُوَ مَذْهَبُنَا اَوْ عَلَی الطُّهْرِ كَمَا هُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِیِّ وَقَالَ مُحَمَّدٌ اِذَا اَوْصٰی لِمَوَالِیْ بَنِیْ فُلَانٍ وَلِبَنِیْ فُلَانٍ مَوَالٍ مِنْ اَعْلٰی وَمَوَالٍ مِنْ اَسْفَلَ فَمَاتَ بَطَلَتِ الْوَصِیَّةُ فِیْ حَقِّ الْفَرِیْقَیْنِ لِاسْتِحَالَةِ الْجَمْعِ بَیْنَهُمَا وَعَدَمِ الرُّجْحَانِ.** (ص۲۱۔امدادیہ)

0313 6357913 maktabazakariyadotnet@gmail.com

عبارت پر اعراب لگا کر مطلب بیان کیجئے اور یہ بتایئے کہ "**موال من اعلیٰ**" اور "**موال من اسفل**" سے کیا مراد ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا مطلب (۳) "**موالٍ من اعلی و موال من اسفل**" کی مراد۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا مطلب:۔ اس عبارت میں مصنفؒ احناف کے نزدیک عموم مشترک کے جائز نہ ہونے کی دو تائیدیں پیش کر رہے ہیں۔

پہلی تائید کا حاصل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مابعد کے دور میں اس بات پر اختلاف تھا کہ آیتِ عدت میں قروء سے مراد حیض ہے یا طہر ہے۔ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک اس سے مراد حیض ہے جبکہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک اس سے مراد طہر ہے جس نے ایک معنی مراد لیا اس نے دوسرا معنی مراد نہیں لیا اور جس نے دوسرا معنی مراد لیا اس نے پہلا معنی مراد نہیں لیا۔

اس اختلاف سے معلوم ہوا کہ دونوں معنی مراد لینا ان کے اجماع کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل ہے۔ گویا اس بات پر اجماع منعقد ہوگیا کہ لفظِ مشترک دو معانی کیلئے مستعمل نہیں ہوگا اگر یہ استعمال جائز ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دوسرا معنی بھی نہ چھوڑتے، ان کا دوسرا معنی چھوڑ دینا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عموم مشترک جائز نہیں ہے۔ دوسری تائید کا حاصل یہ ہے کہ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی قبیلہ کے موالی کیلئے وصیت کرے اور کہے کہ میرے مرنے کے بعد مثلاً میرا چوتھائی مال فلاں قبیلہ کے موالی کو دے دینا اور اس قبیلہ کے موالی اعلیٰ و اسفل دونوں ہیں اب اگر مُوصی تعیین کے بغیر مرجائے تو یہ وصیت باطل ہوجائے گی اسلئے کہ اگر دونوں موالی مراد لیں تو عموم مشترک کی خرابی لازم آئے گی اور کسی ایک کو مراد لینا ترجیح بلا مرجح ہے جو کہ جائز نہیں ہے۔

③ "موالٍ من اعلٰی و موالٍ من اسفل" کی مراد:۔ "موالٍ من اعلٰی" سے مراد معتق یعنی آقا ہیں اور "موالٍ من اسفل" سے مراد معتق یعنی غلام ہیں۔

الشق الثانی .....خبرِ متواتر، مشہور اور خبرِ واحد کی تعریف، حکم اور مثال تحریر کیجئے۔

جواب .....خبرِ متواتر، خبرِ مشہور اور خبرِ واحد کی تعریف وحکم مع مثال:۔ راویوں کی تعداد کے اعتبار سے حدیث کی تین اقسام ہیں:

خبرِ متواتر: "المتواترمانقله جماعة عن جماعة لايتصور توافقهم على الكذب لكثرتهم واتصل بك هٰكذا" کہ خبرِ متواتر اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو ہر زمانہ میں اتنی بڑی جماعت اتنی بڑی جماعت سے نقل کرے کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا کثرت کی وجہ سے محال ہو اور پھر یہ حدیث اسی طریق سے اے مخاطب تجھ تک پہنچے۔ گویا حدیثِ متواتر کی دو شرطیں ہیں (۱) راوی اِس قدر کثیر ہوں کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو (۲) اتنی بڑی جماعت ہر زمانہ میں نقل کرے۔

اس کی مثال قرآن مجید کا نقل کرنا، پانچوں فرض نمازوں کی تعدادِ رکعات کا نقل کرنا، مقادیرِ زکوٰۃ کا نقل کرنا۔

(نوٹ) یہ سب نفسِ متواتر کی مثالیں ہیں، خبرِ متواتر کے وجود میں اختلاف ہے، بعض نے "انما اعمال بالنيات" بعض نے "البينة على المدعى واليمين على من انكر" اور بعض نے "من كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده من النار" کو اس کی مثال قرار دیا ہے۔ (خیر الحواشی)

حدیثِ متواتر علمِ قطعی ویقین کا فائدہ دیتی ہے لہٰذا اس سے ثابت شدہ حکم کے حق ہونے کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے اور اسکا انکار کفر ہے۔

خبرِ مشہور: "المشهور ماكان اوله كالآحادثم اشتهر فى العصر الثانى والثالث تلقته الا مة بالقبول فصار كالمتواتر حتى اتصل بك" کہ خبرِ مشہور وہ حدیث ہے جو دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں تو خبرِ واحد کی طرح ہو یعنی اس کا راوی ایک ہو مگر تابعین و تبع تابعین کے زمانہ میں وہ اتنی مشہور ہوگئی ہو کہ امت نے اسے قبولِ عام کے ساتھ حاصل کیا ہو اور دورِ ثانی و ثالث میں وہ خبرِ متواتر کی طرح ہوگئی ہو یعنی اسکے راوی اس قدر کثیر ہوگئے ہوں کہ انکا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔

حدیثِ مشہور کی مثال مسح علی الخفین والی حدیث ہے نیز وہ حدیث جس میں زانی محصن کو رجم کرنے کا ذکر ہے۔

حدیثِ مشہور علمِ طمانیت (وہ علم جو یقین سے کم اور ظنِ غالب سے زائد ہو) کا فائدہ دیتی ہے۔ اس سے ثابت شدہ حکم کے حق ہونے کا اعتقاد رکھنا فرض ہے لیکن اس کا منکر کافر نہیں کیونکہ اس کے راوی دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں کم ہوتے ہیں البتہ اس کا منکر بدعتی ہے کیونکہ دورِ تابعین و تبع تابعین میں اس حدیث کے مشہور ہونے کی وجہ سے اس کا انکار کرنا گویا خیر القرون کے سب راویوں کو جھوٹا قرار دینا ہے جو کہ بدعت ہے۔

خبرِ واحد: "خبرالواحد مانقله واحد عن واحد او واحد عن جماعة او جماعة عن واحد ولا عبرة للعدد اذا لم تبلغ حد المشهور" کہ خبرِ واحد وہ حدیث ہے جس کو ایک راوی ایک سے یا ایک راوی جماعت سے، یا ایک

جماعت ایک راوی سے نقل کرے بشرطیکہ اس جماعت کی تعداد حدِ شہرت کو نہ پہنچی ہو اور اس میں کثرتِ عدد کا اعتبار نہیں ہوگا یعنی روایت کرنے والے کثیر ہوں مگر حدِ مشہور کو نہ پہنچے تو وہ خبرِ واحد ہی ہے۔

خبرِ واحد جمہور مجتہدین کے نزدیک احکامِ شرعیہ میں عمل کو واجب کرتی ہے بشرطیکہ پانچ شرائط موجود ہوں ① ہر راوی مسلمان ہو ② ہر راوی عادل ہو ③ راوی قوی الحفظ ہو یعنی غور سے سُن کر اچھی طرح یاد رکھے اور پھر آگے نقل کرے ④ راوی عاقل ہو ⑤ اے مخاطب تجھ تک متصل ہو کر پہنچے یعنی منقطع نہ ہو۔

خبرِ واحد خبرِ متواتر کی طرح نہ علمِ یقینی کا فائدہ دیتی ہے اور نہ خبرِ مشہور کی طرح علمِ طمانینت کا فائدہ دیتی ہے بلکہ یہ صرف لزومِ عمل میں خبرِ متواتر کی طرح ہے، اور یہ صرف عقیدۂ ظنیہ کو ثابت کرتی ہے۔ (خیر الحواشی)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....**خبر الواحد حجة فی اربعة مواضع :خالص حق اللّٰه تعالٰی مالیس بعقوبة وخالص حق العبد مافیه الزام محض وخالص حقه ما لیس فیه الزام وخالص حقه مافیه الزام من وجه .**

مذکورہ عبارت کی ایسی تشریح کیجیے کہ مواضعِ اربعہ کی وضاحت ہو جائے۔ (ص ۱۴۸۔امدادیہ)

جواب.....عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں ان چار مقامات کو ذکر کیا گیا ہے جن میں خبرِ واحد حجت ہے۔

① اللہ تعالیٰ کا ایسا حق جس کا تعلق عقوبت (حدود وقصاص) سے نہ ہو مثلاً نماز، روزہ وغیرہ، خبرِ واحد سے عقوبت کا ثبوت اس لئے نہیں ہوتا کہ اس میں عدمِ ثبوت کا شبہ وانقطاع کا احتمال ہوتا ہے اور عقوبات یعنی سزائیں معمولی شبہ سے بھی زائل ہو جاتی ہیں اور خالص حقوق اللہ میں خبرِ واحد کے حجت ہونے کی دلیل یہ واقعہ ہے جس میں ایک اعرابی صحابیؓ کی چاند دیکھنے کی گواہی کو آپ ﷺ نے قبول کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا۔ ② بندوں کا خالص وہ حق جس میں غیر پر کسی چیز کو لازم کرنا ہو مثلاً عمومی منازعات وجھگڑے، اس میں بھی خبرِ واحد حجت ہے جبکہ اس میں دو شرطیں پائی جائیں (۱) عدد یعنی وہ گواہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں (۲) عدالت یعنی وہ گواہ عادل بھی ہوں۔ ③ بندوں کا وہ خالص حق جس میں غیر پر بالکل کوئی الزام نہ ہو مثلاً عمومی معاملات، ان میں خبرِ واحد بغیر کسی شرط کے مقبول وحجت ہے اس میں نہ عدد شرط ہے اور نہ عدالت شرط ہے۔ لہٰذا مسلمان وکافر، عادل وفاسق، آزاد وغلام سب کی خبر حجت ہے مثلاً کسی آدمی نے خبر دی کہ زید نے تجھے اپنا وکیلِ بیع بنایا ہے تو یہ خبر حجت ہے، پس اس میں آدمی کو زید کی طرف سے بیع کی اجازت ہوگی اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ عادل وفاسق سب کا ہدیہ قبول کرتے تھے۔ ④ بندوں کا وہ حق جس میں من وجہ غیر پر الزام ہو اور من وجہ الزام نہ ہو مثلاً وکالت سے معزول کرنا یا غلام کو کام کرنے سے روکنا، اس میں عدد یا عدالت میں سے ایک شرط کا پایا جانا ضروری ہے، تب خبرِ واحد حجت ہوگی۔ الغرض ان چار مقامات میں خبرِ واحد حجت ہے۔

الشق الثانی.....**وَعَلٰی هٰذَا نَقُوْلُ يَنْعَقِدُ النِّكَاحُ بِلَفْظِ الْهِبَةِ وَالتَّمْلِيْكِ وَالْبَيْعِ ، لِاَنَّ الْهِبَةَ بِحَقِيْقَتِهَا تُوْجِبُ مِلْكَ الرَّقَبَةِ وَمِلْكُ الرَّقَبَةِ يُوْجِبُ مِلْكَ الْمُتْعَةِ فِی الْاِمَاءِ، فَكَانَتِ الْهِبَةُ سَبَبًا مَحْضًا لِثُبُوْتِ مِلْكِ الْمُتْعَةِ، فَجَازَ اَنْ يُسْتَعَارَ عَنِ النِّكَاحِ وَكَذٰلِكَ لَفْظُ التَّمْلِيْكِ وَالْبَيْعِ وَلَا يَنْعَكِسُ حَتّٰى لَايَنْعَقِدَ الْبَيْعُ وَالْهِبَةُ بِلَفْظِ النِّكَاحِ۔**

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے، عبارت کی تشریح کیجئے اور بتائیے کہ مذکورہ مسئلہ کس اصل پر متفرع ہے۔ (ص ۳۳۔امدادیہ)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) متفرع علیہ اصل کی نشاندہی۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور اسی اصل پر ہم کہتے ہیں کہ نکاح لفظِ ہبہ، تملیک اور بیع سے منعقد ہو جائے گا کیونکہ ہبہ اپنے معنی حقیقی کے اعتبار سے ملکِ رقبہ کو ثابت کرتا ہے اور ملکِ رقبہ باندیوں میں ملکِ متعہ کو ثابت کرتی ہے پس ہبہ ثبوتِ ملک متعہ کے لئے سببِ محض

ہوگا پس ہبہ کو نکاح سے مستعار لینا جائز ہوگا اسی طرح لفظِ تملیک اور بیع اور اس کا برعکس نہیں ہوگا یہاں تک کہ بیع اور ہبہ لفظِ نکاح سے منعقد نہیں ہوں گے۔

③ عبارت کی تشریح:۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ مذکورہ اصول (سبب کا استعارہ مسبب اور حکم کیلئے جائز ہے یعنی سبب بول کر مسبب مراد لینا جائز ہے) کی بناء پر ہم کہتے ہیں کہ نکاح لفظِ ہبہ، لفظِ تملیک اور لفظِ بیع کے ساتھ منعقد کرنا جائز ہے چنانچہ اگر کسی عورت نے دو گواہوں کی موجودگی میں کسی مرد سے کہا **وهبت نفسي لك** اور مرد نے **قبلت** کہا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر عورت نے کہا **ملكت نفسي لك** یا **بعت نفسي لك** اور مرد نے **قبلت** کہا تو نکاح ہو جائے گا اس لئے کہ ہبہ اپنے معنی موضوع لہٗ اور حقیقت کے اعتبار سے موہوب لہٗ کے لئے شئی موہوب میں ملکِ رقبہ کو ثابت کرتا ہے اور ملکِ رقبہ باندیوں میں ملکِ متعہ کو ثابت کرتی ہے پس لفظِ ہبہ چونکہ نہ تو ملکِ متعہ کیلئے موضوع ہے اور نہ ہی ملکِ متعہ اس کی طرف وجوداً اور وجوباً منسوب ہے بلکہ لفظِ ہبہ اس کی طرف مقتضی ہے یعنی لفظِ ہبہ سے ملکِ متعہ کا ثبوت ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا۔ چنانچہ اگر باندی ہبہ کی گئی تو موہوب لہٗ کیلئے ملکِ متعہ ثابت ہوگی اور اگر غلام ہبہ کیا گیا تو ملکِ متعہ ثابت نہیں ہوگی اگرچہ ملکِ رقبہ دونوں صورتوں میں ثابت ہے۔ لہٰذا ملکِ متعہ کے ثبوت کیلئے سببِ محض ہوگا اور ملکِ متعہ کا ثبوت جس کیلئے لفظِ نکاح موضوع ہے مسبب ہوگا اور سبب کا استعارہ مسبب کیلئے یعنی سبب بول کر مسبب مراد لینا چونکہ جائز ہے اس لئے لفظِ ہبہ بول کر نکاح مراد لینا جائز ہوگا۔ اسی طرح لفظِ تملیک اور لفظِ بیع نکاح کیلئے سببِ محض ہیں لہٰذا تملیک اور بیع بول کر نکاح مراد لینا بھی درست ہوگا اور چونکہ اس کا برعکس یعنی مسبب بول کر سبب مراد لینا جائز نہیں ہے اس لئے لفظ نکاح بول کر بیع اور ہبہ مراد لینا جائز نہ ہوگا چنانچہ لفظِ نکاح سے نہ بیع منعقد ہوگی اور نہ ہبہ منعقد ہوگا۔ (اجمل الحواشی)

④ متفرع علیہ اصل کی نشاندہی:۔ عبارت کی تشریح سے معلوم ہوا کہ مذکورہ مسئلہ ''سبب کا استعارہ مسبب اور حکم کے لئے جائز ہے یعنی سبب بول کر مسبب مراد لینا جائز ہے'' پر متفرع ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ..... حجیتِ اجماع کی دلیل ذکر کیجیے ''سندِ اجماع'' کسے کہتے ہیں سندِ اجماع کیا کیا ہے مثالوں کے ساتھ تحریر کیجیے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔ (۱) حجیتِ اجماع کی دلیل (۲) سندِ اجماع کی وضاحت (۳) سندِ اجماع کی نشاندہی مع امثلہ۔ (ص ۳۲۔ حقانیہ)

جواب ..... ① حجیتِ اجماع کی دلیل:۔ ① اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدٰى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولّٰى ونصله جهنم و ساء ت مصيرًا** ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجماع سبیل المؤمنین ہے اور اس سے انحراف اُس کے غیر کی اتباع ہے جس پر وعید ذکر کی گئی ہے۔ ② آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا **"ان امتي لن تجتمع على ضلالة"** (میری امت ضلالت و گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی)۔ اس مضمون کی متعدد روایات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امت غیر درست بات پر جمع نہیں ہو سکتی جب امت درست بات پر ہی جمع ہوگی تو معلوم ہوا کہ اجماع حجت ہے۔

② سندِ اجماع کی وضاحت:۔ اجماع ہمیشہ کسی دلیلِ شرعی پر مبنی ہوتا ہے اُسی دلیلِ شرعی کو ہی سندِ اجماع کہتے ہیں جس پر اجماع کی بنیاد ہوتی ہے۔

③ سندِ اجماع کی نشاندہی مع امثلہ:۔ سندِ اجماع چار ہیں: ① کتاب اللہ یعنی ایسا اجماع جس کی سند قرآن ہو اس کی مثال **"جده"** سے نکاح کی حرمت پر اجماع ہے۔ اس کی بنیاد **حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ** ہے کہ اس میں جدات ہی امہات کی اصل ہیں۔ ② سنتِ رسول اللہ ﷺ یعنی ایسا اجماع جس کی سند حدیث ہو اس کی مثال کسی بھی طرح کی دو محرم عورتوں کو اپنے نکاح میں جمع کی ممانعت ہے۔ اس کی بنیاد یہ حدیث ہے **لاتنكح المرأة على بنت اختها ولا تنكح المرأة على عمتها ولا تنكح المرأة على خالتها و لاتنكح المرأة على ابنة اخيها**۔ ③ قیاس یعنی ایسا اجماع جس کی سند قیاس ہو اس کی مثال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامتِ کبریٰ کو امامتِ صغریٰ پر قیاس کرتے ہوئے اُن کی خلافتِ بلافصل پر متفق ہونا ہے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حدِ خمر کو حدِ قذف پر قیاس

کرتے ہوئے اُس کی سزا اسّی کوڑے مقرر کرنا ہے۔ ④ مصلحت یعنی ایسا اجماع جس کی سند مصلحت ہو اس کی مثال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جمع قرآن پر اجماع واتفاق ہے یعنی وقتی مصلحت کی بناء پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جمعِ قرآن پر اجماع کیا۔

الشق الثانی ..... حکم تکلیفی کی کتنی قسمیں ہیں؟ تعریف کریں۔ لفظ کی معنی پر دلالت کے اعتبار سے کتنی قسمیں ہیں؟ وضاحت سے لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال کا حل دو امور ہیں ① حکم تکلیفی کی اقسام ② معنی پر دلالت کے اعتبار سے لفظ کی اقسام۔

جواب ..... ① حکم تکلیفی کی اقسام:۔ حکمِ تکلیفی کی سات اقسام ہیں ① فرض: وہ حکم جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہو اور اُسکا کرنا ضروری ہو جیسے نماز میں قرأت کرنا۔ اس پر عمل ضروری ہوتا ہے اور عمل پر ثواب، چھوڑنے پر گناہ ہوتا ہے اور مناسب تاویل کے بغیر اس کا انکار کفر ہے۔ ② واجب: وہ حکم جو دلیلِ ظنی سے ثابت ہو اور اس کا کرنا بھی ضروری ہو جیسے نماز میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت۔ اس پر بھی عمل ضروری ہے اور عمل پر ثواب، چھوڑنے پر گناہ ہے مگر اس کا انکار کفر نہیں ہے۔ ③ مندوب: وہ فعل یا حکم جس کا کرنا مطلوب ہو لیکن ضروری نہ ہو اور اسکے ترک پر مذمت بھی نہ کی گئی ہو۔ مندوب کی تین قسمیں ہیں: سنت مؤکدہ، سنت غیر مؤکدہ، مستحب۔ ④ حرام: وہ فعل یا حکم جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہو اور اُسکا نہ کرنا ضروری ہو جیسے زنا، چوری، سود۔ اس کو ترک کرنا ضروری ہے اور قدرت کے باوجود ترک پر ثواب ہے، اضطراری کیفیت کے بغیر ارتکاب پر گناہ ہے اور مناسب تاویل کے بغیر اس کا انکار کفر ہے۔ حرام کی دو قسمیں ہیں: حرام لعینہ، حرام لغیرہ۔ ⑤ مکروہ تحریمی: وہ فعل یا حکم جس کا نہ کرنا ضروری ہو مگر وہ دلیلِ قطعی ویقینی سے ثابت نہ ہو بلکہ دلیل ظنی سے ثابت ہو جیسے قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا۔ اس کو ترک کرنا واجب ہے اور قدرت کے باوجود ترک پر ثواب ہے، اضطراری کیفیت کے بغیر ارتکاب پر گناہ ہے اور اس کا انکار گمراہی تو ہے مگر کفر نہیں ہے۔ ⑥ مکروہ تنزیہی: وہ فعل یا حکم جس کے نہ کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہو اور اُس کا ترک ضروری ولازم نہ ہو جیسے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔ اس کو ترک کرنے پر ثواب ہے، اس کا ارتکاب ملامت وعتاب کا باعث ہے۔ ⑦ مباح: وہ فعل یا حکم جس کے کرنے اور نہ کرنے کا اختیار بندے کو دیا گیا ہو جیسے کھانا پینا۔ اس کا کرنا اور نہ کرنا برابر ہے البتہ نیت پر ثواب وعذاب مرتب ہوگا، جیسے کھانا اس نیت سے کھانا کہ اس سے حاصل ہونے والی طاقت عبادات میں صرف کروں گا یہ ثواب کا باعث ہے اور اس نیت سے کھانا کہ اس سے حاصل ہونے والی طاقت سے لوگوں پر ظلم کروں گا یہ عذاب کا باعث ہے۔

② معنیٰ پر دلالت کے اعتبار سے لفظ کی اقسام:۔ لفظ کی اپنے معنی پر دلالت کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں: ① عبارۃ النص: لفظ جس معنی کو بتلانے کے لیے لایا گیا ہو وہ عبارۃ النص ہے۔ ② اشارۃ النص: جو معنی لفظ سے معلوم ہو لیکن کلام اس کیلئے لایا نہ گیا ہو وہ اشارۃ النص ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (**و علی المولود له رزقهن و کسوتهن بالمعروف**) اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ دودھ پلانے کی اجرت باپ پر واجب ہوگی، لیکن باپ کو مولود لہ کہہ کر اس بات کی طرف اشارہ ہوگا کہ بچوں کا نسب باپ سے ثابت ہوگا ماں سے نہیں۔ پس باپ پر اجرتِ رضاعت کا وجوب اس آیت کا عبارۃ النص ہے اور بچوں کا باپ کی طرف منسوب ہونا اس آیت کا اشارۃ النص ہے۔ ③ دلالۃ النص: وہ حکم ہے جو نص میں مذکور نہ ہو، مگر وہ اس سے بلا غور وفکر سمجھ میں آجائے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (**فلا تقل لهما اف**) اس آیت میں والدین کو اُف کہنے سے منع کیا گیا ہے لیکن گالی دینے کا کوئی ذکر نہیں، مگر ہر شخص اس بات سے سمجھ سکتا ہے کہ والدین کو گالی دینا بھی ناجائز ہے، یہ اس آیت کا دلالۃ النص ہے۔ ④ اقتضاء النص: نص میں ایسی زیادتی کو کہتے ہیں جس کے بغیر کلام درست نہ ہو سکے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (**حرمت علیکم المیتة و الدم**) اس آیت میں "المیتۃ" سے پہلے "اکل" کا لفظ مقدر ماننا پڑے گا، یعنی ان چیزوں کا کھانا تم پر حرام ہے۔

0313 6357913 maktabaz...@gmail.com

﴿الورقة الثالثة فی اصول الفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل .....فصل فی المطلق والمقید: ذهب اصحابنا الی ان المطلق من کتاب الله تعالیٰ اذا امکن العمل باطلاقه فالزیادة علیه بخبر الواحد والقیاس لا یجوز مثاله فی قوله تعالیٰ (فاغسلوا وجوهکم) فالمامور به هو الغسل علی الاطلاق فلایزاد علیه شرط النیة والترتیب والموالاة والتسمیة بالخبر۔ (ص۱۵۔ امدادیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔ مطلق ومقید کی تعریف ومثال ذکر کریں۔ مطلق ومقید کا حکم بیان کریں، مطلق وعام میں فرق واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مطلق ومقید کی تعریف مع امثلہ (۳) مطلق و مقید کا حکم (۴) مطلق وعام میں فرق۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ ہمارے اصحاب اس بات کی طرف گئے ہیں کہ کتاب اللہ کے مطلق کو مطلق رکھ کر ہی اس پر عمل کرنا ممکن ہو تو خبر واحد وقیاس کے ذریعہ اس پر زیادتی کرنا جائز نہیں ہے، اسکی مثال اللہ تعالیٰ کا قول (**فاغسلوا وجوهكم**) ہے اس میں مطلق غسل کا حکم دیا گیا ہے پس خبر کی وجہ سے اس پر نیت، ترتیب، موالات اور تسمیہ کی شرط نہیں لگائی جائے گی۔

② مطلق ومقید کی تعریف مع امثلہ:۔ **مطلق: كل لفظ يدل على الذات من غيران يلاحظ فيه الوصف** یعنی مطلق ہر وہ لفظ ہے جو اس ذات پر دلالت کرے جس میں کسی وصف کا لحاظ نہ ہو جیسے آیتِ وضوء میں لفظِ غسل سے مطلق دھونا مراد ہے یعنی یہ فرض ہے۔

مقيد: كل لفظ يدل على الذات مع ملاحظة الوصف فيه یعنی مقید وہ لفظ ہے جو ایسی ذات پر دال ہو جس میں کسی وصف کا لحاظ ہو جیسے کفارۂ ظہار و یمین میں رقبہ کو کفارۂ قتل پر قیاس کرتے ہوئے مؤمنہ کی قید سے مقید کرنا۔

③ مطلق ومقید کا حکم:۔ مطلق کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کو مطلق رکھ کر ہی اس پر عمل کرنا ممکن ہو تو اس پر عمل کرنا واجب ہے اور اسکے معارض خبرِ واحد اور قیاس کو چھوڑ دیں گے، مطلق کو مقید نہیں کریں گے، اور اگر مطلق کو مطلق رکھ کر اس کے مقابل خبرِ واحد اور قیاس پر بھی عمل کرنا ممکن ہو تو دونوں پر عمل کریں گے۔ مقید کا حکم یہ ہے کہ اس کو تقیید پر جاری کرتے ہوئے عمل کرنا واجب ہے۔

④ مطلق وعام میں فرق:۔ حنفیہ کے نزدیک مطلق خاص میں داخل ہے لہٰذا وہ خاص کی طرح قطعی ہے اس لئے اس کو قیاس اور خبرِ واحد کے ساتھ مقید کرنا جائز نہیں کیونکہ مطلق کو مقید کرنا اس کے اطلاق کو منسوخ کرنا ہے اور نسخ کے لئے ناسخ ومنسوخ کا مساوی ہونا یا ناسخ کا اعلیٰ ہونا شرط ہے اور خبرِ واحد وقیاس ظنی ہیں لہٰذا ان کے ذریعہ مطلق کو مقید نہیں کیا جا سکتا اور عند الشوافع مطلق عام کی مانند ہے اور عام ظنی ہے لہٰذا خبرِ واحد وقیاس سے مطلق کو مقید کرنا بوجہ مساوی ہونے کے جائز ہے۔

الشق الثاني .....**وَاَمَّا الْمُفَسَّرُ فَهُوَ مَا ظَهَرَ الْمُرَادُ بِهٖ مِنَ اللَّفْظِ بِبَيَانٍ مِنْ قِبَلِ الْمُتَكَلِّمِ بِحَيْثُ لَا يَبْقٰى مَعَهُ اِحْتِمَالُ التَّاوِيْلِ وَالتَّخْصِيْصِ مِثَالُهٗ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ فَاسْمُ الْمَلٰٓئِكَةِ ظَاهِرٌ فِي الْعُمُوْمِ اِلَّا اَنَّ اِحْتِمَالَ التَّخْصِيْصِ قَائِمٌ فَاَنْسَدَّ بَابُ التَّخْصِيْصِ بِقَوْلِهٖ كُلُّهُمْ ثُمَّ بَقِيَ اِحْتِمَالُ التَّفْرِقَةِ فِي السُّجُوْدِ فَاَنْسَدَّ بَابُ التَّاوِيْلِ بِقَوْلِهٖ اَجْمَعُوْنَ۔** (ص۴۰۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ ظاہر، نص، مفسر، محکم، اور خفی، مشکل، مجمل، متشابہ کی تعریف لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مذکورہ متقابلات کی تعریف۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ في السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ بہر حال مفسر وہ ہے کہ جسکی مراد اس کلام کے لفظ سے متکلم کی جانب سے بیان کی وجہ سے اسطور پر ظاہر ہو کہ تاویل اور تخصیص کا احتمال نہ رہے اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا فرمان **فسجد الملئكة كلهم اجمعون** ہے یعنی تمام فرشتوں نے سجدہ کیا اکٹھے، پس ملائکہ کا لفظ عموم میں ظاہر ہے لیکن تخصیص کا احتمال موجود ہے پس تخصیص کا دروازہ اللہ تعالیٰ کے قول "**كلهم**" کی وجہ سے بند ہو گیا پھر بھی سجدہ کے متفرق ہونے کا احتمال باقی رہا تو پس تاویل کا دروازہ اللہ تعالیٰ کے قول "**اجمعون**" کی وجہ سے بند ہو گیا۔

③ مذکورہ متقابلات کی تعریف:۔ **ظاهر: اسم لكل كلام ظهر المراد به للسامع بنفس السماع من غير تأمّل** یعنی ظاہر وہ کلام ہے جسکی مراد سنتے ہی سامع کو معلوم ہو جائے اسکو غور وفکر کی ضرورت پیش نہ آئے جیسے یہی مذکورہ آیت حلتِ بیع اور حرمتِ بیع میں ظاہر ہے۔

نص: ماسيق الكلام لاجله یعنی جس کی وجہ سے کلام چلائی گئی ہو یعنی کلام سے جو چیز مقصود ہو جیسے **احل الله البيع وحرم الربوا**، یہ آیت بیع وربوا میں فرق کرنے میں نص ہے۔

مفسَّر:ماظهر المراد به من اللفظ ببیان من قبل المتکلم بحیث لا یبقی معه احتمال التاویل والتخصیص یعنی مفسر وہ کلام ہے کہ جس کی مراد لفظ سے متکلم کے بیان کی وجہ سے اس طور پر ظاہر ہو کہ نہ اس میں تخصیص کا احتمال ہو اور نہ تاویل کا احتمال ہو جیسے "**فسجد الملٰئکة کلهم اجمعون**" اس میں "**کلهم**" نے تخصیص کا احتمال اور "**اجمعون**" نے تاویل کا احتمال ختم کر دیا۔

مُحکَم:ما از دادقوةً علی المفسر بحیث لا یجوز خلافه اصلاً یعنی محکم وہ کلام ہے جس کی مراد مفسر کی بہ نسبت زیادہ قوی ہو بایں طور کہ اس کے خلاف بالکل جائز نہ ہو جیسے "**ان اللّٰه بکل شیئ علیم**"۔

ان چار اقسام کے مقابل بھی چار اقسام ہیں۔ظاہر کی ضد خفی،نص کی ضد مشکل،مفسر کی ضد مجمل اور محکم کی ضد متشابہ ہے۔

خفی:ماخفی المراد به بعارض لامن حیث الصیغة یعنی خفی وہ کلام ہے جس کی مراد صیغہ کے علاوہ کسی دوسرے عارضہ کی وجہ سے مشکل ہو جیسے آیت **السارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما** یہ آیت جیب کترے اور کفن چور کے حق میں خفی ہے کیونکہ ان کو اھل لغت سارق نہیں کہتے،باقی صیغہ میں کوئی پوشیدگی وخفا نہیں ہے۔

مشکل:فهو مازداد خفاءً علی الخفی کانّهٗ بعد ماخفی علی السامع حقیقةً دخل فی اشکاله یعنی مشکل وہ کلام ہے جس میں خفی کی نسبت خفاء زیادہ ہو یہاں تک کہ اسکی مراد طلب اور تامّل کے بغیر حاصل نہ ہو سکتی ہو جیسے "**واللّٰه لا یأتدم**" (بخدا وہ ادام نہیں کھائے گا) یہ کلام بھنے ہوئے گوشت انڈے اور پنیر کے حق میں مشکل ہے کیونکہ پہلے ادام کا معنی معلوم ہو پھر تامل ہو کہ ان میں وہ معنی موجود ہے یا نہیں لہٰذا ادام کا معنی وہ چیز ہے جو روٹی کے تابع ہو اور روٹی اس سے رنگ جائے یہ معنی سرکہ میں موجود ہے مگر بھنے ہوئے گوشت انڈے وغیرہ میں نہیں ہے اسلئے ان میں یہ کلام مشکل ہوگئی۔

مجمل: مااحتمل وجوها فصار بحال لا یوقف علی المراد به الّا ببیان من قبل المتکلم، یعنی مجمل وہ کلام ہے جو چند صورتوں کا احتمال رکھتی ہو اور اس کی مراد پر متکلم کے بیان کے بغیر واقفیت ممکن نہ ہو جیسے **حرّم الربوا** اس میں لفظ ربا مجمل ہے اس کا معنی مطلق زیادتی ہے،حالانکہ ہر زیادتی حرام نہیں ہے لہٰذا یہ بیانِ متکلم کا محتاج ہے۔

متشابه: کل کلام لا سبیل الی حصول مراده کہ ہر وہ کلام جس کی مراد کے حصول کا کوئی راستہ اور امید نہ ہو جیسے حروفِ مقطعات **الم، ص، طٰه**، ان کی مراد بالکل معلوم نہیں ہو سکتی۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل.....**الامر بالفعل لا یقتضی التکرار ولهٰذا قلنا لو قال طلّق امرأتی فطلّقها الوکیل ثم تزوّجها المؤکل لیس للوکیل ان یطلّقها بالامر الاول ثانیًا ولو قال زوّجنی امرأة لا یتناول هٰذا تزویجًا مرّةً بعد اخریٰ ، و لو قال لعبده تزوّج لا یتناول ذٰلك الّا مرّةً واحدةً لِانّ الامر بالفعل طلب تحقق الفعل علٰی سبیل الاختصار۔**

عبارت کا ترجمہ کریں۔عبارت کی تشریح کریں۔امر کا لغوی واصطلاحی معنی اور اس کا موجَب تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کی تشریح (۳) امر کا لغوی واصطلاحی معنی اور موجَب۔

جواب..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ امر بالفعل تکرار کا تقاضا نہیں کرتا ہے اور اسی وجہ سے ہم نے کہا: اگر کسی شخص نے کہا کہ تو میری بیوی کو طلاق دیدے اور وکیل نے طلاق دیدی، پھر مؤکل نے اس عورت سے دوبارہ نکاح کر لیا تو وکیل کیلئے پہلے امر کی وجہ سے دوسری طلاق دینا جائز نہیں ہے،اور اگر کسی شخص نے کہا کہ تو کسی عورت سے میرا نکاح کروادے تو یہ حکم ایک مرتبہ کے بعد دوسری مرتبہ نکاح کروانے کو شامل نہ ہوگا،اور اگر کسی شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تو نکاح کرلے تو یہ حکم صرف ایک مرتبہ کو ہی شامل ہوگا،اسلئے کہ امر بالفعل اختصار کے طور پر فعل کے تحقق کو طلب کرتا ہے۔

❷ عبارت کی تشریح:۔ عبارت کا حاصل یہ ہے کہ امر بالفعل تکرار کا تقاضا نہیں کرتا یعنی امر کے ذریعہ جس کام کا حکم دیا جائے امر بار

بار اس کام کے کرنے کا تقاضا نہیں کرتا، بس ایک ہی مرتبہ اس کام کے کرنے سے حکم پورا ہو جائے گا۔ چنانچہ کسی شخص نے دوسرے آدمی سے کہا کہ تو میری بیوی کو طلاق دیدے اور وکیل نے طلاق دیدی، پھر مؤکل نے اس عورت سے دوبارہ نکاح کر لیا تو وکیل کیلئے پہلے امر کی وجہ سے اسکی بیوی کو دوسری مرتبہ طلاق دینا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح کسی شخص نے دوسرے آدمی سے کہا کہ تو کسی عورت سے میرا نکاح کروادے تو اس حکم کی وجہ سے وکیل ایک مرتبہ کے بعد دوسری مرتبہ نکاح نہیں کرواسکتا۔ اسی طرح کسی شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تو نکاح کرلے تو اس حکم کی وجہ سے غلام بار بار نکاح نہیں کرسکتا، اسلئے کہ امر بالفعل اختصار کے طور پر فعل کے تحقق کو طلب کرنا ہے اور جیسے اصل کلام (معنی مصدری) میں فعل کا تکرار نہیں ہے اسی طرح مختصر کلام (امر) میں بھی تکرار نہ ہوگا۔

③ امر کا لغوی واصطلاحی معنی اور موجَب :۔ امر کا لغوی معنیٰ حکم کرنا اور اصطلاح میں کسی شخص کا اپنے آپ کو بلند مرتبہ و بزرگ سمجھ کر کسی دوسرے شخص کو کسی کام کرنے کا حکم دینا ہے جیسے اَکْرِمْ (تُو اکرام کر)، اُنْصُرْ (تُو مدد کر)۔

امر کا موجَب وجوب ہے۔ اور یہ عقلی ونقلی دلائل سے بھی ثابت ہے اور اہلِ لغت واہلِ عرف کا اس بات پر اجماع بھی ہے۔

﴿الورقة الثالثة : فی اصول الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....**وما یترك به حقیقة اللفظ خمسة انواع احدها دلالة العرف وذلك لأن ثبوت الأحكام بالالفاظ انما كان لدلالة اللفظ على المعنى المراد للمتكلم فاذا كان المعنى متعارفا بين الناس كان ذلك المعنى المتعارف دليلا على أنه هو المراد به ظاهرا فيترتّب عليه الحكم.** (ص۴۵۔امدادیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔ "**خمسة انواع**" کون کون سی ہیں؟ صرف نام لکھئے۔ عبارت میں مذکور نوع اول کی تشریح کرتے ہوئے مثال کے ذریعہ واضح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں ① عبارت کا ترجمہ ② **خمسة انواع** کے اسماء ③ نوعِ اوّل کی تشریح مع مثال۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ :۔ وہ قرائن جن کی وجہ سے لفظ کے حقیقی معنی کو چھوڑ دیا جاتا ہے ان میں سے پہلا قرینہ "دلالتِ عرف" ہے۔ اور یہ اسلئے کہ الفاظ سے احکام اس وجہ سے ثابت ہوتے ہیں کہ لفظ متکلم کے معنی مرادی پر دلالت کرتا ہے، پس جب معنی لوگوں کے درمیان متعارف ہوگا تو یہ معنی متعارف اس بات پر دلیل ہوگا کہ ظاہری طور پر لفظ سے یہی معنی متعارف مراد ہے، لہٰذا اسی معنی پر حکم مرتب ہوگا۔

② "**خمسة انواع**" کے اسماء :۔ وہ قرائن جن کی وجہ سے لفظ کے حقیقی معنی کو چھوڑ دیا جاتا ہے وہ پانچ ہیں ① دلالتِ عرف ② دلالتِ نفسِ کلام ③ دلالتِ سیاقِ کلام ④ دلالتِ من قبل المتکلم ⑤ دلالتِ محلِ کلام۔

③ نوعِ اوّل کی تشریح مع مثال :۔ وہ قرائن جن کی وجہ سے لفظ کے حقیقی معنی کو چھوڑ دیا جاتا ہے ان میں سے پہلا قرینہ "**دلالتِ عرف**" ہے۔ عرف میں تعمیم ہے خواہ عرفِ عام ہو یعنی عام لوگوں کا عرف ہو یا عرفِ خاص ہو یعنی ایک خاص جماعت کا عرف ہو اور دلالتِ عرف سے مراد لوگوں کے عرف میں لفظ کا ایک معنی میں مستعمل ومتعارف ہونا ہے۔

دلالتِ عرف کی وجہ سے حقیقت کو چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک لفظ کا ایک حقیقی معنی ہو لیکن وہ لفظ عوام یا خواص کے عرف میں غیر حقیقی معنی میں مشہور متعارف ومستعمل ہو جائے تو لفظ کے حقیقی معنی کو چھوڑ دیا جائے گا اور وہ غیر حقیقی معنی مراد لیا جائے گا جو لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے قسم اٹھائی "**واللّٰه لااشتری رأسًا**" (قسم بخدا میں سر نہیں خریدوں گا) یہ قسم دلالتِ عرف کی وجہ سے ان سروں پر محمول ہوگی جن کی خرید وفروخت اور کھانا پینا لوگوں میں مشہور ہے اور وہ بھیڑ بکری کے سر ہیں اور ان سروں پر محمول نہیں ہوگی جن کی خرید وفروخت اور کھانا پینا لوگوں میں مشہور نہیں ہے جیسے چڑیا اور کبوتر کا سر۔ اب یہاں "رأس" کا حقیقی معنی مطلق سر ہے خواہ وہ کسی بھی جانور کا ہو لیکن یہاں پر دلالتِ عرف کی وجہ سے صرف وہ سر مراد لیا جائیگا جو لوگوں میں متعارف ہے لہٰذا یہ حالف بھیڑ وبکری کا سر خریدنے سے حانث ہوگا، چڑیا اور کبوتر کا سر خریدنے کی وجہ سے حانث نہ ہوگا۔

الشق الثانی.....وَعَلٰی هٰذَا قُلْنَا اِنَّ التَّیَمُّمَ یُفِیْدُ الطَّهَارَةَ لِاَنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰی وَلٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَکُمْ صَرِیْحٌ فِیْ حُصُوْلِ الطَّهَارَةِ بِهٖ، وَلِلشَّافِعِیِّ فِیْهِ قَوْلَانِ اَحَدُهُمَا اَنَّهٗ طَهَارَةٌ ضَرُوْرِیَّةٌ وَالْاٰخَرُ اَنَّهٗ لَیْسَ بِطَهَارَةٍ بَلْ هُوَ سَاتِرٌ لِلْحَدَثِ وَ عَلٰی هٰذَا یُخَرَّجُ الْمَسَائِلُ عَلٰی مَذْهَبَیْنِ مِنْ جَوَازِهٖ قَبْلَ الْوَقْتِ وَ اَدَاءِ الْفَرْضَیْنِ بِتَیَمُّمٍ وَاحِدٍ وَ اِمَامَةُ الْمُتَیَمِّمِ لِلْمُتَوَضِّئِیْنَ وَ جَوَازُهٗ بِدُوْنِ خَوْفِ تَلَفِ النَّفْسِ اَوِ الْعُضْوِ بِالْوُضُوْءِ وَ جَوَازُهٗ لِلْعِیْدِ وَ الْجَنَازَةِ وَ جَوَازُهٗ بِنِیَّةِ الطَّهَارَةِ۔ (ص ۳۵۔ امدادیه)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔عبارت کی تشریح کریں اور جن مختلف فیہ مسائل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان کی وضاحت کریں۔

جواب.....① و ② عبارت پر اعراب وترجمہ:۔ **کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۶ھ۔**

③ عبارت کی تشریح و مختلف فیہ مسائل کی وضاحت:۔ ① احنافؒ کے نزدیک تیمّم طہارتِ مطلقہ ہے اور یہ طہارتِ کاملہ کا فائدہ دیتا ہے، اسلئے نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے وضو کی طرح تیمّم کرنا بھی جائز ہے۔امام شافعیؒ کے نزدیک تیمّم طہارتِ ضروریہ ہے اسلئے وقت سے پہلے تیمّم کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے یہ جائز نہیں ہے۔ ② احنافؒ کے نزدیک تیمّم طہارتِ مطلقہ ہے اسلئے وضو کی طرح ایک ہی تیمّم سے دو بلکہ متعدد فرض بھی ادا کئے جاسکتے ہیں۔امام شافعیؒ کے نزدیک تیمّم طہارتِ ضروریہ ہے اسلئے ایک تیمّم سے صرف ایک ہی فرض نماز ادا کی جاسکتی ہے، کیونکہ جو چیز ضرورۃً ثابت ہو وہ بقدرِ ضرورت ہی ثابت ہوتی ہے اور ایک فرض ادا کرنے سے تیمّم کی ضرورت پوری ہوجاتی ہے، اور دوسرے فرض کو ادا کرنا دوسری ضرورت ہے اس لئے دوسرے فرض کیلئے دوسرا تیمّم لازم ہے۔ ③ احنافؒ کے نزدیک تیمّم وضو کی طرح طہارتِ مطلقہ ہے اسلئے وضو کرنے والا اور تیمّم کرنے والا دونوں برابر ہیں، پس برابر ہونے کی وجہ سے جیسے وضو والا تیمّم والے کی امامت کرواسکتا ہے اسی طرح تیمّم والا بھی وضو والے کی امامت کرواسکتا ہے۔امام شافعیؒ کے نزدیک تیمّم طہارتِ ضروریہ ہے اور وضو طہارتِ کاملہ واصلیہ ہے اور طہارتِ ضروریہ کی بنسبت طہارتِ کاملہ قوی ہے اور ضعیف شخص قوی کی امامت نہیں کرواسکتا۔ ④ احنافؒ کے نزدیک تیمّم وضو کی طرح طہارتِ مطلقہ ہے اسلئے اگر پانی کا استعمال نقصان دہ ہو تو تیمّم کرنا جائز ہے، خواہ نفس یا عضو کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو یا اندیشہ نہ ہو۔امام شافعیؒ کے نزدیک تیمّم طہارتِ ضروریہ ہے اسلئے ضرورۃً صرف نفس یا عضو کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمّم جائز ہوگا، وگرنہ جائز نہ ہوگا۔ ⑤ احنافؒ کے نزدیک تیمّم وضو کی طرح طہارتِ مطلقہ ہے اسلئے وضو میں مشغول ہونے کی وجہ سے عید یا جنازہ کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمّم کرنا جائز ہے، کیونکہ احناف کے نزدیک عید و جنازہ کی قضاء نہیں ہے۔امام شافعیؒ کے نزدیک تیمّم طہارتِ ضروریہ ہے اسلئے عید یا جنازہ کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تب بھی تیمّم کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ شوافعؒ کے نزدیک عید و جنازہ کی قضاء ہوسکتی ہے، قضاء ممکن ہونے کی وجہ سے تیمّم کی ضرورت نہیں ہے۔ ⑥ احنافؒ کے نزدیک تیمّم وضو کی طرح طہارتِ مطلقہ ہے اسلئے تیمّم کرتے وقت محض طہارت کی نیت کرنے سے تیمّم جائز ہوجائے گا، خواہ فرض کی ادائیگی کی نیت ہو یا نہ ہو۔امام شافعیؒ کے نزدیک تیمّم طہارتِ ضروریہ ہے اور ضرورت صرف فرض کی ادائیگی کی نیت کرنے سے متحقق ہوگی، لہٰذا نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد فرض کی ادائیگی کی نیت سے تیمّم ہوگا تو تیمّم سے طہارت حاصل ہوگی، وگرنہ نہیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....اَلْاَمْرُ بِالشَّیْءِ یَدُلُّ عَلٰی حُسْنِ الْمَاْمُوْرِبِهٖ اِذَا کَانَ الْاَمْرُ حَکِیْمًا لِاَنَّ الْاَمْرَ لِبَیَانِ اَنَّ الْمَاْمُوْرَبِهٖ مِمَّا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّوْجَدَ فَاقْتَضٰی ذٰلِکَ حُسْنَهٗ ثُمَّ الْمَاْمُوْرُ بِهٖ فِیْ حَقِّ الْحُسْنِ نَوْعَانِ حَسَنٌ بِنَفْسِهٖ وَحَسَنٌ لِغَیْرِهٖ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حُسن کے اعتبار سے مامور بہ کی اقسام اور ان کا حکم مع امثلہ بیان کریں۔حدود، قصاص اور جہاد کس قسم میں داخل ہیں۔ (ص ۴۳۷۔امدادیه)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) حُسن کے اعتبار سے مامور بہ کی اقسام وحکم مع امثلہ (۴) مذکورہ اقسام کی وضاحت۔

جواب.....① عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ کسی چیز کا حکم کرنا مامور بہ کے حسن اور خوبی پر دلالت کرتا ہے جبکہ آمر یعنی حکم دینے والا خوبیوں اور حسن کا مالک ہو اسلئے کہ امر اس بات کو بیان کرنے کیلئے ہوتا ہے کہ مامور بہ کا پایا جانا مناسب ہے پس اس نے (یعنی آمر کے حکیم ہونے نے) مامور بہ کی خوبی کا تقاضا کیا ہے، پھر مامور بہ کی حسن کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں ① حسن بنفسہٖ ② حسن لغیرہٖ۔

③ حُسن کے اعتبار سے مامور بہ کی اقسام وحکم مع امثلہ:۔ حسن کے اعتبار سے مامور بہ کی دو اقسام ہیں ① حَسن لعینہٖ ② حَسن لغیرہٖ۔

حَسن لعینہٖ کا مطلب یہ ہے کہ خود اس مامور بہ کی ذات میں بغیر کسی واسطہ کے حُسن موجود ہو جیسے ایمان لانا، نماز پڑھنا، سچ بولنا، انصاف کرنا، حج وزکوٰۃ ادا کرنا۔ حکم کے اعتبار سے حَسن لعینہٖ کی دو قسمیں ہیں: ① جو سقوط کا احتمال نہ رکھے جیسے ایمان باللہ۔ یہ قسم جب بندہ پر واجب ہو جائے تو ادائیگی کے بغیر ساقط نہ ہوگی۔ ② جو سقوط کا احتمال رکھے جیسے نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، یہ قسم جب بندہ پر لازم ہو جائے تو اس کے سقوط کی دو صورتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ اس کی ادائیگی کی جائے، ثانی یہ کہ شارع ساقط کردے۔

حَسن لغیرہٖ کا مطلب یہ ہے کہ خود اس مامور بہ کی ذات میں حُسن اور خوبی نہ ہو بلکہ دوسری چیز کی وجہ سے اس میں حُسن وخوبی آئی ہو جیسے وضو کرنا بذاتِ خود حُسن نہیں ہے اعضاء کو ٹھنڈا و پاک کرنا ہے مگر نماز کی چابی اور وسیلہ ہونیکی وجہ سے اس میں حُسن آیا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اُس واسطہ و وسیلہ کے ساقط ہونے سے وہ مامور بہ بھی ساقط ہو جائے گا۔ مثلاً مذکورہ مثال میں نماز ساقط ہونے کی صورت میں وضو بھی ساقط ہو جائے گا۔

④ حدود، قصاص اور جہاد کی وضاحت:۔ یہ تینوں اقسام حَسن لغیرہ کے تحت داخل ہیں، بذاتہٖ ان میں حُسن نہیں ہے بلکہ یہ ظلم کے خاتمہ، انصاف کے قیام اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کا سبب ہیں اس وجہ سے ان میں حُسن پایا جاتا ہے۔

الشق الثانی ..... **اَلْوَاوُ لِلْجَمْعِ الْمُطْلَقِ وَقِيْلَ اِنَّ الشَّافِعِيَّ جَعَلَهَ لِلتَّرْتِيْبِ وَ عَلٰى هٰذَا وَجَبَ التَّرْتِيْبُ فِيْ بَابِ الْوُضُوْءِ وَقَالَ عُلَمَائُنَا " اِذَا قَالَ لِاِمْرَأَتِهٖ اِنْ كَلَّمْتِ زَيْدًا وَعَمْرًوا فَاَنْتِ طَالِقٌ فَكَلَّمَتْ عَمْرًوا ثُمَّ زَيْدًا طُلِّقَتْ.**

عبارت پر اعراب لگائیں۔ واضح تشریح کریں۔ حروفِ معانی میں سے ''فاء، ثم، بل'' کا صرف معنی ومثال ذکر کریں۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب وتشریح:۔ **کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۱ھ۔**

② ''فاء، ثم، بل'' کا صرف معنی ومثال:۔ ''فاء'' تعقیب مع الوصل کیلئے آتا ہے یعنی فاء یہ بتاتا ہے کہ معطوف اپنے معطوف علیہ کے فورا بعد واقع ہوگا، دونوں کے درمیان فاصلہ نہیں ہوگا۔ جیسے **جاء زیدٌ فبکرٌ**، اس مثال میں بکر زید کے فورا بعد آیا ہے، ان میں ترتیب بھی ہے کہ پہلے زید پھر بکر آیا ہے اور دونوں میں فاصلہ بھی نہیں ہے۔

''ثم'' تعقیب مع الفصل کیلئے آتا ہے یعنی ''ثم'' معطوف کو معطوف علیہ کے ساتھ حکم میں تاخیر ومہلت کے ساتھ شریک کرنے کیلئے آتا ہے جیسے **"جاء نی زید ثم بکر"** اس کا مطلب یہ ہے کہ آنے والے حکم میں بکر بھی زید کے ساتھ شریک ہے مگر بکر کا آنا زید کے متصل یا فوراً بعد نہیں ہے بلکہ کچھ تاخیر ومہلت کے ساتھ ہے۔

''بل'' غلطی کے ازالہ وتدارک کیلئے آتا ہے، بشرطیکہ یہ ازالہ ممکن ہو، جیسے **جاء نی زید بل بکر** (میرے پاس زید بلکہ بکر آیا ہے) اس مثال میں ''بل'' بتلا رہا ہے کہ متکلم سے زید کا تلفظ غلطی سے ہوا ہے، حایات میں زید نہیں بلکہ بکر آیا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ..... سنت کسے کہتے ہیں؟ نیز سنت کا اطلاق کتنی اور کون کونسی چیزوں پر ہوتا ہے؟۔ قرآن کریم سے حدیث کے حجت ہونے کی دلیل ذکر کریں۔ تواتر لفظی ومعنوی کی تعریف اور ان میں فرق واضح کیجیے۔ (ص ۲۸۔ حقانیہ)

﴿خلاصہ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل تین امور ہیں ① سنت کی تعریف ② حجیتِ حدیث کی دلیل ③ تواتر لفظی ومعنوی کی تعریف وفرق۔

جواب ..... ① سنت کی تعریف:۔ رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل اور تقریر کو ''حدیث'' یا ''سنت'' کہتے ہیں۔

قول سے مراد آپ ﷺ کے ارشادات ہیں جیسے **انما الاعمال بالنیات**۔ فعل سے مراد آپ ﷺ کے افعال ومعمولات ہیں جیسے **کان النبی ﷺ یغدوالی المصلی والعنزۃ بین یدیہ تحمل و تنصب بالمصلی بین یدیہ فیصلی الیھا۔**

تقریر سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے کسی اور نے کوئی بات یا کوئی عمل کیا یا کسی کا عمل آپ ﷺ کے سامنے نقل کیا گیا اور آپ ﷺ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی جیسے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے **احتلمت فی لیلة باردة (وانا) فی غزوة ذات السلاسل فاشفقت ان اغتسلت ان اهلك فتيممت ثم صليت باصحابی ثم اخبرت النبی ﷺ فضحك ولم يقل شيئا۔**

② حجیتِ حدیث کی دلیل:۔ حدیث کے حجت اور دلیل شرعی ہونے میں تمام ائمہ ومجتہدین کا اتفاق ہے اسکے متعدد دلائل ہیں:

① اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا مستقل حکم دیا ہے جیسے **واطيعوا الله واطيعوا الرسول واحذروا۔**

② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وائمہ فقہاء کا اتفاق ہے۔

لہٰذا حدیث کے حجت ہونے کا انکار محض گمراہی ہے، خود رسول اللہ ﷺ سے ایسے لوگوں کی مذمت منقول ہے۔

③ تواتر لفظی ومعنوی کی تعریف وفرق:۔ تواتر لفظی: یہ ہے کہ حدیث کے کسی متن کو ایسی جماعت روایت کرے جس کا عادۃً جھوٹ پر اتفاق ممکن نہ ہو جیسے **من كذب على متعمدًا فليتبوأ مقعده من النار** ۔اس حدیث کو ۹۸ صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے یا جیسے مسح علی الخفین کی روایات ۴۰ صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں۔

تواتر معنوی: یہ ہے کہ حدیث کی تعبیر میں اختلاف کے باوجود کسی خاص مضمون کو عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اتنی بڑی تعداد نقل کرتی آئی ہو کہ بظاہر اُن کا جھوٹ پر اتفاق ممکن نہ ہو جیسے حضور ﷺ سے مسواک کا ثبوت۔اس قسم کی متواتر احادیث بہت ہیں۔

متواتر احادیث قطعی الثبوت ہوتی ہیں اور عملِ یقین کا فائدہ دیتی ہیں، ان سے ثابت شدہ احکام کا مناسب تاویل کے بغیر انکار کفر ہوتا ہے۔

تواتر لفظی ومعنوی کی تعریف سے ان میں فرق بھی واضح ہو گیا کہ تواتر لفظی میں متنِ حدیث پر بھی تمام روات متفق ہوتے ہیں جبکہ تواتر معنوی میں اگرچہ متنِ حدیث کے الفاظ مختلف ہوتے ہیں مگر مفہوم ومضمون میں تمام روات متفق ہوتے ہیں۔

الشق الثانی.....صحابی کی تعریف کریں، اقوالِ صحابہؓ کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں؟۔استصحاب کی تعریف ومثال تحریر کریں، نیز بتائیں کہ استصحاب کب معتبر ہوتا ہے؟ استصحاب دافع للحقوق ہے یا مثبت؟ مثال کے ذریعہ واضح کریں۔شرائع ماقبل کا مفہوم و حکم بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① صحابی کی تعریف واقوالِ صحابہ کی اقسام ② استصحاب کی تعریف، مثال واعتبار ③ استصحاب کے دافع للحقوق یا مثبت للحقوق ہونے کی وضاحت ④ شرائع ماقبل کا مفہوم وحکم۔

جواب..... ① صحابی کی تعریف واقوالِ صحابہ کی اقسام:۔ صحابی: وہ شخص جس نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہو اور ایمان کی حالت میں ہی اس دنیا سے رخصت ہوا ہو۔

اقوالِ صحابہ کی دو اقسام ہیں: ① وہ اقوال جن میں اجتہاد ورائے کو کوئی دخل نہ ہو، جیسے حضرت علیؓ کا ارشاد: **لاجمعة و لا تشريق الّا فی مصر جامع** (جمعہ وتشریق صرف مصرِ جامع میں ہے)۔حنفیہ واکثر فقہاء کے نزدیک یہ اقوال احادیثِ نبویہ کے حکم میں ہیں اور حجت ہیں، کیونکہ ظنِ غالب یہی ہے کہ صحابہ کرامؓ کے یہ اقوال آنحضرت ﷺ کی احادیث پر مبنی ہوں گے۔شوافعؒ کے نزدیک یہ حجت نہیں ہیں۔

② وہ اقوال جن میں اجتہاد ورائے کی گنجائش موجود ہو۔اگر یہ اقوال کتاب وسنت کی کسی نص سے متعارض ہوں یا صحابہ کرامؓ میں اس مسئلہ پر اختلاف رہا ہو تو یہ حجت نہیں ہیں۔اگر یہ اقوال نص سے متعارض نہ ہوں اور کسی دوسرے صحابی سے اس کے خلاف بھی منقول نہ ہو یا اس مسئلہ میں کسی اور صحابی کی واضح رائے ہی مروی نہ ہو تو حنفیہ کے نزدیک ایسے اقوال بھی حجت ہیں۔

② استصحاب کی تعریف، مثال واعتبار:۔ کسی وجہِ تغیّر کے پیش نہ آنے کی وجہ سے کسی شیئ کی سابقہ حالت کا اعتبار کرنا اور سابقہ حکم کو برقرار رکھنا استصحاب ہے۔مثلاً کسی نے پاک برتن میں پاک پانی بھر کر رکھ دیا، بعد میں اسکو پانی کی ضرورت پیش آئی تو اس نے اس پانی کو دیکھا کہ اس میں کوئی تبدیلی یعنی ناپاکی وغیرہ کا وقوع نہیں ہوا تو اس پانی کی اصلی حالت جو پاکی کی تھی اس کا حکم لگا دیا کہ یہ پانی پاک ہے، یہ استصحاب ہے۔حنابلہ کے نزدیک استصحاب مستقل دلیلِ شرعی ہے۔حنفیہ کے نزدیک جب کوئی اور دلیل موجود نہ ہو تو پھر استصحاب معتبر ہے۔

③ استصحاب کے دافع للحقوق یا مثبت للحقوق ہونے کی وضاحت:۔ استصحاب حقوق کیلئے دافع بنتا ہے، مثبت نہیں بنتا۔ مثلاً کسی مفقود الخبر (گمشدہ) شخص کو موت کی دلیل متحقق ہونے تک زندہ ہی سمجھا جائے گا اور اسکے مال میں ورثہ کا حق ثابت نہ ہوگا، البتہ اگر مفقود کے کسی مورث کی موت واقع ہوجائے تو مورث کے مالِ میراث میں مفقود کا حقِ میراث بھی ثابت نہ ہوگا۔

④ شرائع ماقبل کا مفہوم وحکم:۔ شرائع ماقبل سے مراد سابقہ شریعتوں کے احکام ہیں۔ پہلی آسمانی کتابوں کے وہ احکام جو اِس وقت ان میں موجود ہیں اور قرآن وحدیث میں ان کا ذکر نہیں، ان کا تو کوئی اعتبار نہیں، اسلئے کہ یہ محرف کتابیں ہیں۔ البتہ پہلی امتوں کے جو احکام کتاب وسنت میں مذکور ہیں وہ تین طرح کے ہیں: ① جن کے منسوخ ہونے کی صراحت موجود ہے، جیسے: وعلی الذین ہادوا حرّمنا کل ذی ظفر الخ ② جن کے اس امت کیلئے باقی رہنے کی صراحت کیگئی ہے، جیسے: یا یہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام الخ۔ یہ احکام اس امت میں بھی بالاتفاق باقی ہیں۔ ③ جن کے نہ باقی رہنے کی صراحت ہے، نہ منسوخ ہونے کی، جیسے: وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس الخ۔ ایسے احکام بھی جمہور کے نزدیک اس امت کیلئے باقی رہیں گے، جیسا کہ: ہذہ ناقۃ لہا شرب ولکم شرب یوم معلوم سے استدلال کیا جاتا ہے کہ نا قابلِ تقسیم مشترک اشیاء کی مہایاۃ کے ذریعہ تقسیم کی جاسکتی ہے، جس سے مالکان باری باری فائدہ اٹھائیں گے۔

﴿الورقة الثالثة فی اصول الفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ١٤٤٤ھ

الشق الاوّل .....وَاَمَّا الْعَامُ فَنَوْعَانِ عَامٌ خُصَّ عَنْهُ الْبَعْضُ وَعَامٌ لَمْ يُخَصَّ عَنْهُ شَيْئٌ فَالْعَامُ الَّذِیْ لَمْ يُخَصَّ عَنْهُ شَيْئٌ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْخَاصِّ فِیْ حَقِّ لُزُوْمِ الْعَمَلِ بِهٖ لَا مَحَالَةَ.....

عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں۔ خاص وعام کی تعریف کریں اور خاص کی اقسامِ ثلاثہ مثال کے ساتھ لکھیں۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ وتشریح:۔ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ١٤٣٥ھ۔

② خاص وعام کی تعریف:۔ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول والشق الاول من السوال الثانی ١٤٣١ھ۔

③ خاص کی اقسامِ ثلاثہ کی وضاحت:۔ خاص کی تین اقسام ہیں ① خاص الجنس: کہ معنیٰ کے اعتبار سے اُسکی جنس خاص ہو اگرچہ مصداق متعدد ہوں جیسے انسان ② خاص النوع: کہ معنیٰ کے اعتبار سے اُسکی نوع خاص ہو اگرچہ مصداق متعدد ہوں جیسے رجل ③ خاص العین: کہ اُسکا مصداق معین شخص ہو اس میں شرکت کا احتمال نہ ہو البتہ متعدد اوضاع کی وجہ سے اُس میں شرکت ہوسکتی ہو جیسے زید، اسکو خص الخاص بھی کہتے ہیں۔

الشق الثانی .....وَلَئِنْ قَالَ اِذَا حَلَفَ لَا يَضَعُ قَدَمَهٗ فِیْ دَارِ فُلَانٍ يَحْنَثُ لَوْ دَخَلَهَا حَافِيًا اَوْ مُتَنَعِّلًا اَوْ رَاكِبًا وَكَذٰلِكَ لَوْ حَلَفَ لَا يَسْكُنُ دَارَ فُلَانٍ يَحْنَثُ لَوْ كَانَتِ الدَّارُ مِلْكًا لِّفُلَانٍ اَوْ كَانَتْ بِاُجْرَةٍ اَوْ عَارِيَةٍ وَذٰلِكَ جَمْعٌ بَيْنَ الْحَقِيْقَةِ وَالْمَجَازِ وَكَذٰلِكَ لَوْ قَالَ عَبْدُهٗ حُرٌّ يَوْمَ يَقْدَمُ فُلَانٌ فَقَدِمَ فُلَانٌ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا يَحْنَثُ.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ عبارت کی تشریح کرکے عبدہ حر یوم یقدم فلان کا حکم تحریر کریں۔ حقیقت ومجاز کی تعریف کریں اور حقیقت کی اقسام کی وضاحت کریں۔

جواب .....کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثالث ١٤٣٥ و الشق الاول من السوال الثانی ١٤٣٣ھ و الشق الاول من السوال الثالث ١٤٣٧ھ۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٤٤ھ

الشق الاوّل .....اختلف الناس فی الامر المطلق ای المجرد عن القرینة الدالة علی اللزوم و عدم اللزوم۔

امر مطلق کی تعریف وحکم ذکر کریں۔ امر بالفعل تکرار کو مقتضی نہیں ہے تو پھر عبادات میں تکرار کس بنیاد پر ہے؟ قضاء کی تعریف کریں اور اس کی اقسام تحریر کریں۔

جواب .....کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ١٤٣٦ و ١٤٣٩ و الشق الثانی من السوال الاول ١٤٣٦ھ

الشق الثانی.....اَلنَّهْیُ نَوْعَانِ : نَهْیٌ عَنِ الْاَفْعَالِ الْحِسِّیَّةِ....وَ نَهْیٌ عَنِ التَّصَرُّفَاتِ الشَّرْعِیَّةِ.... وَ عَلٰی هٰذَا قَالَ اَصْحَابُنَا اَلنَّهْیُ عَنِ التَّصَرُّفَاتِ الشَّرْعِیَّةِ یَقْتَضِیْ تَقْرِیْرَهَا وَیِبِذٰلِكَ اَنَّ التَّصَرُّفَاتِ بَعْدَ النَّهْیِ یَبْقٰی مَشْرُوْعًا كَمَا كَانَ لِاَنَّهٗ لَوْ لَمْ یَبْقَ مَشْرُوْعًا كَانَ الْعَبْدُ عَاجِزًا عَنْ تَحْصِیْلِ الْمَشْرُوْعِ وَحِیْنَئِذٍ كَانَ ذٰلِكَ نَهْیًا لِلْعَاجِزِ وَذٰلِكَ مِنَ الشَّارِعِ مُحَالٌ۔

عبارت پر اعراب لگائیں۔نہی کی تعریف کر کے دونوں انواع اوران کا حکم واضح کریں۔تفریع کی تشریح کریں۔

جواب.....① عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا**۔

② نہی کی تعریف:۔ نہی کا لغوی معنیٰ روکنا ہے اور اصطلاح میں **النهی هو قول القائل لغیره علی سبیل الاستعلاء لَا تَفْعَلْ (اوطلب الكف عن الفعل علی وجه الاستعلاء)** خود کو بڑا سمجھتے ہوئے دوسرے کو کسی کام سے روکنا۔جیسے **لا تقربوا الزنا** (زنا کے قریب نہ جاؤ)۔**لَا تشرب الماء** (پانی نہ پی)۔

③ نہی کی انواع اوران کا حکم:۔**كما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ۱۴۳۹ھ**۔

④ تفریع کی تشریح:۔ تصرفات شرعیہ اور امور شرعیہ سے نہی چونکہ بذاتہ حسن اور لغیرہ قبیح ہوتی ہے اسلئے احناف نے کہا ہے کہ تصرفات شرعیہ اور امور شرعیہ سے نہی ان تصرفات وامور کی تقریر اور انکو حسبِ سابق باقی رکھنے کا تقاضہ کرتی ہے۔مراد یہ ہے کہ تصرفِ شرعی اور امرِ شرعی نہی کے بعد اسی طرح مشروع رہے گا جس طرح نہی سے پہلے مشروع تھا۔دلیل سے پہلے دو باتیں ذہن نشین فرمالیں ① نہی اور نفی میں فرق: نہی کی صورت میں فعل کا نہ ہونا بندے کے اختیار سے ہوتا ہے، چنانچہ فعل منہی عنہ جس کا ارتکاب بندے کے اختیار میں ہے اگر وہ اس کے ارتکاب سے رک گیا تو ثواب کا مستحق ہوگا اور اگر نہیں رکا اور ارتکاب کر لیا تو عذاب کا مستحق ہوگا۔اور نفی کی صورت میں فعل کا نہ ہونا بندے کے اختیار سے نہیں ہوتا۔چنانچہ فعلِ منفی سے رکنے پر بندہ ثواب کا مستحق نہیں ہوتا کیونکہ فعل منفی سے رُکنا اس فعل کے فی نفسہ معدوم ہونے کی وجہ سے ہے بندے کے اختیار کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے اور جس کام میں بندے کے اختیار کو دخل نہ ہو اس کی وجہ سے بندہ ثواب کا مستحق نہیں ہوتا۔لہٰذا فعل منفی سے رکنے پر بندہ ثواب کا مستحق نہیں ہوگا۔مثلاً اگر برتن میں پانی موجود ہو اور مخاطب سے کہا جائے: **لا تشرب** (مت پیو) یہ نہی ہے کیونکہ اس میں مخاطب کا نہ پینا اس کے اختیار سے ہے اور اگر برتن میں پانی موجود ہی نہ ہو اور کہا جائے: **لا تشرب**، تو یہ نفی ہے کیونکہ اس صورت میں نہ پینا بندے کے اختیار میں نہیں ہے بلکہ پانی معدوم ہونے کی وجہ سے ہے۔② ہر چیز پر اختیار اس کے مناسب ہوتا ہے چنانچہ افعالِ حسیہ کا اختیار حسی قدرت کا حاصل ہونا ہے مثلاً انسان اپنے اختیار اور قدرت سے فعلِ زنا پر قادر ہے اور افعال شرعیہ پر اختیار یہ ہے کہ اس میں فعل کا اختیار شارع کی جانب سے ہوتا ہے ان میں حسی اختیار کافی نہیں ہے، یعنی اگر شارع نے اس فعل کے کرنے کی اجازت دیدی تو یہ فعل شرعا بندے کے اختیار اور قدرت میں ہوگا اور اگر اجازت نہ دی تو یہ عمل شرعا بندے کے اختیار اور قدرت میں نہیں ہوگا، اگرچہ حسًا بندے کے اختیار اور قدرت میں ہے۔اب دلیل کا حاصل یہ ہے کہ اگر فعل شرعی اور تصرف شرعی نہی کے بعد بالکل مشروع نہ رہے تو بندہ اس فعل مشروع کو (جو نہی کی وجہ سے منہی عنہ ہو گیا ہے) حاصل کرنے سے عاجز ہوگا اس طور پر کہ افعال شرعیہ پر اختیار اور قدرت شارع کی جانب سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ ہم نے سابق میں بیان کیا ہے۔پس فعل شرعی نہی کے بعد اگر بالکل مشروع نہ رہا تو یہ فعل شرعی شرعا بندے کے قدرت اور اختیار میں بھی نہیں رہے گا اگرچہ حسًا بندے کے اختیار اور قدرت میں رہے گا اور جب فعل شرعی نہی کے بعد شرعا بندے کے اختیار اور قدرت میں نہیں رہا تو بندہ شرعا اس فعل شرعی کے کرنے سے عاجز ہوگا اور یہ نہی عاجز کیلئے ہوگی اور عاجز کو منع کرنا انتہائی قبیح اور برا ہے۔اور اس قبیح اور برائی کی وجہ سے شارع کا عاجز کو منع کرنا محال ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل.....اجماع کسے کہتے ہیں اور اسکی کتنی اقسام ہیں؟ ہر ایک کی تعریف ومثال تحریر کریں۔سندِ اجماع کا کیا مطلب ہے؟ اور وہ کیا کیا ہیں؟ مثالوں سے واضح کریں۔اجماعِ سکوتی کے معتبر ہونے کی شرائط لکھیں۔

جواب .....بقیہ جواب **کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ١٤٣٨و ١٤٤١ھ .**

① اجماعِ سکوتی کے معتبر ہونے کی شرائط۔ اجماع سکوتی کے معتبر ہونے کی شرائط یہ ہیں: ① اس مجتہد کی رائے تمام اہلِ علم تک پہنچ چکی ہو۔ ② اظہار رائے کے بعد اتنا عرصہ گذر چکا ہو جو اہل علم کیلئے اس پر غور وخوض کرنے کیلئے کافی ہو۔ ③ وہ مسئلہ اجتہادی ہو، چنانچہ اگر کسی قطعی مسئلہ میں نص کے خلاف کسی مجتہد نے فتوی دیا اور دوسرے لوگوں نے اس پر سکوت اختیار کیا تو یہ اس سے موافقت کی دلیل نہ ہوگی، بلکہ اس بات کی علامت ہوگی کہ یہ مسئلہ قابلِ توجہ نہیں ہے۔ دلیل ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **ومن یشاقِقِ الرسول مِن بعدِ ما تبین لہ الھدی ویتبِع غیر سبیلِ المؤمِنین نُولّہ ما تولّی ونصلِہٖ جھنم وسائت مصِیرا** یہاں اجماع سبیل المؤمنین ہے اور اس سے انحراف اس کے غیر کی اتباع ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **اِنّ امتِی لن تجتمِعَ علی ضلالۃ** اس مضمون کی متعدد روایات ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امت غیر درست بات پر جمع نہیں ہوسکتی۔

الشق الثانی .....عرف کی تعریف اور اسکی اقسام مثالوں کے ساتھ تحریر کریں۔ سدِ ذرائع، شرائع ماقبل اور استصحاب کی تعریف مع امثلہ بیان کریں۔ استحسان اور مصالحِ مرسلہ کی وضاحت کریں۔

جواب .....**کمامرّ فی السوال الثالث١٤٣٨ھ و فی الشق الثانی من السوال الثالث١٤٣٩ و ١٤٤٣ھ .**

وصلی اللہ علی النبی الامی و علی آلہ وسلم تسلیما

مکتبہ زکریا ملتان ◎ پاکستان
0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو اپنے جملہ محسنین کی طرف خصوصاً محسنِ انسانیت سرورِ دوعالم **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے طفیل بندہ کو ایمان کی دولت اور علم کی روشنی حاصل ہوئی۔ نیز اپنے والدین مرحومین اور اپنے اساتذہ کرام دامت برکاتہم العالیہ خصوصاً حضرت اقدس مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی نوراللہ مرقدہ، خلیفہ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے فیضِ عالم اور بے پایاں شفقت کے نتیجہ میں بندہ اس قابل ہوا کہ شائقین علومِ نبویہ کی خدمت میں یہ حقیر سا ہدیہ پیش کر سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف سے محسنِ انسانیت **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ اور جملہ محسنین کو بہتر سے بہتر جزاء عطاء فرمائے۔ اور اس تالیف کو قبول فرما کر ان تمام حضرات کی ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

العبد محمد یٰسین شاکر

ضروری انتباہ

چونکہ اس سے قبل درجہ خاصہ سال اول بنین (درجہ ثالثہ) کا امتحان وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت نہیں ہوتا تھا اس لیے اس درجے کے سوالیہ پرچے بھی موجود نہیں ہیں، البتہ طلبہ کی سہولت کے پیش نظر درجہ ثالثہ کی جو کتب درس نظامی شعبہ بنات کے نصاب میں شامل ہیں ان کتب کا حل درجات بنات کے پرچہ جات سے کاپی کر کے طبع کرا دیا گیا ہے۔

درجہ ثالثہ کے پہلے پرچے کے تحت آخری دس پاروں (ماسوائے عمّ) کی تفسیر کے ساتھ ریاض الصالحین بھی شامل نصاب ہے اور اس سے قبل یہ دونوں ایک ہی پرچے کے عنوان سے موجود نہ تھیں، لہٰذا اولاً تفسیر اور پھر حدیث کے عنوان سے مکمل تین تین سوال پہلے پرچے میں شامل کر دیے گئے ہیں۔

0313 6357913 maktabazakariyam...@gmail.com

دوسرے پرچے کے تحت مختصر القدوری اور تیسرے پرچے کے تحت اصول الشاشی کا حل بھی بنات کے نصاب سے لے کر پیش کر دیا گیا ہے۔ آخری تین پرچے (کافیہ، شرح تہذیب، نفحۃ العرب و معلم الانشاء) بنات کے نصاب میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے ان کے سوالیہ پرچے میسر نہیں ہو سکے۔ البتہ ان تین پرچوں کے ۱۴۴۵ھ کے سوالات کتاب کے آخر میں شامل کر دیے گئے ہیں۔ والسلام

الجواب للخاصه بنین (اول) ١٤٤٥

﴿الورقة الاولٰی فی التفسیر و الحدیث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٤٥ھ

الشق الاوّل..... الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۝ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَیَوْمَىٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (پ۲۱۔روم:۱تا٦)

آیات کا ترجمہ کریں، آیات کا شانِ نزول وتفسیر تحریر کریں، بضع سنین کی لغوی تحقیق کریں نیز "للّٰه الامر من قبل ومن بعد، لایخلف اللّٰه وعده ولکن اکثر الناس لایعلمون کی ترکیب کریں۔ادنی الارض سے کیا مراد ہے؟

جواب.....کما مر فی الشق الاول من السوال الاول ١٤٢٨ھ

الشق الثانی..... وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَیْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ اِذْ عُرِضَ عَلَیْهِ بِالْعَشِیِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِیَادُ ۝ فَقَالَ اِنِّیْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّیْ ۚ حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوْهَا عَلَیَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝ (ص:۳۰تا۳۳)

آیات کا ترجمہ وتفسیر کریں۔اللہ تعالی کی یاد میں غفلت ہو تو اپنے اوپر سزا مقرر کرنا کیسا ہے؟۔خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق کریں۔

جواب.....کما مر فی الشق الثانی من السوال الثالث ١٤٤١ھ

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٤٥ھ

الشق الاوّل..... فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ ۝ یَّغْشَی النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝ اَنّٰی لَهُمُ الذِّكْرٰی وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ۝ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۝ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِیْلًا اِنَّكُمْ عَآىِٕدُوْنَ ۝ یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰی ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ۝ (پ۲۵۔دخان:۱۰تا۱٦)

آیات کا ترجمہ کریں، ان آیات کا مختصر پسِ منظر اور شانِ نزول بیان کریں، نیز آیات مذکورہ کی جامع تفسیر کریں۔ دخان مبین، رسول مبین، البطشة الکبری کی مراد متعین کریں۔خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق تحریر کریں۔

جواب.....کما مر فی الشق الثانی من السوال الثانی ١٤٤٣ھ

الشق الثانی..... اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ لَیْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۝ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝ فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۝ وَاَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۝ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۝ (پ۲۷۔واقعہ:۱تا۱۲)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔آیات مذکورہ کی ایسی تفسیر تحریر کریں جس میں ازواج ثلثہ کا مختصر تعارف بھی ہو جائے۔سورہ واقعہ کی خصوصیات وفضائل لکھ کر بتائیں کہ اس سورہ کا نام واقعہ کیوں رکھا گیا ہے؟

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب.....کما مر فی الشق الثانی من السوال الثالث ١٤٣٩ھ

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٤٥ھ

الشق الاوّل.....عن ابی وائل شقیق بن سلمة قال: کان ابن مسعود یذکرنا فی کل خمیس مرة، فقال له رجل: یا أبا عبد الرحمن، لوددت انك ذکرتنا کل یوم، فقال: اما انه یمنعنی من ذلك انی اکره ان املکم، و انی اتخولکم بالموعظة، کما کان رسول الله ﷺ یتخولنا بها مخافة السآمة علینا۔

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔ مخافۃ السآمۃ ترکیب میں کیا واقع ہے؟ وضاحت کیجیے۔ مختصر تشریح کر کے بتائیے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روزانہ نصیحت نہ کرنے کی کیا وجہ بتلائی؟

الشق الثانی.....و عن أبی جحیفة وهب بن عبد الله رضی الله عنه قال: رأیت النبی ﷺ بمكة و هو بالأبطح فی قبة له حمراء من أدم، فخرج بلال بوضوئه، فمن ناضح و نائل، فخرج النبی ﷺ و علیه حلة حمراء، كأنی أنظر الی بیاض ساقیه، فتوضأ و أذن بلال، فجعلت أتتبع فاه ههنا و ههنا، یقول یمینا و شمالاً: حی علی الصلاة، حی علی الفلاح، ثم ركزت له عنزة، فتقدم فصلی یمر بین یدیه الكلب و الحمار۔

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کیجیے۔ فمن ناضح و نائل اور أتتبع فاه ههنا و ههنا کا مطلب واضح کیجیے۔

﴿الورقة الثالثة فی اصول الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٤٥ھ

الشق الاوّل.....ثُمَّ الْحَقِيْقَةُ مَعَ الْمَجَازِ لَايَجْتَمِعَانِ اِرَادَةً مِنْ لَفْظٍ وَاحِدٍ فِیْ حَالَةٍ وَاحِدَةٍ وَلِهٰذَا قُلْنَا لَمَّا اُرِيْدَ مَا يَدْخُلُ فِی الصَّاعِ بِقَوْلِهٖ علیه السلام لَاتَبِيْعُوْا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ وَلَا الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ سَقَطَ اِعْتِبَارُ نَفْسِ الصَّاعِ حَتّٰی جَازَ بَيْعُ الْوَاحِدِ مِنْهُ بِالْاِثْنَيْنِ۔ (ص۲۴۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ مسئلہ کی واضح تشریح کیجئے اور یہ بتائیے کہ حقیقت اور مجاز کا اجتماع کیوں جائز نہیں؟ وجہ لکھئے۔

جواب.....كما مر فی الشق الثانی من السوال الاول ١٤٣٨ھ (الورقة الرابعة)

الشق الثانی.....وَعَلٰی هٰذَا قُلْنَا اِذَاقَالَ لِامْرَاَتِهٖ اَنْتِ طَالِقٌ اَوْطَلَّقْتُكِ اَوْيَاطَالِقٌ يَقَعُ الطَّلَاقُ نَوٰی بِهِ الطَّلَاقَ اَوْ لَمْ يَنْوِ، وَكَذَالَوْ قَالَ لِعَبْدِهٖ اَنْتَ حُرٌّ اَوْ حَرَّرْتُكَ اَوْيَاحُرُّ، وَعَلٰی هٰذَا قُلْنَا اِنَّ التَّيَمُّمَ يُفِيْدُ الطَّهَارَةَ لِاَنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰی وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ صَرِيْحٌ فِیْ حُصُوْلِ الطَّهَارَةِ بِهٖ، وَلِلشَّافِعِیِّ فِيْهِ قَوْلَانِ اَحَدُهُمَا اَنَّهٗ طَهَارَةُ ضَرُوْرِيَّةٌ وَالْاٰخَرُ اَنَّهٗ لَيْسَ بِطَهَارَةٍ بَلْ هُوَ سَاتِرٌ لِلْحَدَثِ.....۔ (ص۳۵۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ صریح اور کنایہ میں سے ہر ایک کی تعریف کریں، مثال دیں اور حکم بیان کریں۔

جواب.....كما مر فی الشق الاول من السوال الاول ١٤٣٦ھ (الورقة الرابعة)

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٤٥ھ

الشق الاوّل..... وَاَمَّا الْقَضَاءُ فَنَوْعَانِ كَامِلٌ وَقَاصِرٌ..... وَالْاَصْلُ فِی الْقَضَاءِ الْكَامِلُ وَعَلٰی هٰذَا قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ اِذَا غَصَبَ مِثْلِيًّا فَهَلَكَ فِیْ يَدِهٖ وَانْقَطَعَ ذٰلِكَ عَنْ اَيْدِی النَّاسِ ضَمِنَ قِيْمَتَهٗ يَوْمَ الْخُصُوْمَةِ لِاَنَّ الْعَجْزَ عَنْ تَسْلِيْمِ الْمِثْلِ الْكَامِلِ اِنَّمَا يَظْهَرُ عِنْدَ الْخُصُوْمَةِ فَاَمَّا قَبْلَ الْخُصُوْمَةِ فَلَا لِتَصَوُّرِ حُصُوْلِ الْمِثْلِ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ۔ (ص۸۳۔امدادیہ)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@

عبارت پر اعراب لگائیں۔ عبارت کا مطلب وضاحت کیساتھ تحریر کیجئے۔

جواب.....كما مر فی الشق الثانی من السوال الثانی ١٤٣٧ھ (الورقة الرابعة)

الشق الثانی.....اَلْوَاوُ لِلْجَمْعِ الْمُطْلَقِ وَقِيْلَ اِنَّ الشَّافِعِیَّ جَعَلَهٗ لِلتَّرْتِيْبِ وَ عَلٰی هٰذَا وَجَبَ التَّرْتِيْبُ فِیْ بَابِ الْوُضُوْءِ وَقَالَ عُلَمَائُنَا اِذَا قَالَ لِاِمْرَاَتِهٖ اِنْ كَلَّمْتِ زَيْدًا وَعَمْرًوا فَاَنْتِ طَالِقٌ فَكَلَّمَتْ عَمْرًوا ثُمَّ زَيْدًا طَلُقَتْ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، مذکورہ عبارت کی تشریح کرتے ہوئے ائمہ کے اختلاف کو واضح کریں، واؤ مطلق جمع کیلئے

آتا ہے، اس قاعدہ پر تفریع قائم کرتے ہوئے دو مثالیں ذکر کریں۔

جواب .....كما مر فی الشق الثانی من السوال الثانی ١٤٣١ھ (الورقة الرابعة)

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٤٥ھ

الشق الاوّل .....و المدعی علیه اذا نکل فی مجلس القضاء یکون الامتناع بمنزلة الرضاء بلزوم المال بطریق الاقرار عندهما و بطریق البذل عند ابی حنیفة رحمه الله، فالحاصل ان السکوت فی موضع الحاجة الی البیان بمنزلة البیان۔

عبارت کی تشریح کیجیے۔ عبارت میں ذکر کردہ اصول پر مسائل متفرع کرتے ہوئے ایک اور مثال تحریر کیجیے۔ "و بهذا الطریق قلنا الاجماع ینعقد بنص البعض و سکوت الباقین" کا مطلب واضح تحریر کیجیے۔

الشق الثانی .....① سنت کی تعریف کر کے قرآن کریم سے اس کے حجت ہونے کی دلیل ذکر کیجیے۔ ② خبر واحد کی تعریف اور اس کی کوئی ایک مثال تحریر کیجیے۔ ③ خبر متواتر اور مشہور میں کیا فرق ہے؟ نیز ہر ایک کی تعریف، مثال اور حکم بھی تحریر کیجیے۔

﴿الورقة الرابعة فی النحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٤٥ھ

الشق الاوّل .....و خالف سیبویه الاخفش فی مثل احمر علما اذا نکر اعتبارا للصفة الاصلیة بعد التنکیر، و لا یلزمه باب حاتم؛ لما یلزم من اعتبار المتضادین فی حکم واحد۔

مثل احمر اور باب حاتم سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کیجیے۔ مثل احمر میں سیبویہ اور اخفش کا اختلاف اس طرح لکھیے جس سے دونوں کے مذاہب بھی واضح ہو جائیں۔ و لا یلزمه سے امام سیبویہ پر وارد ہونے والے اعتراض اور جواب کی مکمل تشریح کیجیے۔

الشق الثانی .....فالمبتدأ: هو الاسم المجرد عن العوامل اللفظیه، مسندا الیه، او الصفة الواقعة بعد حرف النفی او الف الاستفهام، رافعة لظاهر..... فان طابقت مفردا جاز الامران..... و اصل المبتدا التقدیم، و من ثم جاز فی داره زید، و امتنع صاحبها فی الدار۔

مبتدا کی تعریف کیجیے۔ مبتدا میں تقدیم کیوں اصل ہے؟ نیز پہلی ترکیب کے جواز اور دوسری کے امتناع کی کیا وجہ ہے؟ مبتدا کی قسم ثانی کی تعریف کیجیے، مثال دیجیے اور "فان طابقت مفردا جاز الامران" کا مطلب واضح کیجیے۔

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٤٥ھ

الشق الاوّل .....و الثانی: المنادی، و هو المطلوب اقباله بحرف نائب مناب ادعو لفظا اوتقدیرا، و یبنی علی ما یرفع به ان کان مفردا معرفة..... و یخفض بلام الاستغاثة..... و یفتح لالحاق الفها و لا لام فیه..... و ینصب ما سواهما۔

منادی کی تعریف کی وضاحت کیجیے۔ عبارت میں مذکور تمام اقسام کی مثالیں دے کر تشریح کیجیے اور ہر قسم کے معرب یا مبنی ہونے کی نشان دہی کیجیے۔ "و اذا نودی المعرف باللام قیل: یا ایها الرجل..... و التزموا رفع الرجل، لانه المقصود بالنداء، و توابعه لانها توابع معرب" اس عبارت کی وضاحت کیجیے۔

الشق الثانی .....المفعول له: هو ما فعل لاجله فعل مذکور، مثل: ضربته تادیبا و قعدت عن الحرب جبنا، خلافا للزجاج؛ فانه عنده مصدر، و شرط نصبه تقدیر اللام، و انما یجوز حذفها اذا کان فعلا لفاعل الفعل المعلل به، و مقارنا له فی الوجود۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔ مفعول لہ کی تعریف کی وضاحت کر کے بتائیے کہ مصنف نے دو مثالیں کیوں ذکر کی ہیں؟ امام زجاج اور جمہور نحاۃ کا اختلاف لکھ کر و شرط نصبه سے آخر تک عبارت کی مختصر تشریح کیجیے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل .....و هی اما بمعنی اللام فیما عدا جنس المضاف و ظرفه، و اما بمعنی من فی جنس المضاف، او بمعنی فی فی ظرفه..... تفید تعریفا مع المعرفة، و تخصیصا مع النکرة، و شرطها تجرید المضاف من التعریف، و ما اجازه الکوفیون من الثلاثة الاثواب و شبهه من العدد ضعیف۔

اضافت معنویہ کی تعریف کیجیے۔ عبارت کی تشریح کرتے ہوئے اضافت معنویہ کی تینوں اقسام کی مع امثلہ وضاحت کیجیے۔ "و من ثم جاز مررت برجل حسن الوجه، و امتنع مررت بزید حسن الوجه" کا مطلب واضح کیجیے۔

الشق الثانی .....و علامة التانیث: التاء، و الالف مقصورة او ممدودة، و هو حقیقی و لفظی، فالحقیقی: ما بازائه ذکر من الحیوان کـ "امرأة" و "ناقة"، و اللفظی بخلافه، کـ "ظلمة" و "عین"، و اذا اسند الفعل الیه فالتاء، و انت فی ظاهر غیر الحقیقی بالخیار، و حکم ظاهر الجمع غیر المذکر السالم مطلقا حکم ظاهر غیر الحقیقی، و ضمیر العاقلین غیر المذکر السالم: فعلت و فعلوا، و النساء و الأیام فعلت و فعلن۔

﴿الورقة الخامسة فی المنطق﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل .....و لا بد فیه من اللزوم عقلا او عرفا، و یلزمهما المطابقة و لو تقدیرا و لا عکس۔

دلالت کے لغوی اور اصطلاحی معنی ذکر کیجیے۔ دلالت مطابقی، دلالت تضمنی اور التزامی کی تعریفات اور امثلہ تحریر کیجیے۔ مذکورہ عبارت کی بطرز شارح تشریح کیجیے۔

الشق الثانی .....ثم الاجناس قد تترتب متصاعدة الی العالی کالجوهر و یسمی جنس الاجناس، و الانواع متنازلة الی السافل، و یسمی نوع الانواع، و ما بینهما متوسطات۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔ جنس اور نوع کی تعریف کر کے اجناس میں ترتیب صعودی اور انواع میں ترتیب نزولی کی وجہ لکھیے اور کوئی ایسی مثال ذکر کیجیے جس پر جنس متوسط اور نوع متوسط دونوں صادق ہوں۔ "و ما بینهما متوسطات" کے حسب شارح دونوں مطلب بیان کیجیے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل .....کذلك بین نقیضی المتباینین تباین جزئی، فانه لما صدق کل من العینین مع نقیض الآخر صدق کل من النقیضین مع عین الآخر فصدق کل من النقیضین بدون الآخر فی الجملة و هو التباین الجزئی، ثم انه قد یتحقق فی ضمن التباین الکلی..... و قد یتحقق فی ضمن العموم من وجه۔

تباین جزئی کی تعریف کیجیے۔ کذلک کا مشار الیہ ذکر کیجیے۔ متباینین کی نقیض میں تباین جزئی ہونے کی دلیل عبارت میں موجود ہے، اس کی تشریح کیجیے۔ خط کشیدہ جملوں کی مثال سے وضاحت کیجیے۔

الشق الثانی.....و التعریف بالفصل القریب حد، و بالخاصة رسم، فان کان مع الجنس القریب فتام، و الا فناقص، و لم یعتبروا بالعرض العام، و قد اجیز فی الناقص ان یکون اعم کاللفظی ، و هو ما یقصد به تفسیر مدلول اللفظ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔حد تام، حد ناقص اور رسم تام، رسم ناقص میں سے ہر ایک کی تعریف اور مثال ذکر کیجیے۔خط کشیدہ عبارت کی واضح تشریح کیجیے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....الشرطیة متصلة ان حکم فیها بثبوت نسبة علی تقدیر اخری او نفیها..... و منفصلة ان حکم فیها بتنافی النسبتین او لا تنافیهما صدقا و کذبا معا، و هی الحقیقة، او صدقا فقط فمانعة الجمع او کذبا فقط فمانعة الخلو۔

عبارت کی تشریح کرتے ہوئے شرطیہ متصلہ ومنفصلہ کی تعریف مثالوں سے واضح کیجیے۔شرطیہ متصلہ کی کتنی قسمیں ہیں؟ صرف نام تحریر کیجیے۔شرطیہ منفصلہ کی عبارت میں ذکر کردہ اقسام کی تعریفات لکھیے اور مثالوں سے وضاحت کیجیے۔

الشق الثانی.....القیاس الاستثنائی..... ابدا یترکب من مقدمة شرطیة و من مقدمة حملیة یستثنی فیها عین احد جزئی الشرطیة او نقیضه لینتج عین الآخر او نقیضه فالاحتمالات المتصورة فی انتاج کل استثنائی اربعة.....

قیاس اقترانی اور استثنائی کی تعریف مع مثال ذکر کیجیے۔مثالوں کی مدد سے عبارت کی تشریح کیجیے۔احتمالاتِ اربعہ لکھیے۔

﴿الورقة السادسة فی اللغة العربیة و الادب و الاخلاق﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....مراتب الاصدقاء..... اقل الاصدقاء حالت من تشکو الیه و لم یکن عنده غیر سماع الشکوی و الاصغاء الیه؛ لان سماع الشکوی و بثها فیه تخفیف عن المکروب، و النفس تستروح الیه، و لهذا قال الشاعر: و لا بد من شکوی الی ذی مروءة یواسیك او یسلیك او یتوجع

عبارت کا ترجمہ کیجیے۔خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کیجیے۔شعر کی نحوی ترکیب کیجیے۔

الشق الثانی.....و سمع اعرابی ابا المکنون النحوی و هو یقول فی دعاء الاستسقاء: اللهم ربنا و الهنا و مولانا فصل علی محمد نبینا، و من اراد بنا سوء فأحط ذلك السوء به کاحاطة القلائد باعناق الولائد، ثم ارسخه علی هامته کرسوخ السجیل علی هام اصحاب الفیل، اللهم اسقنا غیثا مغیثا مریعا مجلجلا مسحنفرا سحا مسفوحا طبقا غدقا۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کیجیے۔

0313 6357913 maktabazakariyadhaka@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....یقال: ان الحجاج بعد قتل ابن الزبیر ذهب الی المدینة، و علی وجهه لثام، فرأی شیخا خارجا من المدینة، فسأله عن حال اهل المدینة، فقال: قتل ابن حواری رسول الله ﷺ، قال: من قتله؟ قال: الفاجر اللعین الحجاج، علیه لعائن الله و رسوله من قلیل المراقبة لله، فغضب

الحجاج غضبا شديدا، ثم قال: ايها الشيخ! اتعرف الحجاج اذا رأيته؟ قال نعم و لا عرفه الله خيرا و لا وقاه ضيرًا۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔ ابن حواری سے کون مراد ہے اور ان کو ابن حواری کیوں کہا گیا ہے؟ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کیجیے۔

الشق الثانی ..... تعلیم المتعلم خارج از نصاب ہونے کی وجہ سے یہ سوال شامل نہیں کیا گیا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل ..... جملہ اسمیہ کے چھ ایسے جملے تحریر کیجیے جن میں مبتدا کی خبر جملہ یا شبہ جملہ ہو۔

عربی میں ترجمہ کیجیے:

① شاید محمود ہسپتال میں ہے ② کاش تمہارے والد گھر پر ہوں ③ فی الواقع محرومی سستی اور کاہلی میں ہے ④ اس میں شک نہیں کہ لوگ افراط وتفریط میں ہیں ⑤ بے شک ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

الشق الثانی ..... دین الرحمة یا النجاة فی الصدق یا المذیاع کے عنوان پر دس سطر پر مشتمل عربی میں مضمون تحریر کیجیے۔

اللّٰه يوفّقكم الصّواب

مکتبہ زکریا ملتان ◎ پاکستان
0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**